قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

هذه الرسالة من تصنیف زبدۃ الفقراء الصادقین و العلماء المحققین السید الجیلانی

اعلیٰ حضرت مولانا مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز

المسماۃ بہ

تحقیق الحق

فی

کلمۃ الحق

مترجم

مع

مختصر حالات حضور قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ

تصحیح و ترجمہ

مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب بنگوی و مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

بایما حضور معدن صدق و صفا مخزن علم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم

باہتمام حضرت صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب سلمہ ربہ

Marfat.com

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بلہ العجالۃ من تصنیف زبدۃ الفقراء الصادقین والعلماء المدققین السید الجیلانی

مولانا پیر مہر علیشاہ قدس سرہ العزیز

المسماۃ بہ

تحقیق الحق

فی

کلمۃ الحق (مترجم)

مع

مختصر حالات حضور قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ

بتصحیح و ترجمہ

مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب بنگوی و مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس

جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

بایماء حضور معدن صدق و صفا مخزن حلم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب

دامت برکاتھم

باھتمام

حضرت صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب سلمہ ربہ

(سول اینڈ ملٹری پریس صدر راولپنڈی میں طبع ہوئی)

Marfat.com

قصیدہ مدحیہ

128284

در شان حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ

از مولینا فیض احمد صاحب فیضؔ

دوش از صمیم قلب بگوشم کسے نواخت
کاں شیخ وقت و قطب زماں ایں جہاں گذاشت

آں شاہباز قدس نشیمن کہ در زمیں
دلہا شکار کردہ علم در جہاں فراشت

آں نور ذات حق کہ بیک پرتوِ نگاہ
ذراتِ خاک سجدہ گہِ آفتاب ساخت

آں مرد کاملے کہ بعرفان و عشق حق
در وقتِ خویش مثلِ خود اندر جہاں نداشت

آں حجتِ خدا کہ بہر جا قدم نہاد
باطل بصد خجالت و ذلت ازاں شتافت

مردان راہ گرد ازاں جا نیافتند
آنجا کہ اسپ فضل و کمالش دوید و تاخت

سبطِ جناب حیدر و دلبند غوث پاکؓ
فرزند شاہ کون و مکاں آل مصطفیٰ ست

فیضؔ از نگاہ لطف خدا کے شود جدا
آنکس کہ قدر مہرِ علیشاہؓ بدل شناخت

Marfat.com

حالات حضور قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ

(از جناب مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واضح ہو کہ عالم ربانی عارف لاثانی رہبر شریعت، ہادیٔ طریقت قبلۂ عالم سیدنا و مولانا حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ الحسنی الگیلانی قدس سرہٗ ان بزرگان دین اور علماء کاملین سے ہیں۔ جو بڑی مدت کے بعد کبھی پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی نگاہیں باریک سے باریک حقیقت کو دیکھتی ہیں۔ اور جن کی نظروں میں انسانی زندگی کے تمام نقوش خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی پوری وضاحت کے ساتھ نمایاں رہتے ہیں۔ اور جن کے قلوب انوار سبحانیہ کے معدن اور اسرار ربانیہ کے مخزن ہوتے ہیں۔ وہ ایک طرف اپنا تعلق محبوب حقیقی سے استوار رکھتے ہیں اور ایک طرف نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی اور ان کی ہر جا ئز خیر خواہی کے لئے ہر میدان میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اُن کا وجود اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیر فانی معجزات کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور ان کا خلق اخلاق خداوندی کا آئینہ ہوتا ہے۔

خاندان اور تعلیم و تعلم

آں جناب ۱۲۷۴ھ ہجری مطابق ۱۸۵۶ء عیسوی قصبہ گولڑہ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں ایک ایسے گھرانے میں جلوہ افروز ہوئے ہیں جو اس خاندان سادات قادریہ گیلانیہ کی شاخ ہے۔ جن کے مشہور جد امجد حضرت میراں شاہ قادر قمیص سرکار بغداد قدس سرہٗ سے مامور ہو کر تشریف فرمائے ہندوستان ہوئے۔ اور مختلف علاقوں میں تبلیغ و ارشاد فرما کر قصبہ ساڈھورہ ضلع انبالہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی تھی۔ جہاں آج تک آپ کا خاندان موجود ہے۔ صاحب مخازن النسب نے آپ کے تفصیلی حالات تحریر کئے ہیں۔ نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اخبار الاخیار میں آپ کے سید گیلانی اور ایک صاحب کمال بزرگ ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے والد پیر نذر الدین شاہ صاحب کے

Marfat.com

جدامجد سید روشن الدین صاحب اور ان کے برادر حقیقی سید رسول شاہ صاحب سب سے اول قصبہ ساڈھورہ شریف سے حجاز مقدس اور بغداد شریف ہوتے ہوئے واپسی پر گولڑہ شریف میں اقامت پذیر ہوگئے چنانچہ اس خاندان کے متعدد کشف و کرامات علاقہ میں آج تک مشہور ہیں۔ جن سے دو واقعہ خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ پیر روشن دین شاہ صاحب مذکور جب ابتداء میں یہاں تشریف فرما ہوئے۔ تو بعض علاقہ کے شیعہ سادات نے آپ کے سید ہونے کے متعلق کچھ شکوک و شبہات کئے۔ آخر کار ایک موقعہ پر آپ نے ان سے وجہ دریافت کی۔ تو یہ من گھڑت مقولہ پیش کیا۔ "(کاٹھ نہ کنی سید نہ سُنی)" جس پر آنجناب نے اپنی کلاہ مبارک زمین پر رکھ دی۔ اور فرمایا۔ کہ جو سید صحیح النسب ہوگا۔ وہی اس کو اُٹھائے گا۔ معترضین میں سے ایک صاحب جن کو اپنی سیادت پر بڑا ناز تھا اُٹھے اور پورا زور لگایا۔ مگر ٹوپی نہ اُٹھ سکی۔ ناچار شرمندہ ہوکر چپکے عرض کی کہ اجازت ہو تو اُٹھالوں۔ آپ نے شفقت بھری نگاہ سے دیکھا اور فرمایا۔ اُٹھالے۔ اور یہ بھی فقط اس کی عاجزانہ درخواست پر ظہور میں آیا۔ ورنہ وہی حشر ہوتا جو پہلے ہُوا تھا۔

دوسرا یہ ہے کہ جب سکھوں کے دور میں حضرت قبلہ عالم کے والد حضرت سید نذر الدین شاہ صاحب کو ایک غلط الزام میں زندہ جلانے کی تجویز کی گئی تو باقاعدہ لکڑیوں کا چِتہ تیار کیا گیا اور آپ کو بٹھا کر آگ لگانے کی پوری کوشش کی گئی۔ مگر چِتہ مشتعل نہ ہُوا۔ اور سکھوں نے سخت شرمندہ ہوکر آپ کو رہا کر دیا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد اور اُن کے ماموں حضرت پیر فضل الدین شاہ صاحب گیلانی کی سرپرستی میں ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل فرمائی بچپن کا زمانہ تھا۔ ایک دن اُستاد صاحب نے نہایت تاکید کی کہ کل کے سبق کا اچھی طرح مطالعہ کر کے آنا۔ ورنہ ماروں گا۔ اتفاقاً اُس مقام سے کتاب کرم خوردہ تھی۔ اور دوسرا نسخہ موجود نہ تھا۔ آپ پریشانی کے عالم میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ خداوندا اگر تو مجھے یہ عبارت سکھادے تو اس میں تیرا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اور میں اُستاد کی مار سے بچ جاؤں گا۔ سبحان اللہ یہ کہنا تھا۔ کہ ایک سبز سی عبارت آپ کے سامنے چمکی جس کو آپ نے ضبط فرمایا۔ دوسرے روز جب اُستاد صاحب نے پوچھا۔ تو آپ نے سب عبارت یاد سنادی۔ حالانکہ کتاب میں عبارت موجود ہی نہ تھی۔ اور نہ کوئی دوسرا نسخہ وہاں موجود تھا۔ اُستاد صاحب بڑے متعجب ہوئے اور راولپنڈی جا کر دوسرا صحیح نسخہ تلاش کر کے

Marfat.com

ملاحظہ کیا۔ تو حرف بحرف درست پایا۔ واپس آکر کہنے لگے۔ کہ پیرزادہ جی! تمہیں اللہ تعالیٰ بڑی شان عطا کرے گا۔ میرے لئے بھی دعا کرنا۔ اور آپ کو مزید تعلیم دینے سے معذرت ظاہر کی جس پہ آنجناب علاقہ ہزارہ مقام بھوئی میں روانہ کئے گئے۔ وہاں پر مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم سے آپ نے قطبی تک کتابیں پڑھیں۔ بعد میں انگہ ضلع شاہ پور میں مولانا سلطان محمود صاحب کے درس میں داخل ہوئے۔ جو علاوہ ماہر علوم ظاہرہ ہونے کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مرید اور صاحب نسبت تھے۔ اُس دوران میں اُستاد مرحوم کے ساتھ آپ کو سیال شریف بکثرت جانے کا اتفاق ہوا کرتا۔ اور آخر کار آپ حضرت اعلیٰ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت بھی ہو گئے۔ قیام انگہ کے زمانہ میں آپ نے تحصیل علم میں وہ مجاہدہ کیا۔ کہ بسا اوقات سخت سردیوں میں لحاف کے بغیر ساری رات مطالعہ میں گذر جاتی اور صبح کی نماز عشا کے وضو سے ادا فرماتے۔ دو اڑھائی سال کے مختصر وقت میں آپ نے اکثر کتب درسیہ پر عبور حاصل فرما لیا۔ اور ساتھ دوسرے طلباء کو سبق پڑھانے کا سلسلہ بھی اُستاد مرحوم نے آپ کے سپرد فرما دیا۔ ان مشاغل کے باوجود سیال شریف کی حاضری اور روحانی ترقی کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جب کبھی موقعہ ملتا تنہائی میں اشعار شوقیہ اور غزلیات ذوقیہ سے بھی محظوظ ہوتے رہتے۔ خبر ہونے پر شائقین چھپ چھپ کر آپ کی ان وجدانی کیفیتوں سے مستفید اور لذت اندوز ہوتے۔ چونکہ آپ کی طبیعت مبارکہ شہرت سے متنفر تھی۔ اس لئے انگہ سے کوچ فرما کر آپ نے کچھ عرصہ علاقہ چکوال میں ایک مشہور عالم مولانا برہان الدین صاحب مرحوم کے ہاں کچھ اسباق حاصل فرمائے۔ بعد ازاں باجازت اپنے مشائخ کے ہندوستان کا رُخ فرمایا۔ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری جن کے کتب معقول اور مثنوی شریف پر حواشی بھی موجود ہیں اس زمانے میں زیارت حرمین الشریفین کا ارادہ فرماتے ہوئے تھے۔ آپ نے مولانا مرحوم سے استفادہ کا خیال ظاہر فرمایا۔ مگر مولانا نے سفر حرمین کے ارادے کی وجہ سے معذرت کی۔ آخر کار جب آنجناب کے فضل و کمال کا سورج درخشاں ہوا۔ تو ایک دفعہ موقعہ عرس پاکپتن شریف مولانا مرحوم حاضر ہو کر اچانک آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ کافی ہجوم تھا۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ مولانا احمد حسن صاحب کانپوری ہیں۔ آپ نے فوراً اُٹھا کر گلے لگا لیا۔

Marfat.com

اور دوران قیام بڑی محبت آمیز مجلسیں ہوتی رہیں۔ مولانا نے اس حد تک اظہار عقیدت کیا کہ کاش! مجھے آپ کو ایک دو سبق پڑھانے کا شرف حاصل ہو جاتا۔ اس لئے نہیں کہ آپ کا اُستاد کہلاؤں۔ بلکہ اس لئے کہ آپ کے دعوات صالحہ میرے شامل حال ہو جاتے۔
واضح ہو کہ ہندوستان کے دیگر مشاہیر علماء مثلاً مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مولانا انور علی شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔ مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی۔ مولانا فضل حق صاحب رام پوری وغیرہ آپ کے کمالات علمیہ کے مداح تھے۔
مولانا رحمت اللہ صاحب سے آپ کی ملاقات مکہ شریف میں ہوئی۔ اور مسئلہ ندائے غائبانہ اور جمعہ فی القرئے پر مفصل گفتگو ہوئی۔ جس پر مولانا مرحوم نے اپنے سابقہ خیال سے رجوع فرما کر آپ کے ساتھ اتفاق ظاہر کیا۔ اور آپ کو فقط ایک متبحر عالم ہی نہیں بلکہ انسان کامل تصور کرتے ہوئے آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کی اور کچھ وظائف کی اجازت بھی حاصل کی۔ آپکے سفر حج کے واقعات اس قسم کے ہیں کہ جن کے پڑھنے سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے فضل و کمال کا سورج فقط ہند ہی میں نہیں۔ بلکہ مرکز اسلام حجاز مقدس میں بھی ایسا درخشاں ہوا۔ کہ بڑے بڑے علم اور فن کے ستارے اس روشنی میں مات پڑ گئے۔ خصوصاً حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے سامنے مثنوی شریف کے ایک شعر کی تشریح اور حاجی صاحب مرحوم پر سُن کر وجدانی کیفیت طاری ہونا وغیرہ ایسے واقعات ہیں۔ جن سے آپ کی شان علمی کا نمایاں پہلو ظاہر ہوتا ہے۔
غرضیکہ آپ مولانا احمد حسن صاحب سے رخصت ہوئے اور استاذ الکل مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ اور دوران قیام میں وہ علمی جوہر دکھائے کہ مولانا مرحوم کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ اور جب علی گڑھ کالج کے بعض اراکین نے مولانا کے مدرسہ کو فیل کرنے کی غرض سے ایک سخت قسم کے امتحان کی تجویز کی۔ اور مولانا نے قبل از امتحان آزمائشی طور پر طلباء سے سوالات کئے تو آنجناب کے جوابات ایسے پسند فرمائے۔ کہ اسی دن ممتحن کے پاس روانہ کر دئیے۔ چنانچہ دوسرے دن معلوم ہوا۔ کہ ممتحن مذکور نے یہ کہہ کر اراکین کالج سے امتحان لینے کے متعلق معذرت کی۔ کہ جس

Marfat.com

مدرسہ کے طالب علم کا یہ کمال ہے۔ اس کا امتحان لینا میرا کام نہیں۔ مولانا مرحوم اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فرمایا کرتے تھے۔ پیرزادہ جی! میرے مدرسے کی لاج تم نے رکھ لی۔ ایک موقعہ پر مولانا کے بڑے مشہور شاگرد مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی جو اُس وقت دہلی میں مدرس تھے۔ وہاں تشریف لائے۔ اثنائے قیام میں علم نحو کے ایک مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ آنجناب کے طرز بیان کو سُن کر حیران ہو گئے۔ اور آخر میں جب حکومت برطانیہ کی طرف سے لاہور یونیورسٹی کے ایک بڑے عہدہ پہ فائز ہوئے اور تحریک مرزائیت کے خلاف مناظرہ کے دوران میں آنجناب کی تحقیق سننے کا اتفاق ہوا۔ تو فرمانے لگے کہ یہ علوم لدنیہ کی شان ہے جن میں اکتساب کو دخل نہیں۔ تقریباً دو سال کے عرصہ میں آپ نے تمام انتہائی کتابوں سے فراغت پاکر تحصیل حدیث کے لئے سہارن پور کے مشہور شیخ الحدیث مولانا احمد علی صاحب محشی بخاری شریف سے کتب حدیث شروع فرمائیں۔ دوران تدریس میں ایک دن مولانا سے کسی نے سوال کیا کہ قیام تعظیمی پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے وہ حدیث پیش کی۔ جس میں آیا ہے کہ حضرت سعد انصاری کے آنے کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار سے فرمایا۔ قوموا لسید کم کہ اپنے سردار کے لئے اُٹھو۔ سائل نے پھر سوال کیا۔ کہ ہو سکتا ہے کسی اور وجہ سے اُٹھنے کا حکم دیا ہو۔ قیام تعظیمی پر کونسا قرینہ ہے۔ مولانا مرحوم نے آنجناب کی طرف دیکھا۔ آپ نے فوراً فرمایا کہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی مشتق پر حکم کیا جاتا ہے۔ تو اس کا مصدر حکم کی علت ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں حضرت سعد کی سیادت اور سرداری قیام کی علت ہو گی۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد حضرت سعد کی تعظیم کرانا تھا۔ آپ کے اس طرز استدلال کو سن کر سائل خاموش ہو گیا۔ اور شیخ الحدیث صاحب بہت ہی خوش ہوئے۔ چونکہ مولانا کے حلقہ درس میں اہل حدیث طبقہ کافی ہوتا تھا۔ اس لئے مسائل اختلافیہ پر بارہا گفتگو ہو جاتی تھی۔ آنجناب انہیں ایسے دندان شکن جواب دیتے کہ پھر اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہ جاتی۔ ان کمالات کو دیکھ کر ایک دن مولانا نے آپ کو اپنے مقام پہ دعوت فرمائی اور بعد فراغت سند حدیث لکھ کر فرمایا۔ کہ آپ کو زیادہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اپنے وطن تشریف لے جائیے اور خلق خدا کو مستفیض فرمائیے۔ چنانچہ آپ ۱۲۷۸ھ میں تقریباً بیس اکیس سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ سے فارغ

Marfat.com

ہو کر مراجعت فرمائے وطن ہوئے۔ اور اپنے آبائی قصبہ گولڑہ شریف میں کافی خلق خدا کو علم و عرفان کی نعمت سے مالا مال فرمایا۔

جذب و سلوک اور خلافت

قبل ازیں گزر چکا ہے۔ کہ اکتساب علوم ظاہرہ کے ساتھ علوم باطنہ کی طرف بھی آپ کی پوری توجہ رہی سرکار ولایت حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارواح طیبہ سے بلاواسطہ مستفید ہونے کا تذکرہ متعدد مقامات پہ آپ کی کلام منظوم میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں حسب قواعد طریقت سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے مشہور شیخ اوقت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے خاندان کے ایک مشہور بزرگ حضرت پیر فضل الدین شاہ صاحب قادری گیلانی سے آنجناب کو بیعت وارشاد و تلقین و تربیت خلق اللہ کی اجازت حاصل ہوئی۔ اور ان ارواح طیبہ کی عنایات اور توجہات کے ساتھ ساتھ جس قدر ریاضات و مجاہدات آنجناب نے کئے۔ بلاریب قرون سابقہ کے بزرگان دین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مہینوں کے مہینے مختلف پہاڑوں اور جنگلات میں بسر کر کے مالوفات طبیعہ سے کنارہ کش رہنا آنجناب کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ آخر عمر میں جبکہ عالم استغراق میں متواتر کئی سال سے غذا وغیرہ کو باقاعدہ استعمال فرمانے سے کافی حد تک احتراز فرمالیا تھا۔ اور بعض اطبا نے حقیقت حال سے ناواقفیت کی بناء پہ یہ وجہ بیان کی کہ آپ کی کمزوری قلت غذا کے سبب سے ہے۔ تو فرمایا۔ کہ ہرگز نہیں۔ یہ لوگ میری مرض کی شناخت نہیں کر سکتے۔ درویش کے لئے غذا کے بغیر گذارہ کرنا کچھ مشکل کام نہیں۔ غرضیکہ حصول عرفان و تحصیل کمالات کے ذریعے عموماً دو ہی ہیں۔ جذب و عشق اور ریاضت و مجاہدہ جس طریقہ سے دیکھا جائے آپ کی ذات بابرکات یکتائے روزگار نظر آتی ہے۔

کمالات و کرامات

دنیا عموماً ولایت کا معیار کرامت کو سمجھتی ہے لیکن یاد رہے۔ کہ کرامات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک حسیہ اور دوسرے معنویہ۔ کرامات حسیہ جیسے عام طور پر اولیاء کرام سے تصرفات منقول ہیں۔ مثلاً ہوا میں اُڑنا۔ پانی پر چلنا۔ دور دراز مسافت کو تھوڑے سے وقت میں طے کر لینا۔ توجہ سے کسی کی حاجت روائی کر دینا۔ جن کا ثبوت متعدد آیات و احادیث سے بھی ملتا ہے۔ لیکن اس قسم کے واقعات غیر ولی سے

Marfat.com

بھی ہونے ممکن ہیں ۔ چنانچہ بعض اہل ریاضت غیر مسلم افراد کو بھی یہ مقام حاصل تھا جسے اہل شرع استدراج سے تعبیر کرتے ہیں ۔ لیکن کرامات معنویہ یعنی ذوق و شوق الٰہی استقامت شریعت اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات سے والہانہ عقیدت اور محبت اور ملت اسلامیہ پر ہر آنے والی آفت کا حتی الوسع مقابلہ کرنا ۔ اپنے خداداد اثر و تاثیر سے امت مسلمہ کو اختلاف سے نکال کر صراط مستقیم پر قائم رکھنے کی سعی کرنا ارشاد خلق اور گم گشتگان راہ شریعت و طریقت کو اپنی منزل مقصود تک پہنچا دینا مشکل سے مشکل علمی اور عرفانی نکات کی تہ تک پہنچ کر طالبان حق کی پیاس کو بجھانا ۔ صبر و قناعت تسلیم و رضا جود و سخا عفو و کرم حلم و حیا جیسے مقاماتِ عالیہ سے خود پیراستہ ہو کر دوسروں کو آراستہ کرنا ۔ یہ وہ انعامات ہیں ۔ جو محض انہیں حضرات کا حصہ ہیں ۔ جن پر عنایاتِ ایزدی اور فضل ربانی کا خاص ظہور ہوتا ہے ۔ اور یہی لوگ ہیں جو خلافت الٰہیہ کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں ۔ اسی قسم کے کمالات کے متعلق بزرگانِ دین میں یہ مشہور ہے ۔ کہ الاستقامۃ خیرٌ من الف کرامۃ ۔ یعنی آداب شریعت اور طریقت کی پابندی ہزار دیگر قسم کی کرامتوں سے افضل ہے ۔ گو آنجناب کی زندگی کا ہر لمحہ اس قسم کی کرامات سے معمور نظر آتا ہے ۔ لیکن یہاں فقط چند ایک ایسے کمالات کے بیان پر اکتفا کی جاتی ہے ۔ جو کہ اسلام اور امت مسلمہ کی خیر خواہی اور جذبۂ اخلاص اور اخوت اسلامیہ کی بنا پر آنجناب سے ظہور پذیر ہوئے ۔ جن میں غور کرنے کے بعد ہر منصف مزاج انسان آپ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے ۔۔۔۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ردِّ مرزائیت سنہ ۱۹۰۰ء کے قریب جبکہ ختم نبوت جیسے مسلمہ عقیدۂ اہل اسلام میں مختلف تاویلات کے ذریعے سے بعض لوگوں نے مسلمانوں میں اختلافات کا ایک طوفان کھڑا کیا ۔ اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام جن کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور واپس قرب قیامت میں تشریف لانے کے متعلق کتاب و سنت اور اجماع امت کے دلائل متواترہ موجود ہیں ۔ ان کی کرسی کو اپنے لئے خالی کرنے کی کوشش بے سود کی ۔ تو اس خطرناک تحریک کو مٹانے میں جس طرح آنجناب نے کارہائے نمایاں کئے وہ اپنی نظیر آپ ہیں ۔

Marfat.com

تقریر و تحریر ہر لحاظ سے امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدے کو آپ نے دوبارہ ایسا اظہر من الشمس کیا۔ کہ مخالفین کو اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہی۔ اور اظہار حق کے لئے یہاں تک جرأت مندانہ اقدام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ اس معاملہ میں اختلاف کرنے والے بھی سفید کاغذ میدان میں رکھ دیں اور میں بھی رکھ دیتا ہوں جس کے کاغذ پر خود بخود غیبی تحریر ہو جائے وہی سچا سمجھا جائے گا۔ دنیا جانتی ہے۔ کہ آپ کے اس واضح چیلنج کو سن کر مخالفین دم بخود رہ گئے۔ اور میدان مناظرہ میں آنے تک کی جرأت بھی نہ کر سکے کتاب شمس الہدایۃ در بارۂ اثبات حیات مسیح علیہ السلام اور سیف چشتیائی وغیرہ آپ کی تصنیفات اس معاملہ کی زندہ مثالیں ہیں۔

ردِ نجدیت

جب بارہویں صدی کے مشہور نجدی لیڈر محمد ابن عبد الوہاب نجدی نے توحید کی آڑ میں ذوات مقدسہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کے متعلق نامناسب خیالات کا اظہار کیا۔ اور توسل جیسے متفقہ مسئلہ کو شرک میں داخل کر کے اکثر اہل اسلام پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کیا۔ اور حرمین شریفین کے اہالیان کے خون اور مال سے کھیلنا شروع کیا۔ جس کی تعلیمات کے اثرات سے متاثر ہو کر بعض لوگوں نے یہاں بھی وہی سلسلہ شروع کیا۔ اور ایک زبردست اختلاف اور فتنہ مسلمانوں میں برپا ہونے لگا۔ تو آپ نے اس معاملہ میں نہایت ہی اعتدال اور انصاف کے ساتھ ان تمام مسائل پر اپنی مشہور کتاب "اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اھل بہ لغیر اللہ" تصنیف فرما کر امت مسلمہ پہ ایک بہت بڑا احسان فرمایا۔ کتاب مذکور کے اندر غور کرنے سے اس معاملہ کے تمام تر پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ اور ایک منصف اور حق پرست انسان کے لئے بجز تسلیم کے چارہ نہیں رہ جاتا۔ توسل اور نذر و نیاز۔ سماع موتیٰ۔ علم غیب وغیرہ مسائل پر آپ نے ایسے محققانہ انداز میں قلم اٹھائی۔ کہ بڑے بڑے علماء دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔ آخر کتاب میں مسئلہ تکفیر کے متعلق آپ نے نہایت ہی متکلمانہ تحقیق فرمائی ہے۔ جس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آج کل جیسا کہ تکفیر بازی کا بازار گرم ہے۔ یہ اسلام میں کس حد تک معیوب ہے۔ اور بغیر کسی خاص شرعی وجہ کے کسی مسلمان کو کافر کہنے کے کس قدر

Marfat.com

خطرناک نتائج ہیں۔

آپ کے بارہ (۱۲) سوالات

آنجناب کے اس قسم کے نجدیت سوز کارناموں کو دیکھ کر اس مشن کے بعض ہوا خواہوں نے بجائے دلائل کا جواب دینے کے سب و شتم اور گالی گلوچ کا راستہ اختیار کیا۔ مشاہیر اولیا کرام جیسے شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہ کے خلاف کفر تک فتوے لگانے سے بھی دریغ نہ کی۔ اور دس (۱۰) مشکل سوالات مختلف علوم سے شائع کرا کے اعلان کیا۔ کہ پیر صاحب یا دیگر اہل سنت علماء ان کا جواب دیں۔ آپ نے اثنائے سفر میں صرف چند گھنٹوں کے اندر فقط ان دس (۱۰) سوالات کے جوابات پر ہی اکتفا نہ فرمائی بلکہ اپنی طرف سے اسی نوعیت کے پورے ایک سو (۱۰۰) ایک سوال تیار فرمائے۔ لیکن ان میں سے فقط بارہ (۱۲) سوالات شائع فرما کر آخر میں یہ بھی تحریر فرما دیا۔ کہ "چونکہ جواب سے جواب ہی ہو گا۔ لہٰذا اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہے۔" اور جب اتنی بڑی جماعت کے خلاف اس قدر زبردست پیشین گوئی کرنے سے بعض احباب نے اظہار پریشانی کیا۔ تو فرط جوش میں آکر فرمایا۔ کہ "اگر وہ لوگ کسی بھی سوال کا جواب لکھ دیں۔ تو جن انگلیوں سے میں نے سوالات لکھے ہیں وہ کٹوا دوں گا۔" چنانچہ آپ کا ارشاد حرف بحرف سچا ہوا۔ یار لوگوں نے اپنے نجدی ہم خیال لوگوں کے تعاون سے ہر ممکن کوشش کی مگر جوابات پر قادر نہ ہو سکے۔ جناب قاری عبداللہ صاحب جو مکہ شریف میں مقیم تھے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ جب آپ کے سوالات وہاں حجاز شریف میں پہنچے۔ تو علما حجاز کے متعدد اجلاس ان کے حل کے لئے منعقد کئے گئے۔ مگر بجز حیرت کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ آنجناب کے ان سوالات و جوابات کو دیکھ کر فقط ہندوستان ہی نہیں بلکہ ممالک عربیہ عراق مصر اور ترکستان تک کے علماء کرام عش عش کر اٹھے۔ یہ سب ذخیرہ رسالہ "الفتوحات الصمدیہ" میں طبع ہو کر آج تک منظر عام پر جلوہ فرما ہے۔

آنجناب کی اعتدال پسندی

علاوہ ازیں شیعہ سُنی اور مقلد غیر مقلد کے مابین اختلافات کے وجوہ اور ہر فریق کے بعض متعصبانہ خیالات کی تردید اور ان سب فرق اسلامیہ میں ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کرنے

Marfat.com

کے متعدد نمونے آپ کے ملفوظات اور مکتوبات میں ملتے ہیں۔ جہاں ایک طرف شیعہ حضرات کے اس خیال کی آپ نے زبردست تردید فرمائی ہے۔ کہ خلافت بلا فصل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حق تھا۔ اور نعوذ باللہ خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان ناحق تھے۔ وہاں ان متعصب سُنیوں کے اس نظریہ کی بھی تردید فرمائی۔ کہ حضرت سرکار علی کرم اللہ وجہہ ہر لحاظ سے خلفاء ثلاثہ سے پیچھے تھے۔ حالانکہ متعدد احادیث سے آنجناب کا علم و حلم جود و سخا اور بعض دیگر اوصاف کاملہ میں یکتائے روزگار ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور جہاں آپ نے جناب سید الشہداء علیہ السلام کے مصائب و مناقب کو صحیح طور پر بیان کرنے اور سننے کو مودت اہل بیت کے لوازمات سے شمار فرمایا۔ وہاں غلط سلط روایات کا عترت رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے وقتی طور پر لوگوں کے جذبات کو اُبھارنا معیوب قرار دیا۔ اور جو لوگ یزید اور ابن زیاد وغیرہ دشمنان اہل بیت کی صفائی کرتے ہوئے اتنا کہنے سے بھی نہیں شرماتے کہ کیا ہوتا اگر حضرت امام عالی مقام یزید کی بیعت کر لیتے۔ ان کی تردید کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا۔" کہ اگرچہ یزید اور دیگر اشقیاء جنہوں نے عترت رسول علیہ السلام پر مصائب کے پہاڑ ڈھائے از روئے احادیث صحیحہ ایذا دہندگان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مستحق لعنت ہیں۔ لیکن کسی فرد یا قوم پر لعنت کرنے کو ضروریات مذہب سمجھ کر یہی رٹ لگانے کے بجائے حضور علیہ السلام اور آپ کی آل پاک پر درود بھیجنا افضل ہے۔ کسی کے ملعون ہونے کے متعلق دلائل شرعیہ کی وجہ سے عقیدہ رکھنا اور بات ہے اور اس پر لعنت کرنے کو مشغلہ بنانا اور بات ہے نیز حدیث مشہور جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے اندر بارہ خلفاء ہونے کے متعلق خبر دی ہے۔ شیعہ حضرات اسے اپنے مذہب کے اثبات کے لئے ایک اٹل دلیل سمجھتے ہیں۔ کہ یہاں سے مراد بارہ ائمہ اہل بیت کرام ہی ہیں اس حدیث کی آنجناب نے ایسی عجیب تشریح فرمائی ہے۔ کہ ہر فرقے کا منصف مزاج آدمی پڑھ کر داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ غلبۂ ادب کی وجہ سے بعض احادیث پر بغیر تاویل کے عمل کرنا جیسا کہ بعض متقدمین سلف صالحین سے منقول ہے۔ چنداں معیوب نہیں۔ لیکن حضرات ائمہ مجتہدین کو انکار حدیث سے متہم کرنا

Marfat.com

اور ان کی خدمات دینیہ سے بالکل منہ موڑ لینا جیسا کہ بعض متعصب غیر مقلدین کا شیوہ ہے نہایت نامناسب رویہ ہے۔ واقعات اور تاریخ اس امر پر شاہد ہیں۔ کہ حضرات ائمہ مجتہدین نے جو کچھ کیا۔ نہایت اخلاص اور دیانت کے ساتھ کیا۔ نعوذ باللہ ایسے خادمانِ دین کے متعلق یہ نظریہ رکھنا سراسر انصاف کے خلاف ہے۔

نظریۂ وحدت وجود صوفیائے اسلام کے نظریہ وحدت وجود جس پر اکثر مشاہیر اولیاء کرام ایک ہزار ہجری تک متفق چلے آئے ہیں۔ اور ہر مسلک اور مشرب کے ارباب حال کی کلام اس سے مملو نظر آتی ہے۔ جن میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ۔ امام عبدالوہاب شعرانی ۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی ۔ حضرت عبدالرحمٰن جامی اور حضرت غریب نواز اجمیری حضرت محبوب الٰہی دہلوی اور حضرت خواجہ باقی باللہ۔ پیر طریقت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس کے متعلق بعض متاخرین مشائخ نے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ تحریرات سے اس قسم کی نتائج برآمد کئے۔ جن کی وجہ سے اس گروہ صدق وصفا میں کافی اختلاف کا احتمال پیدا ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں بعض ارباب تصوف نے غلبۂ حال کی وجہ سے اس کشفی مسئلہ کو کلمۂ توحید کا مرادی معنی قرار دے کر تمام امت مسلمہ کو اسی کا مکلف ہونے پر زور دیا۔ اور جو اس کا قائل نہ ہو اسے مشرک و کافر تک لکھ دیا۔ چنانچہ شاہ عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی کی کتاب "کلمۃ الحق" اس امر کی پوری تصدیق کرتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس امر سے امت مسلمہ کے اکثر افراد کا کلمۂ توحید کے معنی پر ایمان رکھنے سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ یہ مقام فقط حال سے تعلق رکھتا ہے۔ اور سوائے اولیائے کرام اور عرفاء عظام کے ہر کس وناکس کی رسائی اس تک مشکل ہے۔ آنجناب نے اس خطرہ کو بروقت محسوس فرماتے ہوئے اپنی معرکۃ الآرا کتاب "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" تصنیف فرما کر ان سب خطرات کا سدباب فرما دیا۔ کتاب کیا ہے علم وعرفان کا ایک بحر ذخار ہے۔ جس کے پڑھنے سے مصنف علیہ الرحمۃ کے عرفانی کمالات کا پتہ چلتا ہے۔ مفتی محمد حسن صاحب مرحوم مہتمم جامعہ

Marfat.com

اشرفیہ لاہور اپنے شیخ طریقت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ فرماتے تھے۔ کہ اگر پیر صاحب یہ کتاب تصنیف نہ فرماتے تو اہل ظاہر کے لئے کلمۂ توحید پر اپنا ایمان ثابت کرنا مشکل ہوگیا تھا۔ کیونکہ مصنف "کلمۃ الحق" نے کتاب وسنت اور لغت وبلاغت کے دلائل قاہرہ سے یہ ثابت کر دیا تھا۔ کہ کلمہ طیبہ کا مفہوم توحید وجودی میں ہی منحصر ہے۔ جس کے بغیر ایمان شرعی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور واقعی بات ہے کہ اگر حضرت قبلہ عالم جیسے محقق عارف اس موضوع پر قلم نہ اٹھاتے تو علماء ظاہر میں سے کسی کو بھی کتاب مذکور کا جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوسکتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ اسلام کے اس اصولی کلمہ طیبہ میں اہل اسلام کے دو بڑے گروہوں میں تصادم پیدا ہوجاتا جس کے نتائج نہایت خطرناک ہوتے۔ آنجناب نے ایک طرف شاہ صاحب لکھنوی کے دلائل کے دندان شکن جوابات دے کر دلائل اور براہین سے یہ ثابت فرمایا۔ کہ کلمہ توحید کا وہ معنی جس پر زمانہ رسالتمآب علیہ السلام سے تمام اہل اسلام متفق چلے آئے ہیں۔ ایمان شرعی کے حاصل کرنے اور کفر وشرک سے نجات پانے کے لئے وہی کافی ہے۔ البتہ اس مفہوم ظاہری کے ساتھ ایک باطنی مفہوم کی طرف بھی اشارہ موجود ہے۔ اور کتاب وسنت کے بعض اشارات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ جو کہ محض ارباب باطن حضرات اہل اللہ کے مکشوفات سے ہے۔ اور اس کا انکار کرنا کفر نہیں۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ اس قدر مشاہیر اولیاء کرام کے متفقہ نظریہ کو محض کم فہمی کی بناء پر خلاف شرع اور غلط کہنے میں سوء خاتمہ اور شقاوت وحرمان کا خطرہ ضرور ہے۔

دوسری طرف آپ نے اس مسئلہ کی مکمل تشریح اور تفسیر فرما کر علماء ظاہر کے بعض بے محل اعتراضات کا پردہ چاک کر دیا۔ جو کہ کم فہمی کی بناء پر ہر دور میں اس نظریۂ کشفیہ کے متعلق وارد کئے جاتے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں وحدت وجود اور وحدت شہود کے درمیان فرق اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بعض پیدا شدہ شبہات کا مکمل جواب تحریر فرما کر اس نو پیدا اختلاف کو بھی کافی حد تک ختم کر دیا جو صوفیائے وجودیہ اور شہودیہ کے مابین پیدا ہو رہا تھا۔ کتاب مذکور کے علاوہ آپ کے مکتوبات اور ملفوظات میں بھی اس موضوع پر کافی ذخیرہ موجود ہے۔ جو کہ ارباب ذوق کے لئے موجب بصیرت ہے۔

Marfat.com

چونکہ اصل کتاب فارسی اور عربی میں ہے جس کو بجز خواص کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا اسلئے کافی عرصہ سے شوقین حضرات سے اس کے ترجمہ اُردو کا تقاضا ہو رہا تھا۔ آخر ہمارے محترم مولینا عبد الرحمٰن صاحب ساکن بنگو جو کہ ایک محقق عالم ہونے کے علاوہ صوفی المشرب ہیں۔ انہیں خواب میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی کی زیارت کا شرف حاصل ہُوا۔ جس میں وہ دیکھتے ہیں کہ آنجناب حوض کے کنارے تشریف فرما ہیں اور دستار مبارک پیشانی پر لٹکی ہوئی ہے۔ مولینا نے دستار مبارک کو آپ کی پیشانی سے ہٹا کر سر مبارک پر درست کر دیا۔" اس خواب کے بعد انہیں آنجناب کی اس تالیف مبارک کے ترجمہ کا شوق زیادہ دامنگیر ہوا۔ جس کا نتیجہ قارئین کرام کے سامنے ہے۔ اور بندہ راقم الحروف کو بھی بعض حصوں کے ترجمہ اور موجودہ ایڈیشن کی تصحیح کا شرف حاصل ہُوا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

مسلمانانِ ہند کی سیاسی رہنمائی

جنگ بلقان کے زمانہ میں جب مسلمانان ترکستان حکومت برطانیہ سے برسرپیکار تھے۔ تو ہندوستان کے اکثر اکابر نے ہجرت کی تحریک شروع کی۔ آپ نے بمعہ بعض دیگر اکابر ہند اس تحریک کی زبردست مخالفت کی اور اس کے خطرناک نتائج سے مسلمانوں کو بروقت متنبہ کیا۔ ارباب تحریک نے مختلف قسم کے غلط الزامات عائد کئے۔ حتیٰ کہ حکومت برطانیہ کی ہم نوائی سے بھی مطعون کیا گیا۔ مگر آپ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ تحریک والوں کی طرف سے بعض خصوصی نمائندے تبادلہ خیالات کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ مگر آپ کے دلائل کے سامنے بجز خاموشی کے چارہ نہ رہا اور اُلٹا اکابرین تحریک کی غلطی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اور بات بھی معقول تھی۔ کیونکہ شرعی لحاظ سے جہاں پر شعائرِ اسلام کے ادا کرنے سے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ وہاں سے ہجرت کرنا فرض نہیں۔ اور ہندوستان سے ہجرت کرنے کی نوعیت ہی کچھ اور تھی۔ جس سے علاوہ کسی اسلامی مفاد حاصل نہ ہونے کے یہ زبردست خطرہ بھی موجود تھا۔ کہ اگر بانیان تحریک کی خواہش کے مطابق تمام مسلمان یہاں سے بستر بوریا باندھ کر چل کھڑے ہوتے۔ تو اس غربتِ اسلام کے دور میں پھر غزنوی اور غوری کی طاقت کہاں سے لا کر اس ملک میں اپنی سابقہ روایات کو قائم کرتے۔ الحمد للہ کہ اس نازک دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے آنجناب جیسے دور اندیش اور مفکرِ اسلام نے میدان میں قدم رکھ کر ان

Marfat.com

خطرناک نتائج سے کافی حد تک مسلمانوں کو محفوظ کر لیا۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد دنیا پر یہ واضح ہو گیا۔ کہ آنجناب کا مسلک بالکل صحیح اور اسلامی نظریات کے عین مطابق تھا۔ اس جنگ کے بعد جذبۂ آزادی سے متاثر ہو کر جب اہل ہند نے ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ بلند کیا۔ تو اس بے معنی اتحاد کے مخالفین میں سے آنجناب پیش پیش تھے۔ اس موضوع پر آپ کی مفصل کلام مکتوبات مطبوعہ میں موجود ہے۔ جو کہ لکھنؤ کے مشہور عالم مولانا عبدالباری فرنگی محل کے استفسار پر آپ نے تحریر فرمائی۔ اور مسلمانان ہند کو شرعی طریقے سے آزادی حاصل کرنے کا طریق کار متعین فرما کر انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کرنے کو شرعی لحاظ سے غلط ثابت کیا گیا۔ چنانچہ تحریک کانگرس میں شمولیت کے متعلق آپ کا فتویٰ مکتوبات مذکورہ میں اب تک موجود ہے۔ جس میں آپ نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے یہ شمولیت ہرگز درست نہیں۔

حکومت برطانیہ سے استغناء اور بیباکی

اور طرفہ یہ کہ ایک طرف اس قسم کی تحریکوں کی مخالفت فرما کر مسلمانوں کو اُن کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمایا۔ اور دوسری طرف حکومت برطانیہ کو اس اختلاف سے کسی قسم کا فائدہ نہ اُٹھانے دیا۔ چنانچہ آج تک آپ کے وہ خطوط موجود ہیں۔ جن کے اندر کھلے الفاظ میں انگریز افسروں کو متنبہ کیا گیا۔ کہ ان تحریکوں کی مخالفت سے میرا مقصد حکومت برطانیہ کا تعاون ہرگز نہیں۔ اور نہ اس قسم کی توقع مجھ سے رکھی جائے۔ انگریزوں کے متعدد نمائندے جاگیر وغیرہ کی پیش کش کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ مگر آپ نے سب کو ٹھکرا دیا۔ حتیٰ کہ جب دہلی دربار میں جارج پنجم کے اعزاز کے لئے اکثر اکابر ہند شامل ہوئے۔ تو آپ نے اس حاضری کو اسلامی وقار کے خلاف تصور کرتے ہوئے صاف انکار فرما دیا۔ اس قسم کے واقعات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ آپ کا دامن تقدس انگریزوں کی ہمنوائی کے اتہام سے بالکل مبرا تھا۔ اور آپ نے جو کچھ بھی کیا۔ وہ فقط اسلامی نظریات کی بناء پر ظہور میں آیا۔ اسی سلسلہ میں ایک انگریز افسر کی جاگیر کے متعلق پیش کش کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ "مجھے حکومت کی طرف سے جاگیر کی ضرورت نہیں بلکہ مشرق سے لیکر مغرب تک سارا جہان ہمارے جد امجد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی جاگیر ہے۔ جو ہماری وراثت ہے۔ آنجناب کے ان جرأت مندانہ اقدامات اور استغنا و توکل کے محیر العقول واقعات کے پیش نظر جمہور اہل اسلام کے علاوہ متعدد غیر مسلم انگریز۔ ہندو۔ سکھ وغیرہ بھی آپکو اسلام کا ایک سچا پیروکار اور نہایت باخدا انسان سمجھ کر عقیدت سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ اس دور اختلاف میں کسی بھی ہستی پر آپکی طرح اسلامی فرقوں کا اسقدر اتحاد اور اتفاق نظر نہیں آتا۔ شیعہ سنی غیر مقلد دیوبندی۔ بریلوی علماء دین اور مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کے اکثر منصف افراد آپکی حقانیت اور خلوص کے سچے دل سے معترف ہیں اور اسی وجہ سے آپ کا حلقہ اثر پاک اور ہند کے علاوہ برما۔ افغانستان۔ عراق و عرب۔ ترکستان وغیرہ تک پھیلا ہوا ہے۔ جس پر زائرین دربار کی کثرت اور اعراس مشائخ پر بے نظیر اجتماعات کافی شاہد ہیں۔ یہ ہیں آپکے دینی اور ملی خدمات کے چند اہم کارنامے۔ علاوہ ازیں علوم شرعیہ اور معارف و اسرار کی معرکۃ الآراء کتابوں کی تدریس اور احیائے اسلام و تصوف کے دیگر واقعات اگر تفصیلاً ذکر کئے جائیں۔ تو ایک دفتر طویل بھی ناکافی ہے۔ آپ حضرت شیخ اکبرؒ جیسے محقق صوفیائے اسلام کی پیچیدہ سے پیچیدہ کتابوں کا ایسا درس دیتے تھے کہ سامعین جو علماء و فضلاء ہوتے محو حیرت ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آنجناب اور آپ کے مشائخ علیہم الرضوان کے صدقے جملہ اہل اسلام کو راہ راست پر قائم رکھے

وفات اور آل امجاد

آنجناب نے اگرچہ عمر شریف کے آخری دس سال میں زیادہ ترکلام اور سفر وغیرہ ترک فرما دیا تھا۔ مگر تاہم متعلقین اور متوسلین پر اس قدر شفقت رہی کہ بعض اوقات کچھ نہ کچھ کلام بھی فرما لیتے اور تھوڑا بہت چلنے پھرنے تک بھی گوارا فرما لیتے۔ جب آپکے فرزند ارجمند مدظلہ العالی غالباً ۱۹۲۹ء میں حج سے واپس تشریف لائے۔ تو چند قدم اٹھ کر نہایت محبت سے ملے اور فرمایا تم ایسی جگہ سے آئے ہو جس کی وجہ سے میرے لئے یہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ اور ویسے بھی کمال شفقت کیوجہ سے آپکے دوران سفر حج میں کبھی کبھی آپکے احباب کے پاس جو میرا میں رہتے تھے تشریف لے جاتے اور فرماتے تھے کہ وہ تو نہیں چلو اسکے دوستوں کی ملاقات کر لیں ۱۹۳۱ء میں آپ پر بالکل ہی حالت محویت اور استغراق طاری ہو گئی۔ غذا بالکل متروک ہو گئی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ جناب مولوی محبوب عالم صاحب زائرین کی معروضات کوئی کئی دفعہ پیش کرتے تب آپ حسب ضرورت کسی وظیفہ کا ارشاد یا دعا حصول مقاصد فرماتے۔ آخر ۱۹۳۷ء کی وہ اندوہگیں گھڑیاں قریب آنے لگیں جنکے متعلق ایک باخدا آدمی نے آپکے فرزند ارجمند کو موقعہ حج پہلے ہی مطلع کر دیا تھا۔ چنانچہ اسی سال اپریل ہی سے زائرین کی تعداد معمول سے زیادہ ہونی شروع ہوئی مئی کے پہلے ہفتے میں بخار کے علامات نمودار ہوئے اور آخری دو تین دن تو یہ حالت تھی کہ بار بار ہاتھ مبارک سر کی طرف اٹھاتے ایسا معلوم ہوتا کہ کسی کا استقبال فرما رہے ہیں۔ آخر یوم

Marfat.com

سہ شنبہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء بوقت عصر ساڑھے پانچ بجے آپ نے خفیف تبسم سے حاضرین کو ذوق آشنا فرماتے ہوئے اسم ذات اللہ فرمایا اور قبلہ رخ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط اور یہ حقیقت ہے کہ اگر آنجناب کے فرزند ارجمند مدظلہ العالی کا حوصلہ و ضبط باوجود نہایت رقیق القلب ہونے کے توفیق الٰہی سے عملی صورت میں رونما نہ ہوتا۔ تو مصیبت زدگان فراق کا اس واقعہ ہائلہ سے وہ حشر ہوتا کہ تجہیز و تکفین کا کچھ سرانجام نہ ہوسکتا۔ اس اندوہگین موقعہ پر آپ ہی کی ذات تھی جس نے تسلی بخش کلمات اور ضبط و استقامت سے تجہیز و تکفین کا مناسب انتظام فرمایا۔ اور حضور اقدس کے جسم اطہر کو شرعی غسل دیکر رات کو برائے زیارت اہلبیت حرم سرا پہنچایا گیا۔ دوسرے دن ایک بجے سے چھ بجے تک قبلہ عالم کی چارپائی مبارک کو آستانہ عالیہ کے مہمان خانہ کے صحن میں اونچے تخت پر رکھا گیا۔ تاکہ مخلوق آسانی سے زیارت کرسکے یوم چہار شنبہ یکم ربیع الاول ساڑھے چھ بجے شام نماز جنازہ مولانا قاری غلام محمد صاحب خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اندازہ لگایا گیا۔ جس میں دوسرے مذاہب کے لوگ ہندو سکھ وغیرہ کثیر تعداد میں شریک تھے۔ اور سب سے پچھلی صفوں میں ہاتھ باندھ کر کھڑے رہے آٹھ بجے شام آنحضور کا جسم اطہر مسجد شریف کے جنوبی باغ میں روپوش ہوگیا ؎

صورت از بے صورتی آمد بروں ، باز شد انا الیہ راجعون

آنجناب کو فقط ایک ہی فرزند ارجمند اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا جن کا اسم گرامی حضرت سیدنا غلام محی الدین مدظلہ العالی ہے۔ آپ نے زیادہ تر تعلیم و تربیت اور تصوف اسلامی کا استفادہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ سے کیا۔ آپ جب کوئی تصوف کا باریک نکتہ ارشاد فرماتے تو بطور شفقت فرمایا کرتے بالوجی کسی وقت یہ فقیرانہ ٹوٹکے تمہیں کام آئیں گے۔ نیز بیعت و ارشاد خلق کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ نے مولینا محمد غازی صاحب مرحوم سے بعض علوم درسیہ اور قاری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم جونپوری سے علم تجوید حاصل فرمایا۔ حضور سیدنا غلام محی الدین مدظلہ کو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور مولینا روم سے والہانہ عقیدت ہے۔ کئی بار مدینہ منورہ۔ بغداد شریف اور لونیہ شریف تشریف لیجا چکے ہیں۔ آپکو اللہ تعالیٰ نے دو فرزند حضرت سیدنا غلام معین الدین صاحب اور سیدنا شاہ عبدالحق صاحب عطا فرمائے ہیں جنہوں نے علوم درسیہ بہاولپور میں شیخ الجامعہ حضرت مولینا غلام محمد صاحب گھوٹوی مرحوم سے حاصل کئے اور سند فراغت حاصل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہم سب کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ (نیازمند درگاہ۔ فیض احمد متوطن بھکر ضلع میانوالی)
۱۷ رجب ۱۳۸۱ھ

Marfat.com

باسمك یا فتاح یا علیم علمنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہست حمد ذات محمود صفات — از صفاتِ او نمودِ کائنات

نیست در عالم وجود الا الٰہ — ہست بر دعوی شہادت الا الٰہ

یافتہ فیضِ مقدس از تو جود — جملہ تکوینات در ترخ او نمود

غیر اگر بودے پس ایں ارض و سما — فاسد شدے فالحمد لک منک علی

کردہ از حمد احمد نور جان — سر کنز اً مخفیا گشتہ عیان

شرح احببت جمالِ آں قمر — در خلافِ آں جلال آمد مقر

ہست در عالم ہمہ اسرارِ ہُو — من ندانم چوں کنم ایں گفتگو

مرشدِ ما دید ایں معنے بسفت

در بیاں تحقیق کلمہ حق بگفت

(مترجم)

لہ لک۔ منک۔ علیک
محمود حامد محمود علیہ

Marfat.com

تعارف :۔ از مترجم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰے وارتضٰے ۔ اما بعد۔ توحید وجودی کا مسئلہ ارواح قدسیہ کا مسلک ہے۔ بعض بزرگوار توحید شہودی کے قائل ہیں بہرحال چونکہ یہ مسائل آثار بطون سے ہیں اور احکام تشریعی مراتب ظہورات پر وارد ہوتے ہیں۔ لہٰذا امت مرحومہ ایسے مسائل (بطون) کے تسلیم و اعتقاد پر مکلف نہیں ہے حضرت صوفی عبدالرحمٰن لکھنوی نے غلبۂ مقام توحید کی بناء پر اصنام (معبودان باطلہ) کو اپنی تصنیف کتاب کلمۃ الحق میں عین اللہ قرار دیا۔ او جمیع امت مرحومہ کو اس مسئلہ کی تسلیم و اعتقاد پر مکلف قرار دیا۔ اور جمیع علمائے حق آثار و بطون و شرائع ظہور کو بہ فقرات ضلوا فاضلوا وغیرہا غلطی پر گم کردہ راہ ٹھہرایا۔ چونکہ مجملاً توحید وجودی کا خلاصہ یہ ہے کہ حقیقتاً وجود عینی ذات واجب کا ہے۔ اور مراتب تعینات و تنزلات امکانی ظلال اسماء ہیں۔ تو کائنات امکانی کا کوئی ذاتی وجود مستقلاً نہیں ہے بلکہ ظلی ہے۔ یہ مسئلہ تمام کائنات امکانی پر حاوی ہے کسی خاص تعین کی تخصیص نہیں ہے۔ حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحب سے یہ غلطی صادر ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے صرف امتیازی طور پر اصنام (معبودان باطلہ) کو عین اللہ قرار دیا۲ اور ساری امت مرحومہ کو اس عقیدہ پر مکلف قرار دیا۔ چونکہ طبائع انسانی میں انکی معبودیت مرکوز ہو کر مکلفین سے عبادت اصنام (معبودان باطلہ) کا ارتکاب ہوا جسکی تردید و تنبیہ میں منجانب اللہ شرائع و احکام بواسطہ انبیاء نازل فرمائے گئے۔ ترہیبات و تہدیدات صادر فرمائی گئیں۔ غرض مراتب میں احکام ظہور پر تشریعات کے قوانین جاری کئے گئے۔ اسی فرق مراتب میں اصنام (معبودان باطلہ) کو عین اللہ قرار دینا۔ ذہنیات عامہ مکلفین کو فتنہ اور گمراہی کے راستہ پر ڈالنا ہے۔ جس فتنہ کا دروازہ حکمت الٰہی نے بند کیا ہے اسکو پھر کھولنا ہے۔ لہٰذا انکی اس غلط فہمی کو علمائے کرام شرائع ظواہر نے کفر صریح پر محمول کیا۔ سیدنا حضرت السلطان السید مہر علی شاہ قدس سرہٗ نے اس غلط فہمی کے ازالہ میں کتاب تحقیق الحق تالیف فرما کر اہل علم کو احسان عظیم کا ممنون فرمایا۔ اور بہ ملاطفت تمام سے صوفی صاحب کی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا۔ اور خود صوفی صاحب کو غلبۂ مقام توحید سے معذور سمجھا۔ چونکہ ایسے مواقع پر عموماً جوابی رسائل کے نام تجویز کرنے میں ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جن سے رسائل مبحوث عنہ کی تردید کا عنوان ثابت ہوتا ہے۔ صوفی صاحب کے رسالہ کا نام کلمۃ الحق ہے اور پھر کلمۃ الحق کلمۂ توحید کا نام حقیقت ہے۔ اسی نکتہ کے لحاظ سے حضور قدس سرہٗ نے بجائے کسی تردیدی الفاظ کے کتاب کا نام اسم بامسمٰی تحقیق الحق فی کلمۃ الحق تجویز فرمایا۔ اور کتاب کی ترتیب اس طرز پر رکھی گئی ہے کہ اولاً بیان لا الٰہ میں ثابت کیا کہ اصنام (معبودان باطلہ) عین اللہ نہیں ہیں۔ ثانیاً بیان توحید حقہ میں الا اللہ کا اثبات توحید وجودی ہے۔ بعدہٗ بیان سیرت طیبہ میں کلمۃ الحق کی دوسری جزء محمد رسول اللہ کا مختصر بیان ہے۔ بعدہٗ تبرکاً احادیث مخصوصہ کشفیہ کا بیان ہے۔

(محمد عبدالرحمٰن مترجم)

۲۔ اور کلمۂ توحید حقہ کے معنی کو خلاف قانون عربیت اپنے مزعوم کے مطابق تاویل کر کے کبار علماء شرع کو معنی سمجھنے میں غلطی پر قرار دیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد والثناء کما حمدت واثنیت علی نفسک لا نحصیہ علیک کیف وما نقول لایلیق بشانک المتعالی عن ان یدرکہ العقول چوں کنہ ذات و صفات ترا اصلاً نمیدانیم۔ ستودن ترا بحمدیکہ سزاوار تو باشد کے توانیم۔ رباعی:۔

اے آنکہ بہر دو کون موجود توئی ❊ واندر نظر صائب مشہود توئی
فالحمد لک منک علیک یارب ❊ یعنی بجہاں حامد و محمود توئی

والصلوٰۃ والسلام علی حبیبک الاکرام کما تحب ویلیق بشانہ الافخم و آلہ وصحبہ الذین بذلوا جہدھم فی الطریق الاقوم امابعد مے گوید محجوب از جمال وحدت بہ تتق کثرت سرگشتۂ بادیۂ جہل ونادانی خوشہ چین علماء و فقراء

الٰہی بس تیرے ہی لئے حمد وثنا ثابت ہے۔ جیسا کہ تونے اپنی ذات پر حمد وثنا کہی۔ ہم (حادث) تیری ذات (قدیم) پر حمد وثناء کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ اور کس طرح ہو بھی سکے جبکہ ہم (دور افتادگان ظلال تنزلات کونیہ اپنی انتہائے عقول انسانیہ سے) جو کچھ بھی کہیں وہ تیری شان (ادراک عقول سے بلند) کے شایاں نہیں ہے۔ الہ العالمین جبکہ ہم (وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کے سرمایہ دار) تیری حقیقت ذات وصفات کو قطعاً نہیں جان سکتے۔ تو تیری تعریف ایسی حمد سے جو تیری شان کے شایان ہو کیسے کرسکتے ہیں۔ اے وہ ذات برتر کہ دونوں جہاں میں موجود تو ہی ہے اور نظر صوابدید میں مشہود بھی تو ہی ہے پس یارب العلمین تیری حمد تجھ ہی سے تجھ پر ہے یعنی مظاہر کونیہ میں تو ہی حامد۔ تو ہی محمود بہ۔ تو ہی محمود علیہ ہے۔ اور صلوٰۃ وسلام نازل ہوں تیرے حبیب اکرم الخلق پر جیسا کہ تو خود پسند کرتا ہے اور اسکے شان معظم کے شایان ہے اور نیز اس کی آل واصحاب پر جنہوں نے اپنی انتہائی کوششیں دین قویم (اور صراط مستقیم پر (چلانے کیلئے) خرچ کیں۔ فرماتے ہیں (عامل علوم ربانی واقف اسرار یزدانی مجمع البحرین (شریعت وطریقت) ماہر لطوار شریعت قافلہ سالار منازل طریقت ناظر جمال حقیقت سرآمدۂ علماء و فقراء

Marfat.com

مهر علی شاه عفی الله تعالیٰ عنه اگرچه این هیچمدان اذل حقیر تر است که در اظهار اسرار توحید مستفاده از اصحاب الذوق والمواجید جرأت نماید اما چون ابناء زمان از متفقهین و اصحاب دوران از متصوفین زبان بتکفیر وتشریک هر یکے بدیگرے کشاده علاوه بریں انفاس نفیسهٔ اصحاب ذوق و وجدان را که از هبوب نسیم ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات الا فتعرضوا لها در حدائق حقائق قدسیه و ریاض معارف انسیه ظهور یافته اند نارسیده بمراد این عزیزان موجب تکفیر و مستند امانی مخترعهٔ خویش ساخته چنانچه این بے هیچ راهم برفاقت بعضے از اعزه و احباب اتفاق حضور مجلس کذائی بتقریبے در قصبه شاهپور افتاده بود فقالوا ما قالوا عفی الله عنا و عن سائر المسلمین و نیز بعضے از اهل علم متصوفه در ایں باب یعنی تکفیر تمسک بکلمة الحق که از مؤلفات حضرت مولانا شاه عبد الرحمٰن لکھنوی ست قدس سرہٗ و افیض علینا من برکاته میکردند. هر چند تحقیق مضامینش و تدقیق براهینش شهادت بر کمال علم و

(وارث غوثیت کبریٰ سیدنا و وسیلتنا الی الله حضرت الشیخ السلطان السید مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام)

حمد و صلوٰۃ کے بعد جمال وحدت سے کثرت تنزلات کے پردوں میں پڑا ہوا لاعلمی اور نادانی کے جنگل میں حیران علماء و فقراء کا خوشہ چین مہر علی شاہ عفی اللہ عنہ کہتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ ہیچمدان اس امر سے زیادہ حقیر ہے کہ اسرار جو کہ اہل ذوق و وجدان سے حاصل ہوئے ہیں ان کے اظہار میں جرأت کرے۔ لیکن چونکہ موجودہ زمانہ میں مدعیان فقاہت (علوم ظاہری) و تصوف (علوم باطنی) میں سے ہر ایک نے دوسرے فریق کو کافر و مشرک قرار دینے کی زبان درازی کی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اصحاب ذوق و وجدان کے کلمات نفیسہ کو جو کہ نسیم بہاری ان لربکم آہ (یقیناً تمہارے پروردگار کیلئے تمہارے زمانہ کے دنوں میں نسیم فیض کے جھونکے ہیں۔ آؤ ان جھونکوں کے سامنے آکر فیضان کے مستعد رہو۔) کے فیضان سے حقائق قدسیہ کے باغات اور معارف انسیہ کے روضہ جات میں ظہور پاتے ہیں۔ ان عزیزوں کی مراد کلام سے نارسائی پر موجب تکفیر اور اپنی من مانی آرزوؤں کا مستند بنا لیا۔ چنانچہ اس بے ہیچ کو بھی بعض عزیز و احباب کی رفاقت میں ایک تقریب کے موقعہ پر قصبہ شاہپور میں اتفاقیہ اس قسم کی مجلس میں شمول ہوا تھا۔ پس ناگفتنی باتیں کہنے سننے میں آئیں۔ اللہ جل و علیٰ شانہ ہم سے اور سب مسلمانوں کو درگذر اور معاف فرمائے۔ اور نیز بعض اہل علم مدعیان تصوف میں سے تکفیر کے بارہ میں کتاب کلمۃ الحق مؤلفہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحمٰن صاحب لکھنوی قدس سرکار کے ساتھ تمسک پکڑتے تھے۔ (اس رسالہ کے مضامین کے پیش نظر کفر کا حکم لگاتے تھے) ہر چند کہ کتاب کلمۃ الحق کے مضامین کی تحقیق اور براہین کی باریکی و لطافت مؤلف علیہ الرحمۃ کے کمال علم و فقر پر شہادت دے رہی ہے

128284

Marfat.com

فقر مؤلف علیہ الرحمۃ رسیدہ لیکن چونکہ طرز اثبات توحید وجودی بہ سبب انہماک و استغراق او دریں مسئلہ برنگ دیگر است خلاف ما علیہ الخلف والسلف چہ حضرات وجودیہ قدست اسرارہم توحید وجودی را مراد از کلمہ طیبہ عند الشارع عموماً نہ پنداشتند و امم سالقہ را مع امت مرحومہ مکلف بدو نہ فہمیدہ بلکہ توحید فی العبادت را کہ مدلول کلمہ طیبہ و در تعلیم اول واقع است مدار نجات و توحید فی الحب را کہ مفہوم قل ان کان اٰبائکم و ابنائکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونہا احب الیکم من اللّٰہ و رسولہ است و در تعلیم ثانی واقع شدہ و ہم چنیں توحید فی الوجود را کہ مستفاد از کل شیئٍ ھالک الا وجھہ و نظائر اوست بناءً علیٰ کون اسم الفاعل حقیقۃ فی الموصوف بالمبدأ حالاً لا مآلاً و در تعلیم ثالث صدور یافتہ مناط کمال دانستہ اند و ہمیں ست سر ورود اول در سور مکیہ بکثرت۔ و ثانی در مدنیہ سور و احادیث مدنیہ و اولین

لیکن چونکہ توحید وجودی کا طرز اثبات ان کے اس مسئلہ میں انہماک و استغراق کے سبب سے ایک اور ہی رنگ پر ہے جو کہ خلف و سلف کے مسلک کے خلاف پر ہے۔ کیونکہ حضرات وجودیہ قدست اسرارہم نے توحید وجودی کو کلمہ طیبہ سے عند الشارع (خواص و عوام کے لئے) عموماً مراد نہیں جانا۔ اور امم سابقہ کو مع امت مرحومہ محمدیہ کے اسی کے ساتھ مکلف نہیں سمجھا۔ بلکہ توحید فی العبادت کو جو کہ کلمہ طیبہ کا مدلول اور تعلیم اول (ایمان باللہ) میں واقع ہے مدار نجات قرار دیا۔ اور توحید فی الحب کو جو کہ آیت قل ان کان آہ کا مفہوم اور تعلیم ثانی (اعمال بالشرائع و جہاد وغیرہ) میں واقع ہوئی ہے۔ اور ایسا ہی انہوں نے توحید فی الوجود کو جو کہ آیہ کل شیئٍ ھالک الا وجھہ اور اس کے نظائر سے بافادہ و تقویت کشف و ذوق[1] مستفاد ہے۔ (آیہ کل شیئٍ ہالک سے نفی وجود غیر اس بنا پر (مستفاد ہے) کہ حقیقۃً اسم فاعل کا اتصاف اپنے مبداء سے حالاً ہوا کرتا ہے نہ مآلاً (واستقبالاً فلا موجود الا وجہہ) اور تعلیم ثالث (انہماک و استغراق) میں صدور یافتہ مدار کمال جانا۔ اور اول (توحید فی العبادت) کا وارد ہونا سور مدنیہ سے مکیہ میں کثرت سے۔ اور ثانی (توحید فی الحب) کا وارد ہونا سور تہا سے اور احادیث مدنی میں اور اولین (توحید فی العبادۃ و توحید فی الحب) کا بصیغہ خطاب و تکلیف صراحۃً صادر ہونا

---

[1] بتقاضہ کشف و ذوق ۱۲ منہ (یعنی کشف و ذوق کی امداد و تقویت سے ۱۲ مترجم

بصیغۂ خطاب و تکلیف صراحۃً بدون ثالث۔ بنابراں محرر سطور لاظہار الحق و دفعاً للمطاعن عن العلماء والصوفیۃ الکرام مثل عارف جامی و شیخ اکبر وغیر ہما از علماء ظواہر حسب استعداد ناقص چیزے گفتہ و استدلالات مولانا و تکفیر او را قدس سرہ محمول بر استغراق و غلبہ حال ساختہ فان المولف قدس سرہ کان من زمرۃ الکمل صحیح المقال و صادق الحال و ایں عجالہ را مسمے بتحقیق الحق فی کلمۃ الحق نمودہ و ما ابری نفسی و ارجو العفو من الاخوان و ما توفیقی الا باللہ وعلیہ التکلان۔ **فصل** انفراد مولانا از سلف در اعتقاد توحید وجودی نیست بلکہ در مراد بودن او عند الشارع از کلمۂ توحید و مکلف بودن جمیع امم بداں اعتقاد و خلاصہ ما افادہ مولانا فی ہذا الباب آں است کہ لفظ الٰہ مشترک لفظی است فیما بین واجب تعالیٰ و اصنام بدلیل استعمال او در ہر یکے و احتیاج او بسوئے قرائن در تعیین ہر یکے از دو معنے و محذوف در کلمۂ طیبہ غیر اللہ است نہ موجود بشہادۃ قول او علیہ السلام لا الٰہ غیرک و نظائر آں نحو لا فتی الا علی و لا سیف الا ذو الفقار و ما محمد الا رسول و لا خیر الا خیرک

بغیر ثالث (توحید فی الوجود) کے یہی راز ہے ۔ اس بنا پر محرر سطور (رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام) نے برائے اظہار حق و علمائے حقانی و صوفیائے کرام مثلاً عارف جامی و شیخ اکبر وغیرہما جیسی بزرگ ہستیوں پر جو اعتراضات و مطاعن علمائے ظواہر سے وارد کئے جاتے تھے ان کو اٹھانے کیلئے استعداد ناقص کے مطابق کچھ بیان کیا۔ اور مولانا قدس سرہ کے استدلالات اور ان کے کلمات باعث تکفیر کو استغراق و غلبۂ حال پر محمول کیا گیا۔ کیونکہ (حقیقتاً رسالہ کلمۃ الحق کے) مولف قدس سرہ صحیح الکلام اور صادق الحال کاملین کے گروہ میں سے تھے۔ اور اس زود نوشتہ کو باسم تحقیق الحق فی کلمۃ الحق مسمی کیا۔ اور میں اپنے نفس کو (نقائص سے) بری نہیں کہتا۔ اور (اہل علم) بھائیوں سے عفو کا امیدوار ہوں ہر امر میں مجھے اللہ ہی کی توفیق رفیق ہے اور اسی پر کلی بھروسہ ہے۔ فصل مولانا قدس سرہ (نفس توحید وجودی کے اعتقاد حقہ) میں سلف سے منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ دو امر میں ایک تو یہ کہ) عند الشارع کلمۂ توحید سے مراد توحید وجودی ہے (دوسرا یہ کہ) جمیع امم اسی اعتقاد کے ساتھ مکلف ہیں۔ اس باب میں جو کچھ مولانا نے افادہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ الٰہ مشترک لفظی ہے واجب تعالیٰ اور اصنام کے درمیان۔ (اشتراک) کی دلیل یہ ہے کہ لفظ الٰہ دونوں معانی میں مستعمل ہے اور تعیین (مراد ہر معنی) کیلئے قرائن کی احتیاج پڑتی ہے۔ اور کلمۂ طیبہ میں محذوف (مقدر لفظ) غیر اللہ ہے نہ (لفظ) موجود۔ (لفظ غیر کی تقدیر پر) قول علیہ الصلوٰۃ والسلام لا الٰہ غیرک اور اسکے نظائر

Marfat.com

ولا طیر الا طیر ک وبدلیل مزعوم مخاطب از مشرکین عرب چہ مزعوم اوشاں غیریت است کما سیجی وسوم باقتضاء تقریب فانہ لایتم بدونہ پس مراد از آلہ در کلمہ طیبہ اصنام اند بدلیل استغراق فانہ قرینۃ الامکان فمعنے لا الہ الا اللہ لا شیٔ من الاصنام غیر اللہ الا اللہ وارادۂ معبود مطلق یا مستحق زعمی از منکور با تقدیر موجود کما ہو المشہور مستلزم وقوع کذب است در کلمۂ طیبہ کما ان ارادۃ المستحق الواقعی یستلزم التاویل والتحریف فی المحکم مع لزوم الاستثناء عن نفسہ پس ثابت شد عینیۃ بین الواجب والاصنام بعبارت نص وفی مابین واجب وغیر اصنام بدلالۃ نص اذ لا فارق بین ممکن وممکن وصل اقول لفظ آلہ اطلاق کردہ میشود لغۃً بر ہر چیزے کہ پرستیدہ می شود واجباً کان او ممکناً و بر معبود مستحق تخصیصاً عقلیاً شرعیاً چہ عقل سلیم ابا کند از پرستش چیزے کہ موصوف بصفات کاملہ یعنی خالق و مجیب المضطر وضار ونافع بلکہ سامع ومتکلم ہم نباشد وقد اعتبرہ الشارع کما قال عز من قائل ام جعلوا اللہ شرکاء خلقوا کخلقہ وقال ام اتخذوا الٰہۃ من الارض ہم ینشرون وقال قل افاتخذتم

جیسا کہ لافتی الا علی الخ شاہد ہیں۔ دوسرے مشرکین عرب مخاطبین کا زعم اسکی دلیل ہے کیونکہ ان کا گمان غیریت اصنام تھی جیسا کہ ابھی بیان کیا جائیگا۔ دلیل سوم تقریب کا اقتضا ہے کیونکہ بغیر تقدیر غیر کے تقریب تام نہیں ہوتی۔ پس کلمہ طیبہ میں آلہ سے مراد اصنام ہیں۔ بدلیل استغراق کے جو کہ قرینہ ہے امکان کا۔ پس لا الہ الا اللہ کا معنی یہ ہوا کہ نہیں کوئی شئے اصنام میں سے غیر اللہ مگر اللہ۔ اور (احتمالات ثلثہ یعنی) نکرہ (آلہ) سے ارادہ معبود مطلق یا مستحق زعمی یا موجود کی تقدیر جیسا کہ مشہور ہے۔ کلمہ طیبہ (حقہ) میں وقوع کذب کا مستلزم ہے جیسا کہ مستحق واقعی کا (لفظ الہ) سے ارادہ کرنا ایک تو محکم میں تاویل و تحریف کا مستلزم ہے۔ دوسرا استثناء الشیٔ عن نفسہ یعنی کسی شے کو خود اسی شے سے استثناء کرنا لازم آتا ہے۔ پس (مقدمات مسطورہ بالا سے) واجب تعالیٰ اور اصنام کے مابین عینیت عبارت نص سے ثابت ہوگئی اور مابین واجب وغیر اصنام (دیگر ممکنات کے) دلالت نص سے کیونکہ (واجب کی طرف) ممکنات کی نسبت میں وجہ فرق نہیں ہے۔ حضور مولف قدس سرہ تحقیق جواب میں فرماتے ہیں کہ لفظ الہ لغت کی رو سے ہر اس چیز پر اطلاق کیا جاتا ہے جسکی پرستش کی جائے۔ واجب ہو خواہ ممکن اور بر وجہ تخصیص عقلی و شرعی معبود مستحق کیلئے خاص ہے (مصنف قدس سرہ حاشیہ منہیہ میں فرماتے ہیں) کہ لفظ آلہ کے بیان میں لفظ وضع کے بجائے اطلاق کا استعمال اسلئے کیا گیا کہ جو کچھ لفظ الہ کے بیان مدلول میں کہا گیا سبکو شامل ہوجائے۔ کیونکہ عقل سلیم ایسی چیز کی پرستش سے انکار کرتا ہے جو کہ صفات کاملہ سے موصوف نہ ہو یعنی خالق و مجیب المضطر وضار ونافع نہ ہو بلکہ کچھ کہنے سننے سے بھی عاجز ہو۔ اور شرعی امور کا اعتبار ان آیات ثلثہ میں ماخوذ ہے۔ کیونکہ مشرکین عرب

لہ ناظر الی قولہ شرعیاً فلا یلزم التعریف ۱۲ منہ

من دونه اولیاء لا یملکون لانفسهم نفعا ولا ضرا چہ مشرکین عرب قائل بخالقیت اصنام و انشار موتی از قبور نبودند و ایضاً قال سبحانہ ان ھی الا اسماء سمیتموھا اے بدون تحقق المسمیات لا عتبار الاتصاف بالصفات الواجبیۃ فی المسمی وہو منتف و مدار ترتب توالی در براہین خمسہ ہمان تخصیص است وصدق مفہوم مخصص بر اصنام در قیاسات خمسہ بحسب الفرض و زعم مخاطب تہکماً بجعل نقیض المطلوب مقدما واقع شدہ و علیہ بناء التعبیر بصیغۃ الجمع فی البراہین الخمسۃ اعنی لوکان فیہما الھۃ الا اللہ لفسدتا و لوکان معہ الھۃ کما یقولون اذا لا بتغوا الی ذی العرش سبیلا وما کان معہ من الہ اذا لذہب کل الہ بما خلق ولعلی بعضہم علی بعض ولوکان ھؤلاء الھۃ ما وردوھا و در ہیچ جا از کتاب و سنت استعمال لفظ آلہ در اللہ سبحانہ و اصنام کہ از افراد معنی مخصص اند واقع نہ شدہ بلکہ استعمال او در ہمان مفہوم مخصص کلی ثابت است آری صدق او بر اللہ سبحانہ بحسب الواقع و بر اصنام بحسب زعم مشرکین است و مخفی نیست بر ارباب بصیرت کہ خصوص

خالقیت اصنام و بعث موتی از قبور کے قائل نہ تھے۔ اور نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ محض اسماء مخترعہ بدون ثبوت و وجود مسمیات کے ہیں۔ کیونکہ مسمی میں صفات واجبیہ کیساتھ موصوف ہونا معتبر ہے اور وہ اتصاف (اسمائے مخترعہ میں) منتفی ہے۔ اور براہین خمسہ میں (مقدمات پر) تالیات کے مترتب ہونے کی مدار اسی تخصیص شرعی پر ہے۔ اور صدق مفہوم مخصص کا اصنام پر قیاسات خمسہ میں بحسب الغرض (فرضی طور پر) اور زعم مخاطب کے بنا پر ہو گئے تہکم (تہکم آمیزی) نقیض مطلوب کو مقدم بنانے سے واقع ہوا۔ اور براہین خمسہ یعنی آیات خمسہ مسطورہ میں صیغۂ جمع سے تعبیر اسی مقدمہ مذکورہ بالا پہ مبنی ہے (صدق مفہوم مخصص کا اصنام پر فرضاً و زعماً و تہکماً ہے) اور لفظ الٰہ کا استعمال اللہ سبحانہ اور اصنام پر جو کہ افراد معنی مخصص سے ہیں قرآن و حدیث میں کہیں بھی واقع نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا استعمال اسی مفہوم مخصص کلی میں ثابت ہے۔ ہاں اس لفظ (الٰہ) کا صدق اللہ سبحانہ پہ بحسب الواقع اور اصنام پہ بحسب زعم مشرکین ہے۔ اور ارباب بصیرت پر مخفی نہیں کہ خصوص مصداق صیغۂ نوعی و صنفی و

لہ بیان للشواہد لا خر علی اعتبار الشارع للتخصیص ۱۲ منہ (تخصیص شرعی کے اعتبار سے دوسرے مزید شواہد کا بیان) (مترجم)

عہ توالی جمع تالی مقابل مقادیم جزو قضیۃ شرطیہ ۱۲ منہ سلہ اے ما یؤدی مؤداہ وان لم یکن علی صورتہ ۱۲ منہ (جو صیغہ کہ جمع کا معنی ادا کرے خواہ جمع کی صورت پر نہ ہو ۱۲ مترجم) سلہ بلکہ از افراد معنی مستعمل فیہ اند اما بحسب الواقع او بحسب الفرض والتہکم او بحسب الزعم ۱۲ منہ

سلہ قولہ زعم مشرکین اے در بعض صفات واجبیہ فتامل ۱۲ منہ

Marfat.com

مصداق خارج است از مدلول صیغہ نوعی وصنفی وشخصے کما فی ضربا وضربوا ولا واجب الا اللہ ولوکان فیہما وجباء[1] ازینجا است کہ مے گویند اللفظ الموضوع لمفہوم کلی اذا استعمل فی جزئی من جزئیاتہ من حیث انہ جزئی یکون مجازا پس در قول او سبحانہ نعبد الٰھك والٰہ اٰبائك مراد از الٰہ ہماں معنے[2] کلی است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ مصداق است برائے او یعنے عبادت خواہیم کرد معبود ترا ومعبود پدران ترا وہمچنیں در لوکان فیہما اٰلھۃ الا اللہ مراد از اٰلہ مفہوم مستحقات للعبادۃ است کہ اصنام مصداق بحسب الفرض اند برائے او وبر تقدیر تسلیم نیز قول باشتراک لفظی راست نمی آید بدون ثبوت تجدد وضع برائے ہریکے از معنیین ودونہ خرط القتاد فالاستدلال علی الاشتراك اللفظی بانہ لا یستعمل فی کل من معنییہ الا بالقرینۃ کالاضافۃ والتوصیف بالوحدۃ والجمعیۃ والاستغراق والاحتیاج الی القرینۃ دلیل الاشتراك اللفظی وکذا الاستشہاد بقرینۃ المقام علی کون الصنم والوثن والتمثال والالہ بمعنی واحد کقولہ سبحانہ ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم وقال یا ایھا الکفرون الخ وقولہ اتتخذ اصناما اٰلھۃ فاجتنبوا الرجس من الاوثان وما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون فہما[illegible]

شخصی سے خارج ہے جیسا کہ امثلہ ثلثہ میں مسطور ہے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لفظ موضوع مفہوم کلی کے لئے جب اس کلی کی جزئیات میں سے کسی جزئی میں بحیثیت جزئی استعمال ہو تو مجازاً ہوتا ہے۔ پس او سبحانہ وتعالیٰ کے قول نعبد الخ میں الٰہ سے مراد وہی معنی کلی ہے۔ جو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اس کیلئے مصداق ہے۔ اور ایسا ہی آیہ لوکان فیہما آہ میں مراد الٰہ سے مفہوم مستحقات للعبادۃ ہے جو کہ اصنام اس کے لئے بحسب الغرض مصداق ہیں۔ اور علی تقدیر التسلیم (ما نحن فیہ میں) اشتراک لفظی کا قول اس وقت درست ہو سکتا ہے جب دو معنوں سے ہر ایک کے لئے تجدد وضع کا ثبوت مل سکے اور یہ امر تو از حد مشکل ہے۔ پس اشتراک لفظی پر یہ استدلال کرنا کہ وہ اپنے دونوں معنوں سے ہر ایک میں استعمال کیلئے قرینہ کا محتاج ہے مثلاً اضافت اور وحدت یا جمعیت سے موصوف ہونا اور استعمال میں قرینہ کی احتیاج اشتراک لفظی کی دلیل ہے۔ اور ایسا ہی قرینہ مقام سے صنم اور وثن اور تمثال اور الٰہ کے ایک ہی معنی کیلئے ہونے پر استشہاد جیسا کہ آیات مسطورہ سے مفہوم ہے میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔

---

[1] پس مشاقین بوجود واجب عزاسمہ واصنام معنی مستعمل فیہ لفظ الہ [illegible] بین المدلول والافراد فتدبر ١٢ منہ

[2] وجباء جمع واجب بمعنی الٰہہ متعددہ ١٢ منہ (مترجم)

فان المقام لا یثبت کون الاصنام موضوعاله للفظ الاله کما عرفت بل الاستعمال فی المفہوم الکلی فالقرائن امادالة علی تعیین فرد من افراد الموضوع له المستعمل فیه او علی تعیین الاستعمال بحسب التخصیص الشرعی ولو سلم الاشتراک اللفظی فالاستغراق دلیل لامکان فی مادة الایجاب بناءً علی ان ثبوت الشئ للشئ فرع ثبوت المثبت له فیتحقق التکثر وھو دلیل لامکان الکلی لا فی مادة السلب لصدقه بانتفاء الموضوع ایضا ومعلوم ان مدار الکلی علی عدم المنع بنفسہ لا علی تحقق الکثرة فظہر ان المراد من المذکور فی الکلمة الطیبة والبراھین ھو المعنی الکلی اعنی المستحق ولا تنافی اذ الجمعیة انما تنافی المستحق اذا اخذ صدقہ بحسب الواقع دون ما اذا اعتبر بحسب الفرض کما فی البراھین ولا یلزم الاستثناء من نفسہ لکون المستثنی منہ کلیا والمستثنی جزئیا لہ غایة ما فی الباب انہ من الکلیات المنحصرة فی فرد واحد

(یعنی اس کی کوئی وقعت اور ثبوت نہیں ہے) کیونکہ (توحید معبودیت کا) موقع ومقام اصنام کو لفظ الہ کے لئے موضوع لہ ہونے کو ثابت نہیں کرتا جیسا کہ معلوم ہوچکا۔ بلکہ صرف مفہوم کلی (مطلق معبودیت) میں استعمال کو ثابت کرتا ہے (ظاہر ہے کہ صرف استعمال سے وضع ثابت نہیں ہوتی) پھر قرائن یا تو افراد موضوع لہ میں سے فرد مستعمل فیہ کی تعیین پر دال ہیں۔ یا تعیین استعمال پر بحسب تخصیص شرعی کے۔ اگر اشتراک لفظی تسلیم بھی کر لیا جائے پھر بھی استغراق مادۂ ایجاب میں امکان کی دلیل ہوتا ہے۔ اس بناء پر کسی شئے کا دوسری شئے کے لئے ثبوت کرنا فرع ہے ثبوت مثبت لہ کا۔ پس یہاں تکثر ثابت ہوتا ہے اور تکثر کلی کے امکان کی دلیل ہے۔ ہاں مادۂ سلب میں تکثر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ (قضیہ سالبہ) انتفاء موضوع پر بھی صادق آسکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کلیت کی مدار ہذیت (تشخص مشار الیہ ہونے) کے عدم پر ہے نہ کثرت کے تحقق پر۔ پس ظاہر ہوا کہ منکور (الہ) سے کلمہ طیبہ اور براہین خمسہ میں وہی معنی کلی مراد ہے یعنی مستحق للعبادت۔ اور منافات (موہومہ) منتفی ہے۔ کیونکہ مستحق للعبادۃ کو جمعیت اس وقت منافی پڑتی ہے۔ جبکہ اس کا صدق بحسب الواقع مراد لیا جائے اور بحسب اعتبار فرضی کے جیسا کہ براہین خمسہ میں مذکور ہے منافات مفقود۔ استثناء من نفسہ بھی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ مستثنی منہ کلی ہے اور مستثنی اس کی جزئی۔ صرف اتنی بات ہے کہ مستثنی منہ ان کلیات میں سے ہے جو کہ فرد واحد میں منحصر ہیں۔

سلہ فانہ انما کلام قصری من قبیل قصر الصفة الموصوف لیفید انتفاء طبیعة الوصف ای الالوھیة۔ ص۲۹ پر دیکھیں

والاستثناء المستغرق الباطل بالاتفاق انما هو اذا كان بلفظ الصدر نحو عبيدی احرار الا عبيدی او بلفظ يساويه فی المفهوم نحو عبيدی احرار الا مماليكی واما الاستثناء المستغرق بغيرهما كعبيدی احرار الا هؤلاء او سالما و غانما و راشدا والحال انهم الكل من العبيد فعند الحنفية لا يمتنع واما ما نحن فيه فجائز بالاتفاق لتغاير اللفظ والمفهوم

اور استثناء مستغرق (استثناء الکل من الکل) اس وقت بالاتفاق باطل ہوتی ہے جبکہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کا لفظ متحد ہو جیسا کہ پہلی مثال میں یا معنے متحد ہو جیسا کہ دوسری مثال میں (کیونکہ اس صورت میں استثناء الشیئ من نفسہ لازم آتی ہے اور وہ باطل ہے) لیکن استثناء مستغرق سوائے ان دو صورتوں کے جیسا کہ (مجموع عبید کی طرف اشارہ کر کے کہا) عبیدی احرار الا ہولاء یا کہا (عبیدی احرار) الا سالم و غانم و راشد۔ درحالیکہ وہی نامبردہ سارے عبید ہیں (کل کے کل) پس علمائے حنفیہ کے نزدیک (اس صورت میں استثناء مستغرق) منع نہیں ہے۔ درما نحن فیہ (کلام مبحوث عنہ) میں تو بالاتفاق جائز ہے بہ سبب تغائر لفظ اور مفہوم کے۔

حاشیہ صفحہ سے آگے:۔ والاستحقاق عن المواد المزعومة للمخاطب عن اللات والعزیٰ اوغيرهما وتحققهما فی الواجب سبحانه وهذا لقصر لاهذا فقد علم ان المراد لا يحصل بدون تقدير موجود وان مآلها الى محصورة سالبة كلية وشخصية موجبة فی بادی النظر والى طبعيتين سالبة وموجبة عند تحقيق النظر وان الثانية من القضيتين ليست بملغاة بل لها مدخل فی رد الشرك وزعم المخاطب كالاولى والقوم لما لم يطلعوا على هذا السر فتكلفوا فی دفع لزوم الالغاء فقالوا بما هو جنيب عن المقصود بمراحل مع سخافته فی نفسه نعم التقدير فی لا مطلوب ولا محبوب ولا موجود الا الله هو غير الله لعدم افادة المعنى المراد بدونه والقرينة هو الزعم وارادة مفهوم المطلوب والمحبوب والموجود من المنكور كما هو المشتهر بين الصوفية اما بحسب الوضع العرفی او بالمطابقة على سبيل المجاز عند الميزانيين او بالالتزام عند غيرهم واللزوم البين بالمعنى الاعم يكفی عند اتحاد الملقی والملقی اليه فتدبر ١٢ منه

پس حق یہ ہے کہ یہ کلام قصری ہے از قبیل قصر صفت کے موصوف پر تاکہ مفید ہو (دو امر کی۔ ایک تو) انتفاء طبیعت وصف یعنی الوہیت و استحقاق عبادت کا مواد مزعومۂ مخاطب یعنی لات و عزیٰ وغیرہ سے اور (دوسرا) تحقق وصف مذکورہ کا واجب سبحانہ و تعالیٰ کے لئے اور قصر یہی ہوتی ہے (لا الہ الا اللہ کا مرادی معنی واضح ہو گیا) پس تحقیقاً معلوم ہوا کہ بدوں تقدیر موجودٌ کے مراد حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہاں دو قضیئے بنتے ہیں۔ بادی النظر میں تو ایک سالبہ کلیہ محصورہ دوسرا موجبہ شخصیہ۔ اور دقت نظر پر دو طبعیہ ظاہر ہوتے ہیں ایک سالبہ ایک موجبہ۔ اور نیز معلوم ہوا) کہ دونوں قضیوں میں سے دوسرا قضیہ ملغی نہیں بلکہ اس کو بھی رد شرک و تردید زعم مخاطب میں پہلے قضیہ کی طرح دخل ہے۔ اور قوم (علماء) نے بوجہ اس باریک راز سے ناواقفیت (صفحہ ٧٢ پر دیکھیں)

Marfat.com

فتبين ان ارادة الاصنام[له] من المنكور في الكلمة الطيبة والبراهين بقرينة الاستغراق والجمعية والتقريب لا يحوم حومه عاقل اذ هو مبني على الاشتراك اللفظي و كون الاستغراق قرينة الامكان مطلقا والاشتباه بين افراد المدلول ونفسه فما قال مولانا والحسرة كمال الحسرة على ان اكابر العلماء شرقا وغربا سلفا وخلفا مفسرين ومحدثين و مجتهدين ومقلدين ومتكلمين ومتفقهين قد حرفوا الكلمة الطيبة عن مواضعها وبدلوا مضمونها بالخبيثة واولوها من المحكم الى المتشابه فصانوا السنتهم عن الشرك بتلفظهم بلا اله الا الله واشركوا بالقلب لعقيدتهم بلا اله الا غير الله من حيث لم يحتسبوا نعوذ بالله منها

پس (تقریر ما سبق سے) ظاہر ہوا۔ کہ ارادہ کرنا اصنام کا منکور (الٰہ) سے کلمہ طیبہ اور براہین خمسہ میں بہ قرینہ استغراق اور جمعیت اور تقریب کے کوئی عاقل اس کے درپے نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ (ارادہ اصنام) تین امور پر مبنی ہے۔ ایک تو اشتراک لفظی پر۔ دوسرا استغراق کا قرینہ امکان مطلقاً ہونا۔ تیسرے مدلول اور اسکے افراد میں اشتباہ پر۔ اور جو کچھ کہ مولانا نے کہا کہ حسرت کمال حسرت ہے اس امر پر کہ اکابر علماء شرقاً غرباً سلف خلف مفسرین محدثین مجتہدین مقلدین متکلمین و فقہاء نے کلمہ طیبہ کو اپنے مواقع محل سے تبدیل کر کے اس کا مضمون کلمہ خبیثہ میں تبدیل کر دیا۔ اور محکم سے متشابہ کی طرف اس کی تاویل کر دی۔ پس لا الٰہ الا اللہ کہنے سے تو اپنی زبانوں کو شرک سے بچا لیا۔ اور نعوذ باللہ مشرک بالقلب ہو گئے بہ سبب عقیدہ لا الٰہ الا غیر اللہ کے درحالیکہ ان کو اس امر کا گمان بھی نہیں۔

حاشیہ صفحہ ۲۹ سے آگے ہے۔ کے دفع لزوم الغاء میں تکلف کیا اور ایسی توجیہہ بیان کی جو فی نفسہ رکیک ہونے کے باوجود اصل مقصد سے منزلوں دور ہے۔ لا مطلوب و لا محبوب و لا موجود الا اللہ کی تقدیر میں غیر اللہ ہی معین کیا جاتا ہے کیونکہ اس تقدیر کے بغیر معنی مراد حاصل نہیں ہوتا۔ اور قرینہ وہی زعم مخاطب ہے۔ اور منکور (الٰہ) سے مفہوم مطلوب محبوب موجود کا ارادہ کرنا جیسا کہ صوفیائے کرام کے مابین مشہور ہے۔ یا تو بحسب وضع عرفی کے ہے اور یا بالمطابقۃ علی سبیل المجاز اہل میزان کے نزدیک یا بالالتزام نزدیک غیر ان کے۔ اور ملقی (القاء کرنیوالا) و ملقیٰ الیہ کے اتحاد کی صورت میں لزوم بالمعنی الاعم فہم تلازم کیلئے کافی ہے (جیسا کہ بیان توحید کے وصل میں حضور سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر پر فرماتے ہیں کہ لزوم بین بالمعنی الاعم بعد استحضار مضمون پیش نظر خود کافی ہے آہ ۱۲۔ [له] فان الاصنام ليست بمرادة من المنكور في الكلمة ولا من افراد المراد فانه هو المستحق دفي البراهين من افراد المدلول المراد فرضا وتهكما. ومن ههنا تبين عدم صحة جعل الكلمة الطيبة نتيجة للبراهين الخمسة كما زعمه مولانا لاختلاف الموضوع ۱۲ منہ۔ کیونکہ منکور کلمہ طیبہ میں منکور (الٰہ) سے اصنام مراد نہیں اور نہ ہی افراد مراد سے ہیں کیونکہ یہاں مراد ہی مستحق (للعبادۃ) ہے اور براہین صفحہ ۱۵

Marfat.com

وفی موضع اخر والمحکم یابی عن التاویل بل یکفر ماؤلہ والوضع العرفی لایثبت بمجرد الوھم بل بالقطع ولا قطع لارادۃ المستحق من المنکور فی شیٔ من الکتاب والسنۃ وفی موضع اخر والاکابر من العلماء شرقاً وغرباً مطلقاً من المحدثین والمفسرین والمتفقہین والمتکلمین قد اولوا فی المنکور وحرفوا ثانیاً فی المحذوف فانھم وان تلقوہ لساناً لکنھم نبذوہ وراء ظھورھم قلباً من حیث لم یجتنبوا التاویل والتحریف الی ما حکم اوھامھم وتلقوا بالقبول بالکلمۃ الباطلۃ فی الاشراک وھی الخبیثۃ لا الہ الا غیر اللہ قلباً من حیث لم یشعروا وبالجملۃ انھم حرفوا الکلمۃ الطیبۃ عن موضعھا معناً ومالوا الی الکلمۃ الخبیثۃ کالیھود فانھم ایضاً یحرفون الکلم عن مواضعہ فالیھود حرفوا نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی ذم دجال واھل الاسلام حرفوا توحید سبحانہ الی ما رضوا الیہ والعیاذ باللہ من التحریفین فزادوا علی الیھود فی التحریف بقدمٍ واحدٍ لکن الحمد للہ علی عملھم بالمصراع باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اور دوسری جگہ کہا۔ اور محکم میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ محکم کی تاویل کرنے والا کافر ہے۔ اور وضع عرفی صرف وہم سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ قطعیت سے ہے۔ اور کتاب و سنت میں کہیں بھی منکور سے مستحق کا ارادہ قطعی نہیں ہے۔ ایک اور جگہ کہا۔ اور اکابر علمائے مشرق و مغرب مطلقاً محدثین مفسرین فقہاء و متکلمین نے منکور میں تاویل کی اور ثانیاً محذوف میں تحریف کی۔ پس انہوں نے اگرچہ زبان سے کلمہ توحید اخذ کر لیا۔ لیکن حکم وہم کی بناء پر تاویل و تحریف کی وجہ سے قلباً (دل سے) پیٹھ پیچھے ڈال دیا۔ درحالیکہ وہ گمان بھی نہ کر سکے (کہ ہم پر کہاں سے کیا آفت پڑ رہی ہے) اور انہوں نے غیر شعوری طور پر کلمہ باطلہ فی الاشراک یعنی خبیثہ لا الہ الا غیر اللہ کو دل سے قبول کر لیا۔ حاصل کلام یہ کہ انہوں نے کلمہ طیبہ کی معنوی تحریف کر کے کلمہ خبیثہ کی طرف لوٹ گئے۔ جیسا کہ یہود کا معمول تھا کہ وہ بھی کلمات کو اپنی مواضع سے تحریف کرتے تھے۔ پس یہود نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کو ذم دجال کی طرف تحریف کر دیا! اور اہل اسلام نے حق سبحانہ کی توحید کو اپنے پسند کردہ وہم کی طرف تحریف کیا۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو تحریفات سے پناہ دے۔ پس اہل اسلام تحریف میں یہود سے بھی ایک قدم بڑھ کر! تھے۔ لیکن مصرع مسطورہ (خدا کے معاملہ میں دیوانہ بن کر رہ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں ہوشیار ہو کر ادب و احترام سے کام لے) کیا انکے عامل ہونے پر اللہ کا شکر ہے

Marfat.com

فضلوا واضلوا من قلدهم واذوا وقتلوا اهل الحق وما نقموا منهم الا ان يؤمنوا بالله العزيز الحميد فنعوذ بالله من التحريف اولا ومن فروعه ثانيا انتهى محمول على التداعي الى ما هو الحق عنده لداعية الانهماك والغلبة ومبني على الاشتباه بين المدلول وافراده وكون الاستغراق مطلقا قرينة الامكان والاشتراك اللفظي والكل كما عرفت وقوله قدس سره واولوها من المحكم الخ يرد عليه لا عليهم لما قال في كلمة التوحيد من انها من قبيل قصر الموصوف على الصفة بالتاويل في الحكم الثاني اي كل صنم موصوف بكونه الله ولما قال في سورة الاخلاص وفي ليس كمثله شيء ونظائرها مع انها من المحكمات والجواب بان التاويل لحفظ القاعدة اولكون المحكم غير مبرهن عليه فسخيف جدا فان جريان القاعدة وشمولها تابع لارادة المعنى وكون المحكم مدللا اوغيره امر خارج والمنافي للتاويل هو نفس الاحكام فتامل والنصف آخر ليسر آنکه مزعوم[1] مخاطب الوهية

پس خود گمراہ ہوئے۔ اور اپنے مقلدین (متبعین) کو گمراہ کیا۔ اور اہل حق کی ایذا و قتل کا ارتکاب کیا۔ ان سے وجہ انتقام صرف ایمان باللہ العزیز الحمید ہے۔ پس اولاً (اعتقاداً) تحریف۔ پھر ثانیاً (عملاً) اسکی فروعات (قتل وایذا) سے پناہ بخدا۔ انتہیٰ یہاں مولانا کی تقریر ختم ہوئی۔ پس بہ تقریبہ عملاً اس مفہوم کی طرف تداعی (جذبۂ دعوت) پر محمول ہے جو کہ مولانا کے نزدیک بہ سبب داعیۂ انہماک اور غلبۂ حال کے حق (صحیح) ہے۔ اور (علماً بروئے استدلال) تین امور پر مبنی ہے۔ ایک تو مدلول اور افراد مدلول کے درمیان اشتباہ پر۔ دوسرا استغراق کے مطلقاً قرینۂ امکان کے ہونے پر۔ تیسرا اشتراک لفظی پر۔ اور ان تینوں کا معاملہ تو سابقاً جان چکا ہے۔ مولانا کا فقرہ واولوھا من المحکم الی المتشابہ خود مولانا قدس سرہ پر وارد ہوتا ہے۔ نہ کافۂ علماء محققین پر۔ بہ سبب اس کے کہ ایک تو مولانا نے کلمۂ توحید میں کہا کہ یہ از قبیل قصر الموصوف علی الصفۃ ہے۔ حکم ثانی میں تاویل کے ساتھ۔ یعنی ہر صنم موصوف ہے اللہ ہونے سے۔ دوسرا سورۃ اخلاص اور آیہ لیس کمثلہ شئی اور ان کے نظائر میں تاویل کی۔ باوجودیکہ وہ محکمات سے ہیں۔ اور پھر یہ جواب دینا کہ تاویل حفظ قاعدہ کیلئے ہوتی ہے۔ یا محکم کے غیر مدلل ہونے کے سبب۔ پس نہایت ہی رکیک ہے۔ کیونکہ قاعدہ کا جریان و شمول ارادۂ معنی کے تابع ہوتا ہے اور محکم کا مدلل یا غیر مدلل ہونا امر خارج ہے اور نفس محکم ہونا ہی تو تاویل کے منافی ہے۔ ہم اس بحث

[1] قولہ مزعوم مخاطب یعنی مزعوم یکہ متکلم درپی رد اوست۔ فتدبر امنہ (یعنی شارح جس مزعوم کو رد کرنا چاہتا ہے (مترجم)

Marfat.com

غیراللہ است یعنی اصنام نہ غیریت چنانچہ ایں معنے از آیات واردہ در مخاصمہ مشرکین و رد شرک از سورۂ فاتحہ تا سورہ ناس بخوبی واضح مے گردد۔ وسنتلوہ علیک فانتظرہ فیقول الیٰ ان اللات الٰہ والعزیٰ الٰہ وہبل الٰہ ویعوق الٰہ وہکذا فالرد الصریح من الشارع ہؤلاء لیست بآلہتہ وہذا ہو النتیجۃ للبراہین الخمسۃ لجعل نقیضہا مقدما فی الشرطیۃ الموضوعۃ اعنے لوکان ہؤلاء آلہۃ ما وردہا وآنچہ مولانا غیریت را مزعوم مخاطب قرار دادہ وقولہ تعالےٰ اجعل الآلہۃ الٰہا واحدا را شاہد براں آوردہ چہ مشرکین عرب از مضمون کلمہ طیبہ کہ اولا ملقے الیہم ہست تعبیر بعنوان مذکور کردہ اند ومفادش عینیۃ است ونہ گفتند اترک الاصنام واتخذ الٰہا واحدا مبنی بر اغماض است از مخاصمہ مذکورہ وتسائر آیات واردہ در تعبیر از مضمون کلمہ طیبہ ونظائر آں زیراکہ حق سبحانہ وتعالیٰ حکایت از مشرکین عرب بعد القاء کلمہ توحید در دو جا فرمودہ در سورہ ص والقرآن بنظم اجعل الآلہۃ الٰہا واحدا ودر سورۂ والصّٰفّٰت بنظم انہم کانوا اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ءانا لتارکوا اٰلہتنا لشاعر مجنون ۔

پر آئے ہیں کہ مخاطب مشرکین کا مزعوم غیر اللہ یعنی اصنام کی الوہیت ہے۔ نہ غیریت اصنام۔ چنانچہ یہ معنی (غیریت اصنام) آیات واردہ سورہ فاتحہ سے لیکر سورہ ناس تک مخاصمۂ مشرکین ورد شرک میں سے بخوبی واضح ہوتا ہے جن کو قریبا ہم پڑھ کر سنائینگے پس انتظار کیجیے۔ پس مشرکین کے مزعوم کا مآل یہ ہے کہ لات الہ ہے عزیٰ الہ ہے ہبل الہ ہے اسی قیاس پر باقی اصنام بھی پس شارع سے تردید صریح یہ ہے کہ اصنام معبود نہیں۔ اور براہین خمسہ کا یہی نتیجہ ہے کیونکہ شرطیہ موضوعہ یعنی لوکان الایہ میں اسکی نقیض کو مقدم بنایا گیا۔ اور جو کہ مولانا نے غیریت کو مزعوم مخاطب قرار دیکر قولہ تعالیٰ اجعل الالہۃ الٰہا واحدا کو اسپر شاہد لائے وجہ استشہاد یہ کہ مشرکین عرب نے کلمہ طیبہ کے مضمون سے جو کہ سب سے پہلے انکی طرف القا کیا گیا۔ "عنوان مذکور کے ساتھ تعبیر کی جس کا مفاد عینیت ہے اور نہ کہا اترک الاصنام واتخذ الٰہا واحدا کیا پیغمبر نے اصنام کو چھوڑ کر ایک ہی معبود ٹھہرا لیا۔ مولانا کا یہ نظریہ مخاصمہ مذکورہ اور ساری آیات سے جو کہ مضمون کلمہ طیبہ کی تعبیر میں وارد ہیں اور اسکی نظائر سے اغماض (عدم توجہ) پر مبنی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے بعد القاء کلمہ توحید کے دو جگہ میں مشرکین عرب سے حکایۃً فرمایا ایک تو سورہ ص میں بنظم اجعل الالہۃ الٰہا واحدا کیا رسول نے سب معبودوں کو ایک ہی معبود بنا لیا۔ دوسرا سورہ والصّٰفّٰت میں بنظم انہم کانوا اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ آہ یعنی مشرکین کو جب کلمۂ توحید القاء کیا جاتا تو استکبار کرتے اور کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر مجنون کے کہنے سے چھوڑ سکتے ہیں۔

سلہ لاکما زعمہ قدس سرہ ۱۲ منہ

Marfat.com

وہمچنیں امم سالفہ بعد القاء کلمۂ توحید بسوئے اوشاں تعبیر کردہ اند چنانچہ قوم عاد بعد ما القی الیہم یا قوم اعبدوا
اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ گفتند یا ھود ما جئتنا ببینۃ وما نحن بتارکی الھتنا عن قولک ودر سورۂ
اعراف فرمودہ قالوا اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ ونذر ما کان یعبد اٰباؤنا وقوم ثمود بعد القاء صالح
علیہ السلام ما لکم من الٰہ غیرہ گفتند یا صالح قد کنت فینا مرجوًا قبل ھذا اتنھنا ان نعبد
ما یعبد اٰباؤنا وقوم نوح علیہ السلام بعد القاء ان اعبدوا اللہ گفتند ولا تذرن ودًا ولا سواعا
بجائے انصاف است از لتارکوا الھتنا وتارکی الھتنا واتنھنا ان نعبد ولا تذرن ونذر
معنے اترک الاصنام واتخذ الٰہًا واحدا بالجزم ثابت مے شود یا نہ ونیز امر معبودیت حق سبحانہ
وتعالیٰ ونہی از معبودیت اصنام در اکثرجا از قرآن وارد شدہ بنہجیکہ ہر یکے از مامور بہ ومنہی
عنہ صراحۃً مبین است تعیین مخاطبین وملاحظۂ براہین باحفظ مقتضیات حال دلیل است بر بودن او
تفسیر کلمۂ طیبہ ومولانا رضی اللہ عنہ نیز تصریح بآں فرمودہ کما تلونا من قبل من قولہ تعالیٰ ویعبدون
من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم الی ان قال المقام یدل علی کون الصنم والوثن والتمثال والٰہ

اور ایسا ہی سابقہ امتوں نے جب ان کی طرف کلمہ توحید القا کیا گیا تعبیر کی ہے۔ جیسا کہ قوم عاد نے ان کی طرف آیت
مسطورہ (مضمون توحید) القاء کئے جانے کے بعد کہا۔ اے ہود ہمارے پاس تو کوئی روشن دلیل نہیں لایا۔ اور ہم تو تیرے
کہنے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑنے کے۔ اور سورۃ اعراف میں (حکایۃً عن المشرکین) فرمایا۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو
اسی لئے ہمارے پاس (رسول بن کر) آیا۔ کہ ہم ایک ہی خدا کی عبادت کریں اور اپنے باپ دادوں کے (موروثی) معبودوں
کو چھوڑ دیں۔ اور قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کے مضمون توحید القا کرنے کے بعد جواب دیا۔ اے صالح اس سے
پہلے تو ہم نے آپ کو بھروسہ کا آدمی سمجھا ہوا تھا۔ کیا تو ہمیں اپنے باپ دادوں کے معبودوں کی پرستش سے منع کرتا
ہے۔ اور قوم نوح علیہ السلام نے بعد القاء امر عبادت الٰہی وحدہ لاشریک کے باہمی ایکدوسرے کو تاکید کہا کہ خبردار
ود۔ سواع۔ یغوث وغیرہ کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ انصاف کا مقام ہے کہ ان سب کلمات آیات مسطورہ سے اترک الاصنام واتخذ
الٰہا واحدا کا معنی بالیقین ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اور نیز امر معبودیت حق سبحانہ و تعالیٰ اور اصنام کی معبودیت سے نہی قرآن مجید میں اکثر جگہ ایسی نہج
سے وارد ہوئے ہیں کہ ہر دو امر واحد ونہی عنہ بصراحت مبین ہیں۔ اور تعیین مخاطبین و براہین تقاضائے احوال کی نگہداشت کے ساتھ اس کے
کلمہ طیبہ کی تفسیر ہونے پر دلیل ہے اور مولانا رضی اللہ عنہ نے بھی اسکے ساتھ تصریح کی ہے جیسا کہ ہم نے پہلے آیات تحریر کی ہیں قولہ تعالیٰ

Marfat.com

بمعنے واحدٍ وایضاً حق سبحانہ وتعالیٰ فاعبدون ومرادفات اورا مرتب بر قولہ لا الٰہ الا انا فرمودہ و نہ گفتہ لا الٰہ الا انا فاعتقدوا بالعینیۃ وایضاً قولہ تعالیٰ لیظھرہ علی الدین کلہ یدل علیٰ کون المزعوم ہو الشرکۃ فی العبادۃ لا الغیریۃ کدلالۃ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً فان الاظہار علی الادیان کلھا انما یتحقق علی تقدیر کون مفاد الکلمۃ الطیبۃ رد زعم الشرک فی العبادۃ دون العینیۃ حتی یشیع عند کافۃ اہل الاسلام شرقاً وغرباً ویظہر التمکن فی قلوبھم ولا یختص من بینھم بالصوفیۃ الصافیۃ الوجودیۃ فقط ویطابق ایضاً لما اخرج احمد للمقداد انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یبقٰی علی ظہر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیزٍ وذل ذلیلٍ اما یعزھم اللہ فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا قلت فیکون الدین کلہ للہ وان شئت زیادۃ التوضیح فاعلم ان المخاصمۃ مع المشرکین والیھود والنصاری والمنافقین فی الکتاب المجید علی وجہین

فاعبدون من دون اللہ سے لیکر یہاں تک کہ مولانا نے کہا کہ المقام بدل آہ مقام اس امر پہ دلالت کرتا ہے کہ صنم وثن تمثال آلہ سب کا معنی ایک ہی ہے۔ اور نیز حق سبحانہ وتعالیٰ نے قولہ فاعبدون اور اس کے مرادفات کو قولہ لا الٰہ الا انا پر مرتب فرمایا۔ اور یوں نہ فرمایا کہ لا الٰہ الا انا فاعتقدوا بالعینیۃ (میرے سوا کوئی معبود نہیں بس عینیت کا اعتقاد کرو۔ اور نیز قولہ تعالیٰ لیظہرہ علی الدین کلہ مثل قولہ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً کے اس امر پہ دلالت کرتا ہے کہ مزعوم مخاطب شرکت فی العبادۃ ہی ہے نہ غیریت کیونکہ کل ادیان پہ غلبہ اس تقدیر پر متحقق ہوتا ہے کہ کلمہ طیبہ کا مفاد رد زعم شرک فی العبادۃ ہو نہ عینیت تاکہ کل اہل اسلام میں شرقاً غرباً شائع ہو کر ان کے دلوں میں تمکن وقرار ظاہر ہو اور فقط حضرات صوفیہ صافیہ وجودیہ سے مختص نہ ہو۔ اور نیز مطابق ہے حدیث مروی احمد المقداد سے کہ انہوں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر کچا پکا مکان خیمہ وغیرہ خالی نہ رہیگا مگر کہ اللہ تعالیٰ اس میں کلمۂ اسلام کا داخل کریگا۔ عزیز کی عزت اور ذلیل کی ذلت کے ساتھ۔ یعنی یا تو ان کو عزت دیگا پس اہل اسلام کر دیگا یا ذلیل کریگا پس وہ اسلام سے مغلوب ہو کر تابع بن کر رہینگے (راوی کہتا ہے) میں نے عرض کی پس تو دین سب اللہ ہی کا ہو جائیگا۔ اے مخاطب اگر تجھ زیادہ وضاحت مطلوب ہے تو سمجھ لیجئے کہ قرآن مجید میں مشرکین یہود ونصاریٰ اور منافقین کے ساتھ مخاصمہ دو وجہ پہ ہے۔

عہ ماخوذ است از کلام رئیس الاذکیا وافضل المتأخرین مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ ۱۲ منہ

Marfat.com

احدهما التشنيع بعد التنصيص على اعتقادهم فحسب وثانيهما حل شبهاتهم بعد تقريرها بالادلة البرهانية والخطابية والمشركون يدعون انفسهم المتدين بالملة الحنفية وشعارها حج البيت واستقباله فى الصلوة والغسل من الجنابة والاختتان وسائر خصال الفطرة وتحريم اشهر الحرام وتعظيم المسجد الحرام وتحريم المحرمات النسبية والرضاعية والذبح فى الحلق والنحر فى اللبة والتقريب بهما سيما فى ايام الحج وكان فى اصل الملة ان خالق السموات والارض ومدبر الحوادث العظام والقادر على ارسال الرسل ومجازى العباد على الاعمال ومقدر الحوادث قبل الوقوع هو الله سبحانه وان الملئكة عباده المقربون والمشركون اوقعوا الشبهات فيها للاستبعاد وسبل ضلالتهم الشرك فى العبادة والتشبيه الذى هو نوع من الاشراك والتحريف وانكار المعاد والاستبعاد فى الرسالة وابتداع الرسوم الفاسدة وطمس العبادات وشرك المشركين ماكان فى سائر صفات الواجبية المتلازمة للالوهية

ایک تو ان کے اعتقادات پر تنصیص کر کے فقط تشنیع (ملامت) پر اکتفا کی گئی۔ دوسرا ان کے شبہات کو دلائل برہانیہ وخطابیہ کیساتھ حل کرنا۔ اور مشرکین عرب ملت حنفیہ اور اسکے شعائر (رسومات شرعیہ) کے اتباع کے مدعی تھے یعنی حج بیت اللہ کرنا۔ اور بیت اللہ کو نماز میں قبلہ بنانا۔ جنابت سے غسل کرنا۔ ختنہ کرنا۔ اور باقی خصال فطرت (ناخن کٹوانا وغیرہ) شہور حرام کی حرمت۔ مسجد حرام کی تعظیم۔ محرمات نسبیہ ورضاعیہ کو حرام جاننا۔ ذبح حلق میں۔ نحر لبہ میں۔ خصوصاً ایام حج میں ان دونوں کے ساتھ تقریب (موجب قربت وثواب) سمجھنا۔

اصل ملت کی بناء ان امور پر تھی۔ کہ آسمان و زمینوں کا خالق۔ بڑے بڑے حوادث و وقائع کا تدبیر کرنے والا۔ ارسال رسل پر قادر۔ بندوں کو اعمال پر جزا دینے والا۔ قبل الوقوع حادثات کی تقدیر کرنے والا وہ اللہ سبحانہ ہی ہے۔ اور ملائکہ اس کے بندے مقرب عبادت گذار ہیں۔

مشرکوں نے ان امور کو بعید جان کر ان میں شبہات ڈال دئے۔ ان کی ضلالت کے راستے یہ تھے۔ شرک فی العبادت۔ اور ایسی قسم کی تشبیہ جو شرک میں داخل ہو۔ تحریف (کلام کو اپنے مفاد سے پھیر دینا) حشر و نشر کا انکار۔ اور رسالت بشری کو بعید از فہم جاننا۔ رسوم فاسدہ کا ابتداع۔ اور عبادات خالصہ کا مٹانا۔ اور مشرکین کا شرک سب صفات واجبیہ متلازمہ الوہیت میں نہ تھا۔

Marfat.com

بل فيها وحدها مع الاغماض عن التلازم الواقعي او في بعضها فزعموا بان الواجب سبحانه جعل بعض عباده مستبدا في تدابير الامور الجزئية وليس له الا التدبير الكلي كما ان السلطان يفوض تدابير الامور الجزئية لبعض خواصه على الاستبداد ولهذا زعموا عبادة الاوثان موجبة للتقرب وذبحوا لها على اساميها وحلفوا بها وجوزوا الاستعانة في الامور الضرورية بقدرتها المعبرة بكن فيكون فاتخذوا التماثيل من الصفر ونحوه برزخا للتوجه الى تلك الارواح والجهلة منهم وقعوا في الخبط العظيم فحسبوها معبودة لذاتها والتشبيه عبارة عن اعتقاد الصفات البشرية له سبحانه كما قالوا الملئكة بنات الله وهو سبحانه يقبل شفاعة خواصه وان لم يكن راضيا كالسلاطين للامراء وانه تعالى متجسم ومتحيز وبيان التحريف ان اولاد اسمٰعيل عليه السلام كانوا على شريعة جدهٖ وعمرو بن لحي وضع الاصنام وشرع عبادتها

بلکہ صرف صفات مسطورہ بالا (تخلیق وتدبیر حوادث ۔ و تقدیر حوادث و قدرت علی ارسال الرسل ۔ اور اعمال پر جزا دینے) میں تلازم واقعی سے اغماض کے ساتھ ۔ یا ان میں سے بعض صفات میں ۔ پس انہوں نے زعم کیا کہ واجب سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو امور جزئیہ کی تدبیر میں مستقل کر دیا ۔ اور اپنے لئے صرف تدبیر کلی محفوظ رکھی ۔ جیسا کہ سلطان وقت اپنے بعض خواص کو امور جزئیہ کی تدبیر مستقلاً تفویض کر دیتا ہے اسی لئے انہوں نے عبادت اوثان کو موجب تقرب (ثواب) زعم کیا ۔ ان کے ناموں پر ان کے لئے جانور ذبح کرتے ۔ ان کے ناموں کے ساتھ حلف اٹھاتے ۔ امور ضروریہ میں ان سے استعانت جائز رکھتے اس زعم پر کہ ان کو پوری قدرت معبرہ بکن فیکون حاصل ہے پیتل وغیرہ کی تماثیل اس لئے بناتے کہ یہ تماثیلی صورتیں ان کی ارواح کی طرف توجہ کی برزخ (وسیلہ) ہیں ۔ جہال مشرکین نے (اندھا دھند تقلید سے) خبط عظیم میں پڑ کر ان تماثیل کو معبود بالذات زعم کر لیا ۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ کیلئے صفات بشریہ کا اعتقاد کرنا تشبیہ ہے جیسا کہ مشرکین نے کہا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کی شفاعت قبول کر لیتا ہے خواہ رضامندی نہ بھی ہو جیسا کہ بادشاہ بادل ناخواستہ بھی امراء کی سفارش قبول کر لیتے ہیں ۔ اور حق تعالیٰ کیلئے جسم اور مکان ثابت ہیں ۔ اور بیان تحریف یہ ہے کہ اسماعیلؑ کی اولاد اپنے جد (ابراہیمؑ) کی شریعت حنفی پر تھے بعثت نبوی سے تین سو برس قبل عمرو بن لحی نے

Marfat.com

واخترع الاستقسام بالازلام والبحائر والسوائب والحاميات ونحوها وكان ذلك قبل بعثة صلى الله عليه وآله وسلم بثلاث مائة ستين وظنوا لتمسك بآثار آبائهم من الحجج القاطعة والانبياء السالفة وان بينوا الحشر والنشر لكن لا بهذا الشرح والبسط الواقع فى القرآن المجيد ولهذا استبعدوا وقوعه ولكون المماثلة بين المرسل والرسول مالوفة لهم انكروا رسالة البشر فاتوا بشبهات واهية فقالوا ما لهذا الرسول ياكل الطعام ويمشى فى الاسواق ولولا انزل اليه ملك فهو سبحانه بعث حبيبه صلى الله عليه وآله وسلم رحمة للعالمين فى العرب وامره باقامة الملة الحنفية وخاصم معهم فى النور الذى انزل متمسكا بمسلماتهم من بقايا الملة الحنفية ليتحقق الالزام

اصنام بنا کر ان کی پرستش جاری کر دی۔ تیروں سے پانسے لینے۔ بحائر۔ سوائب۔ حامیات وغیرہ اختراع (من گھڑت) کر لیے۔ مشرکین نے اپنے باپ دادوں کی من گھڑت رسومات کو قابو کر نادلائل قطعیہ سے سمجھ لیا۔ ہو انبیاء سلف نے اگرچہ حشر و نشر کا بیان کیا۔ مگر ایسی شرح و بسط کے ساتھ نہیں جو کہ قرآن مجید میں واقع ہے اسی لئے مشرکین نے وقوع قیامت کا استبعاد کیا۔ اور چونکہ رسول (قاصد) اور مرسل (قاصد ارسال کرنیوالا) کے درمیان مماثلت (ہم جنس ہونا) ان کے (معقول مادیہ کی) مالوف (معتاد) تھی۔ رسالت بشری کا انکار کر دیا۔ اور شبہات واہیہ کے درپے ہو کر کہنے لگے۔ یہ کیسا رسول ہے جو کہ غذا کھاتا ہے اور بازاروں میں (سودا وغیرہ لینے کو) چلتا پھرتا ہے اسکی طرف فرشتہ نوری کیوں نہیں نازل کیا گیا (جو کہ اسکا معاون ہوا ور تائید کرے) پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو کل جہان والوں کے لئے رحمت کائنات بنا کر ملک عرب میں مبعوث فرمایا۔ اور اس کو (باقتضائے خلافت الٰہیہ) ملت حنیفی کی اقامت کا امر فرمایا۔ اور مشرکین کے ساتھ نور منزل (قرآن) میں ملت حنفیہ کے بقایا انکے جانے مانے ہوئے مسلمات سے تمسک کر کے مخاصمہ فرمایا۔ تا کہ ان پر الزام

لے اس وقت دستور تھا کہ تیروں سے پاسوں کا کام لیتے تھے۔ اور مدار ہار جیت کی انہی پر رکھتے تھے جیسطرح ہند میں پاسوں پر ہے۔ ۱۲ منہ

۲ بحیرہ کہتے ہیں اس اونٹنی کو جس کے تھن کان پھاڑ کر چھوڑ دیتے تھے اور پھر اس کو کوئی نہیں دوہتا تھا۔ سائبہ سانڈ جس سے کوئی کار خدمت نہ لیا جاوے۔ وصیلہ وہ اونٹنی جسکے پہلے دو بچے پے در پے کے مادہ ہوں اسکو متبرک سمجھ کر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ حام شتر نر جس کی نسل سے کئی بچے ہو گئے ہوں۔ آخر عمر میں خدمت سے معاف کیا جاوے۔ اسی طرح اور کئی رسمیں جنکو مشرکین عرب نے جزو مذہب (صفحہ ۲۹ پر)

۳ یہ عادات و بدعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے تین صدیاں قبل جاری ہو گئے تھے

Marfat.com

پس حاصل جواب شرک اولاً طلب دلیل است و نقض تمسک بتقلید آبا و ثانیاً عدم مساوات میان خالق و مخلوق و مختص بودن او باستحقاق غایۃ تعظیم بخلاف آں و ثالثاً بیان اجماع انبیاء برین مسئلہ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون ورابعاً بیان شناعت عبادت اصنام و فروتر بودن سنگہا از مراتب کمالات انسانیہ چہ جائے آنکہ سزاوار پرستش باشد و ایں جواب خاص است برائے کسانیکہ اصنام را معبود لذاتہا انگاشتہ اند نہ برائے ہمہ و جواب تشبیہ اولاً طلب دلیل است و نقض تمسک بتقلید آبا وثانیاً بیان ضروری بودن مجانست میان والد و مولود و ثالثاً بیان شناعت قسمت او شاں یعنی ثابت نمودن چیزے کہ او را مکروہ مے دارند برائے حق سبحانہ و تعالےٰ الربکم البنات ولکم البنون وایں مسوق است برائے قومے کہ معتاد اند بمشہورات و متوہمات شعریہ

پس حاصل جواب شرک اولاً[1] طلب دلیل ہے ۔ اور تقلید آبا کے ساتھ تمسک کو توڑنا۔ ثانیاً[2] خالق و مخلوق کے درمیان مساوات نہ ہونے اور مختص ہونے خالق کیا استحقاق غایۃ تعظیم کے ساتھ ۔ بخلاف مخلوق کے ۔ ثالثاً[3] بیان اجماع سب انبیاء کرام کا مسئلہ توحید پر اور اختصاص عبادت کا برائے حق سبحانہ کے ۔ آیت مسطورہ کا مضمون یہ ہے کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول ارسال کئے ہیں سب کی طرف یہی وحی کرتے ہیں کہ تحقیق میرے سوا کوئی معبود (مستحق عبادت) نہیں ہے ۔ پس صرف میری ہی عبادت کرو۔ رابعاً عبادت اصنام کی برائی کا بیان اور پتھروں (بتوں) کا مراتب کمالات انسانیہ سے بہت ہی کمتر (نا اہل) ہونا کجا پرستش کا مستحق ہونا تو کجا۔ اور یہ جواب ان لوگوں کیلئے خاص ہے جنہوں نے اصنام کو معبود بالذات گمان کر لیا نہ سب کے لئے ۔ اور تشبیہ کا جواب اولاً طلب دلیل ہے ۔ اور تقلید آبا کے ساتھ تمسک کو توڑنا ۔ ثانیاً والد و مولود کے درمیان مجانست کے ضروری ہونے کا بیان ۔ ثالثاً ان کی تقسیم کی برائی کا بیان کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے لئے وہ چیز (فرشتوں کو حقیقتاً اللہ کی لڑکیاں) ثابت کرتے ہیں ۔ جو اپنے لئے (لڑکیوں کو) مکروہ جانتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا تمہارے رب کے لئے تو لڑکیاں ہوں اور تمہارے لئے لڑکے اور یہ جواب اس قوم کیلئے لایا جاتا ہے جو مشہورات عوام اور متوہمات شعریہ کے معتاد ہیں

ص ۳۸ سے آگے :۔ قرار دے رکھا تھا ۔ اللہ جل شانہ اسکے رد میں فرماتا ہے ۔ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب ۱۲ منہ ۔

وجواب تحریف ببیان عدم ثبوت نقل ست از ائمہ ملت وآنکہ او از مخترعات غیر معصوم است وجواب لاستبعاد الحشر والنشر اولاً قیاس نمودن بزندہ گردانیدن زمین ونظائر او وتنقیح مناط وآں شمول قدرت است وامکان اعادہ وثانیاً موافقت جمیع اہل کتب سماویہ بر اخبار حشر ونشر وجواب استبعاد رسالت اولاً بودن آں در انبیاء پیشین وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب وثانیاً دفع استبعاد بہ بیان اینکہ رسالت عبارت از وحی است قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی یا از تفسیر نمودن آں بامر غیر مستحیل وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب وثالثاً بہ آنکہ عدم ظہور معجزات مطلوبہ او شاں وعدم موافقت حق سبحانہ وتعالیٰ باو شاں در تعیین شخصیکہ طلب مے کنند رسالت او را ونہ فرستادن فرشتہ ونہ وحی فرستادن بسوئے ہر یکے ایں ہمہ برائے مصلحتے کلیہ است ولما کان اکثر المبعوث الیہم مشرکین اورد الشارع ہذہ المضامین فی سور کثیرۃ

تحریف کا جواب پیشوایان اور ائمہ ملت سے اسکے ثبوت کا منقول نہ ہونا۔ اور یہ کہ تحریف مخترعات زمن گھڑت تاویلوں سے ہے محفوظ نہیں ہے۔ جواب استبعاد حشر ونشر کا۔ اولاً زمین کے زندہ کرنے اور اسکے نظائر پر قیاس کرنا اور تنقیح مناط اور وہ قدرت کا شمول اور امکان اعادہ ہے۔ ثانیاً سب اہل کتب سماویہ کا اخبار حشر ونشر پر متفق ہونا۔ استبعاد رسالت بشری کا جواب اولاً رسالت بشری کا انبیاء سابقین میں ثابت ہونا جیسا کہ آیت مسطورہ کا مضمون ہے کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ سے پہلے بھی رجال (انسان) ہی رسول بنا کر ارسال کئے ہیں۔ (صورت رسالت یہ ہے کہ) انکی طرف وحی کرتے ہیں۔ اور کفار آپکی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ انکو کہدو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کا گواہ ہونا کافی ہے اور وہ شخص بھی گواہ ہے جسکے پاس علم الکتاب ہے ثانیاً رسالت بشری کے استبعاد کا اس بیان سے دفع کرنا کہ رسالت ارسال وحی سے عبارت ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا رسول اللہ آپ) کہو کہ میں تمہاری طرح (خلقت میں تو) بشر ہی ہوں (اور صورت رسالت یہ ہے کہ) میری طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی کیجاتی ہے پھر وحی کرنے کی تفسیر امر غیر مستحیل سے کہ کسی بشر کی طاقت نہیں کہ اسکے ساتھ اللہ کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا حجاب میں سے (بصورت الہام والقاء وغیرہ تو ان کیفیات سے رسالت بشری امر محال نہیں ہے) ثالثاً یایں طور کہ انکے مطلوبہ بعض معجزات کا ظاہر نہ ہونا۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا انکے ساتھ اس شخص کی تعیین میں جسکے لئے وہ رسالت طلب کرتے ہیں موافق نہ ہونا۔ اور فرشتہ نازل کرنا تاکہ ساتھ ساتھ تائید کرتا رہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی طرف وحی ارسال نہ کرنا یہ سب امور مصلحت کلی کیلئے ہیں۔ اور چونکہ اکثر مبعوث الیہم مشرکین تھے اسلئے شارع نے ان مضامین کو سور کثیرہ میں

Marfat.com

باسالیب متعددۃ وتاکیدات بلیغۃ ولم یتحاش عن اعادتہا مرات اذ جہل المخاطبین غایۃ الجہل یقتضی التکرار والاعادۃ فہو من البلاغۃ لا کما زعم اہل البلادۃ فی زماننا انہ لغو والعیاذ باللہ وگروہ یہود مومن بتوریت بودند وضلالت اوشاں تحریف احکام توریت است لفظی باشد یا معنوی ولفظی نیست مگر در ترجمۂ توریت نہ در اصل او بناءً علی ما قالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتاویل معنوی حمل آیت است بر معنے بہ تعصب ودیگر از ضلالت یہود اخفاء آیات وافتراء نمودن بالحاق چیزے کہ نیست از توریت بداں وتسہل نمودن در اقامت احکام آں وغلو در تعصب مذہب واستبعاد برسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمودن وسوء ادب وطعن بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ بہ نسبت حق سبحانہ وتعالیٰ وابتلاء بہ بخل وحرص وزعم نجات وشفاعت بالخصوص برائے یہودی اگرچہ مومن نہ باشد باحق سبحانہ چنانچہ باید ونہ بحشر ونہ برسالت وعدم نجات بہ شفاعت

اسالیب متعددہ (متنوعہ) اور تاکیدات بلیغہ سے بیان فرمایا۔ اور ان کے بار بار اعادہ بیان سے احتراز نہ کیا۔ کیوں کہ مخاطبین کا غایت جہل تکرار و اعادۂ بیان کا مقتضی ہے۔ پس یہ طرز بیان بلاغت سے ہے۔ نہ جیسا کہ زعم کیا ہمارے زمانہ کے اغبیاء (نیچریہ)[1] نے کہ یہ اعادہ وتکرار معاذ اللہ لغو ہے۔

گروہ یہود مومن بتوراۃ تھے۔ ان کی ضلالت احکام توریت کی تحریف ہے۔ لفظی ہو خواہ معنوی۔ تحریف لفظی نہیں مگر ترجمۂ توریت میں نہ اصل توریت میں جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اور تحریف معنوی آیۃ کا (کسی من گھڑت) معنیٰ پر تعصب اور ضد سے حمل کرنا۔ مزید ضلالات یہود سے آیات کا اخفاء۔ اور بعض چیزیں جو کہ توراۃ میں نہیں ہیں اس کے ساتھ الحاق کرنے کا افتراء۔ احکام توراۃ کے اقامت میں تساہل (سہل انگاری سے فروگذاشت) کرنا۔ تعصب مذہبی میں غلو کرنا۔ (ضد اور حد سے بڑھنا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا استبعاد کرنا۔ (دور از اصالت جاننا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سوء ادب (گستاخی) اور طعن کرنا۔ بلکہ حق تعالیٰ کی طرف بھی گستاخی۔ بخل وحرص میں مبتلا ہونا۔ زعم نجات وخصوصیت شفاعت یہودی کے لئے اگرچہ حق تعالیٰ کے ساتھ پورے طور ایمان نہ رکھتا ہو۔ اور حشر ورسالت پر بھی یقین نہ رکھے۔ اور غیر یہودی کیلئے عدم نجات بہ شفاعت

---

[1] فرقہ نیچریہ ۱۲ منہ

Marfat.com

برائے غیر یہودی اگرچہ مومن باشد بتوحید و رسالت و حشر و استحالہ نسخ یہودیت برائے اعتقاد بحصر حقیقت دراں و برائے وصیت نمودن یعقوب علیہ السلام اولاد خود را برادامت[1] اعتقاد و عمل واین بے دولتاں نہ فہمیدند کہ مراد حقیقت آں دین است تا وقت ظہور نبی آخر فان حقیۃ العمل بالکتب السماویۃ مفاد المطلقۃ العامۃ بخلاف کونہا کلاماً الٰہیا لکونہ مضمون الدائمۃ المطلقۃ فان الاحکام فی کل ملۃ انما ہی بحسب مصالح اہل العصر و نیز نہ فہمیدند کہ مراد از وصیت اخذ بآں ملت وصیت است باخذ ایمان و اعمال صالحہ بدوں خصوصیت آں ملت پس اعتبار کردند خصوصیت را و گفتند اوصے یعقوب بنیہ بالیہودیۃ و منجملہ ما کتموہا آیۃ الرجم و بعض از ضلالت اوشاں تاویل آیاتے است کہ دراں بشارت ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام بہ بعثت نبی از اولاد ایشاں مذکور است و نیز دراں آیات اشارت است بسوئے بودن ملتے کہ شیوع خواہد گرفت در زمین حجاز

اگرچہ توحید و رسالت و حشر پر ایمان رکھتا ہو۔ اور دین یہودیت کی نسخ کو بہ سبب اعتقاد حقانیت کے یہودیت میں منحصر ہونے کے محال جاننا۔ اور بہ سبب وصیت کرنے یعقوبؑ کے اپنی اولاد کو اعتقاد و عمل (یہودیت) پر مداومت سے۔ اور ان بدنصیب مفلسوں نے یہ نہ سمجھا کہ مراد حقانیت اس دین مروجہ کی ہے تا وقت ظہور نبی آخر الزمان کے۔ کیونکہ کتب سماویہ پر حقیقت عمل مطلقہ عامہ کا مفاد ہے (بالفعل) بخلاف ان کتب کے کلام الٰہی ہونے کے کہ اس کا مضمون دائمہ مطلقہ ہے (علی الدوام یعنی بحیثیت عمل مطلقہ عامہ اور بحیثیت کلام الٰہی دائمہ مطلقہ) کیونکہ ہر ملت میں احکام بحسب مصالح اہل عصر اس ملت کے ہوتے ہیں۔ اور نیز انہوں نے یہ نہ سمجھا کہ ملت یہودیت کو اخذ کی وصیت درحقیقت ایمان و اعمال صالحہ کے اخذ کی وصیت ہے (بہ تقاضائے تبلیغ رسالت و نبوت کے) بدوں خصوصیت ملت یہودیت کے۔ پس انہوں نے خصوصیت (یہودیت) کو اعتبار کر لیا اور کہا کہ یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو خصوصیت یہودیت کی وصیت کی ہے۔ اور من جملہ ان آیات کے جن کا انہوں نے اخفاء کیا آیت رجم کی ہے۔ اور بعض ان کی گمراہیوں سے ان آیات کی تاویل ہے جن میں حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہما السلام کو ان کی اولاد میں سے بعثت نبی کی بشارت مذکور ہے۔ اور نیز ان آیات میں اس ملت کی طرف اشارہ ہے جو زمین حجاز میں

---

[1] ادامت افعال ۱۲ منہ (یعنی لفظ ادامت مصدر باب افعال کی ہے ۱۲ مترجم)

Marfat.com

وبسبب آں پر خواہد شد کوہ فہران کہ عرفات است بتلبیہ و بعض از ضلالت اوشاں حمل آیات است بر اخبار بظہور ملت نہ بر امر با خذ آں پس باہم وصیت کردند باخفاء آں آیات وگفتند اتحدثونھم بما فتح اللہ علیکم لیحاجوکم بہ عند ربکم و بعض از ضلالت اوشاں انکار نبوت عیسیٰ علیہ السلام است بدوں سند بتشدد نمودن بر احبار و رہبان و بالجملہ التاویلات الفاسدۃ علی حسب الاہواء من لوازم الیہود ابداً و اما سبب استبعاد رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختلاف عادات انبیا است علیہم السلام در تزوج واکثار آں و مختلف بودن شرائع ایشاں و اختلاف سنت اللہ در معاملہ ایشاں و مبعوث بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از قوم اسمٰعیل علیہ السلام باوجود آنکہ جمیع انبیاء از بنی اسرائیل ہستند و ندانستند کہ سرّ در اختلاف شرائع مختلف بودن طبائع آدمیان است و عادات اوشاں تو اما قوم نصاریٰ پس مومن بودند

شائع ہوگی۔ اور اس کے سبب کوہ فہران کہ عرفات ہے تلبیہ سے پُر ہوگا۔ اور بعض انکی ضلالت سے آیات توریت کو صرف اخبار بظہور ملت پر حمل کرنا نہ اس ملت ظاہرہ پر عمل کرنے کے امر پہ۔ پس باہم ان آیات کے اخفاء کی وصیت کیا کرتے۔ (اور اگر بعض یہودان آیات کا تذکرہ مسلمانوں کے ساتھ کرتے تو باقی یہودان کو از راہ ملامت) کہتے۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تم پر کھول دیا ہے ان آیات کا تذکرہ مسلمانوں سے کرتے ہو تاکہ وہ ان آیات کے ساتھ تمہارے رب کے سامنے مخاصمہ (حقانیت مذہب اسلام پر استدلال) کر سکیں۔ بعض ضلالت یہود سے انکار نبوت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے بغیر کسی سند کے۔ ساتھ تشدد کرنے کے علماء اور صوفیائے ملت عیسوی پر۔ حاصل کلام کہ من گھڑت تاویلات فاسدہ بدعات لوازم یہود میں سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا استبعاد بسبب اختلاف عادات انبیاء علیہم السلام کے ہے تزوج اور تعدد ازدواج میں۔ اور مختلف ہونا اُن کی شرائع کا۔ اور اختلاف اطوار سنت اللہ کے انکے معاملہ میں۔ اور مبعوث ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوم اسمٰعیل علیہ السلام سے باوجودیکہ (ابراہیم علیہ السلام کے بعد) کل انبیاء اسرائیلی (اولاد یعقوب علیہ السلام میں سے) تھے۔ یہود نے یہ نہ سمجھا۔ کہ شرائع کے اختلاف کا راز انسانوں کی عادات و طبائع کے اختلاف میں ہے۔ لیکن قوم نصاریٰ پس عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے تھے۔

Marfat.com

به عیسے علیہ السلام و ضلالت اوشاں قرار دادن است حق سبحانہ وتعالیٰ را سہ شعبہ کہ آنہا را اقانیم
ثلثہ مے گویند اول پدر بمنزلہ مبداء عالم وثانی پسر بمثابہ معلول اول کہ شامل است جمیع
معلولات را وسیوم روح القدس بازاء عقول مجردہ وزعم مے کنند کہ اقنوم ابن متدرع یعنے
ظاہر است بروح عیسے علیہ السلام کظہور جبریل بصورۃ البشر پس عیسیٰ بحسب مزعوم اوشاں
خدا است وپسر خدا وبشر جامع برائے احکام الوہیۃ وبشریت وتمسک گرفتہ اند دریں باب
ببعض آیات انجیل کہ درآنہا لفظ ابن مذکور است والجواب علی تقدیر تسلیم انہ من کلام عیسیٰ انہ
بمعنے المحبوب علی طبق اصطلاح القرن الاول کما تدل علیہ القرائن فی الانجیل وبالجملہ حق
سبحانہ وتعالیٰ تردید ایں مذہب باطل فرمودہ وگفت انہ عبد اللہ وروحہ نفخ فی رحم مریم
وایدہ بروح القدس وبعد امعان نظر منطبق نمے شود لفظ اتحاد بریں معنی چنانچہ مزعوم اوشاں
است بلکہ مطابق بداں لفظ تقویم است ومثل آں وبعض از ضلالت اوشاں جزم است بقتل عیسیٰ علیہ السلام

اور انکی گمراہی حق سبحانہ وتعالےٰ کو تین شعبہ قرار دینا کہ ان کو اقانیم ثلثہ کہتے ہیں۔ اول باپ بمنزلہ مبداء عالم کے۔ ثانی بیٹا
بدرجہ معلول اول کے کہ سب معلولات کو شامل ہے۔ تیسرا روح القدس مقابل عقول مجردہ کے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں
کہ اقنوم ابن ہے لباس بشریت میں عیسیٰ علیہ السلام کے روح سے ظاہر ہونیوالا۔ مثل ظہور جبریل کے صورت بشریہ میں
پس عیسیٰ علیہ السلام بحسب مزعوم انکے خدا ہے۔ اور خدا کا بیٹا۔ اور بشر جامع ہے احکام الوہیت و بشریت کے لئے
(مجموعۂ اقانیم ثلثہ ہے) نصاریٰ نے اس باب میں بعض آیات انجیل سے تمسک پکڑا کہ ان میں لفظ ابن کا مذکور ہے
اس کا جواب بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ لفظ ابن عیسیٰ علیہ السلام کی کلام سے ہے یہ کہ قرون اولیٰ (پہلے زمانے)
کی اصطلاح کے مطابق لفظ ابن بمعنی محبوب مستعمل ہے۔ جیسا کہ انجیل میں اس پر اور قرائن بھی
دال ہیں۔ بالجملہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے اس مذہب باطل کی تردید یوں فرمائی کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بندہ
اور روح اللہ ہے جس کو حضرت مریمؑ کی رحم اطہر میں نفخ کیا۔ اور اس کو روح القدس سے مؤید
کیا۔ بعد امعان نظر (تحقیق و تدقیق) کے لفظ اتحاد اس معنی (اقانیم ثلثہ) پر منطبق نہیں ہوتا جیسا
کہ ان کا زعم فاسد ہے۔ بلکہ اس کے مطابق تو لفظ تقویم یا اس کا مماثل ہو گا۔
نصاریٰ کی بعض ضلالت سے عیسیٰ علیہ السلام کے مقتول ہونے کا یقین ہے۔

Marfat.com

وفی الواقع شبہ لہم فظنوا الرفع علی السماء قتلاً ورووه کابراً عن کابر و لغزش نہ بید
ترا ظاہر آنچہ واقع است در انجیل از مقولہ عیسے علیہ السلام درایں باب زیرا کہ معنے او
خبر دادن عیسے است بہ جرأت نمودن یہود واقدام اوشاں بر قتل ومنشا مقولہ حواریین
وقوع اشتباہ است وعدم اطلاع بر حقیقت رفع برائے نابودن او مالوف اذہان و
اسماع وایضاً قالوا ان فارقلیط الموعود ہو عیسے جاء بعد القتل الی الحواریین واوصے لہم
بتمسک الانجیل وبان المتنبیین یوجدون کثیراً فمن ذکر اسمی فاقبلوہ والا فلا فالقران المجید
یبین ان بشارۃ عیسے علیہ السلام منطبق علی سید البشر یاتی من بعدی اسمہ احمد
لا علی روحانیۃ عیسی علیہ السلام کما زعموا لما فی الانجیل ان فارقلیط یکون
بین ظہرانیکم ویعلمکم العلم ویطہرکم ولا یصدق ہذا المعنی بدونہ
صلی اللہ علیہ وسلم ومعنی اخذ اسمہ اثبات نبوت عیسی علیہ السلام لا
القول بالوہیۃ عیسے علیہ السلام او ابنیتہ للہ تعالیٰ اما گروہ منافقین

اور درحقیقت انکو شبہ میں ڈالا گیا۔ پس رفع علی السماء کو انہوں نے قتل گمان کر لیا۔ اور بڑے بڑے احبار (علماء) اس کو ایک دوسرے سے روایت کرتے چلے آئے۔ اس بارہ میں جو مقولہ عیسیٰ علیہ السلام کا انجیل میں واقع ہے اسکے ظاہر مفہوم سے لغزش واقع نہ ہو۔ کیونکہ اس کا معنے مراد یہود کے جرأت کرنے کو اقدام قتل پر عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دینی ہے۔ اور مقولہ حواریین کا منشأ اشتباہ واقع ہونا ہے۔ اور یہ سبب نہ ہونے رفع الی السماء کے ذہنوں اور شنید کے مالوف ومانوس ہونے میں حقیقت رفع پر مطلع نہ ہونا ہے۔ اور نیز انہوں نے کہا کہ فارقلیط موعود وہ عیسیٰ ہیں۔ مقتول ہونے کے بعد حواریین کی طرف آئے اور ان کو وصیت کی کہ انجیل پر عمل کریں۔ اور کہ مدعیان نبوت بہت ہونگے۔ پس جس نبی نے میرا نام ذکر کیا تو اس کو قبول کرو ورنہ رد کر دو۔ پس قرآن مجید کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منطبق ہے نہ عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت پر جیسا کہ زعم نصاریٰ کا ہے کیونکہ انجیل میں ہے کہ فارقلیط تم میں آئیگا اور تم کو علم سکھائیگا اور پاک کریگا۔ اور یہ معنی بدون سید البشر کے صادق نہیں آتا اور عیسیٰ کا نام ذکر کرنے سے مراد تصدیق نبوت عیسیٰ ہے نہ قول بالوہیت عیسیٰ اور نہ انکی ابنیت اللہ تعالیٰ کے لئے باقی رہا

Marfat.com

پس دو قسم بودند یکے آنہا کہ کلمہ توحید را فقط بزبان گفتند و قلوب اوشان مطمئن بکفر بودند و نازل است در حق ایں گروہ فی الدرک الاسفل من النار و قسم دوم گروہے بودند ضعیف الاسلام اذا خلطوا فی المسلمین فقالوا انا مسلمون واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن وایں فریق ثانی را شبہات واہیہ اند منشاء آنہا جریان احکام بشریت است بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وایں نفاق عمل واخلاق است وقسم اول معلوم نمیشود وقوع او بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے بودن او امر باطنی وثانی کثیر الوقوع ہست سیمانی زماننا وہو الذی جاء فی الحدیث ثلاث من کن فیہ کان منافقا خالصا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر پس حق سبحانہ وتعالیٰ احوال ہر دو فریق را بیان فرمود تا کہ سائر آدمیان از اخلاق اوشاں محترز باشند و مخفی نماند کہ آنچہ ذکر نمودہ ایم از تشریع عمرو ابن لحی عبادت اصنام را مراد ازو در دار عرب است خاصۃً والا آئین بت پرستی از زمان وفات ادریس علیہ السلام

گروہ منافقین کا پس یہ دو قسم کے تھے۔ ایک وہ قسم کہ کلمۂ توحید کو صرف زبان سے ذکر کیا اور دل ان کے کفر پر تسلی پذیر تھے۔ اس گروہ کے حق میں نازل ہے کہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہونگے۔ دوسرا قسم منافقین ضعیف الاسلام کا گروہ تھا۔ جب مسلمانوں میں آکر ملتے تو کہہ دیتے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور جب اپنے شیاطین بھائیوں کی طرف جاتے تو کہتے ہم تو تمہارے ہی ساتھی ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ تو ہم تمسخر کرتے ہیں۔ اس فریق ثانی کے شبہات واہیات ہیں جن کا منشاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام بشریت کا جاری ہونا ہے اور یہ نفاق عمل واخلاق ہے۔ پہلی قسم نفاق کا وقوع بعد زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلوم نہیں ہوتا کیونکہ (دل کا معاملہ) باطنی امر ہے۔ اور دوسرا قسم خاص کر موجودہ زمانہ میں تو کثیر الوقوع ہے۔ اسی قسم ثانی کی حدیث شریف میں بھی تصریح ہے۔ کہ جس شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں وہ پورا منافق ہے۔ بات کرنے میں جھوٹ بولنا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ مخاصمہ میں بکواس بکنا۔ پس حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہر دو فریق کے حالات بیان فرمائے تاکہ باقی لوگ ان کے بگڑے ہوئے اخلاق سے بچ کر رہیں (ایسے اخلاق کا برتاؤ نہ کریں) اور مخفی نہ رہے کہ جو کچھ ہم نے عمرو ابن لحی کا بتوں کو رواج دینے کا ذکر کیا ہے۔ مراد اس سے خاص دیار عرب میں رواج دینا ہے۔ ورنہ بت پرستی کا طریقہ حضرت ادریس علیہ السلام کی وفات کے زمانہ سے مروج تھا۔

Marfat.com

رواج یافتہ بود و مرکوز بود حقیقۃ آں در قلوب اوشان وہمیں بود[1] وجہ استکبار اوشان نزد استماع کلمہ طیبہ کما ورد انہم کانوا اذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون و مبنی نیست استکبار برفہم عینیۃ از کلمہ طیبہ بقرینہ مابعد او ویقولون ائنا لتارکوا الہتنا لشاعر مجنون وامثالہ مما تقدم فالحق فی معنے اجعل الالہۃ الہا واحداً ما قال القاضی اجعل الکثرۃ المتصفۃ بالالوہیۃ وحدۃ متصفۃ بہا یعنے آیا گردانید ذوات متعددہ متصفہ بالالوہیۃ را ذات واحد موصوف بداں فظہر مما ذکرنا من المخاصمۃ ان مزعوم المخاطب ہو الشرک فی الالوہیۃ والشارع البلیغ لقی کلمۃ التوحید لرد ہذا الزعم وازیں سبب تعبیر[2] کردہ شد بمشتق در موضوع آں یعنی بالٰہ کہ محمول است در قضایا مزعومہ یعنے اللات الٰہ والعزی الٰہ پس رد صریح اللات لیس بالہ والعزی لیس بالٰہ است لکن چونکہ متکلم بلیغ افادۂ قصر امراد داشت

اور اس کی حقیقت بت پرستوں کے دلوں میں مرکوز (گڑی ہوئی) تھی۔ اور استماع کلمہ طیبہ کے وقت منکرین کا استکبار (ہٹ دھرمی) اسی وجہ (زعم حقیقت) سے تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ سبحانہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ تو استکبار (ہٹ دھرمی) کرتے پھر بناء استکبار کی کلمہ طیبہ سے عینیت کے مفہوم ہونے پر نہیں ہے بقرینہ مابعد اس کے۔ "اور کہتے ہیں کہ کیا ایک شاعر مجنون کے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو ترک کر دیں"۔ اسی طرح کی اور کئی مثالیں جو سابقاً بیان ہو چکی ہیں۔ پس آیت اجعل اہ کے معنی میں حق یہ ہے جو کہ قاضی بیضاوی ؒ نے کہا۔ "کیا رسول نے بہت سی ذاتوں موصوف بالالوہیۃ کو ایک ہی ذات خاص موصوف بالالوہیۃ کر دیا"۔ تو اب مخاصمہ مذکور کے مفصل ذکر کرنے سے ظاہر ہوا کہ مزعوم مخاطب (مشرکین) شرکۃ فی الالوہیۃ ہے۔ اور شارع بلیغ نے کلمہ توحید کا اسی زعم فاسد کو رد کرنے کے لئے القاء (نازل) فرمایا۔ اسی سبب سے موضوع کلمہ طیبہ میں مشتق یعنی الٰہ (بمعنی معبود) کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ جو کہ قضایا مزعومہ یعنی اللات الٰہ والعزی الٰہ میں محمول ہے۔ پس رد صریح تو اللات لیس بالہ والعزیٰ لیس بالہ ہے۔ لیکن چونکہ متکلم بلیغ کی مراد افادۂ قصر ہے

---

[1] بیان است برائے لغزش مؤلف قدس سرہ ۱۲ منہ [2] وآنچہ در وجہ تعبیر بمشتق فرمودہ اند ہیچی بمالہ وما علیہ ۱۲ منہ

بنا برآں وصف محمولی را موضوع سالبہ کلیہ کہ مفادش انتفاء افراد آں طبیعت است سوئے فرد واحد گردانید وچونکہ وجود طبیعۃ ہماں وجود اشخاص است پس انتفاء افراد مستلزم انتفاء طبیعۃ گشت یعنی طبیعت وصف آنکہ اِلٰہ مستحق منتفی است از مواد مزعومہ وموجود است در فرد واحد

وما معنی القصر الا ھٰذا فانہ فی الاصطلاح تخصیص شیٔ بشیٔ بطریق مخصوص وھو حقیقی وغیر حقیقی وکل منھما نوعان قصر الموصوف علی الصفۃ وقصر الصفۃ علی الموصوف والاول من الحقیقی نحو ما زید الا کاتب اذا ارید انہ لا یتصف بغیرھا وھو لایکاد یوجد لتعذر الاحاطۃ بصفات الشیٔ والثانی ای قصر الصفۃ علی الموصوف من الحقیقی کثیر نحو ما فی الدار الا زید وقد یقصد بہ المبالغۃ لعدم الاعتداد بغیر المذکور والاول من غیر الحقیقی تخصیص امر بصفۃ دون اخری او مکانہا والثانی تخصیص صفۃ بامر دون اخر او مکانہ فکل منھما ضربان والمخاطب بالاول

اس بنا پر وصف محمولی (الٰہ) کو سالبہ کلیہ کا موضوع قرار دیا (لا الٰہ الا اللہ) جس کا مفاد انتفاء افراد اس طبیعت کا ہے سوائے فرد واحد اللہ کے۔ اور چونکہ طبیعت کا وجود وہی اشخاص کا وجود ہے۔ پس افراد کا انتفاء طبیعت کے انتفاء کو مستلزم ہوا یعنی طبیعت وصف الٰہ مستحق (الوہیت واقعی) کی مواد مزعومہ (اصنام) سے منتفی ہے۔ اور فرد واحد (اللہ) میں موجود ہے۔ اور قصر کا معنی یہی ہے۔ کیونکہ قصر اصطلاح میں تخصیص کسی شئی کی دوسری شئی سے بطریقۂ مخصوص اور وہ دو قسم ہے حقیقی اور غیر حقیقی۔ اور ہر ایک ان دونوں میں سے دو قسم ہے۔ قصر موصوف کا صفت پر دوسرا قصر صفت کا موصوف پر پہلا قسم (قصر الموصوف علی الصفۃ) حقیقی نحو ما زید الا کاتب (زید صرف کاتب ہی ہے) جب یہ ارادہ ہو کہ زید سوائے کتابت کے اور کسی صفت سے موصوف نہیں ہے۔ اور شاید یہ قسم مل ہی نہ سکے۔ کیونکہ کسی شئی کی صفات کا احاطہ مشکل ہے۔ نوع ثانی قسم حقیقی سے یعنی قصر الصفت علی الموصوف کثیر ہے۔ نحو ما فی الدار الا زید (گھر میں زید کے سوا کوئی بھی نہیں ہے) کبھی مبالغۃً بھی بنایا جاتا ہے۔ بدیں صورت کہ موصوف مذکور کے بغیر کسی دوسری چیز موصوف کو شمار قصدی میں نہیں لایا جاتا۔ نوع اول قسم غیر حقیقی سے تخصیص کسی امر کی ایک صفت کیساتھ سوائے دوسری صفت کے۔ یا مکان اس صفت کے (اسکی جگہ کسی اور صفت سے) نوع ثانی قسم غیر حقیقی سے تخصیص کسی صفت کی ایک امر کیساتھ سوائے دوسرا امر کے یا اسکی جگہ کسی اور امر سے۔ پس ہر ایک ان دونوں اقسام میں سے دو دو

Marfat.com

من ضربی کلٍ من یعتقد الشرکة ای شرکة موصوفین فی صفة واحدة فی قصر الصفة علی الموصوف او شرکة صفتین او اکثر فی موصوف واحد فی قصر الموصوف علی الصفة ویسمی هذا القصر قصر افراد لقطع الشرکة التی اعتقدها المخاطب والمخاطب بالثانی اعنی التخصیص بشیٔ مکان الشیٔ من ضربی کلٍ من القصرین من یعتقد العکس ویسمی قصر قلب او تساویا عنده ویسمی قصر تعیین وشرط قصر الموصوف علی الصفة افرادا عدم تنافی الوصفین وقلبا تحقق تنافیهما وقصر التعیین اعم والمخاطب فی قولنا لا اله الا الله یعتقد شرکة الاصنام مع الحق سبحانه فی صفة الالوهیة ای الاستحقاق للعبادة والمتکلم رد اعتقاد الشرکة وقصر صفة الالوهیة فی موصوف واحد ای الالوهیة منتفیة عن المواد المزعومة متحققة فی مادة واحدة وہم چنیں در نظائر او نحو لا فتی الا علی ولا سیف الا ذو الفقار ولا خیر الا خیرک ولا طیر الا طیرک زیرا کہ مزعوم

نوع قصر الصفة علی الموصوف میں دو موصوفوں یا اکثر کے ایک صفت میں شرکت کا اعتقاد رکھتا ہے یا کہ نوع قصر الموصوف علی الصفة میں دو صفت یا زیادہ کے ایک موصوف میں شرکت کا اعتقاد رکھتا ہے ایسی قصر کو قصر افراد کہتے ہیں۔ بسبب قطع شرکت معتقدہ مخاطب کے۔ اور مخاطب بالثانی یعنی دونوں قصروں کی دوسری ضرب یعنی تخصیص کسی شئ کے ساتھ بجائے دوسری شئے کے۔ سو بعض مخاطبین کا اعتقاد تو عکس ہوتا ہے۔ ایسی قصر کو قصر قلب کہتے ہیں اور بعض مخاطب کے نزدیک دونوں اشیاء (اتصاف میں) برابر ہوتی ہیں۔ ایسی قصر کو قصر تعیین بولتے ہیں۔ قصر الموصوف علی الصفة قسم افرادی کی شرط دونوں وصفوں کا منافی نہ ہونا۔ اور قصر قلب میں دونوں وصفوں کے باہمی منافات کا تحقق اور قصر تعیین اعم ہے (تنافی اور عدم تنافی میں برابر)۔ اور کلمہ توحید میں مراد یہ ہے۔ کہ مخاطب یعنی (مشرک) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ صفت الوہیت یعنی استحقاق عبادت میں شرکت اصنام کا اعتقاد کرتا ہے۔ متکلم (شارع سبحانہ) نے کلمۂ توحید میں رد کیا اعتقاد شرکت کا اولاً اور قصر کردی صفت الوہیت کی ایک ہی موصوف میں ثانیاً یعنی مواد مزعومہ مخاطب سے الوہیت منتفی ہے اور ایک ہی مادہ (فرد واحد) میں متحقق ہے۔ اور ایسا ہی (محاورات میں) اسکے نظائر ہیں جیسا کہ لا فتی الا علی ولا سیف الا ذو الفقار آہ کیونکہ مزعوم مخاطب ثبوت معنی فتی کا ہے یا سیف یا خیر یا طیر کا مواد متعددہ میں۔

Marfat.com

مخاطب تحقق معنی فتی است یا سیف یا خیر یا طیر در مواد متعدده مرجعش عمرو فتی و بکر و خالد فتی وقس علی ہذا سیفٌ زیدٍ سیفٌ وسیفُ عمرٍو وسیفٌ وسیفُ خالدٍ سیفٌ وخیرُ زیدٍ خیرٌ وطیرُ زیدٍ طیرٌ ورد صریح ہر یکے زید لیس فتیً وعمرو لیس فتیً وھکذا لکن این رد صریح چونکہ افادہ قصر نمے بخشید واحتمال تحقق وصف محمولی اعنی معنی فتی وسیف در غیر مواد معدودہ کہ شمردہ نہ شدہ اند باقی مے ماند وآن مخل غرض متکلم بود بنا بران وصف محمولی قضایاء مزعومہ را موضوع سالبہ کلیہ گردانیدہ وسلب وجود ازاں طبیعت مراد داشت وبعد آن الا اداۃ استثناء را مع ذکر مقصور علیہ آورد پس کلمہ توحید ونظائر او ہمہ مشتمل بر دو حکم اند سلبی وایجابی لما تقرر ان المستثنی ہو المخالف لما قبلہ نفیا واثباتا بالا واخواتہا ومجموع حکمین معنی قصر محصل ومتقوم میگردد ازینجا دانستی کہ مقدر در خبر لا موجود است نہ غیر تا کہ مفاد کلام انتفاء طبیعت باشد کہ عبارت از سلب وجود است از مواد مزعومہ وتحقق او در مادہ واحدہ واین معنے را ہر جا کہ قصر صفت بر موصوف باشد بکو نگاہداری فانہ من مزلۃ الاقدام بخلاف آنکہ مقدر غیر را گوئیم کہ آنوقت محصل او نفی غیریت

جن سے قضایا اس طرح بنیں گے۔ عمر فتیٰ ہے بکر فتیٰ ہے خالد فتیٰ ہے۔ اور اسی قیاس پر ہے سیفٌ زیدٍ سیفٌ آہ (بس تلوار تو زید ہی کی تلوار ہے) اور ہر ایک کا صریح رد زید فتیٰ نہیں عمر فتیٰ نہیں۔ آہ۔ لیکن یہ رد صریح چونکہ افادۂ قصر نہیں دیتی تھی اور وصف محمولی یعنی معنی فتیٰ وسیف کا تحقق غیر مواد معدودہ میں جو شمار نہیں کئے گئے۔ باقی رہتا تھا۔ اور یہ امر غرض متکلم کو مخل تھا۔ اسی بناء پر قضایا مزعومہ کی وصف محمولی کو سالبہ کلیہ کا موضوع کر دیا اور سلب وجود اس طبیعت سے مراد رکھ کر اس کے بعد الا حرف استثناء کا مع ذکر مقصور علیہ کے لایا۔ پس کلمۂ توحید اور اسکے نظائر سب دو حکموں یعنی سلبی و ایجابی پر مشتمل ہیں۔ اس قاعدہ کی بناء پر کہ مستثنیٰ وہ ہوتا ہے جو الا یا اخوات الا کے ساتھ مذکور ہو کر نفیاً واثباتاً اپنے ماقبل (مستثنیٰ منہ) کے مخالف ہو۔ اور مجموع حکمین (سلبی وایجابی) سے معنی قصر کا حاصل اور ثابت ہوتا ہے یہاں سے تو نے معلوم کر لیا۔ کہ خبر لا نافیہ میں مقدر لفظ موجود کا ہے نہ لفظ غیر کا۔ تاکہ مفاد کلام کا انتفاء طبیعت ہو جو کہ عبارت ہے مواد مزعومہ سے سلب وجود (طبیعت) کی۔ اور تحقق اس (طبیعت الوہیت) کا ایک ہی مادہ (فرد واحد) میں۔ اور جہاں بھی قصر صفت موصوف پر ہو اس معنی (تقدیر موجود نہ غیر) کو اچھی طرح لحاظ رکھنا کیونکہ ایسے مواقع پر فہم کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں بخلاف اس صورت کے کہ (لفظ) غیر کو مقدر کریں کہ تب محصل اس کا نفی غیریت کی۔

Marfat.com

مابین افراد طبیعت و مضاف الیہ غیر خواہد بود یعنی نیست فردے از افراد فنی زید باشد یا عمرو یا بکر یا خالد مغائر از علی بلکہ عین علی ہستند و معلوم است بداہتہً کہ غرض متکلم از لا فتےٰ الا علی و نظائر آں ہر جا کہ قصر صفت بر موصوف مراد داشتہ باشد انتفاء صفت است از مواد مزعومہ باتحقق آں در محل واحد کہ مفاد قصر است وآں بدون تقدیر موجود حاصل نمے گردد و نیست غرض متکلم عینیت افراد طبیعت با فرد واحد کہ مدخول الا است فالحق ما قال العارف الجامی والسلف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین من ان التقدیر لا الٰہ موجود الا اللہ فالقصر قصر الصفۃ علی الموصوف والاستثناء تام والمستثنیٰ منہ ھو المنکور اگر گوئی بنا بر بودن شرکۃ فی الالوہیۃ مزعوم مخاطب حکم مستفاد از استثناء کہ مرجعش بسوئے سالبہ کلیہ و موجبہ شخصیہ است باعتبار جزو ثانی اعنے شخصیہ لغو خواہد بود چہ لا شئ من غیر الواجب بالٰہ اے بمستحق در رد مخاطب کافی است ونیست حاجت بسوئے شخصیہ یعنی اللہ جل جلالہ موجود برائے آنکہ شنیدی و دیگر آنکہ وجود مبداء اعنے حق سبحانہ مرکوز است در قلوب بنی آدم عموماً برائے ورود تعاکس از ملاء اعلیٰ والا کسی مسمیٰ لفظ اللہ را بہ سبب نہ بودن او از معقولات و محسوسات نمے دانست

مابین افراد طبیعت اور مضاف الیہ کے ہو گی یعنی کوئی فرد فتی کے افراد میں سے زید ہو یا عمرو یا بکر یا خالد مغائر علی سے نہیں ہے بلکہ عین علی کے ہیں یہ تو بداہتہً معلوم ہے کہ متکلم کی غرض مقولہ لا فتیٰ الا علی اور اسکے نظائر سے جہاں بھی قصر صفت بر موصوف مراد ہو مواد مزعومہ سے انتفاء صفت ہے ساتھ تحقق وثبوت اس صفت کے ایک ہی محل میں جو کہ قصر کا مفاد ہے اور وہ غرض بدون تقدیر موجود کے حاصل نہیں ہوتی۔ اور افراد طبیعت کی عینیت فرد واحد کیساتھ جو کہ الا کا مدخول ہے متکلم کی غرض نہیں ہے۔ پس حق وہی ہے جو کہ عارف جامیؒ اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ تقدیر کلام لا الٰہ موجود الا اللہ ہے پس قصر کا قسم قصر صفت علی الموصوف ہے استثناء تام اور مستثنیٰ منہ وہ منکور (الٰہ) ہے۔ اگر سوال وارد ہو کہ مزعوم مخاطب شرکۃ فی الالوہیۃ قرار دینے پر استثناء سے حاصل شدہ حکم جس کا مرجع دو قضیہ یعنی سالبہ کلیہ و موجبہ شخصیہ کی طرف ہے باعتبار جزء ثانی یعنی شخصیہ کے لغو ہو گا۔ کیونکہ (قضیہ سالبہ کلیہ) لا شئ من غیر الواجب بالٰہ اے بمستحق (مزعوم) مخاطب کے رد میں کافی ہے اور (قضیہ) شخصیہ یعنی اللہ جل جلالہ موجود لانے کی ضرورت نہیں تھی ایک تو بہ سبب (سالبہ کے مفہوم) سے جو کہ تونے سن لیا۔ دوسرا یہ کہ مبداء (موضوع قضیہ شخصیہ) یعنی سبحانہ وتعالیٰ کا وجود عموماً بنی آدم کے قلوب میں مرکوز (منقش) ہے بسبب وارد ہونے عکسی فیضان کے ملاء اعلیٰ (عالم قدس) سے۔ ورنہ (بصورت عدم تعاکس) کوئی بھی مسمیٰ لفظ اللہ کو بباعث نہ ہونے اسکے معقولات و محسوسات ...

عدم جانتا

Marfat.com

گوئم مقصود از کلمہ طیبہ معنی قصر است وآں حاصل نمے شود بدون حکمین مع آنکہ مفاد شخصیہ فقط وجود مبداء نیست اذ فرق[1] بیّن بیّن قولنا الواجب موجود وبین الواجب المنحصر فیہ استحقاق العبادۃ موجود فقولنا لاالہ الا اللہ وانما الھکم الہ واحد ولاالہ غیرک وما لکم من الہ غیرہ واللہ ھوالالہ کلھا عبارۃ عن معنے واحد ومغرور نہ سازد ترا ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاالہ غیرک از برائے آنکہ قولہ علیہ السلام ہذا تفسیر است برائے کلمہ طیبہ واشتمال آں بر حکمین بوضوح پیوستہ ولایعرف لہ منکر پس انطباق تفسیر بر مفسر حاصل نمیشود بغیر آنکہ کلمہ غیر را در حدیث شریف از ادواۃ استثناء قرار دہیم تا کہ حکم سلبی وایجابی ہر دو حاصل شود بخلاف آنکہ او را محمول بر صفت کنیم کہ مفید حکمین نخواہد بود۔ یعنے نیست ہیچ فرد از افراد الہ مغائر تو

ہم جواب دیتے ہیں کہ کلمہ طیبہ سے معنی قصر کا مقصود ہے اور وہ معنی دونوں حکم (ایجابی وسلبی) کے سوا حاصل نہیں ہوتا۔ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ قضیہ شخصیہ کا مفاد صرف وجود مبداء نہیں ہے کیونکہ ہماری دونوں کلاموں الواجب موجود (صرف وجود مبداء) اور الواجب المنحصر فیہ استحقاق العبادۃ موجود" واجب (مبداء وجود) میں انحصار استحقاق عبادۃ" میں بڑا فرق ہے۔ پس ہمارے قول لاالہ الا اللہ اور انما الھکم الہ واحد اور لاالہ غیرک اور مالکم من الہ غیرہ۔ اور اللہ ہو الالہ یہ سب اقوال ایک ہی معنی قصری سے عبارت ہیں۔ اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولاالہ غیرک کے ظاہر (بغیر صورت قصر کے) بے سمجھی سے دھوکہ میں نہ پڑیں۔ کیونکہ آنحضور کا یہ قول کلمہ طیبہ کی تفسیر ہے۔ اور اس کا اشتمال دو حکموں (ایجابی وسلبی) پر واضح ہو چکا۔ اس میں کسی کا انکار بھی منقول نہیں۔ پس تفسیر کا انطباق مفسر پر بغیر اسکے حاصل نہیں ہوتا کہ حدیث شریف میں مذکور کلمۂ غیر کو حروف استثناء میں سے قرار دیں۔ تاکہ دونوں حکم ایجابی وسلبی حاصل ہوں بخلاف اس صورت کے کہ اسکو صفت پر محمول کریں۔ کہ حکمین (ایجابی وسلبی) کا مفید نہ ہوگا۔ بصورت صفت اس کا معنی یہ ہوگا کہ نہیں کوئی فرد افراد الہ میں سے مغائر تیرے

---

[1] فلا حاجۃ الی دفع ما اوردہ علی الحنفیۃ القائلین بان الاستثناء استخراج وتکلم بالباقی فی تسمیۃ الکلمۃ الطیبۃ بکلمۃ التوحید الی ما تکلفوا ۱۲ منہ (حاشیہ منہیہ میں فرماتے ہیں کہ استثناء کی تعریف میں حنفیہ کے قول پر کہ وہ استخراج اور تکلم بالباقی ہے۔ اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ پھر کلمہ طیبہ کو کلمہ توحید کیوں کہا جاتا ہے۔ جب کہ اس میں با قتضائے استثناء اشتراک ہے۔ تو اس وجہ فرق سے تکلفات باردہ کے جواب کی حاجت نہیں رہتی۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

وبر تقدیر استثناء مفادش نیست ہیچ فردے از افراد الٰہ موجود مگر تو موجود یعنی خواہد بود بعینہٖ مفاد کلمہ طیبہ و لاینافی الرفع کونہ للاستثناء اذ کلمۃ غیر فی الاستثناء معربۃ باعراب المستثنی وھو ھھنا مرفوع بالبدلیۃ عن المحل للتعذر من اللفظ لما بین فی موضعہ ویبدل من المحل للتعذر من اللفظ ومن ثم ضعف النصب فی لا الٰہ الا اللّٰہ وبعد اغماض از احتمال حکمین بر تقدیر بودن غیر برائے صفۃ نیز مفاد کلمہ طیبہ کما قال الجامی وامثالہ مفہوم میگردد یعنی نیست فردے از افراد مستحق کہ مغائر حق سبحانہ باشد موجود پس غیرک نعت خواہد بود برائے منکور لما تقرر من ان نعت اسمہا المبنی الاول مفردا یلیہ مبنی علی ماینصب بہ ومعرب رفعاً ونصباً نحو لا رجل ظریف وظریفٌ وظریفاً والا فالاعراب وغیر ھھنا مضاف فحکمہ الاعراب ای الرفع حملاً علی المحل البعید والنصب حملاً علی اللفظ او المحل القریب فلا یرد ما اوردہ مولانا حیث قال واما نقلا فلان قولہ لا الٰہ غیرک تفسیر للکلمۃ الطیبۃ

اور تقدیر استثناء پر اسکا مفاد یہ ہوگا۔ نہیں کوئی فرد افراد الٰہ میں سے موجود مگر تو موجود ہے۔ اور یہ بعینہٖ کلمہ طیبہ کا مفاد ہے۔ کلمہ غیر کا (لا الٰہ غیرک) میں مرفوع ہونا اسکے حرف استثناء ہونے کے منافی نہیں ہے، کیونکہ کلمہ غیر مواقع استثناء میں معرب باعراب مستثنیٰ ہے۔ اور مستثنیٰ یہاں مرفوع بالبدلیۃ عن المحل ہے۔ بسبب متعذر ہونے بدلیت من اللفظ کے۔ سند اسکی ضابطہ مذکور اپنے موضع میں کہ۔ بدل من اللفظ متعذر ہونے پر بدل من المحل آتا ہے لہٰذا لا الٰہ الا اللّٰہ میں مستثنیٰ یعنی لفظ اللّٰہ پر (احتمال) نصب ضعیف ہے۔ احتمال حکمین سے اغماض (چشم پوشی) پر کلمہ غیر کے صفت کیلئے ہونے سے جیسا کہ شارح جامیؒ و دیگر محققین نے کہا ہے نیز مفاد کلمہ طیبہ کا مفہوم ہوتا ہے یعنی نہیں کوئی فرد افراد مستحق میں سے موجود جو کہ مغائر حق سبحانہ کے ہو پس اس صورت میں کلمہ غیرک منکور (الٰہ) کی نعت ہوگا۔ دلیل اسکی ضابطہ مقررشدہ ہے۔ کہ اسم لا مبنی کی پہلی نعت جو مفرد (غیر مضاف) متصل ہو علامت نصب (فتح) پر مبنی ہوتی ہے جیسے لا رجل ظریفَ۔ اور بحالت رفع (محل بعید پر حمل کرنے سے) و بحالت نصب (محل قریب یا لفظ پر حمل کرنے سے) معرب ہوتی ہے جیسے لا رجل ظریفٌ وظریفاً۔ اگر نعت ان قیود سے متصف نہ ہو تو (اسکا حکم) اعراب ہے۔ لفظ غیر کا حدیث میں مضاف ہے پس اسکا حکم اعراب ہے۔ یعنی رفع بسبب حمل کرنے کے محل بعید پر اور نصب بسبب حمل کرنے کے لفظ یا محل قریب پر۔ پس مولانا کا یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا جو کہ فرماتے ہیں کہ لیکن از روئے نقل پس اسلئے کہ قولہٗ لا الٰہ غیرک کلمہ طیبہ کی تفسیر ہے

Marfat.com

ولا احتمال لتقدير موجود فيه لان غيرك بالرفع خبر مذكور فلا يقال ان الخبر محذوف وغيرك بمعنى سواك صفة للالٰه لان رفعه يابى عن كونه صفة للمنكور المنصوب انتهى والاضافة لا تنافي وقوعه نعتا لتوغله فى الابهام وبالجملة بعد بطلان ارادة الاصنام من المنكور لا يفيد الحديث ايضا للعينية بينها وبين الواجب لابتنائها على الاشتراك اللفظي وهو كما عرفت فمفاد قوله عليه السلام قصر الالوهية فى الحق سبحانه كالكلمة الطيبة هذا اذا حملت غير على الاستثناء وانتفاء الافراد المغائرة له سبحانه اذا كانت صفة للمنكور والخبر المحذوف موجودا وسلب الغيرية بين سائر الافراد والواجب ويصدق هذا بانتفاء الموضوع فمآله انحصار الكلي فى الفرد الواحد[۱] قطع نظر از تعصب غور باید نمود که از قول لا کریم غیرک یا لا صدیق

اور اس میں موجود مقدر نہیں ہو سکتا کیونکہ غیرک بالرفع خبر مذکور ہے۔ پس نہ کہا جاوے کہ خبر محذوف ہے۔ اور غیرک بمعنی سواک صفت ہے الٰہ کی۔ اسلئے کہ غیرک کا مرفوع ہونا منکور منصوب (الٰہ) کی صفت ہونے سے انکار کرتا ہے۔ (مولانا کا اعتراض ختم ہوا)۔ کلمۂ غیر چونکہ متوغل فی الابہام (ابہام میں پھنسا ہوا) ہے۔ اس لئے اس کا مضاف ہونا نعت ہونے کے منافی نہیں۔ بالجملہ بعد بطلان ارادۂ اصنام کے منکور (الٰہ) سے اصنام اور واجب کے مابین عینیت حدیث شریف سے حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس ارادہ کی بناء اشتراک لفظی پر ہے اور اس کا بطلان سابقاً معلوم ہو چکا۔ جب حدیث شریف ولا الٰہ غیرک میں کلمہ غیر کو استثناء پر حمل کیا جاوے تو حدیث شریف کا مفاد قصر الوہیت ہے حق سبحانہ میں جیسا کہ کلمہ طیبہ میں ہے۔ اور اگر کلمہ غیر کو منکور (الٰہ) کی صفت بنایا جائے اور خبر محذوف موجود نکالی جائے۔ تو حدیث شریف کا مفاد انتفا افراد مغائرہ حق سبحانہ کے ہوگا۔ یا سلب غیریت کی سائر افراد (کلی) اور واجب سبحانہ میں۔ یہ (قضیہ سالبہ) انتفاء موضوع سے بھی صادق آتا ہے۔ پس اس کا مآل و مرجع انحصار کلی کا ایک ہی فرد (واجب سبحانہ) میں ہوگا۔ تعصب (سینہ زوری) سے قطع نظر کر کے غور کرنا چاہیئے کہ مقولہ لا کریم غیرک یا لا صدیق غیرک کا کیا معنی ہوگا؟

---

[۱] یعنی لا الٰہ الا اللہ بہ تقدیر غیر اللہ بحسب مزعوم مولانا و لا الٰہ غیرک نیست کلی یعنی الٰہ متجاوز از فرد واحد لے اللہ جل جلالہ مثل لا کریم غیرک ولا صدیق غیرک ۱۲ منہ (حضرت مصنف قدس سرہٗ کا اس پیرایہ کا جواب بمقابلہ مقولہ مولانا واحسرۃ کمال الحسرۃ کے ہے ۱۲ مترجم۔

Marfat.com

غیرک نیست فردے از افراد کریم مغائر تو یعنی عین تواند یا نیست فردے از افراد صدیق مغائر تو یعنی عین تواند مفہوم مے شود یا اینکہ سوائے تو کسے کریم وصدیق نیست ولعلك تفطنت مما ذکرنا ان ما استشهد به مولانا من زعم المخاطب وتمام التقریب وقوله علیه السلام لا اله غیرك وقوله تعالى ما لكم من اله غيره واجعل الالهة الها واحدا على العينية فشاهد عليه لا له والعجب كل العجب من ما استدل على اثبات ان مزعوم المخاطب هو الغيرية والقصر قصر القلب بما محصله ان المخاطب لا يخلو اما ان يزعم العينية بين الاصنام والحق سبحانه او الغيرية على الاول يلزم عون لا اله الا الله لغوا والعياذ بالله فتعين الثاني فرد زعمهم قلبا بلا اله الا الله فظهر غلط الاكابر في الافراد ايضا انتهى لان قوله لا يخلوا اما ان يزعم اه غير حاصر فان نقيض لشئ رفعه فالتناقض انما هو بين المزعومين دون الزعمين لجواز ارتفاع الزعمين اذا الجهل نقص في الواجب فقط او العقول العالية ايضا

کیا یہ معنی ہوگا کہ نہیں کوئی کریم یا صدیق تیرے مغائر یعنی عین تیرے ہیں۔ یا یہ معنے ہوگا کہ تیرے سوا کوئی کریم یا صدیق نہیں ہے۔ ہماری اس تقریر مذکورہ سے سمجھ آگئی ہوگی۔ کہ مولانا نے جو کچھ ان مذکورات یعنی زعم مخاطب وتمام تقریب۔ وحدیث شریف لا الہ غیرک۔ وآیات مالکم من الٰہ غیرہ۔ واجعل الالہۃ الٰہا واحدا سے عینیت اصنام پر استشہاد کیا ہے۔ یہ مولانا کے مفید مطلب نہیں ہے۔ بلکہ اُلٹا انکے استدلال کو باطل ٹھہراتے ہیں۔ مولانا کے مزعوم مخاطب میں غیریت ثابت کرنے اور قصر کو قصر قلب قرار دینے کے لیے استدلال سے جس کا ماحصل یہ ہے کہ مخاطب (کا ذہن دو احتمال سے) خالی نہیں۔ یا تو حق سبحانہ وتعالیٰ واصنام کے مابین عینیت زعم کرتا ہے یا غیریت کو۔ پہلے احتمال پر معاذ اللہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا لغو ہونا لازم آتا ہے۔ تو احتمال ثانی متعین ہوا۔ پس ان کا زعم لا الہ الا اللہ سے بقصر قلب رد کیا گیا۔ پس علماء اکابر کی غلطی قصر افراد میں بھی ظاہر ہوگئی۔ انتہیٰ۔ نہایت ہی حیرت ہے۔ کیونکہ قولہ لا یخلوا اما ان یزعم آہ یہ حاصر نہیں ہے کیونکہ ہر شئے کی نقیض اس شئے کا رفع (نہونا) ہوتا ہے۔ پس تناقض دو مزعوموں کے درمیان ہے نہ دو زعموں میں اس لئے کہ دونوں زعموں کا ارتفاع جائز ہے۔ کیونکہ جہل فقط واجب میں نقص ہے یا عقول عالیہ میں بھی۔

Marfat.com

لا الاذهان السافلة وايضا الاستدلال جار فی الصفات مع القطع بانهم کانوا غیر عالمین بعینیتها وغیریتها للواجب سبحانه وهکذا یجری فی کثیر من الامور مع قطع الجهل[1] وایضا لو فرض کون الغیریة مزعوما لهم فما الدلیل علی کون الکلمة الطیبة رداً لهذا المزعوم بعینه لتعدد مزعوماتهم منها شرکة الاصنام فی الالوهیة فلم لا یجوز ان یکون مقصود الشارع من القاء کلمة التوحید رد هٰذا الزعم کیف لا و یدل علیه التعبیر بالمشتق اعنی الاله اذ لو کان المقصود رد زعم الغیریة لکان الملقی الیهم لا موجود غیر الله الا الله فانه یلغو التخصیص بالاله من بین الموجودات بل یضر فان رد الشرک فی العبادة کونه مراداً للشارع ومنصوصاً علیه مسلم عند الکل

اور اذہان سافلہ میں جہل نقص نہیں ہے۔ اور نیز یہی استدلال صفات حق سبحانہ میں جاری ہوتا ہے باوجود قطع (الیقین) کے اس امر کے ساتھ کہ وہ مخاطب نہ جانتے تھے کہ صفات اللہ عین ذات ہیں یا غیر۔ اور ایسا ہی یہ استدلال بہت سے امور میں جاری ہوتا ہے باوجود (ان کے) قطعی جہل کے ان امور سے اور نیز ان کا مزعوم اگر غیریت ہی فرض کی جائے۔ تو اس پر کونسی دلیل ہے کہ کلمہ طیبہ اسی مزعوم معین کا رد ہے کیونکہ ان کے مزعومات تو متعدد تھے۔ جن میں سے ایک مزعوم شرکت اصنام فی الالوہیۃ ہے۔ پس کونسا مانع ہے کہ القاء کلمہ توحید سے شارع کا مقصود اسی زعم (شرکت فی الالوہیۃ) کا رد ہو۔ اور کیوں بھی نہ ہو۔ جبکہ تعبیر بالمشتق یعنی الالٰہ اسی پر دال ہے۔ کیونکہ اگر زعم غیریت کا رد مقصود ہوتا۔ تو ملقی الیہم (مشتق کی بجائے) لا موجود غیر اللہ الا اللہ ہوتا۔ پھر تو سائر موجودات سے (صرف) الٰہ کی تخصیص لغو ہوتی بلکہ مضر پڑتی اسلئے کہ شرک فی العبادت کا رد کرنا شارع کی مراد اور منصوص علیہ ہونا سب (امت مسلمہ) کے نزدیک مسلم ہے۔

---

[1] ایضاً القول بلزوم کون لا الٰہ الا اللہ لغواً علی تقدیر کون المزعوم ہی العینیۃ یتوقف علی افادۃ الکلمۃ الطیبۃ للعینیۃ وہی موقوفۃ علی ان یکون المزعوم ہی الغیریۃ وہو موقوف علی بطلان مزعوم العینیۃ وہو موقوف علی تلک الافادۃ فیلزم الدور لتوقف تلک الافادۃ علی نفسہا ۱۲ منہ۔ (اور نیز عینیت کے مزعوم پر کلمہ طیبہ کا لزوم الغاء (لغو ہونا) کلمہ طیبہ کا عینیت کے افادہ پر موقوف ہے۔ اور وہ افادہ اس پر موقوف ہے کہ مزعوم غیریت ہی ہو۔ اور یہ مزعوم موقوف ہے مزعوم عینیت کے بطلان پر اور یہ بطلان موقوف ہے عینیت کے افادہ پر۔ پس اس افادہ کے اپنے نفس پر موقوف ہونے سے دور لازم آتا ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فاذا علمهم الشارع بان الاصنام عين الله فيكون للمشركين على الله حجة ربنا لم تنهنا عن عبادتها وقد لقنتنا بانها عينك فما عبدنا غيرك فلو قال الحق سبحانه ما فرقتم بين الاطلاق والتنزل فلهم ان يقولوا ربنا اسكنتنا بجزيرة العرب وقد ارسلت الينا رسولًا اميًّا صلى الله عليه وآله وسلم وما علمنا علم المنطق حتى نفرق بين الاطلاق والتنزل واستدل قدس سره ايضا على المزعوم بتنقيح مناط الاشراك بان الموجود فی المشركين امور الاول زعم الغيرية بين الله سبحانه وسائر الاشياء والثانی زعم انحصاره فی التشبيه فقط لقولهم الملئكة بنات الله والثالث عبادة الاوثان بالسجدة والرابع تسمية الاصنام بالالهة والخامس رجاء الشفاعة من الاصنام ولا يخفى ان الخامس ليس مناط الشرك لان رجاء[ل]

اب شارع جبکہ انکو تعلیم دے کہ اصنام عین اللہ ہیں۔ تو مشرکین کی حجت اللہ سبحانہ پر ثابت ہو جاتی ہے (اور کہہ سکتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو ہم کو عبادت اصنام سے کیوں روکتا ہے۔ درحالیکہ تو نے ہی ہمیں تلقین کی کہ اصنام عین اللہ ہیں۔ پس (اس صورت میں تو) ہم نے کسی غیر کی عبادت نہیں کی۔ پھر اگر حق سبحانہ انکو تنبیہ کرے کہ تم نے اطلاق اور تنزل میں فرق نہیں کیا۔ تو مشرکین یہ عذر پیش کر سکتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہمیں جزیرۂ عرب میں سکونت دی (جو کہ تعلیم وتعلم کے وسائل و ذرائع سے بہت ہی پسماندہ علاقہ ہے) اور ہماری طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو امی (ان پڑھ) ہی ارسال فرمایا۔ اور ہم کو علم منطق وفلسفہ کلامیہ کسی نے نہیں پڑھایا۔ تاکہ ہم اطلاق وتنزل میں فرق کرتے۔ اور نیز مولانا قدس سرہٗ نے مزعوم غیریت پر تنقیح مناط اشراک (وجوہ شرک کی مدار کا خلاصہ بیان کرنے) سے بدیں طور استدلال کیا کہ مشرکین میں پانچ امور موجود ہیں اول اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور باقی اشیاء (مکونہ) کے درمیان غیریت کا زعم۔ دوسرا زعم انحصار غیریت کا فقط تشبیہ میں بوجہ ملائکہ کو بنات اللہ کہنے کے۔ سوم بتوں کی عبادت سجدہ کرنے سے۔ چہارم اصنام کو آلہ کہنا۔ پنجم اصنام سے سفارش کی امید رکھنا۔ اب مخفی نہیں ہے کہ وجہ پنجم مناط شرک نہیں ہے

[ل] قولہ لان رجاء الشفاعة من غیر اللہ صحیح شرعاً مسلم بعد الاذن ولم یرد فی حق الاصنام ورجاء الشفاعة بغیر الاذن یصلح بان یکون مناطاً للشرک لزعم الاستبداد بخلاف ما اذا ورد الاذن ۱۲ منہ (اذن کے بعد شفاعت مسلم ہے لیکن اصنام کے حق میں اذن شفاعت وارد نہیں اور بغیر اذن شفاعت کی امید بصورت استقلال مناط شرک ہو سکتی ہے۔ بخلاف صورت اذن کے ۱۲ مترجم

Marfat.com

الشفاعة من غیر اللہ صحیح شرعاً ولا الرابع لان[1] الاله مشترك لفظی یطلق علی اللہ وعلی الموجود الممکن ولا شرك[2] فی اطلاق الاسماء الغیر المخصوصة بہ تعالیٰ علی غیرہ کالرؤف والرحیم ولا الثالث لعدم[3] وقوع السجدة باعتقاد ان الاصنام آلہۃ بل تحیۃً وتعظیماً وقد[4] ورد اسجدوا لآدم وخروا لہ سجدا ولا الثانی اذ قصر اہل الکتاب ایضاً فی التشبیہ بقولہم عزیر ابن اللہ والمسیح ابن اللہ مع انہ[5] لم یسم اللہ تعالیٰ اہل الکتاب بالمشرکین بل فرق باحکام شتی

کیونکہ سفارش کی امید غیر اللہ سے شرعاً صحیح ہے۔ اور نہ ہی چوتھی وجہ کیونکہ لفظ آلہ مشترک لفظی ہے۔ اللہ سبحانہ اور نیز ممکن موجود پر اطلاق کیا جاتا ہے اور اسماء غیر مخصوصہ بحق سبحانہ کا اطلاق غیر پر کرنا وجہ شرک نہیں ہے۔ جیسا کہ رؤف[6] ورحیم کا اطلاق واقع ہوتا ہے۔ اور نہ تیسری وجہ مدار شرک ہے۔ کیونکہ (اصنام کے لئے) سجدہ کا وقوع اصنام کی الوہیت کے اعتقاد پر مبنی نہیں بلکہ سجدہ تحیت وتعظیم ہے۔ اور امر بہ سجدہ آدم اور (حکایۃ سجود برادران یوسف) وخروا لہ سجداً قرآن کریم میں وارد ہے اور وجہ ثانی بھی مدار شرک نہیں ہے، کیونکہ اہل کتاب نے بھی بقول کے عزیز ابن اللہ ومسیح ابن اللہ کے تشبیہ میں قصور کی ہے باوجود اسکے پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے موسوم بہ مشرکین نہیں فرمایا۔ بلکہ کئی احکام میں مشرکین سے فرق کیا۔

[1] لان الالہ مشترک لفظی آہ قد عرفت مرارا ما فیہ ۱۲ منہ [2] ولا شرک فی اطلاق الاسماء الغیر المخصوصۃ آہ اقول ما نحن بصددہ اعنی لفظ الالہ من الاسماء المخصوصۃ ولا نعرف وقوع الاطلاق فی الکتاب المجید اذ ہو حکایۃ عن المشرکین علی سبیل التجہیل والتسفیہ ۱۲ منہ۔ (ما نحن فیہ یعنی لفظ الالہ اسمائے مخصوصہ بحق سے ہے قرآن مجید میں جو کہ لفظ الحکایۃ عن المشرکین واقع ہے ان کی جہالت اور سفاہت پر مبنی ہے۔ ۱۲ مترجم [3] لعدم وقوع السجدۃ آہ اقول وقوع السجدۃ باعتقاد ان الاصنام تجیب المضطر وتستقل فی قضاء الحاجات وفی امر الشفاعۃ۔ ہو مناط الشرک فتذکر ما مر فی المخاصمۃ ۱۲ منہ (جواباً فرماتے ہیں کہ اصنام کو مجیب المضطر اور قضاء حاجات وامر شفاعت میں مستقل سمجھ کر سجدہ کرنا ہی مدار شرک ہے۔ مخاصمہ کا ذکر یاد کرو۔ ۱۲ مترجم [4] قولہ وقد ورد اسجدوا لآدم آہ اقول فرق بین وقوع السجدۃ بعد الاذن وبغیرہ فتذکر ۱۲ منہ۔ (یعنی سجدہ بعد اذن اور بغیر اذن میں فرق ہے۔ ۱۲ مترجم۔ [5] قولہ مع انہ لم یسم اللہ آہ اقول یکفی وجہ عدم التسمیۃ ۱۲ منہ۔

[6] لقد جاءکم ۔ ۔ ۔ ۔ بالمؤمنین رؤف رحیم ۱۲ مترجم

Marfat.com

مثل جواز نکاح الکتابیۃ دون المشرکۃ فتعین ان مناط الشرک ھو زعم الغیریۃ انتھٰی بمحصلہ اقول وباللہ التوفیق۔ بداں کہ میان توحید و اشراک تناقض است ونقیض ہر شئے رفع آن شئے مے باشد و توحید تفعیل است برائے نسبت ای اضافت ماخذ بسوئے مفعول پس معنے وحدتُ اللہ نسبتہ وحدت کردم بسوئے خدا یعنی اللہ واحدٌ گفتم مثل تسبیح وتہلیل و ایں نسبت باعتبار لحاظ مدارج معتقدین بر سہ قسم است اول آنکہ بزبان بگوید لا الہ الا اللہ باعتقاد قلبی بتقلید چوں عامی دوئم بنوعے از دلیل چوں متکلم ونجات یافتن از شرک جلی منوط بدوست ورستن از خلود دوزخ و رسیدن بہ بہشت ثمرہ اوست۔ وسوئم آنکہ نورے بود کہ پدید آید در قلب مومن دراں نور بیند کہ ہمہ کار از یک اصل میرود و فاعل یکے ست و ایں درجہ فائق است از اولین چہ فرق است میان آنکہ اعتقاد کند کہ فلاں خواجہ دریں سرائے است بسبب آنکہ فلاں کس مے گوید ومیان آنکہ استدلال کند بآنکہ اسپ وغلام خواجہ بردر سرا است

مثلاً جواز نکاح کتابیہ عورت کا نہ مشرکہ کا۔ پس مناط شرک زعم غیریت ہی متعین ہوا (سید العارفین سند الموحدین حضرت السلطان السید خواجہ مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام فرماتے ہیں) کہ اللہ تعالےٰ کی توفیق سے بیان کرتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ توحید اور اشراک کے مابین تناقض ہے۔ نقیض ہر شئے کی رفع اُس شئے کا ہوتا ہے۔ توحید (مصدر باب) تفعیل کی ہے برائے نسبت یعنی اضافت ماخذ کی طرف مفعول کے۔ پس وَحَّدتُّ اللہ کا معنی میں نے اللہ کی طرف وحدت کو منسوب کیا۔ یعنی میں نے کہا اللہ واحد۔ تسبیح وتہلیل کا بھی یہی معنی ہے اور یہ نسبت باعتبار لحاظ مدارج معتقدین کے تین قسم پر ہے اول توحید عوام کی کہ اعتقاد قلبی کے ساتھ تقلیداً زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا۔ قسم دوم کسی قسم کی دلیل سے اقرار کرنا جیسا کہ متکلمین کا طور طریقہ ہے شرک جلی سے نجات پانے کا مدار اسی پر ہے اور خلود فی النار سے خلاص اور دخول جنت اسی کا ثمرہ ہے۔ سوئم یہ کہ مومن کے دل میں نور ظاہر ہوتا ہے اس نور میں یہ نظر آتا ہے کہ سب کام ایک ہی اصل سے جاری ہوتے ہیں۔ سب کا فاعل حقیقی ایک ہی ہے یہ درجہ پہلے دونوں درجوں سے فائق تر ہے۔ کیونکہ مثلاً ایک شخص کسی کے بتانے سے کہتا ہے کہ فلاں خواجہ اس سرائے میں موجود ہے کیونکہ فلاں آدمی نے بتلایا ہے۔ دوسرا شخص خواجہ کے غلام اور گھوڑے کو سرائے کے دروازہ پر دیکھ کر خواجہ کے نازل ہونے کی خبر

Marfat.com

ومیان آنکہ خواجہ را در سرا مشاہدہ کند واین توحید خواص است کہ مفاد لاموجود الا اللہ باشد وہر دو قسم اول مفاد لا الہ الا اللہ والہکم الٰہ واحد اند وہمین ست توحید شرعی کہ شارع درکلام خود فرمودہ است ایمان آرید بوحدانیت من در صفت الوہیت واستحقاق عبادت وشریک نہ گردانید کسے را در عبادت من چنانکہ فرمود فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ولآ الہ الا ہو خالق کل شئ فاعبدوہ وہم چنیں خبر دادہ است درکلام خود اعتقاد کنید بوحدت ذاتیہ وصفاتیہ من یعنے یکتائی من در ذات وصفات واختصاص من بصفات کاملہ وجودیہ وسلبیہ چنانچہ فرمود قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد واشراک چونکہ نقیض توحید است پس معنیش شریک گردانیدن غیر را باو سبحانہ در ذات یا در صفات پس فرقہ ثنویہ[1] مشرک است بجائے اشراک در ذات وصفات ویہود ونصاری مشرک اند بجائے اعتقاد تشبیہ

دیتا ہے تیسرا شخص خود خواجہ کو سرائے میں مشاہدہ کرتا ہے۔ پس ان تینوں کے خبر دینے میں فرق مدارج بیان ظاہر ہے اور یہ قسم ثالث توحید خواص ہے۔ جو کہ لاموجود الا اللہ کا مفاد ہے۔ اور پہلے دونوں قسم لا الہ الا اللہ۔ اور والہکم الہ واحد کا مفاد ہیں۔ اور توحید شرعی یہی ہے کہ شارع نے اپنی کلام میں فرمایا۔ کہ ایمان لاؤ میری وحدانیت کے ساتھ صفت الوہیت واستحقاق عبادت میں۔ اور شریک نہ کرو کسی کو میری عبادت میں جیسا کہ فرمایا کہ جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید و تمنا رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ اعمال صالحہ کو معمول بنائے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (دوسری جگہ فرمایا) اور سوائے اس کے کوئی معبود نہیں پس اسی کی عبادت کرو۔ اور ایسا ہی حق سبحانہ نے اپنی کلام احسن نظام میں خبر دی ہے کہ میری وحدت ذاتیہ وصفاتیہ کا اعتقاد کرو۔ یعنی ذات و صفات میں میری یکتائی اور (اعتقاد کرو) میرے اختصاص کا صفات کاملہ وجودیہ وسلبیہ کے ساتھ۔ جیسا کہ سورۂ اخلاص میں (بکمال اختصار و خلاصہ توحید) بیان فرمایا ہے۔ پس بت پرست فرقہ ثنویہ (دو قسم کے معبود حق وباطل ٹھہرانے والا) بسبب شرک کرنے کے ذات وصفات میں اور یہود و نصاری مشرک ہیں بہ اعتقاد تشبیہ کے۔

---

[1] ثنویہ منسوب با ثنینیت یعنی حق کے ساتھ بتوں (ہر دو) کو معبود ٹھہرانے والا فرقہ ۱۲ مترجم

لقولہم عزیز ابن اللہ والمسیح ابن اللہ وان اللہ ھو المسیح ابن مریم تا ماوٰنہ النار درحق اوشاں فرمودہ وقالت الیہود عزیز ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ تا سبحانہ عما یشرکون ومشرکین عرب از برائے آنکہ اعتقاد بہ تشبیہ ہم دارند لقولہم الملائکۃ بنات اللہ واصنام راشریک باحق سبحانہ وتعالیٰ در استحقاق عبادت نیز مے گویند باقیماندہ اینجا سوالی جواب طلب واو آنست قال اللہ تعالیٰ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین وقال اللہ تعالیٰ ما یود الذین کفروا من اھل الکتاب ولا المشرکین از ایں ہر دو قول ونیز از تمایز احکام اہل کتاب ومشرکین کہ مستنبط است از ولا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن والمحصنت من الذین اوتوا الکتب حل لکم مفہوم مے شود تباین اہل کتاب ومشرکین عرب وعدم اندراج اوشان در مفہوم مشرک والا لم یکن الذین اشرکوا وما یود الذین اشرکوا کفایت مے کرد۔ پس ظاہر گشت کہ مناط شرک چیزے

بسبب کہنے ان کے کہ عزیز ابن اللہ ہیں۔ مسیح ابن اللہ ہیں۔ اللہ مسیح ابن مریم ہے۔ الی آخر الایۃ ماوٰہ النار تک انکے حق میں فرمایا۔ وقالت الیہود عزیز ابن اللہ وقالت النصاریٰ مسیح ابن اللہ تا سبحانہ عما یشرکون تک اور مشرکین عرب اس لئے کہ تشبیہ کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔ بسبب کہنے ان کے کہ فرشتے اللہ کی لڑکیاں ہیں۔ (توالد وتناسل میں مخلوق سے تشبیہ دیتے ہیں) اور نیز اصنام کو استحقاق عبادت میں حق سبحانہ کا شریک کرتے ہیں۔ باقی رہا یہاں ایک جواب طلب سوال وہ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب ولا المشرکین اور فرمایا ہے ما یود الذین کفروا من اہل الکتاب ولا المشرکین ان اقوال سے اور نیز اہل کتاب ومشرکین کے متعلق احکام وارده کے تمائز (امتیاز) سے کہ وہ امتیاز آیت ولا تنکحوا المشرکت آہ اور والمحصنت من الذین اوتوا الکتب سے مستنبط (مفہوم) ہوتا ہے باہمی علیحدگی اہل کتاب ومشرکین عرب کی احکام میں اور نہ داخل ہونا اہل کتاب کا عنوان مشرک میں ظاہر ہوتی ہے۔ ورنہ لم یکن الذین اشرکوا اور ما یود الذین اشرکوا (بغیر علیحدہ ذکر اہل کتاب کے کافی ہوتا۔ پس ظاہر ہوا کہ شرک کی مدار کوئی اور چیز ہے۔

Marfat.com

دیگراست سوائے تشبیہ کہ یافتہ مے شود در مشرکین عرب نہ در اہل کتاب وماہو الازعم الغیریۃ جوابش آنکہ مشرک خاص است از کافر چہ اشراک مقابل توحید است و ہر دو تعلق بالخصوص بذات وصفات دارند بخلاف کفر مقابل ایمان کہ عبارت است از تصدیق بجمیع ماجاء بہ النبی علیہ السلام پس کفر عبارت از انکارش خواہد بود و مشرکین عرب چونکہ تصدیق بکتاب سماوی و نبی نمے داشتند ضلالت اوشان بجز اشراک فی العبادت وتشبیہ نخواہد بود بخلاف اہل کتاب کہ تحریف در آیات وکتمان واشراک یعنی تشبیہ ہمہ از ضلالت اوشان است پس در حق اوشان عنوان حاوی جمیع انواع ضلالت را شاید کہ لفظ کافر است وبر اہل عرب کہ غیر مصدق بہ کتاب و نبی اند لفظ مشرک منطبق خواہد بود این است وجہ قول او سبحانہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین بجائے لم یکن الذین اشرکوا من اہل الکتاب والعرب

سوائے تشبیہ کے جو کہ صرف مشرکین عرب میں پائی جاتی ہے نہ اہل کتاب میں۔ اور وہ چیز بغیر زعم غیریت (مزعوم خاصہ مشرکین) کے کوئی اور نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشرک کا لفظ خاص ہے کافر سے کیونکہ اشراک مقابل توحید ہے اور دونوں (اشراک توحید) کا تعلق خصوصی ذات وصفات سے ہے بخلاف کفر مقابل ایمان کے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق بجمیع ماجاء بہ النبی علیہ السلام کے۔ پس کفر اسکے انکار سے عبارت ہوگا۔ اور مشرکین عرب چونکہ کتب سماوی اور نبی کے ساتھ تصدیق نہ رکھتے تھے۔ ان کی ضلالت سوائے اشراک فی العبادت وتشبیہ کے نہ ہوگی۔ بخلاف اہل کتاب کے کہ آیات میں تحریف (ہیر پھیر) اور کتمان (اپنی مرضی کے خلاف احکام واردہ کو چھپانا) اور اشراک یعنی تشبیہ (المخلوق بالبنیت وغیرہ میں) یہ سب ان کی ضلالت سے ہے۔ پس ان کے حق میں ایسا عنوان مناسب ہے۔ جو کہ جمیع انواع ضلالت کو حاوی ہو اور وہ لفظ کافر ہے۔ اور اہل عرب پر جو کہ کتاب اور نبی کی تصدیق نہیں کرتے (اور خود ساختہ بتوں کی عبادت بزعم الوہیت کرتے ہیں) لفظ مشرک کا مطابق ہوگا۔ یہ ہے وجہ قول حق سبحانہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین بجائے لم یکن الذین اشرکوا من اہل الکتاب والعرب کے۔

Marfat.com

ونیز در مقام تشنیع وتعریض لفظ اہل الکتاب یا اہل التوراۃ یا اہل الانجیل تا دیہ معنے مراد مینماید نہ غیر او ونیز صدق مفہوم مستلزم آن نیست کہ تسمیہ بہمان لفظ واقع شود چنانچہ زید باسم شاعر ملقب گشتہ یا آنکہ کاتب و مجلد و ظریف ہمہ را مصداق است وقریش با آنکہ مصداق معرض عن الحق و ضال ہستند وتسمیہ باسم مشرکین واقع شدہ ودخول اہل کتاب در مفہوم مشرک بآیات مذکورہ قبیل ہذا معلوم شدہ است وثابت و وجہ تمائز فی الاحکام باوجود اشتراک تشبیہ در ہر دو آنکہ اہل کتاب را ایمان بتوحید در ضمن ایمان بکتاب ونبی حاصل است زیرا کہ تصدیق بکتاب آسمانی ونبی مستلزم ایمان بتوحید است ضمنا فلہم ایمان حکمی من حیث لم یحتسبوا لا حقیقی بخلاف المشرکین فانہ لیس لھم ایمان اصلا لا حقیقی ولا حکمی فی ضمن الایمان بکتاب ورسول وایں وجہ را مولانا سبب اخراج اہل کتاب از مشرکین در آیۃ مذکورہ و موجب تمائز فی الاحکام در آخر کلمۃ الحق قرار دادہ

اور نیز مقام تشنیع وتعریض (ملامت اور جھڑکنے) میں لفظ اہل الکتاب (عموماً) یا اہل التوراۃ یا اہل الانجیل (خصوصاً) معنی مراد کو ادا کرتا ہے نہ غیر اس لفظ کا۔ (عالم بالکتاب کی بصیرت کے باوجود جاہلانہ خیالات میں پھنس جانا کمال گمراہی و ضلالت ہے) اور نیز کوئی شخص کسی مفہوم کا مصداق ہو تو ضروری نہیں کہ اس مفہوم کے عنوان سے مسمی بھی ہو جیسا کہ زید باوجود شاعر۔ کاتب۔ جلدساز۔ ظریف ہونے کے صرف بہ لقب شاعر ملقب ہو۔ اور قریش باوجود اسکے کہ حقیقت حق سے دور ہٹنے والے اور گمراہ ہیں ان کا تسمیہ باسم مشرکین واقع ہوا۔ اہل کتاب کا مفہوم مشرک میں داخل ہونا ان آیات سے جو عنقریب مذکور ہو چکی ہیں معلوم اور ثابت ہو چکا ہے۔ ہر دو فرقہ (اہل کتاب و مشرکین) میں وجہ علیحدگی احکام کی باوجود اشتراک تشبیہ کے یہ ہے۔ کہ اہل کتاب (یہود و نصاری) کو ایمان بہ کتاب ونبی کے ضمن میں ایمان بہ توحید حاصل ہے۔ کیونکہ کتاب آسمانی ونبی کی تصدیق (بوجہ تلقین توحید کے) ایمان بالتوحید کو ضمناً مستلزم ہے۔ پس ان کو جہاں سے ان کا گمان ہی نہیں ایمان حکمی حاصل ہے نہ ایمان حقیقی۔ بخلاف مشرکین کے کہ ان کے لئے قطعاً ایمان نہیں۔ نہ حقیقی بہ سبب اشتراک فی العبادت کے اور نہ کتاب اللہ ورسولہ کے ساتھ ایمان سے ضمناً حکمی ایمان (کیونکہ ان کو کتاب اللہ ورسولہ سے ایمان نہیں ہے)۔ اس وجہ کو مولانا نے آیت مذکورہ میں اہل کتاب کا مشرکین سے اخراج کا سبب اور علیحدگی احکام کا باعث اپنی کتاب کلمۃ الحق کے آخر میں قرار دیا

Marfat.com

وتصریح بداں فرمودہ وایضاً اشراک مشرکی العرب اغلظ من اشراکهم لانهم اهل اللسان وشاهدوا المعجزات البالغة الباهرة وهذا هو الوجه فی قبول الجزیة من المجوس دون مشرکی العرب فتامل[1] قوله لان رجاء الشفاعة عن غیر الله صحیح شرعا اقول نعم اذا ورد اذن الهی کما فی حق الانبیاء علیهم السلام فبخلا الاصنام قوله لان الاله مشترك لفظی اقول قد عرفت فیما سبق ماله وما علیه قوله لعدم وقوع السجدة لاعتقاد انها الله بل تحیةً و تعظیماً اقول وقوع السجدة علی طریق العبادة لایتوقف علی هذا الاعتقاد فان المشرکین ما اعتقدوا بان الاصنام هی الله لقوله تعالی ولئن سألتهم من خلق السموٰت والارض لیقولن الله مع انهم عبدوها کما اخبر الله تعالیٰ عن هذا ویعبدون من دون الله مالایضرهم ولاینفعهم

اور اسکو صراحةً بیان فرمایا۔ اور نیز مشرکین عرب کا اشراک اہل کتاب کے اشراک سے زیادہ سخت ہے کیونکہ وہ اہل لسان عرب ہونے سے قرآن مجید کو خوب سمجھ سکتے تھے۔ اور معجزات کاملہ واضح کا مشاہدہ کئے ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ مجوس سے توجزیہ کے قبول کرنے پر اکتفا کیا جاتا تھا اور مشرکین عرب سے بغیر ایمان کے کوئی شئے قبول نہیں تھی۔ قولہ لان رجاء الشفاعة آہ یعنی غیر اللہ سے سفارش کی امید شرعاً صحیح ہے۔ جواب:۔ ہاں جبکہ اذن الٰہی وارد ہو جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں وارد ہے۔ برخلاف اصنام کے (کہ انکے حق میں انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون وارد ہے) الہ (مذکور) کو مشترک لفظی بنانے کے متعلق سابقاً مفصل بیان ہو چکا ہے۔ قولہ وقوع سجدہ بتوں کیلئے الوہیت کے اعتقاد پر نہ تھا بلکہ علی وجہ التعظیم تھا۔ جواب:۔ عبادت کے طور پر سجدہ کرنا اس اعتقاد پر موقوف نہیں ہے۔ کیونکہ مشرکین کا یہ اعتقاد نہ تھا کہ اصنام اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر انکو پوچھو کہ زمین و آسمان کا خالق پیدا کرنیوالا کون ہے۔ تو ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ ہی خالق ہے باوجودیکہ وہ عبادات اصنام کی کیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے اس فعل کی خبر دی ہے کہ وہ مشرکین سوائے اللہ کے ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو کہ انکو کچھ بھی نفع یا ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

---

[1] فیه اشارة الی عدم اشتمال الوجه الثانی للمواد والاحکام باسرها ۱۲ منه۔ (لفظ فتامل میں یہ اشارہ ہے کہ وجہ ثانی سب احکام اور مواقع کو شامل نہیں ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فان قلت بناءً علی ما قال الاکابر من تقدیر موجود یکون مفادا لکلمۃ سلب الوجود عن الافراد فبقی امکان تحقق الالوھیۃ فی غیر اللہ قلت لا الہ موجود الا اللہ مرجعھا الی ضروریتین سالبۃ محصورۃٍ وموجبۃٍ شخصیۃٍ وضرورۃ سلب الوجود تفید الامتناع کما ان ضرورۃ ثبوت الوجود تشعر الی الوجوب مع ان المقام یقتضی تقدیر موجود دون ممکن فان المخاطب یزعم وجود الالوھیۃ فی المواد الامکانیۃ ای الاصنام لا نفس امکانھا ومخفی نیست بر ذکی سخافت آنچہ فحول در جواب ایراد مذکور گفتہ چہ ہمہ مبنی اند بر ذہول از اقتضاء مقام و بودن الھیات قضایا ضروریہ وآنچہ مولانا قدس سرہ قول صاحب مثنوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران را ببیت

تیغ لا در قتل غیر حق براند　　در نگر زاں پس کہ بعد از لا چہ ماند

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت　　شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

شاہد بر تقدیر غیر اللہ آوردہ بخلاف ما قالہ الاکابر یعنی لا نفی جنس اسم وخبر مے خواہد اسمش آلہ

اگر سوال پیدا ہو کہ علماء اکابر کے قول کی بناء پر موجود کی تقدیر سے کلمہ طیبہ کا مفاد افراد سے سلب وجود ہوگا۔ تو غیر اللہ میں ثبوت الوہیت کا امکان باقی رہتا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ لا الہ موجود الا اللہ میں دو قضیہ ضروریہ بن سکتے ہیں۔ ایک سالبہ محصورہ (لا الہ موجود) دوسرا موجبہ شخصیہ (اللہ موجود) اور ضرورت سلب وجود کی جہت امتناع کی مفید ہے جیسا کہ ضرورت ثبوت وجود کی جہت وجوب کی خبر دیتی ہے باوجود اس امر کے کہ تقاضائے مقام موجود کی تقدیر ہے نہ ممکن کی۔ کیونکہ زعم مخاطب مواد امکانیہ یعنی اصنام میں الوہیت کا وجود ہے نہ نفس امکان الوہیت کا۔

اکابر علماء نے ایراد مذکور کے جواب میں جو کچھ بیان کیا اس کا ضعیف ہونا ذہین آدمی پر مخفی نہیں۔ کیونکہ یہ سب جواب تقاضائے مقام اور الاہیات کے قضایائے ضروریہ سے ہونے کی غفلت پر مبنی ہیں۔ پس جو کہ مولانا قدس سرہ صاحب مثنوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران کا قول شعری اعاظم علماء کے برخلاف غیر اللہ کی تقدیر پر شاہد لائے بدیں طور کہ لا نفی جنس اسم وخبر چاہتا ہے۔ اسم اس کا آلہ اور خبر غیر اللہ ہے۔

Marfat.com

وغیر آں غیر اللہ است یعنی ہیچ آلہ از اصنام غیر اللہ نیست پس عین اللہ شد والا ارتفاع النقیضین لازم آید حاصل آنکہ لا الہ الا اللہ کلام قصری یعنی استثنائی است ودر کلام قصری رد زعم مخاطب مے باشد تشریحش اینکہ مشرک گمان میدارد کہ ہر چیز غیر خدا است و او سبحانہ مے فرماید کہ ہیچ چیز غیر خدا نیست ہر چہ ہست عین خدا است پس از قبیل حمل قول است بر مالا یرضی بہ قائلہ[1] زیرا کہ کسے عاقل قول صحیح خود را محمول بر محمل بین الفساد نمی گرداند بیان فساد از ما سبق معلوم گردیدہ چہ بعد بطلان ارادۂ اصنام از منکور کہ مبنی بود بر اشتراک لفظی ہیچ یکے از کلمہ توحید و نظائر او نحو مالکم من اللہ غیرہ و قولہ علیہ السلام لا الہ غیرک مفید عینیت میان اصنام وحق سبحانہ نمے باشد پس لامحالہ قول مولانا روم منطبق بر آنچہ علماء سلف در ترکیبش گفتہ اند خواہد بود

یعنی کوئی الہ اصنام سے غیر اللہ نہیں ہے پس عین اللہ ہوا۔ ورنہ ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے حاصل یہ کہ لا الہ الا اللہ کلام قصری یعنی استثنائی ہے۔ اور کلام قصری میں زعم مخاطب کا رد ہوتا ہے۔ اس کی تشریح یہ کہ مشرک گمان کرتا ہے کہ ہر شئے غیر خدا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کوئی چیز خدا کے غیر نہیں جو کچھ ہے خدا کا عین ہے پس مولانا کا یہ استشہاد از قسم قائل کے قول کو اس توجیہ پر حمل کرنا ہے جس توجیہ پر اس قول کا قائل راضی نہیں (اور قائل کی مراد یہ فاسد توجیہ نہیں ہوتی) کیونکہ کوئی عاقل اپنے صحیح قول کو کسی ظاہر الفساد توجیہ پر محمول نہیں کرتا۔ بیان فساد ماسبق سے معلوم ہو چکا ہے کیونکہ منکور (آلہہ) سے بعد بطلان ارادۂ فساد کے جو کہ اشتراک لفظی پر مبنی تھا۔ کوئی ایک کلمۂ توحید اور اسکی نظائر سے مثل مالکم من الہ غیرہ کے اور قولہ علیہ السلام لا الہ غیرک کے مفید عینیت کا اصنام اور حق سبحانہ کے مابین نہیں ہوتا۔ پس ضرور مولانا روم کا قول اس توجیہ پر کہ جسکی ترکیب علمائے سلف نے بیان کی منطبق ہوگا۔

---

[1] ونیز مخالف است از تصریح مولانا بآنکہ منفرد اند در تقریر غیر اللہ بخلاف السلف قاطبۃً ذکرہ بعض تلامذتہ فی انوار الرحمٰن ۱۲ منہ

(اور نیز یہ استشہاد مخالف ہے مولانا کی اس تصریح کے کہ غیر اللہ کی تقریر میں مولانا منفرد ہیں برخلاف سب اہل سلف کے۔ مولانا کے بعض تلامذہ نے رسالہ انوار الرحمٰن میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲ مترجم)

Marfat.com

تقریرش آنکہ اینجا قتل عبارت است از سلب وجود غیر حق[1] و ہمیں است مفاد کلمۂ لا فان معناہ السلب الرابطی در راندن تیغ در قتل غیر حق عبارت است از آوردن کلمہ لا برائے افادہ معنی قتل پس سلب رابطی مدلول کلمہ لا است و طرفین موجود و غیر حق است یعنے نیست موجود غیر حق **فصل** در بیان دلائل توحید از کتاب و سنت تفصیل ایں اجمال آنکہ آیات قرآنیہ دو قسم اند یکے محکم کہ تاویل پذیر نہ باشد دوم متشابہ و دال بر توحید واجب است کہ محکم باشد زیرا آنکہ از محتمل التاویل حکم قطعی ثابت نمے شود پس از آیات محکمات دال بر توحید شانزدہ آیت اند اول لا الہ الا اللہ دوم لا الہ الا ہو سوم لا الہ الا انا چہارم لا الہ الا انت سبحانک پنجم انما الھکم الہ واحد ششم مالکم من الہ غیرہ در مواضع عدیدہ ہفتم ہو الاول والاخر والظاہر والباطن ہشتم اینما تولوا فثم وجہ اللہ نہم واللہ معکم اینما کنتم دہم واللہ علی کل شئ قدیر یازدہم وہو الذی

فصل در بیان دلائل توحید از کتاب و سنت

اس کا بیان یہ ہے۔ کہ یہاں قتل سے مراد غیر حق سے سلب وجود (نفی وجود) ہے۔ اور کلمہ لا کا مفاد یہی ہے۔ کیونکہ لا کا معنی سلب رابطی ہے۔ اور قتل غیر حق میں تلوار چلانے سے مراد کلمۂ لا کا واسطے افادۂ معنی قتل (سلب وجود) کے لانا ہے۔ پس سلب رابطی (نفی غیر) مدلول کلمۂ لا کا ہے اور دونوں طرفین (مبتدا خبر) موجود و غیر حق ہیں۔ یعنی سوائے حق کے کوئی شئے موجود ہی نہیں فصل اس فصل میں توحید حقہ کے دلائل کتاب و سنت سے ملاحظہ ہوں۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ آیات قرآنیہ دو قسم ہیں۔ ایک قسم محکم جو کہ تاویل کی گنجائش اس میں نہیں۔ دوسری متشابہ (جن میں تعیین مراد کیلئے بیان کی ضرورت ہے) یہ امر واجب ہے کہ آیات دال بر توحید محکم ہوں کیونکہ جن آیات میں تاویل کی گنجائش ہو اس سے قطعی حکم ثابت نہیں ہوتا پس دال بر توحید آیات محکمات سولہ آیات ہیں۔

---

[1] از افراد موجود کہ مراد است از منکور عند الصوفی بطریق الالتزام کما مر بیا علیہ ولہ فتذکر ۱۲ منہ

(یعنی سلب وجود غیر حق افراد موجود سے کہ عند الصوفیہ بطریق التزام منکور (الہ) سے مراد ہے۔ تو اس پر تنقید سابقاً گذر چکی ہے۔ مترجم)

Marfat.com

فی السماء الٰہ و فی الارض الٰہ دوازدہم قل ہو اللہ احد سیزدہم ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم ولا خمسۃ الا ہو سادسہم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر الا ہو معہم۔ چہاردہم لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا پانزدہم لو کان ہؤلاء الہۃ ما وردوہا شانزدہم ما کان معہ من الٰہ اذا لذہب کل الٰہ بما خلق ولعلی بعضہم علی بعض۔ واز احادیث صحاح ہشت حدیث دال بر وحدت وجود اند۔ اوّل حدیث آنست کہ صاحب مشکوٰۃ در باب الایمان بالقدر آوردہ بروایت ابی بن کعب در تفسیر واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الی ان قال اعلموا انہ لا الٰہ غیری ولا رب غیری ولا تشرکوا بی شیئا دوم حدیث ولا الٰہ غیرک سوم حدیث کان اللہ ولم یکن معہ غیرہ چہارم والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی ارض السفلی لہبط علی اللہ ثم قرء ہو الاوّل والاخر والظاہر والباطن وہو بکل شیء علیم پنجم قولہ تعالٰی لاتسبوا الدہر فان الدہر ہو اللہ ششم حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ہفتم در حدیث صحیح بخاری است از ابوہریرہ قال قال رسول اللہ

احادیث صحاح سے آٹھ حدیثیں وحدت وجود پہ دال ہیں۔ اول وہ حدیث ہے۔ کہ صاحب مشکوٰۃ باب ایمان بالقدر میں بروایت ابی بن کعب آیت واذ اخذ ربک من بنی آدم الایۃ۔ حتیٰ کہ فرمایا جان لو کہ تحقیق میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے سوا کوئی رب نہیں۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا۔ الایہ کی تفسیر میں لائے ہیں۔ دوسری حدیث لا الٰہ غیرک۔ تیسری حدیث کان اللہ آہ اللہ ہی تھا اس کے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ چوتھی حدیث قسم ہے اس ذات کی جس کے قدرت کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم رسی کے ساتھ لوٹا باندھ کر سب سے نچلی زمین کی طرف لٹکاتے تو اللہ ہی پہ گرتا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اول وہی ہے۔ آخر وہی ہے۔ ظاہر وہی ہے۔ باطن وہی ہے۔ وہ ہر شئے کو جاننے والا ہے۔

پانچویں حدیث۔ دہر کو برا نہ کہو۔ دہر اللہ ہی ہے۔ چھٹی حدیث قدسی۔ میں خزانہ مخفی تھا (کوئی جاننے والا نہ تھا) پھر مجھ میں محبت نے ظہور کیا کہ میں ظاہر ہو کر پہچانا جاؤں۔ تو میں نے عالم اسباب و تکوین بنا کر مخلوق (کائنات) کو پیدا کیا۔ تاکہ ظہور پا کر پہچانا جاؤں۔ ساتویں حدیث صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فکنت
سمعہ الذی یسمع بہ الخ ہشتم قولہ علیہ السلام واصدق کلمۃ قالہا اللبید
الا کل شئی ماخلا اللہ باطل این ہمہ نصوص بر صحت معنی و ترکیب مبینہ حضرت مولانا دال اند
پس اگر کدام ہیچ کلام یا کلمہ موہم غیریت در کتاب یا سنت باشد پس تاویل آں بطرف مضمون
کلمہ طیبہ واجب است زیرا کہ لا الہ الا اللہ اصل اصول ایمان است و جملہ احکام دین و مقدم بر
فروع و دیگر اصول است پس آنچہ منکرین را از لم یلد و لم یولد و ہم چنین از لیس کمثلہ شیء
ولا تدرکہ الابصار ولا تاخذہ سنۃ ولا نوم و ہو یطعم ولا یطعم از صفات سلبیہ مظنہ
انحصار در تنزیہ پیدا مے شود جوابش اینکہ لم یلد و لم یولد بمعنی لم ینحصر فی الوالدیۃ والمولودیۃ کذا
جمیع ما ذکر۔ دوم آنکہ اتصاف او سبحانہ بجملہ اضداد در دو مرتبہ ہست اطلاق و تقیید پس در مرتبہ
اطلاق منزہ و بیچون و بیچگون و حی لا یموت است و در مرتبہ تقیید مشبہ است و حادث و میت

سے بروایت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہمیشہ فرائض پر اضافہ
(شغل بالنوافل) سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ میری عبادت اور یاد اس کے روح میں سما جاتی ہے جس کا ظہور یہ ہے
کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں (وہ محبوبیت میں داخل ہو جاتا ہے) پھر اسکے جوارح سے افعال کا ظہور میری طرف منسوب ہوتا ہے
اس کا سننا میرا سننا۔ اسکا دیکھنا میرا دیکھنا اس کا تصرف میرا تصرف ہوتا ہے (غرضیکہ و ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ)
آٹھویں حدیث۔ سب کلمات سے زیادہ سچا کلمہ جو کہ لبید شاعر نے کہا ہے کہ خبردار اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیز باطل (فانی) ہے
یہ سب نصوص حضرت مولانا کی ترکیب اور صحت معنی پہ دال ہیں۔ پھر اگر کوئی کلمہ یا کلام کسی موقع پر کتاب یا سنت
میں موہم غیریت واقع ہو تو اسکی تاویل کلمہ طیبہ کے مضمون کی طرف واجب ہے۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ ایمان اور جملہ
احکام دین کا اصل اصول ہے۔ اور فروع و دیگر اصول پر مقدم۔ پس جو کہ توحید وجودی کے انکار کرنے
والوں کو آیۂ لم یلد و لم یولد اور ایسا ہی لیس کمثلہ شئی و دیگر آیات صفات سلبیہ سے تنزیہ میں انحصار
کا گمان پیدا ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لم یلد و لم یولد بمعنی لم ینحصر فی الوالدیۃ والمولودیۃ ہے (والدیۃ و
مولودیۃ میں منحصر نہیں ہے) ایسا ہی جمیع آیات مذکورہ کی تاویل ہوگی۔ دوم یہ کہ او سبحانہ و تعالیٰ کا اتصاف
جملہ اضداد سے دو مرتبہ میں ہے۔ مرتبہ اطلاق میں منزہ بے مثل بے کیف اور حی لا یموت ہے اور مرتبہ تقیید تعین میں

Marfat.com

ونائم ووالد ومولود وجواز اطلاق وعدم جواز بعض اسماء دون بعض منحصر است بر امر شارع و منجملہ آن آیات موہم غیریت لیس کمثلہ شئے وہو السمیع البصیر است ومعنی آنکہ مولانا درآں متفردانہ آن است کہ لیس شئے فی الوجود حتیٰ یکون مثلہ وصل از وصل سابق بوضوح پیوستہ کہ کلمہ طیبہ دال است بر توحید شرعی یعنے رد زعم مشرک فی استحقاق العبادت نہ بر عینیت چہ آں موقوف بود بر اشتراک لفظی وبودن غیریت مزعوم مخاطب وارادہ اصنام از منکور واذ لیس فلیس الحمد للہ کہ بارگراں از سر فرود آمد یعنے احتیاج تحریف در نصوص قطعیہ مثل لم یلد ولم یولد ولیس کمثلہ شئ کہ ہیچ عامی گرد آں نمے گشت فکیف الخواص نماند ازینکہ گفتم کیفیت دلالت آیۃ اولی وثانیہ وثالثہ ورابعہ وخامسہ وسادسہ ظاہر گشت باقیماندہ ہفتم ہو الاول والاخر والظاہر والباطن در فن معقول دیدہ وخواندہ باشی کہ در محصورہ وشخصیہ مراد از جانب موضوع ذات وازجانب محمول وصف عنوانی او نہ ذاتش مراد مے باشد ونیز در معانی خواندہ باشی کہ تعریف خبر

مشبہ۔ حادث۔ میت۔ نائم۔ والد ومولود ہے اور (درجہ تقییدمیں) بعض اسماء (منزہ۔ بے مثل۔ بے کیف) کا جواز اطلاق اور بعض اسماء (مشبہ۔ حادث وغیرہ) کے عدم جواز اطلاق امر شارع پر منحصر ہے (بوجہ فرق مراتب احکام اطلاق وتقییدمیں) اور ان آیات موہم غیریت میں سے آیت لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر ہے (اس جیسی کوئی شئ نہیں اور وہی سمیع بصیر ہے) تو اس آیت کی تاویل مضمون مولانا کے منفردانہ مسلک میں یہ ہے کہ لیس شئ فی الوجود حتی یکون مثلہ (کوئی شئے سوائے اسکے موجود ہی نہیں بلکہ اس کی مثل ہو سکے۔ وصل سابق سے معلوم ہو چکا۔ کہ کلمہ طیبہ توحید شرعی پر دال ہے۔ یعنی رد زعم شرک در استحقاق عبادت پر۔ اور عینیت پہ دال نہیں ہے کیونکہ عینیت تین امور پر موقوف تھی۔ اشتراک لفظی۔ اور غیریت کا مزعوم مخاطب ہونا۔ اور منکور (الہ) سے اصنام کا ارادہ۔ جب یہ تینوں امور ثابت نہ ہوئے تو عینیت بھی مفقود۔ الحمد للہ کہ بھاری بوجھ سر سے اتر گیا۔ یعنی نصوص قطعیہ مثل لم یلد ولم یولد۔ ولیس کمثلہ شئ میں تحریف کی حاجت نہ رہی۔ ایسی تاویلات کے در پے عوام بھی نہیں ہوتے۔ تو پھر خواص کیسے کر سکتے ہیں۔ ہماری تقریر سے پہلی چھ آیت کی کیفیت دلالت تو ظاہر ہو گئی۔ باقی رہی ساتویں آیت ہو الاول والاخر الایہ کے متعلق یہ ہے کہ تو نے فن عقلیات میں دیکھا اور پڑھا ہوگا۔ کہ قضیہ محصورہ اور شخصیہ میں جانب موضوع سے ذات مراد ہوتی ہے اور جانب محمول سے اس کی وصف عنوانی مراد ہوتی ہے نہ ذات۔ اور نیز علم معانی میں تو نے پڑھا ہوگا۔ کہ خبر کی تعریف

Marfat.com

یلام جنس دلالت بر قصر مسند بر مسند الیہ مے کند و نیز در الٰہیات معلوم کردہ باشی کہ صفات محمولہ بر واجب سبحانہ کاملہ اند نہ ناقصہ فبناءً علیہ مفاد آیت مذکورہ انحصار مفہوم اولیۃ کاملہ یعنے لا اول لہ و آخریۃ کاملہ یعنے لا آخر لہ و ظہور کامل یعنے ما فوقہ ظاہر و بطون کامل یعنے لا یدرکہ العقل و امثالہ در ذات واجب سبحانہ است و افادۂ توحید وجودی موقوف است بر ارادہ ذوات ممکنہ از جانب محمول مع عموم اخذ صفات کاملہ باشند یا ناقصہ یا بر نفس عموم اخذ صفات و محمول گردانیدن اوسط بر واجب سبحانہ و ذوات ممکنہ و آں ہر دو باطل است اما الاول فلما عرفت و اما الثانی فلعدم وجود شرط انتاج الشکل الثانی وھو اختلاف المقدمتین ایجابا و سلبا مع کلیۃ الکبری و تفرد مولانا از علماء معانی در افادہ تعریف مسند یا ضمیر فصل مفید مطلب او شاں نیست فتامل و اما ہشتم اینما تولوا فثم وجہ اللہ پس دال است بر عموم کینونتہ نہ عینیۃ برائے بودن ثم اشارہ بسوئے مدلول اینما کہ خارج از مکان مخاطبین است

یہ لام جنس دلالت کرتی ہے اوپر قصر مسند کے مسند الیہ میں۔ اور نیز فلسفۂ کلامیہ علوم الٰہیات میں تو نے معلوم کیا ہوگا۔ کہ صفات محمولہ واجب سبحانہ پر کاملہ ہیں نہ ناقصہ۔ پس اس بنا پر آیت مذکورہ کا مفاد انحصار مفہوم اولیت کاملہ کا یعنی اسکی ابتداء نہیں کہ اس سے پہلے کوئی اور ہو یا عدم ہو و انحصار آخریت کاملہ کا یعنی اسکی انتہا نہیں کہ اسکے بعد فنا ہو یا کوئی اور ہو۔ اور انحصار ظہور کامل کا یعنی اس سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہیں۔ اور انحصار بطون کامل کا یعنی اسکو عقل وغیرہ ادراک نہیں کر سکتے ذات واجب سبحانہ میں ہے۔ توحید وجودی کا افادہ موقوف ہے ارادۂ ذوات ممکنہ پر جانب محمول سے ساتھ عموم اخذ صفات کے کاملہ ہوں یا ناقصہ۔ یا ارادۂ نفس عموم اخذ صفات کے اور محمول کرنے حد اوسط کے واجب سبحانہ و ذوات ممکنہ پر۔ لہذا یہ دونوں امر باطل ہیں۔ اول کا بطلان تو تجھے (بحوالۂ الٰہیات) معلوم ہو چکا (کہ صفات محمولہ واجب پر کاملہ ہیں نہ ناقصہ) ثانی (حمل کرنا حد اوسط کا واجب اور ذوات ممکنہ پر) کا بطلان۔ بسبب نہ موجود ہونے شرائط انتاج شکل ثانی کے کہ وہ اختلاف مقدمتین کا ہے ایجابا و سلباً مع کلیۃ کبریٰ کے۔ اور سمجھ لو کہ علمائے معانی سے مولانا کا متفرد ہونا یعنی ضمیر فصل سے ملکر افادۂ تعریف مسند ان کے مفید مطلب نہیں ہے۔ اب رہی آٹھویں آیت اینما تولوا فثم وجہ اللہ پس یہ آیت عموم کینونت (حق سبحانہ بشمول ہر مکان) پر دال ہے۔ نہ عینیت حق پر مکانات کے ساتھ۔ بوجہ ہونے لفظ ثم کے اشارہ طرف مدلول اینما (ہر مکان) کے جو کہ مکان مخاطبین سے خارج ہے۔

Marfat.com

غایة ما فی الباب عموم ظرف و شمول او مکان مخاطبین را افادۂ کینونت[1] حق سبحانہ دراں مکان نخواہد بخشید و این العینیة من ہذا سواء کان الظرف ھو السطح المحدب للمحوے او البعد الموہوم و اما دوازدہم قل ھو اللہ ھو احد فھو علیہ لا لہ چہ احد مفید احدیت فی الذات والصفات است ولم یلد ولم یولد دال بر غیریت است والمحکم لا یقبل التاویل و آنچہ فرمودہ اند کہ وجہ تاویل در سورۂ اخلاص و نظائرہا باوجود محکم بودن آنہا مثل کلمہ طیبہ آنست کہ کلمہ طیبہ مبرہن است بہ براہین قطعیہ خمسہ مذکورہ فی القرآن پس غیر مبرہن را واجبست کہ گردانیدہ شود بسوئے مبرہن بعد ابطال افادۂ کلمہ طیبہ برائے عینیت مستقیم نخواہد[2] ماند و اما سیزدہم مایکون من نجوی ثلثة الخ صریح است در غیریت آری عموم معیت را فائدہ مے بخشد چہ حق سبحانہ چہارم سہ و ششم پنج است

غایۃ ما فی الباب (انتہائی افادہ) ظرف (اینما) کا فی نفسہ مکان مخاطبین کو عموم و شمول افادہ دیگا کینونت حق سبحانہ کا اس مکان مخاطبین میں بھی۔ تو کینونت فی المکان میں عینیت مکان کہاں ثابت ہوتی ہے خواہ ظرف وہ کبریٰ سطح محاط کے لئے محسوس ہو۔ خواہ بعد موہوم۔ بارہویں آیت قل ھو اللہ احد پس ان کیلئے مفید مطلب نہیں ہے۔ بلکہ الٹا ان پر حجت ہے۔ کیونکہ احد مفید احدیت فی الذات والصفات ہے اور لم یلد ولم یولد غیریت پر دال ہے۔ (یہ آیت محکم ہے) اور محکم میں تاویل نہیں ہو سکتی جو کہ مولانا نے فرمایا ہے۔ کہ سورۂ اخلاص اور اس کے نظائر میں باوجود محکم ہونے ان کے مثل کلمہ طیبہ کے وجہ تاویل یہ ہے کہ کلمہ طیبہ براہین خمسہ مذکورہ فی القرآن سے مبرہن ہے (جو کہ وصل ول میں بالفاظ۔ اعنی لو کان فیھما الھة آہ کی عبارت سے مرقوم ہیں) تو واجب ہے کہ غیر مبرہن کو مبرہن کی طرف پھیرا جائے۔ تو کلمہ طیبہ کے افادۂ عینیت کے بطلان سے مولانا کا یہ قول درست نہ رہیگا۔ تیرہویں آیت۔ مایکون من نجوی الخ غیریت میں صریح ہے۔ ہاں عموم معیت کو فائدہ دیتی ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ تین کے ساتھ چوتھا اور پانچ کے ساتھ چھٹا ہوتا ہے۔

---

[1] کینونت حق سبحانہ مثل سائر صفات او بے کیف است بخلاف کینونت مخاطبین فلا استبعاد فتدبر ۱۲ منہ (حق سبحانہ کی کینونت فی المکان باقی صفات حق دید۔ سمع بصر وغیرہ) کی طرح بے کیف ہے۔ بخلاف کینونت مخاطبین کے۔ کہ بالاسباب ہے۔ تو کوئی استبعاد نہیں ہے۔ ۱۲ از ترجمہ) [2] و نیز مانع از تاویل احکام است نہ مبرہن بودن محکم ۱۲ منہ (تاویل سے مانع نفس محکم ہونا ہے نہ مبرہن ہونا محکم کا۔ ۱۲ از ترجمہ)

Marfat.com

وعلی ہذا القیاس و تحول رابع علی سبیل البدلیتہ افادہ قیام بجائے ہر یکے خواہد بخشید نہ عینیت را اما چہار دہم لوکان فیہما الھۃ الخ دال است بر بطلان تعدد الوہیت کما سیجئ و قیاس کن بر ایں پانزدہم و شانزدہم را و اما حدیث پس اول را قیاس کن بر اول از آیات و ہمچنیں ثانی یعنی لا الہ غیرک و اما حدیث ثالث کان اللہ ولم یکن معہ شئ پس اخبار است از کینونت حق سبحانہ قبل ایجاد الممکنات حملا علی نظیرہ و ہو قولہ علیہ السلام کان فی عماءٍ ما فوقہ ھواء وما تحتہ ھواء اذ وقع جوابا لمن سئل این کان ربنا قبل ان یخلق الخلق و از ینجا فساد بودن کان برائے استمرار در جمیع الٰہیات نیز ظاہر گشت۔ چہارم حدیث والذی نفس محمد بیدہ الخ ماؤل است بتاویلے کہ ترمذی نمودہ لہبط علی اللہ اے لہبط علی علم اللہ و باعث بر تاویل قول او سبحانہ لیس کمثلہ شئ و نظائر او ست

اور چوتھے کا پانچویں کی طرف اور پانچویں کا چھٹے کی طرف۔ علے سبیل البدلیت تبدیل ہونا افادہ قیام کا بجائے ہر ایک کے بخشے گا۔ نہ عینیت کو ہر ایک کے ساتھ۔ چودہویں آیت لوکان فیہما آہ بطلان تعدد الوہیت پر دال ہے۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اور پندرہویں سولہویں آیت کو اسی پر قیاس کر لو۔ اب احادیث کا بیان یہ ہے کہ پہلی حدیث کو پہلی آیت پر قیاس کیجئے۔ اور ایسا ہی دوسری حدیث کو۔ تیسری حدیث پس صرف قبل ایجاد ممکنات کے کینونت حق سبحانہ سے اخبار ہے کیونکہ یہ حدیث اپنی نظیر پر محمول ہے۔ اور وہ قول علیہ السلام کا ہے۔ کہ اللہ عما میں تھا۔ کہ اس کے اوپر اور نیچے ہوا تھی۔ اس لئے کہ یہ حدیث ایک سوال کا جواب ہے۔ کہ ہمارا رب مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا۔ اور یہاں سے کلمہ کان کے جمیع الٰہیات میں استمراری ہونے کا فساد بھی ظاہر ہو گیا۔ چوتھی حدیث والذی نفس محمد بیدہ۔ بتاویل جامع ترمذی لہبط علی اللہ اے لہبط علی علم اللہ سے ماؤل ہے۔ باعث بر تاویل قول او سبحانہ لیس کمثلہ شئ بمع اس کے نظائر کے ہے۔

Marfat.com

چہ او بعد ابطال افادہ کلمہ طیبہ برائے عینیت متروک بر ظاہر خود است و ماؤل نیست لکونہ محکما و نظر بصریح معنی حدیث نسخ مفاد لیس کمثلہ شیئ و نظائرش ہم صورت نمے بندد۔ اذ لا ینسخ القرآن الا بمثلہ فیجب التاویل فی الحدیث واما تردید التاویل المذکور بقرینۃ ما بعدہ ای ھو الاول والاخر والظاھر والباطن فلا یتم لما عرفت من معناہ بل ما بعدہ ای بکل شیئ علیم یؤید التاویل المذکور واما حدیث پنجم فستعرف معناہ فانتظرہ واما حدیث ششم کنت کنزا مخفیا الخ فعدم دلالتہ علی العینیۃ ظاھر بل یفید الغیریۃ واما حدیث ہفتم اے حدیث قرب نوافل نیز دلالۃ بر غیریت مے کند چہ قرب بین الشیئین مے باشد و بعید است بمراحل از عینیت و اگر ازیں اغماض

کیونکہ یہ آیت بعد ابطال افادۂ کلمہ طیبہ کے عینیت کو اپنے ظاہر نص پر متروک ہے اور بوجہ محکم ہونے کے ماؤل نہیں ہے۔ اور نظر بصریح معنی حدیث (سوائے تاویل) کے لیس کمثلہ شیئ اور اسکے نظائر کے مفاد کا نسخ بھی صورت پذیر نہیں ہو سکتا (کہ حدیث کو ظاہر معنی پر محمول کرکے آیت کے مفاد کو منسوخ سمجھا جاوے) کیونکہ قرآن کا نسخ تو بغیر قرآن کے ہو نہیں سکتا۔ (بحکم ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا نأت بخیر منہا او مثلہا) پس حدیث میں تاویل (بوجہ عدم مطابقت قرآن کے) واجب ہے۔ پھر تردید تاویل مذکور (فی الحدیث) کی بقرینہ مابعد اس کے یعنی ھو الاول والاخر والظاھر والباطن بعد معلوم کرنے معنی آیت کے (بحوالہ بیان آلہیات) تردید تام نہیں ہے۔ بلکہ ما بعد کا فقرہ یعنی وھو بکل شیئ علیم تاویل مذکور کا موید ہے (لِحیط علی علم اللہ) پانچویں حدیث کا معنی عنقریب معلوم کر لیگا پھر انتظار کیجئے۔ چھٹی حدیث کنت کنزا مخفیا الخ کا عینیت پر دال نہ ہونا ظاہر ہے بلکہ غیریت کی مفید ہے (ذات کنز مخفی پہلے موجود تھی۔ خلق کی تکوین بعد کو ہوئی تو غیریت ظاہر ہے) ساتویں حدیث قرب نوافل بھی غیریت پر دال ہے۔ کیونکہ تقرب کا مفہوم دو اشیاء میں ظاہر ہوتا ہے۔ (اور اثنینیت غیریت ہی ہوتی ہے) اور عینیت سے کوسوں منزلیں دور ہے۔ اور اگر اس سے بھی چشم پوشی

Marfat.com

ورزیدہ مے شود قولہ فکنت سمعہ آہ نیز مفید عینیت نیست زیراکہ او مفرع است بر احببتہ کہ غایت است برائے تقرب پس در زمان مغیا وپیش ازو عینیت نخواہد بود و قطع نظر ازیں عینیت او سبحانہ باسمع وبصرو ید ورجل مفہوم مے گردد و یمجہ العقل السلیم لاستلزامہ جزئیۃ الواجب فلا بد من المصیر الی التاویل ای اعطی جوارحہ قوۃ ازید مما کانت قبل التقرب۔ اما حدیث ہشتم واصدق کلمۃ الخ پس مشترک است در افادہ لا مشہود الا اللہ ولا موجود الا اللہ بعد ملاحظہ آیات قرآنیہ وسائر احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اما حال تاویل سورہ اخلاص از شان نزولش معلوم باید نمود واو آں است کہ کفار قریش وگروہ یہود از آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ پرسیدند کہ اوصاف خدائے کہ مارا بسوئے او دعوت مے کنی بیان نما تا ایمان آریم وبگو کہ او چہ چیز است وچہ مے خورد وچہ مے آشامد

کی جائے تو قولہ کنت سمعہ آہ بھی مفید عینیت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فقرہ قولہ احببتہ پر مفرع ہے جو کہ تقرب کی انتہائی حد ہے۔ پس زمان مُغَیّا (تقرب) میں اور اس سے پہلے عینیت نہ ہوگی۔ اور تقرب کی عینیت سے قطع نظر او سبحانہ تعالیٰ (انسانوں کی طرح) سمع و بصر ہاتھ پاؤں والا مفہوم ہوتا ہے۔ اور عقل سلیم اس امر کو قبیح جانتی ہے۔ کیونکہ یہ جزئیۃ واجب کو مستلزم ہوتی ہے پس رجوع الی التاویل کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ یعنی میں اس کے جوارح کو نسبت قبل تقرب سے زائد قوت دیتا ہوں۔ آٹھویں حدیث واصدق کلمۃ آہ والی۔ پس بعد ملاحظہ آیات قرآنیہ وسائر احادیث نبویہ علی صاحبہا الوف تحیہ کے لا مشہود الا اللہ ولا موجود الا اللہ (توحید شہودی اور وجودی کے افادہ) میں مشترک ہے۔ لیکن سورۂ اخلاص کی تاویل کا حال اس کے شان نزول سے معلوم کرنا چاہیئے۔ شان نزول سورۂ اخلاص کا یہ ہے کہ کفار قریش اور گروہ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ جس خدائے قدوس جل وعلا پر ایمان لانے کی طرف ہمکو آپ دعوت فرماتے ہیں اس کے اوصاف بیان کرو۔ تاکہ ہم ایمان لائیں اور تصدیق کریں۔ بیان فرمادیں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) کیا چیز ہے۔ اور کیا کھاتا پیتا ہے اور اس نے خدائی کی میراث کس سے حاصل کیا ہے۔ اور مابعد کو اسکی میراث کون حاصل کریگا۔ اور دنیائے عالم اسباب کے کارخانہ میں اس کا مددگار و...

ازکہ میراث گرفتہ و میراث اوکہ خواہد گرفت ودر کارخانۂ عالم مددگار اوکیست درجواب
آنہا این سورہ نازل شد قل بگوای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھو اللہ آنکس کہ از وے
پرسید خدا است احد یگانہ در ذات وصفات اللہ الصمد کہ ہماں خدا است
بے نیاز و مقصود فی الحوائج لم یلد نہ زاد کسے را ولم یولد ونہ زادہ شدہ است
از کسے ولم یکن لہ کفوا احد ونیست اورا ہمتا وہمسر ہیچکس ھو اشارہ است
بسوئے ہویتہ صرفہ و رداست بر فرقہ دہریہ وذکر واہلین است اللہ ذکر عارفین است
و رداست بر فلاسفہ احد رداست بر ثنویہ اللہ الصمد رداست بر مشبہہ بعضے انحاء
تشبیہ ولم یلد ولم یولد رداست بر یہود ونصاری ومشرکین عرب ولم یکن لہ کفوا احد
رداست بر مجوس ومغاں وہمیں است مفاد کلمہ طیبہ چہ نفی تشبیہ ونفی کفو ویگانگی
در ذات وصفات ایں ہمہ از نفی شرک فی الالوہیت مفہوم مے گردد۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرو کہ جس ذات کے بابت تم لوگ سوال کرتے ہو وہ
اللہ ہے احد یگانہ ذات وصفات میں اللہ الصمد کہ وہی خدا ہے بے نیاز اور جمیع حاجات طلبی کا
مرجع اور مقصود لم یلد نہ اُس سے کوئی جنا ولم یولد نہ وہ کسی سے جنا۔ ولم یکن لہ کفوا احد
اور کوئی اُس کا ہمتا وہمسر (شریک اور اس کے مثل) نہیں ہے۔ لفظ ھو میں ہویت صرفہ (محضہ) کے
مفہوم کی طرف اشارہ ہے۔ (اور خفاء اضمار میں) فرقہ دہریہ پر رد ہے (کہ وہ محسوسات کے معتاد ہیں)
(اور سینہ کی ہوسئے محبت سے) عاشقین کا ذکر ہے۔ لفظ اللہ (تعینات امکانیہ سے بلند تر پرواز معرفت وجب میں)
عارفین کا ذکر ہے اور (تنزلات کے جھمیلے میں پھنسے ہوئے) فلسفہ پر رد ہے۔ احد بت پرست فرقہ پر رد ہے
اللہ الصمد بعضے انواع تشبیہ کے مشبہ پر رد ہے۔ لم یلد ولم یولد یہود ونصاری ومشرکین عرب پر رد ہے
(کہ عزیر ابن اللہ والمسیح ابن اللہ والملئکۃ بنات اللہ کے قائل ومرتکب ہیں) ولم یکن لہ کفوا احد مجوس ومغاں پر رد ہے
(کہ زردشت آتش پرست کو مظہر یزداں مان کر ہمتا وہمسری کا دعوی کرتے ہیں) اور یہی کلمہ طیبہ کا مفاد ہے کیونکہ نفی تشبیہ
ونفی کفو اور ذات وصفات میں یگانگی ویکتائی یہ سب نفی شرک فی الالوہیت سے مفہوم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

فصل حاصل ما افادہ مولانا در مطالبۂ نص بر غیریت آن است کہ غیریت میان واجب سبحانہ
و ممکن اصلا مدلول کتاب و سنت نیست نہ عبارۃً برائے انتفاء سوق در غیریت و نہ دلالۃً
اذ الدلالۃ فرع السوق و نہ اشارۃً و نہ اقتضاءً نعم مفہوم مے شود وہماً فیجب علی المناظر مع کلامنا
ان یثبت الغیریۃ بالمحکم من الکتاب والسنۃ ولا یناظر مثل اقوال الکفار ہذا ما وجدنا
علیہ آبائنا ولا باقوال العلماء والصوفیۃ الذین لم یخرجوا عن ربقۃ الوہم والتقلید
لانا جعلنا الصوفیۃ قدست اسرارہم علی جانب الیمین والعلماء علی جانب الیسار
والاوہام الفاسدۃ تحت اقدامنا وجعلنا الکتاب والسنۃ امامنا واثبتنا و در جائے
دیگر فرمودہ ولو قیل للمنکرین لوحدۃ الوجود من اہل الاسلام ہاتوا برہانکم
علی التفرقۃ من النص الجلی من الکتاب والسنۃ لبہتوا کما بہت الذی
کفر عند قول الخلیل علیہ السلام نعم یاتون اولا بقولہ

مولانا کے افادۂ نص بر غیریت کے مطالبہ کا حاصل یہ ہے۔ کہ واجب سبحانہ و ممکن کے مابین غیریت قطعاً کتاب و
سنت کا مدلول نہیں ہے۔ نہ تو عبارۃً بوجہ منتفی ہونے سوق کلام کے غیریت میں (بیان غیریت کے لیے کوئی
کلام نازل نہیں کی گئی)۔ اور نہ دلالۃً کیونکہ دلالت سوق کی فرع ہے (بیان غیریت میں کوئی کلام نازل نہیں ہے
تو دلالت کہاں سے آئے) اور نہ اشارۃً و نہ اقتضاءً (اور حصول مفہوم مراد کے لئے کلام کے چاروں قسم مفقود) پس
ہماری کلام (مندرجہ کتاب کلمۃ الحق) کے ساتھ مناظرہ کرنیوالے پر واجب ہے کہ غیریت کو محکم کتاب و سنت سے ثابت
کر دکھائے۔ اور مثل اقوال کفار کے مناظرہ نہ کرے۔ کہ (بس جی نئے ڈھکوسلوں کو چھوڑ دو) ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو اسی
راستہ پر (گامزن) دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اقوال علمائے کرام (علوم ظاہر پر) و صوفیائے عظام (خزائن علوم باطن) کے استناد
و استفادہ سے مناظرہ کرے کہ وہ (شمعہائے انوار شریعت و گنجینہ داران اسرار طریقت۔ واصلان منازل معرفت) وہم تقلید
(مرعومہ) سے خارج نہیں ہوئے کیونکہ ہم نے صوفیائے کرام قدست اسرارہم کو ادباً و علمائے شریعت کو درجۃً دائیں بائیں چھوڑ کر اوہام
فاسدہ قدموں کے نیچے روند کر کتاب و سنت کو اپنے سامنے رکھ کر اپنا مدعیٰ ثابت کیا ہے۔ اور جگہ فرمایا۔ اگر اہل اسلام میں
سے منکرین وحدت الوجود کو کہا جائے۔ کہ غیریت پر کتاب و سنت سے کوئی دلیل لاؤ۔ تو مبہوت (حیران) ہونگے۔ جیسا کہ کافر
(نمرود) ابراہیم علیہ السلام کے آیت پیش کرنے کے وقت مبہوت ہو گیا تھا۔ ہاں (اگر جواب دینگے بھی تو) اول آیت

Marfat.com

افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون وثانیاً غیر ذالک من القیاسات والوھمیات مقابلا للنص الجلی کما قاس ابلیس علیہ اللعنۃ لکن قیاسہ علیہ اللعن کان مقابلا للنص الجلی فی المحکم دون الایمان وقیاساتھم مقابلۃ للنصوص الجلیۃ فی الایمان والعیاذ باللہ من ھذہ القیاسات وجواب از آیات مذکورہ برایں نہج فرمودہ اند کہ غیر اللہ ترکیب اضافی مفعول است ونص را لابد است کہ کلام تام باشد و کلام تام اینجا سوق کردہ شدہ است در انکار عبادت غیر وہمی وھو المقید و قولہ لم یلد ولم یولد مقصود ازاں نفی انحصار است از قبیل ذکر ملزوم وارادۂ لازم واز نفی انحصار لازم نمے آید کہ او سبحانہ غیر والد و مولود باشد وجواب از ہمہ قیاسات آں است کہ مقابل اند برائے نصوص جلیہ نحو لا الٰہ الا اللہ و ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن وغیرھما مما ذکر من الادلۃ وجائے دیگر فرمودہ محصلش آنکہ کلمہ غیر و من دونی و من دون اللہ ہر جا کہ در قرآن مجید وارد است مراد ازاں غیر وہمی است

افغیر اللہ تامرونی آہ کو پیش کریں گے۔ ثانیاً اس کے سوا نص جلی کے مقابل میں قیاسات اور وہمیات کو پیش کرینگے۔ جیسا کہ ابلیس ملعون نے قیاس کیا، لیکن اس ملعون کا قیاس محکم میں نص جلی کے مقابل میں تھا نہ (ایمان میں) اور ان کے قیاسات تو نص جلی کے مقابل (ایمان) میں ہیں۔ ایسے قیاسات فاسدہ سے اللہ تعالےٰ پناہ دے۔ آیات مذکورہ سے جواب اس طرز پر فرمایا کہ غیر اللہ ترکیب اضافی (اعبد کا) مفعول (اور نص ضروری ہے کہ کلام تام ہو۔ اور کلام تام یہاں وہمی غیر یعنی مقید (یا صنم) کے انکار عبادت میں مسوق ہے۔ قولہ لم یلد و لم یولد سے مقصود انحصار کی نفی ہے۔ از قبیل ذکر ملزوم وارادۂ لازم۔ اور نفی انحصار سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ او سبحانہ والد و مولود کا غیر ہو۔ (یعنی والد و مولود میں منحصر نہیں ہے) قیاسات کا یہ جواب دیا۔ کہ قیاسات نصوص جلیہ مثل کلمۂ توحید اور آیت توحید اور سوائے ان کے ادلہ مذکور شدہ کے مقابل ہیں (لہٰذا مردود)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ کلمۂ غیر و من دونی و من دون اللہ جہاں بھی قرآن مجید میں وارد ہے۔ اس سے مراد وہمی غیر ہے۔

Marfat.com

والا یلزم التنافی بین ھذ التغایر الصریح وبین کلمۃ التوحید وھذا خلف واما تغایرے کہ مفہوم است از قولہ تعالےٰ اللہ خالق کل شئ چہ غیریت مخلوق از خالق مفہوم مے شود قیاساً علے الباني والبناء پس دفعش اولاً آنکہ این قیاس معارض است بتماثل فکما ہو مدفوع بلیس کمثلہ شئ فکذا ھذا بلا الہ الا اللہ و امثالہ وایضا من شرط القیاس عدم ورود النص فی المقیس وقد ورد ھٰھنا وھو لا الہ الا اللہ وامثالہ وثانیاً آنکہ اینجا سہ امور اند الاول ان الخالق عین المخلوق فی الوجود والثانی غیرہ فیہ والثالث ان اللہ خالق کل شئ وکل شئ مخلوقہ تعالیٰ پس قولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شئ نص ہست در ثالث برائے سوق دراں و دلالتے نکند بر اولین دلالۃ خفیہ ہم چہ جائے آنکہ نص باشد درآنہا وقس علی ماذکرنا فی دفع التغایر قولنا محمد عبدہ ورسولہ فانہ ایضا

ورنہ اس تغائر صریح (مفہوم از کلمۂ غیر وغیرہ) اور کلمۂ توحید (سے عینیت مفہوم) میں تنافی لازم آتی ہے۔ اور یہ تنافی خلاف مدعائے ثابت کردہ کے ہے۔ لیکن وہ تغائر جو کہ قولہ تعالےٰ اللہ خالق کل شئ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خالق سے مخلوق کی غیریت۔ عمارت اور کاریگر پر قیاس سے مفہوم ہوتی ہے۔ پس اس کا دفعہ اولاً یہ کہ ایسا قیاس تماثل سے معارض ہے پس جیسا کہ آیت لیس کمثلہ شئ سے تماثل کا ازالہ ہے۔ ایسا ہی یہ قیاس بھی کلمہ توحید وامثالہ سے مدفوع ہے۔ اور نیز قیاس کے لئے شرط ہے کہ مقیس میں کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو۔ (تو پھر قیاس کی گنجائش ہوتی ہے) اور یہاں لا الہ الا اللہ وامثالہ مقیس میں نصوص وارد ہیں (پس قیاس کی گنجائش نہیں ہے) ثانیاً یہ کہ یہاں تین امور ہیں۔ اوّل یہ کہ خالق وجود میں مخلوق کا عین ہے۔ ثانی یہ کہ خالق وجود میں مخلوق کا غیر ہے۔ سوم یہ کہ اللہ ہر شئے کا خالق ہے اور ہر شئے اوتعالیٰ شانہ کی مخلوق ہے۔ پس قولہ تعالےٰ اللہ خالق کل شئ چونکہ تیسرے امر کے لئے نازل کی گئی ہے۔ اس لئے اس میں نص ہے اور ہر دو اولین پر تو دلالت بھی نہیں چہ جائیکہ نص ہو ۔ اور جو کہ ہم نے دفع تغائر میں ذکر کیا ہے۔ اس پر ہمارے قول محمد عبدہ ورسولہ

Marfat.com

کذالک یقتضی المماثلۃ بینہما فکما انہ انتفی التماثل انتفی التغایر وھد ھد رسول سلیمان علیہ السلام کان مماثلا لہ فی نوع الجسم وقس ھذا القول فی السوق وعدمہ علی ماذکرنا واحمل اضافۃ محمد رسول اللہ علی الاضافۃ فی من رجالکم فی قولہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اذا اضافۃ الرجال الی ضمیر جمع المذکر عینیۃ قطعا خلاصہ آنکہ بعد ثبوت عینیت باول ما القاہ انبیاء علیہم السلام ہر جا غیریت کہ مستفاد باشد از کلمہ غیر او ما فی معناہ محمول نمودہ خواہد شد بر غیریت وہمیہ و اضافت مفیدہ غیریت از قبیل رجالکم خواہد بود۔ و نیز فرمودہ اند کہ مبعوث شدن انبیاء علیہم السلام و مؤید بودن آنہا بمعجزات کہ مخالف عقل اند از برائے آن است کہ ملقی الیہم یعنی عینیت نیز مخالف بداہت عقل ناقص و وہم است اذا الحکم الذی یخالف

کو قیاس کر لو۔ کیونکہ یہ بھی دونوں کے درمیان مماثلت کا اقتضا کرتا ہے۔ پس جیسا کہ تماثل منتفی ہے تغائر بھی منتفی ہے۔ اور ہدہد سلیمان علیہ السلام کا قاصد بھی تو ان کے ساتھ نوع جسم میں مماثل تھا۔ اور جو کہ ہم نے ذکر کیا اس پر اس قول کو بھی سوق اور عدم سوق میں قیاس کر لو۔ اور محمد رسول اللہ کی اضافت کو قولہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم میں من رجالکم والی اضافت پر حمل کر لو۔ کیونکہ اضافت رجال کی ضمیر جمع مذکر (کم) کی طرف قطعاً عینیہ ہے (تو محمد رسول کی اضافت بھی لفظ اللہ کی طرف عینیت پر دال ہوگی) خلاصہ یہ کہ جب اول ما القاہ انبیاء علیہم السلام (کلمۂ توحید) سے عینیت ثابت ہوگئی تو جہاں بھی کلمۂ غیر یا اس کے کسی ہم معنی سے غیریت مستفاد ہو۔ اس کو غیریت وہمیہ پر محمول کیا جائے گا۔ اور اضافت مفیدۂ غیریت از قبیل رجالکم (مفید عینیت) ہوگی۔ اور نیز مولانا نے فرمایا کہ مبعوث ہونا انبیاء علیہم السلام کا اور مؤید ہونا ان کا معجزات مخالف عقول سے اس لئے ہے کہ ملقی الیہم یعنی مفہوم عینیت بھی بداہت عقل ناقص اور وہم کے مخالف ہے۔ کیونکہ کسی شئے خلاف عقل کا حکم بھی مخالف عقل سے ہی

Marfat.com

العقل لا یثبت الا بما ھو خلاف العقل واز برائے ہمیں معنے است استکبار مخاطبین
وتاکید بقسم در والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی
ان ھو الا وحی یوحی ای نیست قول بالعینیۃ مگر وحی وہمیں است منشاء تعجب و وجہ
قول مخاطب ان ھذا لشئ عجاب وصل باعث حمل غیر بر غیریت وہمیہ و وجہ بودن اضافت
برائے عینیت نیست مگر کلمہ طیبہ را[1] نص در عینیت انگاشتن چنانچہ خود فرمودہ اند والا
یلزم التنافی بین ھذا التغایر الصریح وبین کلمۃ التوحید وھذا خلف مفاد
ایں کلام اقرار است و تسلیم برائے بودن تغائر مدلول صریح کلمہ غیر و نظائرہ و مانع از حمل بر
غیریت واقعیہ نیست مگر ہمان یعنے بودن کلمہ توحید مفید برائے عینیت فالشجرۃ تنبئ
عن الثمرۃ مصرع فیاس کن زگلستان من بہار مرا

ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی معنی کے باعث ہے۔ مخاطبین (کفار) کا استکبار (ہٹ دھرمی) اور خدائے قدوس جل و علا کی جانب سے (تائید رسالت کے لئے) تاکید بہ قسم آیات ذیل میں والنجم اذا ھوی آہ قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے صاحب (نبی مبعوث) نہ راہ (حق) سے بھٹکے اور نہ غلط راستہ اختیار کیا اور نہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد محض وحی ہے، جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (مولانا صاحب ان آیات سے استنباط کرتے ہیں کہ) قول بالعینیۃ (عینیت اصنام) وحی سے ثابت ہے۔ اور یہی (مفہوم عینیت بداہت عقل ناقص کے خلاف ہونا) منشاء ہے تعجب مخاطبین کا۔ اور وجہ قول مخاطب کی کہ یہ تو حیرت انگیز شئے ہے۔ کلمہ غیر کو غیریت وہمیہ پر حمل کرنا۔ اور اضافت کے مفید عینیت ہونے کا باعث کلمہ طیبہ کو عینیت میں نص گمان کرنا ہے۔ چنانچہ مولانا خود فرماتے ہیں کہ "ورنہ اس تغائر صریح اور کلمہ توحید میں تنافی لازم آتی ہے۔ اور یہ تنافی خلاف مثبت ہے۔" اس کلام کا مفاد کلمہ غیر اور اسکے دوسرے نظائر سے تغائر کے مدلول صریح ہونے کا اقرار و تسلیم ہے۔ اور غیریت واقعیہ پر حمل کرنے سے سوائے اسکے اور کوئی مانع نہیں کہ کلمہ توحید کو مفید عینیت (وہمیہ) قرار دیا جائے ہمیشہ درخت اپنے ثمر کی خبر دیتا ہے ؎ میرے باغ ...

---

[1] ای علی مازعمہ قدس سرہ والا فعند القوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم الکشف الصریح والذوق الصحیح ہو الباعث علی الحمل المذکور ۱۲ منہ
(مولانا کے گمان میں۔ ورنہ صوفیائے کرام کے نزدیک کشف صریح اور ذوق صحیح اسی حمل مذکور کا باعث ہے۔ ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

ونیز از اقرار او شان افادۂ غیر و اضافت غیریت واقعیہ را بر تقدیر نہ بودن کلمہ طیبہ مفید عینیت ثابت است کما ذکر آنفا فلا یحتاج فی افادۃ قولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شئ للغیریت الی القیاس علی البانی والبناء پس بودن غیریت واقعیہ مدلول صریح برائے کلمۂ غیر از آیت بتکرار کثیر ثابت گشت اگرچہ نص در و نیست برائے بودن دال آں مرکب اضافی نہ کلام تام و دال بر عینیت کہ دلالتش صریح باشد و ان لم یکن نصا نشان دہند کہ کجا است و وجہ عدم ورود نص در غیریت باوجود واقعیۃ او عدم انکار مخاطب است و او را از خلاف بلاغت است آنکہ القاء کند متکلم کلامے را کہ مخاطب منکر آں بہ ہیچ نوع نباشد بلکہ بر تقدیر افادہ کلمہ طیبہ عینیت را بعد ورود نہی قطعاً از عبادت اصنام واجب بود بر شارع حل ایں شبہ کہ شمارا از عبادت اصنام نہی مے کنیم باوجود عین بودن آنہا با من برائے فرق اطلاق و تنزل و ہیچ جا در کتاب و سنت بوئے از ال

اور نیز کلمہ طیبہ کے مفید عینیت نہ ہونے کی تقدیر پر افادۂ کلمہ غیر اور اضافت کا غیریت واقعیہ کو ان کے اقرار سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔ پس قولہ تعالےٰ اللہ خالق کل شئ کے افادۂ غیریت میں کاریگر اور عمارت پر قیاس کی ضرورت نہیں رہی۔ پس غیریت واقعیہ کا مدلول صریح کلمہ غیر کا ہونا آیت سے بتکرار کثیر ثابت ہوا۔ اگرچہ نص غیریت واقعیہ میں نہیں ہے۔ بسبب ہونے اس پر دلالت کرنے والے کے مرکب اضافی نہ کلام تام۔ اور دال بر عینیت جس کی دلالت صریح ہو اگرچہ نص نہ ہو (مولانا صاحب) اس کا نشان (حوالہ) دیں کہ کہاں ہے۔ غیریت میں نص وارد نہ ہونے کی وجہ باوجود واقعیۃ غیریت کے عدم انکار مخاطب ہے۔ اور یہ امر بلاغت کلامی کے خلاف ہے کہ متکلم بلیغ الکلام ایسی کلام کا القا کرے کہ مخاطب کسی نوع سے اس کا انکار نہ کرتا ہو۔ بلکہ بر تقدیر افادہ کلمہ طیبہ کے عینیت کو بعد ورود نہی قطعی کے عبادت اصنام سے شارع پر اس شبہ کا حل واجب تھا۔ کہ باوجود عینیت اصنام کی میرے ساتھ تم کو عبادت اصنام سے اس لئے منع کیا جاتا ہے کہ اطلاق و تنزل میں فرق ظاہر ہو۔ تو کتاب و سنت میں کہیں بھی اس نظریہ کی بُو

Marfat.com

شنیدہ نمے شود بلکہ بادی براں نوزیدہ حالا مے آئیم بسر آنکہ نص فی الغیریۃ را تبرعاً بیان کنیم قولہ تعالیٰ ما المسیح ابن مریم الا رسول نص است در غیریت مسیح و واجب سبحانہ پس غیریت سائر ممکنات با حق سبحانہ دلالۃً ثابت گشت اذ لا فارق بین ممکن و ممکن وجہ استدلال بقول مذکور آنکہ او رد است بر فرقہ یعقوبیہ از نصاری قال اللہ سبحانہ حاکیاً عنہم لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم کہ مسیح را علی نبینا وعلیہ السلام خدا مے گفتند و بر فرقۂ دیگر از نصاری کہ قائل بہ تثلیث بودند لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ از حال اوشاں خبر مے دہد پس تقدیر آیت مذکورہ بحسب زعم مخاطب آنکہ ما المسیح ابن مریم اللہ و ثالث ثلثۃ الا الرسول یعنے نیست مسیح ابن مریم

نہیں پائی گئی۔ بلکہ اس پر ہوا بھی نہیں چلی۔ اتنی تحقیق کے بعد اب ہم اس بات پر آئے ہیں کہ نص فی الغیریت کو تبرعاً خود بخود (بطور احسان بلا مطالبہ) بیان کریں۔ قولہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کی حیثیت تکوینی رسالت ہی ہے۔ یہ آیت واجب سبحانہ اور مسیح ابن مریم کی غیریت پر نص ہے پھر باقی سب ممکنات کی غیریت حق سبحانہ سے دلالۃً ثابت ہوگئی کہ واجب کی طرف ممکنات کی نسبت میں کوئی وجہ فرق نہیں ہے (کہ بعض ممکنات کی عینیت ہو اور بعض کی غیریت)۔ قول مذکور کے ساتھ وجہ استدلال یہ ہے۔ کہ یہ قول نصاریٰ میں سے فرقۂ یعقوبیہ پر رد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بر سبیل حکایت فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ کہ مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کہتے تھے۔ اور نصاریٰ میں سے ایک اور فرقہ پر جو کہ تثلیث کے قائل تھے۔ قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ ان کے حال سے خبر دیتا ہے۔ پس آیت مذکورہ کی تقدیر بحسب زعم مخاطب یہ ہے کہ ما المسیح ابن مریم

سلہ علی ما ذہب الیہ ہو قدس سرہ اذ عند غیرہ المقدر ہو العام والاستثناء متصل والاستدلال تام علی کلا القولین ۱۲ منہ (یہ تقدیر عبارت مولانا کے مذہب پر ہے۔ کیونکہ دوسروں کے نزدیک مقدر عام ہے۔ اور استثناء متصل۔ ہاں دونوں اقوال کی تقدیر پر استدلال تام ہے۔ ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

خدا و یکے از اقانیم ثلثہ چنانچہ مزعوم نصاریٰ ہست مگر بندہ فرستادۂ او سبحانہ فہو
نص فی الغیریۃ اذ سیق لاجلہ اگر گوئی مفاد مقولہ نصاریٰ یعقوبیہ حصر حق سبحانہ
ہست در مسیح بن مریم نہ مسیح در حق تعالیٰ پس وجہ کفر قول بحصر حق فی المسیح خواہد بود نہ
قول بالعینیت گویم وجہ کفر ہماں قول بالعینیت است بدلیل ما بعد قال المسیح یا بنی
اسرائیل اعبدوا اللہ ربی و ربکم ونہ فرمود لاتحصروا اللہ فانہ واسع محیط و بدلیل ما المسیح
ابن مریم الا رسول زیرا کہ نہ فرمود ما اللہ بمنحصر فی المسیح او ما یودے مودّاہ و بدلیل
قول تعالیٰ لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً للہ ولا الملٰئکۃ المقربون ونہ فرمود
لن ینحصر اللہ فی المسیح و دلیل ما بعد ش کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لھم الآیات
ثم انظر انی یؤفکون۔ یعنی غور کن چہ گونہ واضح مے کنیم دلائل غیریت برائے او شان باز
غور کن در اینکہ چہ گونہ گردانیدہ مے شوند از راہ حق کہ غیریت است حاصل آنکہ خوش بیانی

اللہ ثالث ثلثۃ الا رسول۔ یعنی نہیں مسیح ابن مریم خدا و اقانیم ثلثہ میں سے ایک۔ جیسا کہ نصاریٰ کا مزعوم
ہے مگر او سبحانہ و تعالیٰ کا فرستادہ بندہ۔ پس یہ آیت غیریت میں نص ہے اس لئے کہ غیریت کے لئے سوق کی
گئی۔ اگر اعتراض ہو کہ مفاد مقولہ نصاریٰ یعقوبیہ کا حق سبحانہ کا حصر ہے مسیح ابن مریم میں۔ نہ حصر مسیح ابن مریم کا حق تعالیٰ
میں۔ پس وجہ کفر قول بحصر حق فی المسیح ہوگا نہ قول بالعینیت۔ جواب یہ ہے کہ وجہ کفر وہی قول بالعینیت ہے بدلیل ما بعد
کے۔ قال المسیح یا بنی اسرائیل آہ مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو کہ میرا رب اور تمہارا بھی رب ہے۔
اور نہ فرمایا کہ اللہ کو حصر فی المسیح نہ کر دینا۔ وہ وسعت والا اور محیط ہے اور بدلیل ما المسیح ابن مریم الا رسول یعنی
مسیح ابن مریم کی حیثیت ذاتی صرف رسالت من اللہ کی ہے اور نہ فرمایا ما اللہ منحصر فی المسیح یعنی اللہ تعالیٰ منحصر
فی المسیح نہیں۔ یا کوئی اور ایسا فقرہ جو یہ مضمون ادا کرے۔ اور بدلیل قول تعالیٰ لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ
آہ مسیح خدا کا بندہ ہونے سے استنکاف (عار) ہرگز نہیں کرتا اور نہ ہی ملائکہ مقربوں کو عبودیت سے عار ہے
اور نہ فرمایا لن ینحصر اللہ فی المسیح یعنی قطعاً اللہ تعالیٰ منحصر فی المسیح نہیں ہے اور بدلیل اسکے مابعد کے کانا یاکلان الطعام
آہ وہ ماں اور بیٹا غذا سے پرورش جسمانی پاتے تھے۔ غور کرو کہ کس طرح واضح کرتے ہیں ہم دلائل غیریت کو (خالق و مخلوق ہیں)
ان کے لئے پھر غور کرو کہ کس طرح پھیرے جاتے ہیں وہ راہ حق سے کہ غیریت واقعیہ ہے۔ حاصل یہ کہ خوش بیانی

Marfat.com

وبختگی دلیل باہم سبب اہتداء است وباوجود آں عدم قبول اوشان باعث تحیر ازینجا باب استدلال اقتفاءً بکلام الشارع برہیئۃ شکل ثانی منتج برائے غیریت موجبہ[1] لامتناع الحمل مفتوح شد زیراکہ ہر اسمے را از اسماءِ حسنیٰ کہ مخصوص است بہ مرتبہ الوہیت چونکہ محمول ایجابا بر حق سبحانہ وسلبا بر ممکن نمائیم یا ہر وصفے راکہ اختصاص بدائرۂ امکان دارد محمول بر واجب سلبا و بر ممکن ایجابا گردانیم برہانے مؤلف از مقدمات قطعیہ منتج غیریت لوجود[2] الشرائط قائم خواہد شد مثلاً اللہ رحمن ولا شئ من الممکن برحمن فینتج اللہ لیس بممکن حالا انصاف باید نمود اقیسۂ کذائیہ رحمانیہ اند یا شیطانیہ از قبیل خلقتنی من نار وخلقتہ من طین باز آئیم بسر آنکہ ان اللہ ھو المسیح ابن مریم مفید حصر مسیح است در اللہ نہ بالعکس وہم چنیں در انی انا اللہ رب العلمین

اور دلیل کی پختگی باہمی اہتداء کا سبب ہے۔ اور اس کے باوجود ان کا قبول نہ کرنا باعث تحیر ہے۔ یہاں سے کلام شارع کے درپے ہوکر استدلال کا باب ہیئۃ شکل ثانی پر جو منتج ہے برائے غیریت موجبہ امتناع حمل کے مفتوح ہوگیا ہے۔ کیونکہ اسماء حسنیٰ میں سے ہر ایسے اسم کو جو کہ مرتبۂ الوہیت سے مخصوص ہے جب حق سبحانہ پر ایجابا اور ممکن پر سلباً محمول کریں۔ یا کہ ہر اس وصف کو کہ دائرۂ امکان سے مختص ہے واجب پر سلباً اور ممکن پر ایجاباً محمول کریں۔ تو برہان مؤلف مقدمات قطعیہ سے منتج غیریت کا بہ سبب وجود شرائط انتاج کے قائم ہوگا۔ مثلاً اللہ رحمن ہے اور کوئی شئے ممکن میں سے رحمن نہیں۔ تو نتیجہ نکلا۔ کہ اللہ ممکن نہیں۔ اب انصاف کرنا چاہیئے کہ ایسے قیاسات برہانیہ رحمانی ہیں یا شیطانی از قسم خلقتنی من نار و خلقتہ من طین (مظاہر غرور و انانیت) ہم پھر اس مضمون پر آتے ہیں کہ آیت ان اللہ ھو المسیح ابن مریم مفید ہے حصر مسیح کو اللہ میں۔ نہ اللہ کا حصر مسیح میں اور ایسا ہی آیت انی انا اللہ رب العلمین میں (کہ رب العلمین اللہ میں منحصر ہے نہ اللہ رب العلمین میں۔ بلکہ اللہ کی صفات کثیرہ ہیں جن کے ساتھ اتصاف ذات ہے)

---

[1] فلاینافی الوحدۃ الذاتیۃ الثابتۃ بالکشف ۱۲ منہ (غیریت موجبۂ امتناع وحدۃ ذاتیہ ثابتہ بالکشف کے منافی نہیں ہے ۱۲ ترجمہ) [2] اختلاف درکیف وکلیۃ کبریٰ ۱۲ منہ۔

Marfat.com

اما نقلاً فلما نتلونا علیك من الآیات واما عقلاً فان المبتدأ لکونه مبتدأ یستدعی ان یسند الیه شئ فاذا جاء بعده ما یصلح ان یسند الی ذالك المبتداء صرفه المبتداء الی نفسه ثم اذا جیئ بضمیر الفصل صرفه ذالك الضمیر الی المبتداء ثانیا فافاد القصر فیه ولا یجری هذا الوجه فی المسند فتامل وانصف ولغزش ندہد ترا ظاہر قول او سبحانہ وتعالےٰ والکفرون هم الظلمون چہ اعتبار تعریف جنس در مسند گاہے فائدہ بخشد قصر جنس مسند را بر مسند الیہ تحقیقا نحو زید الامیر وقتیکہ نہ باشد سوائے او امیر۔ یا مبالغۃً لکماله فیه یعنے برائے کمال بودن مسند الیہ در مسند پس مقصود حصر ظلم است در کافران مبالغۃً لکمالهم فیه وہم چنین است در انی انا الله چہ مقصود حصر الله است در متکلم والازم نمے آید قصر او سبحانہ در شجرہ بلکہ در متجلی کہ معنون است بضمیر متکلم ہکذا فی الفتوحات فی السوال الرابع والاربعین

نقلی دلائل آیات مذکورہ میں بیان ہوچکی ہیں۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ مبتدا بحیثیت مبتدا ہونے کے اس امر کو مستدعی ہے کہ اس کی طرف کوئی شئے مسند کی جائے اس کے بعد جب کوئی شئے مسند ہونے کے صالح واقع ہو تو مبتدا اس کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔ پھر اس کے بعد ضمیر فصل لایا جائے تو وہ ضمیر دوبارہ اسکو مبتداء کی طرف مسند کر دیتا ہے پس یہ اسناد اس مبتدا میں افادۂ قصر دیتا ہے اور یہ وجہ مسند (محمول و خبر) میں جاری نہیں ہوتی پس سوچو اور انصاف کرو۔ قول او سبحانہ وتعالیٰ والکافرون هم الظالمون کی ظاہر عبارت تجھے لغزش نہ دے۔ (حصر ظلم کا کفار میں) کیونکہ اعتبار کرنا تعریف مسند کا جنس میں (مسند کو معرف بلام جنس لانا) جنس مسند کو مسند الیہ میں قصر کا فائدہ دیتا ہے (عام اس سے کہ تحقیقاً ہو۔ جیسے زید ہی امیر ہے۔ جبکہ اسکے سوا اور کوئی (اس شہر میں) امیر نہ ہو یا مبالغۃً بسبب کمال ہونے مسند کے مسند الیہ میں۔ پس مقصود حصر ظلم کا ہے کفار میں بسبب کمال کفار کے ظلم میں۔ اور آیت انی انا الله رب العلمین میں بھی ایسا ہی ہے۔ کہ آیت میں مقصود حصر الله کا ہے متکلم میں۔ قصر او سبحانہ کا شجرہ میں لازم نہیں آتا۔ بلکہ وہاں قصر متجلی میں ہے کہ ضمیر متکلم سے معنون ہے۔ فتوحات مکیہ کے چوںتا لیسویں سوال کے سماع

لم سماہ بشراً فما قال مولانا فبطل ما قال التفتازانی فی شرح التلخیص من ان کلمة الفصل لقصر الثانی فقط علی الاول دون العکس لا یخفی وهنه لکون المفرع علیه قولا بلا دلیل ولا یصلح الجزئی الواحد من الکلام لاستنباط القاعدة وموقوفا علی استقامة کون الکلمة الطیبة مفید للعینیة وقد عرفت ما علیها ووجہ استکبار مخاطبین وتعجب اوشان وتاکید بقسم ہمان است کہ در صدر ذکر نمودیم یعنے رکوز حقیقت الوہیت اصنام در قلوب مشرکین ابا عن جد از قرون کثیرہ ومرجع ضمیر در قول او سبحانہ ان ھو الا وحی یوحی قرآن است نہ عام از کتاب وسنت ونہ خاص کلمہ طیبہ چہ پیرایۂ وحی یوحی کہ منحصر است در مسند الیہ کوتاہ است از اول وزائد است بر ثانی ومطابق است بہ نفس قرآن

بشراً میں ایسا ہی مذکور ہے۔ پس مولانا کا یہ قول کہ علامہ تفتازانی کا قول شرح تلخیص میں کہ "کلمۃ الفصل فقط برائے قصر ثانی کے اول پر ہونا ہے نہ عکس"۔ اس کا ضعف مخفی نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تو مفرع علیہ قول بلا دلیل ہے۔ اور کلام کی صرف ایک جزئی استنباط قاعدہ کی صالح نہیں ہوتی۔ دوسرا کلمہ طیبہ کے مفید برائے عینیت مستقیم رہنے پر موقوف ہے اور اس کا ما علیہ معلوم ہو چکا ہے استکبار مخاطبین وانکار اور ان کے تعجب وتاکید (کلام منزل) بقسم کی وجہ وہی ہے جو کہ ہم نے ابتداء میں ذکر کی۔ یعنی مشرکین کے دلوں میں باپ دادوں کی تقلید میں صدیوں سے الوہیت اصنام کی حقانیت پختہ وراسخ ہونا۔

قول او سبحانہ ان ھو الا وحی یوحی میں ضمیر ہو کا مرجع صرف قرآن ہے۔ کتاب و سنت ہر دو کو عام شامل نہیں ہے نہ خاص کلمہ طیبہ میں۔ کیونکہ وحی یوحی کا پیرایہ (لباس) کہ منحصر ہے مسند الیہ (ہو) میں۔ اول (کتاب وسنت) سے کم ہے۔ اور ثانی (کلمہ طیبہ) پر زائد ہے۔ اور نفس قرآن کے مطابق ہے۔

سلہ دفع لما توہمہ ہو قدس سرہٗ فی وجہ التعجب ۱۲ منہ۔

Marfat.com

ولا یلزم ارتفاع الوثوق بالسنت بل غایته عدم ثبوت الوثوق بهذه الآیة لاثبوت عدم الوثوق وظهور الخوارق کاف فی عصمت الکتاب والسنة وصدور الزلات بعد الاخبار بها مؤکد للعصمت وبهذ اظهر ان الحق ماقال القاضی بیضاوی دون مازعمه المورد قدس سره **فصل** چوں حضرت مولانا قدس سرہ در معنی کلمہ طیبہ بدلائل کتاب وسنت وبقواعد فروع واصول ثابت کردہ اند کہ مراد از آلہ در مدلول و الہہ در دلائل آلہہ ممکنہ ومعبودان باطل اند ونفی آنہا مقید بقید غیریت است پس معنے مفصل علماء منطبق نمے شود بر مدعی زیرا کہ در لوکان فیہما الہۃ اگر معبودان ممکنہ مراد باشند معنے چنیں خواہد شد کہ اگر مے بود درمیان زمین وآسمان ہیچ کدام معبود ممکن موجود ہر آئنہ فاسد مے شوند آسمان وزمین حالانکہ مضمون مقدم متحقق است یعنی آفتاب ولات وعزے وغیرہ اصنام در زمین وآسمان موجود اند پس بائستے کہ زمین وآسمان برپا نماند

اس تقریر سے ارتفاع وثوق بالسنت لازم نہیں آتا۔ بلکہ اس کی غایت عدم ثبوت وثوق کا اس آیت سے ہے نہ ثبوت عدم وثوق کا۔ اور ظہور خوارق عادات کا (انبیاء سے) کتاب وسنت کی عصمت میں کافی ہے۔ اور زلات (لغزشوں) کا صدور بعد خبر دیئے جانے ان زلات کے عصمت کا مؤکد ہے۔ اب ظاہر ہوا۔ کہ قاضی بیضاوی کا قول حق ہے۔ نہ جو کہ مورد قدس سرہٗ نے زعم کیا۔ چونکہ مولانا قدس سرہٗ نے کلمہ طیبہ کے معنے میں بدلائل کتاب وسنت اور اصول وفروع کے قواعد سے ثابت کیا ہے۔ کہ مراد الٰہ سے مدلول (کلمہ طیبہ) میں اور آلہہ سے دلائل (آیات) میں آلہہ ممکنہ ومعبودان باطل ہیں۔ اور نفی ان کی مقید بقید غیریت ہے۔ پس علماء کا بیان کیا ہوا معنی مدعٰی پر منطبق نہیں ہوتا۔ کیونکہ (شرطیہ) لوکان فیہما آلہۃ میں اگر معبودان ممکنہ مراد ہوں تو معنی اس طرح ہوگا۔ اگر ہوتے زمین وآسمان میں کوئی معبود ممکن موجود تو ضرور زمین وآسمان فاسد ہو جاتے۔ حالانکہ (قضیہ شرطیہ کی جزء اول یعنی) مضمون مقدم متحقق ہے یعنی آسمان میں آفتاب (معبود ستارہ پرستاں) اور زمین میں لات وعزیٰ وغیرہ اصنام (معبودان مشرکین عرب) موجود ہیں۔ پس چاہیئے تھا کہ (اس تقدیر پر شرطیہ کی دوسری جزء یعنی تالی کا تحقق ہوتا اور) زمین وآسمان برپا نہ رہتے۔

Marfat.com

چوں زمین وآسمان قائم اند تعلیق فساد آنہا بر وجود معبوداں ممکنہ باطل شد وکلام خدا بلاشبہ صادق است پس معلوم شد غلطی علماء واگر از لفظ آلہہ آلہہ واجب مراد گیرند دلیل چہ گونہ منطبق خواہد شد بر مدعی زیرا کہ دران ارادۂ معبودان ممکنہ بقرینۂ زعم مخاطب وبقرینۂ استغراق متعین شدہ است پس تقریب تمام آنگہ شود کہ در دلیل نیز آلہہ ممکنہ مراد باشند وقیاس کن بریں لوکان معہ الھۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا ودر لوکان ھؤلاء الھۃ ما وردوھا وکذا ما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض ظاھر ان ھذہ الادلۃ کلھا علی ھیئۃ القیاس الاستثنائی فلابد من اشتمالھا علی المطلوب وھو لا الہ الا اللہ او نقیضہ وھو بعض الالہ غیر اللہ لوجود التلازم بین السالبۃ البسیطۃ والموجبۃ المعدولۃ المحمول عند وجود الموضوع وکذا بین المھملۃ والجزئیۃ

چونکہ زمین وآسمان قائم ہیں تو تعلیق فساد ان کی معبودان ممکنہ کے وجود پہ باطل ہوئی۔ اور کلام خدا تو بلاشبہ صادق ہے۔ پس علماء کی غلطی معلوم ہوگئی۔ اور اگر لفظ آلہہ سے آلہۂ واجب مراد لیں تو دلیل مدعیٰ پہ کیسے منطبق ہوگی۔ کیونکہ مدعیٰ میں ارادۂ معبودان ممکنہ بقرینہ زعم مخاطب وبقرینۂ استغراق متعین ہوا ہے پس تقریب اس وقت تام ہوتی ہے۔ کہ دلیل میں آلہۂ ممکنہ مراد ہوں۔ اور اسی پہ قیاس کرو آیات ذیل کو۔ اگر سبحانہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتے جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں تو ضرور (بوجہ مجانست و شرکت الوہیت) سبحانہ ذی العرش کی طرف راستہ لیتے۔ اور آیت۔ اگر یہ معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے (اور حصب جہنم۔ جہنم کا ایندھن نہ بنتے) اور ایسا ہی ہے۔ سبحانہ کے ساتھ جو کوئی الٰہ شریک ہوتے تو ہر ایک الٰہ اپنی اپنی مخلوق کو بحق ملکیت لے جاتا۔ اور (خود پسندی میں) بعض ان میں سے دوسرے پہ تعلی کرتا (پھر تقاضائے انانیت وتکبر سے ضرور فساد برپا ہوتا۔) اور ظاہر ہے کہ یہ سب دلائل قیاس استثنائی کی شکل پہ ہیں۔ پس ان کا مطلوب یعنی لا الٰہ الا اللہ یا نقیض مطلوب یعنی بعض الالٰہ غیر اللہ پر اشتمال (شامل ہونا) ضروری ہے۔ کیونکہ وجود موضوع کے وقت سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولۃ المحمول میں تلازم ہوتا ہے اور ایسا ہی مہملہ اور جزئیہ کے مابین بھی۔

Marfat.com

فلابد من التوجیه المذکور فی الاستدلال فی المذکور والا اللہ حتی یرجع الی نقیض المطلوب وخلاصہ دلیل آن است کہ اگر مے بودند در زمین و آسمان معبودان ممکنہ غیر خدا ہر آئنہ فاسد مے شدند ہر دو وجہ ملازمہ برایں تقدیر آنکہ موجود مطلق واجب باشد یا ممکن منحصر ست در قائم بالذات و قائم بالغیر والتوحید فی الوجود بین الجوہر والعرض بدیہی مسلم کما قال الشیخ الرئیس وجود الاعراض فی انفسہا ھو وجودھا بمحالہا فانحصر التغایر فی الوجود بین جوھر وجوھر اٰخر ففرض التغایر الحقیقی بین الشیئین فی الوجود یقتضی بداھۃً استقلال الطرفین واستقلالہما یوجب تماثلہما والمثل لایقدر علیہ المثل الاخر فالشیئان اللذان فرض تغایرھما فی الوجود لایقدر کل منہما علی الاخر فقد ثبت تامۃ للتماثل کالوالد والمولود مثلا اذا التماثل یوجب عجز الطرفین فعلی فرض

پس استدلال میں مذکور (الٰہ) اور الا اللہ (معروف) میں توجیہ مذکور (مطلوب یا نقیض مطلوب پہ اشتمال) سے چارہ نہیں ہے۔ تاکہ نقیض مطلوب کی طرف راجع ہوکر (منتج ہو) سکے۔ خلاصۂ دلیل یہ ہے کہ اگر زمین و آسمان میں معبودان ممکنہ غیر خدا ہوتے تو ضرور ہر دو (زمین و آسمان) فاسد ہوتے وجہ تلازم اس تقدیر پہ یہ کہ موجود مطلق واجب ہو یا ممکن۔ قائم بالذات و قائم بالغیر میں منحصر ہے اور جوہر و عرض کے مابین توحید فی الوجود بداہتۃً مسلم ہے۔ جیسا کہ شیخ الرئیس (ابو علی سینا) نے کہا ہے۔ کہ اعراض کا وجود فی نفسہٖ وہی ان کا وجود فی المحل (قائم بالغیر) ہی ہے۔ تو تغائر فی الوجود (استقلال وجود) صرف جوہروں میں منحصر ہوا۔ پس دو چیزوں (جوہروں) میں تغائر حقیقی فی الوجود فرض کرنا بداہتۃً استقلال طرفین (ان دو اشیاء) کا مقتضی ہے۔ اور دو چیزوں کا استقلال دونوں کے تماثل (من کل الوجوہ) کا موجب ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک مثل دوسری مثل پر (بوجہ استقلال) قادر نہیں ہو سکتی۔ پس وہ دو اشیاء جن میں تغائر فی الوجود فرض کیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک شئی دوسری شئی پہ بسبب تماثل کے پورے طور پر قادر نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ والد و مولود مثلاً کیونکہ تماثل (ایک دوسرے میں تصرف سے بوجہ استقلال) عجز طرفین کا موجب ہے

التغاير بينه سبحانه وبين الاشياء يلزم عجزه سبحانه وعجزه سبحانه يقتضى فسادهما لانه حينئذٍ يؤده حفظهما والدليل على ان التغاير هو علة الفساد ان المذكور فى المقدم امور ثلثة كون المذكور مظروفا لهما وكونه متعددا وكونه غير الله سبحانه وكل من الاولين على خصوصه لا يقتضى الفساد فتعين ان التغاير هو منشاء الفساد **وصل** عدم تمام تقريب ميان مدلول وبراہین خمسہ بدون ارادہ اصنام مبنے است بر افادہ کلمہ طیبہ عینیۃ را وبر اشتراک لفظی وبودن غیریت مزعوم مخاطب وبودن استغراق قرینۂ امکان در جمیع مواد ایجابیہ وسلبیہ وبودن کلمہ طیبہ نتیجہ براے براہین خمسہ وقد عرفت بطلانہ بما لا مزید علیہ فالشجرۃ تنبئ عن الثمرۃ وثانیا ان لیس غرض الشیخ الرئیس من قولہ المذکور وحدۃ وجود العرض والمحل فان الحکماء قائلون باستحالۃ

پس بناء برتقدیر فرض تغائر کے جو مابین حق سبحانہ تعالیٰ اور اشیاء (موجودہ بالاستقلال) لازم آتا ہے عجز سبحانہ وتعالیٰ کا زمین وآسمان کے فساد کا موجب ہے۔ کیونکہ برتقدیر عجز کے زمین وآسمان کی حفاظت اوسبحانہ وتعالےٰ کو شاق ہوگی۔ اور تغائر ہی کے علت فساد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مقدم (لو کان فیہما الہۃ الا اللہ) میں تین امور مذکور ہیں۔ ایک مذکور (آلہتہ) کا زمین وآسمان کا مظروف ہونا (لفظ فیہما سے) دوسرا مذکور کا (بلفظ جمع) متعدد ہونا تیسرا اس کا غیر اللہ ہونا۔ پہلے دو امور میں سے تو کوئی امر بالخصوص مقتضی فساد نہیں ہے۔ پس منشاء فساد مفروضہ تغائر ہی متعین ہوا۔ **وصل** مدلول (توحید) اور براہین خمسہ کے درمیان بدون ارادۂ اصنام کے تقریب کا تام نہ ہونا پانچ امور پر مبنی ہے۔ ایک تو افادہ کلمہ طیبہ کے عینیت پر۔ دوسرا لفظی اشتراک پر۔ تیسرا غیریت کا مزعوم مخاطب ہونا۔ چوتھا استغراق کا جمیع مواد ایجابیہ وسلبیہ میں قرینۂ امکان ہونا۔ پانچواں کلمہ طیبہ کے براہین خمسہ کے نتیجہ ہونے پر۔ حالانکہ انتہائی تحقیق سے اس کا بطلان معلوم ہو چکا۔ پس ہر درخت اپنے ثمرہ کی خبر دیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ قول مذکور سے شیخ الرئیس کی یہ غرض نہیں ہے کہ عرض اور محل کا وجود ایک ہی ہے۔ کیونکہ ایک وجود کے دو محل کے ساتھ قیام کے استحالہ پر جمیع حکماء قائل ہیں۔

Marfat.com

قیام الوجود الواحد بمحلین بل مقصوده ان الوجود الرابطی للعرض المعبر عنه بوجوده للمحل ووجوده فی نفسه واحد وتوضیحه ان وجود الشیٔ للشیٔ یطلق علی معنیین احدھما النسبة الحاکیة والثانی ماھو واحد اعتباری الحقیقة الناعتیة ای[۳] وجود العرض فی نفسه ھو وجوده فی المحل فان الثانی ھو الاول بحسب عروض اعتبار الکون فی المحل اما قوله قدس سره ففرض التغایر الحقیقی فمبنی علی المراد من قول الشیخ الرئیس علی زعمه وھو کما عرفت واما ما افاده من ان الاستقلال یوجب التماثل فغیر مستقیم لکونه عبارة عن الاتحاد فی النوع وقد علم من بیان معنی قول الشیخ ان العرض مستقل فی الوجود کالجوھر نعم یوجب التماثل بعد تسلیم العینیة فیلزم المصادرة علی المطلوب وایضا ان العجز المبنی علی التماثل یستلزمه القول بالعینیة فانه سبحانه لما کان

٣۔ وجود العرض علی ان یکون فی المحل، والکون فی المحل العارض لوجود العرض۔ فالمعنی ان

بلکہ شیخ کا مقصود یہ ہے کہ عرض کا وجود رابطی جو کہ وجوده للمحل (قیام بالمحل) سے معبر عنہ ہے اور وجود فی نفسہ (ذاتی وجود) ایک ہی ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ وجود شٔی کا شٔی کے لئے دو معنوں پر اطلاق کیا جاتا ہے ۔ ایک نسبت حاکیہ۔ دوسرا حقیقت ناعتیہ کے دونوں اعتباروں میں سے ایک۔ یعنی عرض کا وجود بدیں طور کہ وہ عرض محل کے ساتھ قائم ہو۔ دوسرا کون فی المحل (قیام بالمحل) جو کہ وجود عرض کو عارض ہے ۔ (عرض اپنے وجود ذاتی میں قیام بالمحل کی محتاج ہے یعنی محل کے ساتھ مربوط ہے) پس معنی قول شیخ الرئیس کا یہ ہے کہ عرض کا وجود فی نفسہ وہی اس کا محلی وجود ہے ۔کیونکہ ثانی اول ہی ہے باعتبار عروض کون فی المحل کے۔ مولانا کا قول ففرض التغائر الحقیقی۔ تو ان کی سمجھ کے مطابق شیخ الرئیس کے قول سے مراد لینے پر مبنی ہے ۔جس کا حال معلوم ہو چکا۔ اور مولانا کا یہ قول۔ کہ استقلال موجب ہے تماثل کا۔ صحیح نہیں ہے ۔کیونکہ تماثل عبارت ہے اتحاد فی النوع سے اور قول شیخ الرئیس کے معنی بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ عرض بھی جوہر کی طرح مستقل فی الوجود ہے ۔ ہاں بعد تسلیم عینیت کے موجب تماثل ہے۔ پھر مصادرہ علی المطلوب لازم آتا ہے ۔ اور نیز عجز مبنی بر تماثل کو قول بالعینیت مستلزم ہے۔ کیونکہ وہ سبحانہ جب

Marfat.com

عين الوالد والمولود يلزم عجزه سبحانه والعياذ بالله والمخلص مشترك كالورود وقوله الموجود مطلقا منحصر اما يريد انه مذهب لاحد ولا يصلح الا للصوفية فلا يستقيم ابتناءه على ما قال الشيخ الرئيس واما يريد صدقه بحسب نفس الامر فلا يخلو من الاضطراب ايضا فتدبر وما قال من بداهة التوحيد فى الوجود بين الجوهر والعرض فالواقع خلافه لان ذاهبا لكل الى خلافه سوى الصوفية الوجودية فكيف البداهة واما ما قال فى بيان علة الفساد فمنشاه الذهول عن التعبير بالمشتق والتاكيد الذال على بطلان التعدد دون التباين اى الاتصاف بالوحدة المقابلة للتعدد ونحو لاشريك لك[1] لما تقرر ان التاكيد بهما انما ينفع اذا كان المطلوب الرد على ما يزعم الشركة لا العكس وحمل التغاير على التغاير فى الذات ذاهلا عن الحيثية المرادة

والد و مولود کا عین ہو تو العیاذ باللہ او سبحانہ کا عجز لازم آتا ہے۔ اور ورود سوال کی طرح مخلص عن السوال بھی مشترک ہے (یعنی ما ہو جوابکم فہو جوابہا) مولانا کا قول۔ الموجود مطلقاً منحصر اس کلام سے یا تو کسی کا مذہب بیان کرنا مراد ہے جو کہ صوفیہ کے سوا اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ تو شیخ الرئیس فلسفی کے قول پر اس کا بنی کرنا درست نہیں۔ اور یا صدق نفس امری مراد ہے۔ تو بھی اضطراب سے خالی نہیں۔ خوب غور کرو۔ اور جو کہ مولانا نے جوہر و عرض میں توحید فی الوجود کی بداہت کا دعوی کیا پس واقع کے خلاف ہے۔ کیونکہ صوفیہ وجودیہ کے سوا سب کا مسلک اس کے خلاف ہے۔ تو بداہتہ کیسی؟ اور جو کہ مولانا نے علت فساد کے بیان میں کہا۔ اس کا منشا ایک تو ذہول (غفلت) ہے۔ تعبیر بالمشتق اور تاکید سے جو کہ دال ہے بطلان تعدد پر نہ بطلان تغائر پر (قولہ علیہ السلام وحدک لاشریک لک میں) یعنی اتصاف بالوحدۃ مقابلہ برائے تعدد کے۔ اور مثل لاشریک لک سے۔ بسبب ثبوت اس امر کے کہ تاکید بہ وحدک لاشریک لک تب واقع ہوتی ہے جبکہ مطلوب رد (بطلان) ہو زاعم شرکت پر نہ عکس (زاعم تغائر پر)، دوسرا منشا۔ حمل کرنا تغائر کا تغائر فی الذات

---

[1] فی قولہ علیہ السلام وحدک لاشریک لک ۱۲ منہ۔

Marfat.com

للمتكلم بدليل التعبير وجميع الايات الواردة فى النهى عن الشرك التعبدى فالحق ما قال الاكابر من ان معنى الاية لو كان فى السموات والارض آلهة غير الله كما هو اعتقادهم الباطل لفسدتا بما فيهما جميعا وحيث انتفى التالى علم انتفاء المقدم قطعا بيان الملازمة ان الالوهية مستلزمة للقدرة على الاستبداد بالتصرف فيهما على الاطلاق تغيرا وتبديلا وايجادا واعداما فبقاءهما على ما هما عليه اما بتاثير كل منهما وهو محال لاستحالة وقوع المعلول المعين لعلل متعددة واما بتاثير واحد منها والبواقى بمعزل عن الالوهية قطعا واعلم ان جعل التالى فسادهما بعد وجودهما لما انه اعتبر فى المقدم تعدد الالهة فيهما والا فالبرهان يقتضى لاستحالة التعدد على الاطلاق والحاصل ان التعدد فى الالوهية مستلزمة للمغايرة بحيث يكون كل من المتغايرين متصفا بالالوهية

پر بعد ذہول کی حیثیت سے جو کہ متکلم کی مراد ہے۔ بدلیل تعبیر اور جمیع آیات واردہ کے نہی میں شرکت تعبدی سے۔ پس حق وہی ہے۔ جو کہ اکابر نے بیان معنی آیت میں کیا۔ کہ اگر آسمان و زمین میں کوئی الہ غیر اللہ ان کے عقیدہ باطل کے مطابق ہوتا۔ تو آسمان و زمین مع مظروف انکے سب تباہ ہو جاتے۔ جب تالی (فساد) منفی ہے۔ تو انتفاء مقدم (انتفاء وجود غیر) قطعاً معلوم ہو گیا۔ ملازمہ کا بیان یہ ہے کہ الوہیت مستلزم ہے قدرت کو علی الاستقلال ساتھ تصرف کے زمین و آسمان میں مطلقاً برائے تغیر و تبدیل و ایجاد و اعدام کے۔ پس موجودہ حالت پر زمین و آسمان کا باقی رہنا یا تو ہر ایک الہ کی تاثیر سے ہو گا۔ (بصورت تعدد الہ کے) وہ تو محال ہے کیونکہ علل متعددہ کے لئے ایک معلول معین کا وقوع محال ہے۔ اور یا ان میں سے صرف ایک الہ کی تاثیر سے۔ پس باقی الہ تو الوہیت کے تقاضا سے قطعاً برطرف رہے۔ جاننا چاہیئے کہ زمین و آسمان کے فساد کو بعد وجود ان کے تالی اس لئے بنایا گیا۔ کہ مقدم میں تعدد الہ کا زمین و آسمان میں فرض کیا گیا ہے۔ ورنہ برہان تو استحالہ تعدد کا مطلقاً مقتضی ہے۔ حاصل یہ کہ تعدد فی الالوہیۃ مغائرۃ کو مستلزم ہے۔ اس طور پر کہ ہر ایک متغائر میں سے متصف بالالوہیۃ ہو۔

Marfat.com

والمغايرة الكذائية مستلزمة للفساد وانتفاءه يدل على انتفاءها لا على انتفاء المغايرة المطلقة بين الواجب والممكن فما قال ان المذكور فی المقدم امور ثلثة غير حاصر اذ المغايرة علی نهج الانصاف امر رابع **فصل** قال مولانا قدس سره فی الاصل الثانی اعلم ان التعدد فی الوجوب عند العقل الصحیح باطل الی اخر الاصل حاصلش آنکه تعدد بین الممکن والواجب والحق سبحانه صلاحیت وقوع اختلاف ومذہب بودن برائے کسے میدارد بخلاف تعدد فی الوجوب کہ بطلان بدیہی است لہذا بسوئے او کسے نرفتہ والا در کتاب وسنت مذکور بودے وتوہم مجوس تعدد وجوبین را بین الخالقین دفع مے کند او شان را قول او شان زیراکہ خالق خیر نزد او شان قادر نہ خواہد بود بر خلق شر وبالعکس پس عدم قدرت ہریکے دفع مے کند وجوب آں ہر دو را وہم چنیں توہم نصاری تعدد وجوب را بین الممکن والواجب باطل مے کند او را ظہور لوازم امکان

اور ایسی مغائرۃ فساد کو مستلزم ہے۔ اور فساد کا نہ ہونا انتفاء مغائرۃ کذائیہ پہ دال ہے (تعدد الوہیۃ کی مغائرۃ موجود نہیں ہے) ورنہ مطلق مغائرۃ تو واجب اور ممکن میں موجود ہے۔ پس مولانا کا یہ کہنا کہ مقدم میں تین امور مذکور ہیں یہ قول حصر کا مفید نہیں ہے۔ کیونکہ مغائرۃ علی نہج الانصاف (انصاف پر مغائرۃ کا الوہیۃ سے ہے) امر رابع ہے فصل مولانا نے اصل ثانی کتاب کلمۃ الحق میں فرمایا جاننا چاہیئے۔ کہ تعدد فی الوجوب عقل سالم کے نزدیک باطل ہے۔ آہ حاصل امر کا یہ ہے کہ ممکن اور واجب وحق سبحانہ کے مابین تعدد کا نظریہ وقوع اختلاف اور کسی کا مذہب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بخلاف تعدد فی الوجوب کے کہ بدیہی البطلان ہے۔ لہذا کسی کا مسلک نہیں ہوا۔ ورنہ کتاب وسنت میں مذکور ہوتا۔ ہاں توہم مجوس کے تعدد وجوبین کو دو خالق (یزدان و اہرمن) کے درمیان خود ان کا قول اس کو دفع کرتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک خالق خیر (یزدان) تخلیق شر پہ قادر نہ ہوگا۔ اور خالق شر (اہرمن) تخلیق خیر پہ قادر نہ ہوگا۔ پس (یزدان واہرمن) ہر ایک کی عدم قدرت دونوں کے وجوب کو دفع کرتی ہے۔ ایسا ہی توہم نصاری کا ممکن اور واجب میں تعدد وجوب (اقانیم ثلثہ) کو لوازم امکان (ضرورت بشریہ خورد ونوش وغیرہ) کا ظہور دافع ہے۔

Marfat.com

پس حاجت آں نیست کہ بطلان تعدد فی الوجوب را محتاج بسوئے قائم نمودن براہین گوئیم و مدلول براہین خمسہ قرار دہیم کما زعم الاکابر۔ **وصل** تعدد فی الالوہیۃ کہ مستلزم است تعدد فی الوجوب را تشنیعاً و تہکماً و ہمچنیں تعدد فی الوجوب مشارک اند در بطلان بہ بداہت عقل صحیح و از برائے ہمیں معنے وارد شدہ است تجہیل و تشنیع از شارع بر زاعم شرک فی الالوہیت بقول او سبحانہ ام اتخذوا الٰھۃ من الارض ھم ینشرون و نظائر آں قولہ ینشرون ہمان است مدار انکار و تجہیل و ہمچنیں بر قائلین بہ تثلیث و مدعین عینیت بقولہ تعالیٰ ما المسیح ابن مریم الا رسول و بقولہ تعالیٰ کانا یاکلان الطعام و نظائر آں از قرآن و بقولہ علیہ السلام لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم انما انا عبد فقولوا عبد اللّٰہ و رسولہ و ہمچنیں بر زاعمین تعدد وجوب صراحۃً مثل فرقہ مجوس بقولہ وَاِلٰہُکُمۡ اِلٰہٌ وّاحد در مواضع متعددہ فقولہ قدس سرہٗ

پس اس امر کی حاجت نہیں کہ ہم بطلان تعدد فی الوجوب کو بحسب زعم علماء اکابر اقامت براہین کی طرف محتاج کہیں اور براہین خمسہ کا مدلول قرار دیں۔ **وصل**. تعدد فی الالوہیت کہ تعدد فی الوجوب کو بطور تشنیع و تہکم مستلزم ہے۔ اور ایسا ہی تعدد فی الوجوب بداہت عقل سالم سے بطلان میں مشارک ہیں۔ اسی معنی کے لئے شرکت فی الالوہیت کے زعم کرنے والے پر شارع سے بقول او سبحانہ ام اتخذوا الٰھۃ آہ اور اس کے نظائر کے تجہیل و تشنیع وارد ہوئی ہے۔ (جہالت کے طعن و ملامتیں) قولہ ھم ینشرون مدار انکار و تجہیل وہی ہے۔ اور ایسا ہی قائلین تثلیث و مدعیان عینیت پر بقولہ ما المسیح ابن مریم آہ اور بقولہ کانا یاکلان الطعام اور اس کے نظائر کے (قرآن سے اور سنت سے) بقولہ علیہ السلام لا تطرونی آہ یعنی مجھے حد سے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کو حد سے بڑھا دیا۔ میں تو بندۂ خدا ہوں۔ خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔ اور ایسا ہی تعدد وجوب کے زعم کرنے والوں پر صراحۃً مثل فرقہ مجوس کے متعدد مواضع قولہ تعالیٰ وَاِلٰہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (وارد) ہے پس مولانا کا یہ فرمانا۔

Marfat.com

والا لکان مذکوراً فی الکتاب والسنۃ لایستقیم و بطلان ہریکے از مذاہب
شرک بداہتہ مستلزم آن نیست کہ واقع نہ شود انکار وتردید از شارع بران کما
عرفت **فصل** خلاصہ ما افادہ مولانا قدس سرہٗ درہماں اصل قولہ تعالیٰ لوکان
فیھما الھۃ الخ لابداست از اشتمال او بر نقیض مطلوب اعنی بعض الآلہۃ غیر اللہ
برائے بودن آن استثنائی وعدم ذکر عین مطلوب واین است سر درحمل الا اللہ
بر غیر اللہ کما زعم الاکابر کہ گفتہ اند منشا حمل الا بر مجاز عدم شمول منکور است مابعد
الا را وتعذر استثناء ولازم مے آید براو شان خروج کلام از بلاغت اذ یکفی
حینئذ فی المقدم لوکان معہ مثلہ فیلغوا القیود اعنی فیھما وایراد الجمع
والا اللہ وخروج او از صدق چہ بنا بر تعدد مذکور اعنی تعدد وجبا منع مے کنیم وجود

کہ اگر تعدد فی الوجوب کسی کا مسلک ہوتا۔ تو کتاب وسنت میں (بغرض تردید) مذکور ہوتا۔ درست نہیں ہے (بسبب واقع ہونے تردید کے کتاب وسنت میں۔ اور مذاہب شرک میں سے ہر ایک کا بدیہی البطلان ہونا اس امر کا مستلزم نہیں کہ شارع سے اس پر انکار اور تردید واقع نہو جیسا کہ معلوم ہوچکا۔ مولانا قدس سرہٗ نے اصل ثانی میں جو افادہ فرمایا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قولہ تعالیٰ لوکان فیھما اہ کا بسبب اس کے قیاس استثنائی ہونے اور نہ مذکور ہونے عین مطلوب کے اس میں۔ نقیض مطلوب پر اشتمال ضروری ہے۔ یعنی بعض آلہہ کا غیر اللہ ہے اور الا اللہ کو غیر اللہ پر حمل کرنے کا یہی راز ہے۔ علماء اکابر کے مطابق زعم نہیں جو کہ انہوں نے کہا ہے کہ منشاء حمل کرنے الا کے مجاز پر نہ شامل ہونا منکور (آلہہ) کا ہے مابعد الا (الا اللہ) کو اور تعذر استثناء کا۔ اور لازم آتا ہے ان پر خروج کلام کا بلاغت سے کیونکہ علماء کی تقدیر پر مقدم میں صرف اتنا کافی ہے۔ لوکان معہ مثلہ یعنی اگر اسکے ساتھ اسکے مثل ہوتا۔ پس باقی قیودات یعنی لفظ فیھما اور صیغہ جمع کا لانا۔ اور کلمہ الا اللہ لغو ہوجاتے اور نیز لازم آتا ہے کلام کا صدق سے خارج ہونا کیونکہ تعدد وجبا کی بنا پر بسبب

---

[1] برائے بودن مخاطبین مصریٰ از عقل سلیم ۱۲ منہ۔

Marfat.com

آسمان وزمین را اولاً برائے بودن اختلاف وتمانع وامتناع توارد علل متعددہ بر معلول واحد فکیف الفساد اذ ہو متفرع علی الوجود وعدم شمول را مدلل کردہ اند باختلاف مابعد الا ما قبلش را در امکان و وجوب ونیز بر تقدیر استثناء دلالت بر بطلان تعدد آلہہ مستثنیٰ عنہا اللہ خواہد بود با وجود آنکہ مراد بطلان تعدد است مطلقاً وہر دو وجہ مخدوش فیہ و باطل اند۔ اول از برائے آنکہ بر تقدیر ارادہ امکان از منکور تقریب تام نہ خواہد بود و بر تقدیر وجوب شمول او برائے حق سبحانہ کہ واجب واقعی است اولیٰ است از شمول اصنام کہ واجب فرضی اند وثانی از برائے آنکہ عموم علت مثبت بطلان تعدد آلہہ است مطلقاً پس تقیید باستثناء بعد عموم مضرتہ خواہد بود نحو قولہ تعالیٰ وربائبکم التی فی حجورکم فان المراد حرمۃ الربائب مطلقا سواء کانت فی الحجور اولا ونہا اذ عموم علۃ الحرمۃ یکفی از ینجا پنج امر واضح و معلوم شدند

اختلاف وتمانع الہہ کے۔ وامتناع توارد علل متعددہ (آلہہ) کے معلول واحد پر زمین وآسمان کا وجود اولاً ہی ممنوع ہوگا۔ (یعنی تخلیق کے مشاورہ میں باہمی آلہہ کا اختلاف ہونا! وہر ایک دوسرے کے تصرف میں رکاوٹ پیدا کرنا اور ایک ہی معلول پر علل متعددہ مستقلہ کا وارد ہونا ممنوع ہے) پس فساد کیا۔ کیونکہ وہ متفرع ہے وجود پر۔ (اور بوجہ موانع متعددہ کے وجود ہی نہیں۔ تو فساد کس پر واقع ہو) علماء نے عدم شمول منکور کو مدلل کیا ہے ساتھ اختلاف مابعد الا کے اسکے ماقبل کو امکان ووجوب میں۔ اور نیز بر تقدیر استثناء کے دلالت بطلان تعدد آلہہ پر مستثنیٰ عنہا اللہ ہوگا۔ باوجود اسکے کہ مراد تعدد کا بطلان ہے مطلقاً۔ اور ہر دو وجہ مخدوش فیہ اور باطل ہیں۔ اول اسلئے کہ منکور (آلہ) سے ارادہ امکان کی تقدیر پر تقریب تام نہ ہوگی۔ اور (ارادہ) وجوب کی تقدیر پر شمول اسکا برائے حق سبحانہ کہ واجب واقعی ہے اولیٰ ہے۔ شمول اصنام سے کہ واجب فرضی ہیں۔ دوسرا اسلئے کہ عموم علت مثبت بطلان تعدد آلہہ کا ہے مطلقاً۔ پس تقدیر عموم پر تقیید بہ استثناء مضرتہ ہوگی۔ مثل قولہ وربائبکم التی فی حجورکم سے کیونکہ مراد حرمت ربائب کی ہے۔ مطلقاً۔ خواہ تربیت کی گود میں ہوں یا نہ ہوں۔ اس لئے کہ عموم علت حرمت (نکاح امہات ربائب) حرمت ربائب کے لئے) کافی ہے۔ یہاں سے پانچ امر واضح و معلوم ہوتے۔

Marfat.com

اوّل بطلان قاعدہ مقررۂ نحات اذا کانت تابعۃ لجمع منکور غیر محصور دوّم علت حمل الا بر مجاز وقوع اوست در مقام محمول نقیض المطلوب فقط دون شئے آخر۔ سوّم جہۃ تعذر استثناء بطلان دلیل است بر تقدیر استثناء لعدم اشتمالہ علی نقیض المطلوب نہ دلالت بر خصوص مراد چہارم علۃ فساد تغائر است نہ تمانع۔ پنجم آنکہ مفاد دلیل بطلان آلہہ ممکنہ مغائرہ فی الوجود است نہ مطلقاً کما زعم الاکابر فظہر بطلان ما قال القاضی بیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ لو کان فیہما آہ والجامی حیث قال فی شرح الکافیۃ یتعذر الاستثناء لعدم دخول اللہ عزوجل فی آلہۃ بیقین الخ دلیل عدم صلاحیت تمانع برائے علیۃ لزوم فساد ونظائر آں آنکہ ہر یکے از اتفاق و تمانع عارض است نہ لازم فلا یصلح علۃ للازم وعدول از نصب بسوئے رفع برائے قطع وکندن بیخ استثناء است باوجود تناسب رفع بما قبل مثل عدول بسوئے ضم از کسرہ در بما عہد علیہ اللہ برائے دلالت

اوّل قاعدۂ مقررہ نحات "اذا کانت تابعۃ لجمع منکور غیر محصور" کا بطلان۔ دوّم الا کو مجاز پر حمل کرنے کی علت اس کا مقام محمول میں فقط نقیض مطلوب واقع ہونا نہ کہ شئ آخر۔ تیسرا وجہ تعذر استثناء کی بطلان دلیل کا ہے۔ اور یہ تقدیر استثناء کے بسبب عدم شمول اس کے نقیض مطلوب پر نہ دلالت خصوص مراد پر چوتھا علت فساد کی تغائر۔ ہے نہ تمانع۔ پانچواں یہ کہ دلیل کا مفاد ایسے آلہۂ ممکنہ کا بطلان ہے۔ جو مغائر فی الوجود ہوں نہ مطلقاً جیسا کہ اکابر علماء نے زعم کیا ہے۔ پس قاضی بیضاوی کے قول کا بطلان تفسیر قولہ تعالیٰ لو کان فیہما آلہۃ اہ میں۔ اور قول جامیؒ کا بطلان جو کہ شرح کافیہ میں کہا "کہ استثناء متعذر ہے بسبب نہ داخل ہونے اللہ عزوجل کے آلہہ میں یقیناً اہ"

دلیل عدم صلاحیت تمانع اور اس کے نظائر (اختلاف۔ تنازع وغیرہ) کی واسطے علیت فساد کے یہ ہے کہ اتفاق و تمانع ہر ایک عارض ہیں لازم نہیں۔ پس لازم کی علیت کے لئے صالح نہیں۔ اور نصب سے رفع کی طرف عدول کرنا (الا اللہ میں) استثناء کا بیخ و بن سے اکھیڑنے کے لئے ہے۔ باوجود مناسبت رفع کے ماقبل سے (آلہۃ میں) مثل عدول کسرہ سے ضم کی طرف بما عاہد علیہ اللہ میں واسطے دلالت کے کسر معنوی سے عدول پر کہ

Marfat.com

برعدول از کسر معنوی کہ نقض عہد باشد بخلاف ضم کہ مشعر بر جمع عہد با ایفاء است وہم چنیں عدول از نصب بسوئے رفع در ماخن فیہ دلالت می کند بر عدول الا از حقیقت بسوئے مجاز پس ظاہر گشت بطلان گفتن استدلال مذکور را از اقناعیات وہم چنیں باطل شد آنچہ شیخ اکبر قدس سرہ در فصوص در فص داؤد علیہ السلام تحت آیۃ مذکورہ فرمودہ اند وان اتفقا فنحن نعلم انہما لو اختلفا تقدیراً لنفذ حکم احدھما فنافذ الحکم ھو الالٰہ علی الحقیقۃ والذی لم ینفذ حکمہ لیس باالٰہ انتھی اذ یفھم من ھذا الکلام انہ ایضا ذھب الی ان علۃ الفساد ھو التمانع وقد عرفت انہ لیس کذلک ولانا لانسلم امکان نفوذ حکم احدھما فقط علی تقدیر وجوبھما بعد الاختلاف لوجوب التساوی بین قدرتیھما لوجوبھما وعلی تقدیر امکان احدھما ووجوب الاخر نسلم نفوذ حکم احدھما

نقض عہد ہے۔ بخلاف ضم کے کہ مشعر ہے جمع عہد پر ایفاء عہد سے۔ اور ایسا ہی ماخن فیہ (الا الساہیں نصب سے رفع کی طرف عدول دال ہے اور یہ عدول اِلّا کے حقیقت سے مجاز کی طرف۔ پس استدلال مذکور کو اقناعیات سے کہنے کا بطلان ظاہر ہُوا۔ اور ایسا ہی باطل ہُوا۔ جو کہ شیخ اکبر قدس سرہ نے فصوص الحکم میں فص داؤدی کے ذکر آیت مذکورہ کے تحت میں فرمایا۔ "اور اگر دونوں متفق ہوں۔ پس ہم جانتے ہیں کہ اگر وہ دونوں بالفرض والتقدیر اگر اختلاف بھی کرتے تو ایک کا حکم نافذ ہوتا۔ تو جس کا حکم نافذ (جاری) ہے وہی حقیقتہً اِلٰہ ہے۔ اور جس کا حکم جاری نہیں وہ اِلٰہ بھی نہیں۔" (وجہ بطلان یہ کہ) اس کلام سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت الشیخ بھی علت فساد تمانع کو ہی تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے کہ بر تقدیر وجوب ہردو کے بعد الاختلاف فقط ایک ہی کے نفوذ حکم کا امکان ہم تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ دونوں کی قدرت میں بہ سبب وجوب ہردو کے مساوات ہے۔ اور بر تقدیر ایک کے ممکن اور دوسرے کے واجب ہونے کے فقط واجب کے نفوذ حکم کو تو تسلیم کرتے ہیں۔

Marfat.com

لکن لانسلم التنازع بینھما فصار تعلیل العلماء کلص مغلوب او کعصف ماکول وقس علیه سائر الملازمات فی سائر البراھین لوجوب حمل المطلق علی المقید اتفاقا عند اتحاد الحادثة وتعلیل الملازمات بالتغایر یقتضی ان یقال لو کانتا غیر الله لفسدتا وھکذا فی نظائرہ لکن التطبیق بین الادلة والمدلول ھو الباعث علی الملازمات المذکورۃ دون غیرھا وتخصیص الذکر بالمنکور دون ان یقال لاموجود الا الله او لاموجود غیر الله مع کونھا صریحة فی العینیة بین الاشیاء والواجب سبحانه لعدم بلاغتھا منھا ان التناسب فی وصل الخفیف بالخفیف بفصل الھمزۃ فی لا اله ووصل الثقیل بالثقیل فی الا الله مما لایخفی لطفه من الفصاحة ومنھا ان الانتقال من الخفیف الی الثقیل الطف واسھل فی التلفظ ولھذا الفظی لا واله خفیفتین ذکرا اولاً

لیکن (واجب وممکن) دونوں کے مابین تنازع کو تسلیم نہیں کرتے۔ پس علمائے کرام کی تعلیل پکڑے چور یا چرے ہوئے گھاس کی طرح مغلوب ہو گئی۔ سائر براہین میں سارے ملازمات کو اسی پر قیاس کرو۔ کیونکہ اتحاد حادثہ میں مطلق کو مقید پر حمل کرنا واجب ہے۔ اور ملازمات کی تعلیل بالتغائر مقتضی ہے۔ کہ لوکانتا غیراللہ لفسدتا کہا جاتا۔ اور ایسا ہی اس کے نظائر میں۔ لیکن ادلہ اور مدلول کے مابین تطبیق ہی ملازمات مذکورہ پر باعث ہے نہ اس کا غیر۔ منکور (الہ) کی تخصیص بالذکر کی گئی۔ اور لاموجود الا اللہ یا لاموجود غیراللہ نہیں کہا گیا۔ باوجودیکہ یہ کلمات واجب سبحانہ اور اشیاء کے مابین عینیت میں صریح دال ہیں۔ بوجہ عدم بلاغت ان کلمات کے۔ بعض وجوہ بلاغت میں سے یہ ہے کہ لا الہ میں تناسب وصل خفیف کا خفیف سے ہمزہ کا فصل لانے سے اور وصل ثقیل (الامشدد) کا ثقیل (اللہ مشدد) سے۔ اس کا لطف فصاحت مخفی نہیں ہے۔ بعض وجوہ بلاغت سے خفیف سے ثقیل کی طرف انتقال تلفظ میں زیادہ آسان اور لطیف ہے۔ اسی لئے دونوں لفظ یعنی لا و الہ کے جو خفیف ہیں۔ پہلے ذکر کئے گئے۔

Marfat.com

ولفظا الا و الله ثقیلتین ذکرا ثانیا ومنها ان حروف لا اله الا الله کلها غیر منقوطة فیکون کل حرف منها بریة من التعدد والتغایر المتوهم من الحروف ونقطتها فیکون انسب بمعناها ومنها ان حروفها متقاربة فی المخرج اذ اللام والالف الساکن من الوسط والهمزة والهاء من الحلق وایضا الالفاظ اربعة مطابقة للحروف فی التعدد ومنها ان الفاظها متقاربة صورة کما ان حروفها متقاربة مخرجا ورعایة التقارب الصوری من البدائع والصنائع ومنها انها متقاربة معنی اذ کلمة لا موضوعة للنفی وکذا الا اذا وقعت فی الایجاب والمنکور قد یطلق ویراد منه ما یراد من الله والتقارب المعنوی من محسنات البلاغة ومنها انها مشعرة بالتوحید اللفظی بان لفظ الله وبین الالفاظ الثلثة کما یدل عبارتها علی التوحید بین معنی الله جل جلاله وبین

اور دونوں لفظ الّا و اللّٰہ جو ثقیل (مشدد) ہیں ثانیاً ذکر کیئے گئے۔ بعض وجوہ بلاغت کے یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے سارے حروف غیر منقوطہ ہیں۔ پس ان میں سے ہر ایک حرف تعدد اور تغائر موہوم سے بری ہے۔ جو کہ حروف اور ان کے نقطوں سے مفہوم ہوتا ہے پس یہ حروف کلمہ توحید کے معنی سے زیادہ مناسب ہیں۔ ان میں سے بعض یہ کہ کلمہ طیبہ کے حروف متقارب فی المخرج ہیں۔ کیونکہ لام اور الف ساکن وسط مخرج سے ہیں اور ہمزہ و ہا حلقی ہیں۔ اور نیز مطابق حروف کے تعداد میں الفاظ بھی چار ہیں۔ بعض اس کے یہ کہ کلمہ طیبہ کے الفاظ صورۃً متقارب ہیں جیسا کہ اس کے حروف مخرج میں متقارب ہیں۔ اور تقارب صوری کی رعایت بدائع و صنائع میں سے ہے۔ بعض اس کے یہ کہ کلمہ طیبہ کے کلمات معنی میں بھی متقارب ہیں۔ کیونکہ کلمہ لا نفی کیلئے موضوع ہے۔ اور ایسا ہی کلمہ الّا جب ایجاب میں واقع ہو تا وہ نفی کا دیتا ہے۔ اور منکور (الٰہ) کے اطلاق سے کبھی وہی ذات مراد لی جاتی ہے جو کہ کلمہ اللہ سے مراد ہے۔ اور تقارب معنوی محسنات بلاغت سے ہے۔ اور بعض اس کے یہ کہ یہ کلمات لفظ اللہ اور کلمات ثلثہ (لا۔ الٰہ۔ الا) کے مابین توحید و اتحاد لفظی پر دال ہیں۔

Marfat.com

غیرہ من الاشیاء ومنها ان فی المذکور اشتراکان الاول فی زعم الغیریۃ
والثانی فی المعبودیۃ وغیرۃ بلاغتہ سبحانہ تقتضی تخصیص المذکور
بالذکر لینتفع الاشتراکان معاً بنفی واحد ولا یمکن بغیر ھذہٖ
العبارۃ **وصل** مزعوم مشرکین ھؤلاء آلہۃ است ورد صریح ھؤلاء
الاصنام لیست[1] بالہۃ وھو المطلوب ونقیض آن یعنی ہؤلاء الہۃ مقدم
است در براہین خمسہ وتقیید بغیریت واقعی است برائے بودن او مدلول
غیر در مرکبات اضافیہ قرآنیہ وفقدان باعث بر تاویل بغیریت وہمیہ وآن
حمل کلمہ طیبہ بر عینیت است اذ بطل بقولہ ما المسیح ابن مریم الا رسول
ونظائرہ من البراھین علی ھیئۃ الشکل الثانی المذکورۃ فی القرآن

جیسا کہ ان کی عبارت الذار دوسری باقی اشیاء میں توحید معنوی پہ دال ہے۔ بعض اسکے یہ کہ
مذکور میں دو وجہ اشتراک ہیں ایک وجہ غیریت کے زعم میں۔ دوسری معبودیت میں حق سبحانہ کی
غیرت بلاغت مذکور کو تخصیص بالذکر کی مقتضی ہے۔ تاکہ دونوں وجہ اشتراک ایک ہی نفی سے معاً مندفع
ہو جائیں اور بغیر اس خاص عبارت کے ایسا ممکن نہ تھا۔ مزعوم مشرکین ہؤلاء آلہۃ ہے۔ اور اس کا رد
صریح ھؤلاء الاصنام لیست بالہۃ ہے اور وہی مطلوب ہے۔ اور اسکی نقیض یعنی ھؤلاء آلہۃ
براہین خمسہ میں مقدم ہے۔ اور تقیید بغیریت واقعیہ ہے۔ بسبب ہونے غیریت واقعیہ کے مدلول غیر کا
مرکبات اضافیہ قرآنیہ میں۔ اور بسبب نہ پائے جانے باعث اور علۃ تاویل کے غیریت وہمیہ پر۔ اور
وہ باعث کلمہ طیبہ کا عینیت پر حمل کرنا ہے۔ کیونکہ غیریت وہمیہ باطل ہے بقولہ تعالےٰ
ما المسیح ابن مریم الا رسول اور اسکے نظائر کے براہین سے ہیئت شکل ثانی پر کہ قرآن میں مذکور ہے۔

---

[1] لا کما زعمہ قدس سرہ من ان الکلمۃ الطیبۃ نتیجۃ للبراھین بل المطلوب عبر بھا لافادۃ القصر ووجود
وجوہ البلاغۃ فیھما دون غیرھا من العبارات ۱۲ منہ (ترجمہ) نہ جیسا کہ مؤلف قدس سرہ نے زعم کیا کہ کلمہ طیبہ براہین
خمسہ کا نتیجہ ہے بلکہ مطلوب کی اس سے تعبیر افادۂ قصر اور وجوہ بلاغت کا خصوصاً اسی عبارت میں پایا جانا سوائے کسی اور عبارت کے ۱۲ مترجم

Marfat.com

نحو کانا یاکلان الطعام وامثالہ وبقولہ علیہ السلام لاتطرونی کما اطرت النصاری الخ وبما مرمن وجوہ عدم افادۃ الکلمۃ لہا وانتفاء ہماں باعث سبب عدم تحریف محکمات قرآنیہ مثل سورۂ اخلاص وآیات تنزیہہ وسبب عدم حمل قولہ علیہ السلام لہبط علی اللہ بر معنے مخالف محکمات قرآنیہ اذالقرآن لاینسخ الا بمثلہ وموجب سقوط تفریعات کہ از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد بود گشت والتاکید بالقسم فی حدیث لو دلیتمراہ الخ شاہد علی ان مدلولہ غیر مدلول الکلمۃ الطیبۃ اذ ہو مشعر الی انکار المخاطب واستبعادہ[۱] والمخاطب[۲] بہذا القول ہم الصحابۃ فانہ مدنی وہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیف یمکن صدور الانکار منہم للکلمۃ الطیبۃ بعد ما دخلوا فی الاسلام فمدلولہ عموم الکینونۃ لا العینیۃ واز کمال بلاغت شارع است تعبیر از مطلوب

مثل کانا یاکلان الطعام اور اسکے امثال کے۔ اور (نیز غیریت وہمیہ باطل ہے) بقولہٖ لاتطرونی کما اطرت النصاری الخ کے۔ اور ساتھ ان وجوہات کے جو کلمہ طیبہ کے عدم افادۂ عینیت میں مذکور ہوئیں۔ اور اسی باعث (حمل کرنے کلمہ طیبہ کا عینیت پر) کا انتفاء (امور ثلثہ ذیل کا سبب ہوا) سبب عدم تحریف محکمات قرآنیہ مثل سورۂ اخلاص وآیات تنزیہہ کے۔ وبسبب عدم حمل قولہ علیہ السلام لہبط علی اللہ کے اوپر معنی مخالف محکمات قرآنیہ کے۔ کیونکہ قرآن کا نسخ سوائے قرآن کے درست نہیں ہے۔ اور بسبب سقوط تفریعات کہ از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد تھیں۔ حدیث لو دلیتم آہ میں تاکید بقسم اس امر پر شاہد ہے کہ حدیث کا مدلول کلمہ طیبہ کے مدلول سے مغائر ہے۔ کیونکہ تاکید بالقسم کالانا مخاطب کے انکار واستبعاد پر مشعر ہے۔ پھر مخاطب اس قول کے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے کیونکہ یہ حدیث مدنی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کلمہ طیبہ کا انکار بعد دخول فی الاسلام کے کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ پس حدیث کا مدلول عموم کینونۃ حق سبحانہ وتعالیٰ ہے نہ عینیت شارع کی کمال بلاغت سے ہے تعبیر بہ مطلوب

---

[۱] عطف تفسیر ۱۲ منہ [۲] فالمقصود منہ بیان بعض معارج العرفان ۱۲ منہ (اور اس سے مقصود بعض معارج عرفان کا بیان ہے ۱۲ مترجم)

Marfat.com

بعد اثبات بہ براہین بکلام قصری مشتمل بر ہشت نکات صنائع مذکورہ چنانکہ در فصل دانستے وانت خبیر بانہا من محسنات البلاغۃ ما تدل ورعلی کون العینیۃ مرادۃ من الکلمۃ وجودا وعدما فلا تصلح لعلیتہ وذہول[1] از سیاق یعنی

امااتخذوا آلہۃ من الارض ہم ینشرون وخصوص مفروض منشاء ایرادات بہ الغاء قیود سہ گانہ ای فیہما وتعبیر بجمع والا اللہ لزوم لما کانتا دون لفسدتا واعتراض بر شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر بانہ ایضا فہم ملازمۃ الفساد التمانع وقولہ لانا لا نسلم امکان نفوذ حکم احدہما الخ لایرد علیہ قدس سرہ ایضا اذ مرادہ بعد تقدیر الاختلاف لابد من نفوذ حکم احدہما فقط لتحقق التناقض بین المحکومین بہما ای البقاء والفساد فلا محالۃ یتحقق احدہما دون الاخر وہذا ہو الوجہ لقولہ لنفذ حکم احدہما غایۃ الامر انہ خلف ویلزم علی مازعمہ قدس سرہ انسداد باب الخلف

بعد اثبات براہین کلام قصری کے ساتھ جو کہ مشتمل ہے آٹھ نکات صنائع مذکورہ پر جیسا کہ فصل میں معلوم ہوا۔ اور تجھے معلوم ہے کہ محسنات بلاغت وجوداً وعدماً عینیت کے مراد متکلم ہونے پر دائر نہیں۔ تو علیت کے صالح بھی نہیں۔ اعتراض کا منشاء ایک تو سیاق کلام یعنی ام اتخذوا آلہۃ آہ سے ذہول (غفلت) اور دوسرا خصوصیت مفروض کی ساتھ لغو قرار دینے قیود سہ گانہ کے یعنی کلمہ فیہما وتعبیر بجمع (آلہۃ) ولفظ الا اللہ۔ اور تیسرا لزوم لما کانتا (عدم وجود آسمان وزمین) کا۔ نہ (لزوم) فساد (متفرع علی الوجود) اور (نیز یہی امور) منشاء اعتراض کے ہیں۔ حضرت الشیخ اکبر پر کہ انہوں نے ملازمہ فساد بہ سبب تمانع کے فہم کیا۔ قولہ لا نسلم آہ حضرت الشیخ قدس سرہ پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ حضرت شیخ کی مراد یہ ہے کہ بعد تقدیر اختلاف کے ضرورۃً فقط ایک کا حکم نافذ ہوگا۔ بسبب تناقض کے مابین دونو محکوم بالبقاء والفساد کے پس لا محالہ ایک ہی متحقق ہوگا نہ دوسرا۔ اور یہی وجہ ہے قولہ لنفذ حکم احدہما کی۔ غایۃ الامر یہ کہ خلاف مفروض ہے۔ اور مولانا قدس سرہ کے مطابق مزعوم باب خلف کا انسداد لازم آئے گا۔

---

[1] جواب عن الایرادات الخمسہ علے ان کا یہ فی ہذا المقام ۱۲ منہ۔

واکابر بسبب تعذر استثناء عدم شمول را نہ گفتہ اند بلکہ عدم قطعیت شمول وخروج
برائے عدم وقوع منکور تحت حیز نفی کہ مفید است برائے استغراق چہ کلمہ لو سور
مہملہ است نہ محصورہ بنا بر آں گفتہ اند لا یجوز فی الآیۃ الا الوصف ای لم یجز البدل لانہ لا
یکون الا فی غیر الموجب ولا یعتبر النفی المستفاد من لو لان النفی المعنوی لیس کاللفظی
الا فی قلما وقل وابی ومتصرفاتہ وایضا لا یجوز البدل الا حیث یجوز الاستثناء
ولا یجوز ھھنا لان اللہ جل جلالہ غیر واجب الدخول فی المنکور[1] ولانہ لا یجوز
استثناء المفرد من الجمع فی الایجاب بطریق الاتصال والمنقطع لا یساعد الاعراب
والعدول[2] من النصب الی الرفع لیس لہ شاھد من الکتاب والسنۃ وکلام اھل اللسان

اور اکابر علماء نے بسبب تعذر استثناء کا عدم شمول کو نہیں کیا۔ بلکہ عدم قطعیت شمول وخروج کا سبب
عدم وقوع منکور ہے تحت حیز نفی کے کہ مفید برائے استغراق ہے۔ کیونکہ کلمۂ لو قضیۂ مہملہ کا سور (حاصر)
ہے۔ نہ محصورہ کا۔ اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ آیت لوکان فیہما آہ میں الا وصفیہ ہے بدل نہیں
کیونکہ بدل کلام غیر موجب میں ہوتا ہے۔ اور کلمۂ لو سے مستفادہ نفی معتبر نہیں۔ کیونکہ یہ نفی معنوی
ہے۔ اور معنوی نفی لفظی نفی کا حکم نہیں رکھتی۔ مگر لفظ قلّ اور قلّما وابی اور اس کے متصرفات
(کہ ان میں معنوی نفی لفظی نفی کا حکم رکھتی ہے) اور نیز بدل وہاں جائز ہوتی ہے۔ جہاں استثناء درست
ہو۔ اور یہاں استثناء درست نہیں۔ کیونکہ اللہ جل جلالہ منکور (آلہہ) میں واجب الدخول نہیں
(بسبب فرضی ہونے ان کے) دوسرا اس لئے کہ مفرد کی استثناء جمع سے بطریق اتصال کلام موجب
میں درست نہیں۔ اور اعراب استثناء منقطع کا مساعد نہیں ہے۔ نصب سے رفع کی
طرف عدول کا کوئی شاہد کتاب وسنت ومحاورات عربیہ سے نہیں ہے۔

---

[1] پس مندفع گشت آنچہ گفتہ بر تقدیر شمول ابرائے واجب واقعی اولیٰ وانسب است از واجب فرضی کہ اصنام اند۔ ۱۲ منہ
(جو کہ مولانا نے کہا کہ وجوب کی تقدیر پر اس کا شمول واجب واقعی کو اولیٰ وانسب ہے واجب فرضی سے کہ اصنام ہیں مندفع ہوا) ترجمہ
[2] قولہ والعدول اے رأساً بحیثیت لا یبقی استعمال المعدول عنہ غالبۃ النقض بحر الجوار ونحوہ ۱۲ منہ

Marfat.com

وقواعد العربية قضايا مستنبطة من جزئيات مسموعة وليس الرفع على طبق لغة احد من القبائل الست التی هی ماخذ العربية قيس وتميم واسد وهذيل وبعض كنانة وبعض لطائية ولا مساغ لمجرد العقل فيما يتعلق باللغة والاعراب والقياس على العدول فيما عاهد عليه الله قياس مع الفارق لاختلافهما نوعا وقاعدة النحاة اذا كانت تابعة لجمع منكور غير محصور مقيد بقيد فی الاغلب[1] ومع هذا ما نحن فيه ليس بخارج عنها وغرض الجامی قدس سره من قوله وفی الاية مانع آخر عن حمل الا على الاستثناء عدم الدلالة التامة على المطلوب بالنظر الى الفاظ الدليل وان كان النظر الى عموم العلة يفضی اليه ولهذا قال وهذا لا يدل الا على انه ليس فيهما الهة مستثنى عنها الله

اور قواعد عربیہ جزئیات مسموعہ سے قضایا مستنبط ہیں چھ قبائل ماخذ عربیت یعنی قیس و اسد تمیم و ہذیل وکنانہ و بعض طائیہ میں سے رفع کسی ایک کی لغت کے مطابق نہیں ہے۔ متعلقات لغت و اعراب میں مجرد عقل محض کو راستہ نہیں ہے (بلکہ استناد بہ نقل اہل محاورہ معتبر ہے) عاہد علیہ اللہ میں عدول پر قیاس کرنا بسبب اختلاف نوعیت کے قیاس مع الفارق ہے۔ نحاۃ کا قاعدہ "اذا کانت تابعۃ آہ" قید فی الاغلب کے ساتھ مفید ہے (قاعدہ اکثریہ ہے نہ قطعیہ) جیسا کہ قواعد عربیہ کا طور طریقہ ہے اگر زیادہ توضیح مطلوب ہو، تو کتب نحو کا مطالعہ کرو۔ اور پھر باوجود اس اغلبیت کے ما نحن فیہ اس سے خارج نہیں ہے۔ جامی قدس سرہ کی غرض اپنے قول "و فی الاية مانع آخر آہ" سے بنظر الفاظ دلیل کے عدم دلالت تامہ کا ہے مطلوب پر۔ اگرچہ عموم علت کی نظر مفضی الی المطلوب ہوتی ہے لہٰذا شارح جامی نے کہا کہ اسکی دلالت اسی پر ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی آلہۃ نہیں جس کا مستثنیٰ عنہا اللہ ہو۔

---

[1] ای فی الاعراب والبناء والعدول فی الاول لیس لہ شاہد من الکتاب والسنۃ وکلام اہل اللسان ۱۲ منہ

[2] کما ہو داب قواعد العربیۃ وان شئت التوضیح فارجع الی مؤلفاتہم ۱۲ منہ

Marfat.com

وما زعم من ان التقييد بالاستثناء بعد عموم العلة لا يضر كما فی وربائبكم اللاتی فی حجوركم ففی غاية السقوط فان الاستثناء علی التحقيق استخراج وتكلم بالباقی فهو فی لوكان فيهما الهة الا الله لو وقع لا يكون الا لتوقف صحة جعل المقدم مقدما والملازمة عليه والا يلزم اللغو والعياذ بالله بخلاف المقيس عليه فانه من اوصاف المسند اليه وهی قد تكون للكشف او للمدح او الذم او بمعنی العلة كما فی السارق والزانی وقد تكون اتفاقية كما فی ربائبكم الخ لا يقال ان الاستثناء يجوز ان يكون بالنظر الی مزعوم المخاطب كما هو الوجه فی ايراد صيغة الجمع لان المخاطب لا ينكر وجوده سبحانه كما يزعم بوجود الالهة مع الله وما قلنا من التوقف ليس مبنيا علی ان الحكم اذا اسند الی شئ موصوف بوصف او علق بشرط كان دليلا علی نفيه عند عدم الوصف

مولانا کا یہ زعم کہ بعد عموم علت کے تقیید بالاستثناء مضر نہیں ہے جیسا کہ وربائبکم التی فی حجورکم میں (فی حجورکم کی تقیید) ہے۔ پس نہایت ہی گرا ہوا ہے کیونکہ استثناء (کی حقیقت) بروئے تحقیق استخراج (بعض کا) اور تکلم بالباقی ہے۔ پس آیۃ لوکان فیہما آلہۃ میں اگر استخراج واقع ہو تو صرف مقدم کو مقدم کرنیکی صلاحیت اور اس پر ترتب تلازم کے توقف کے واسطے ہوگا۔ ورنہ معاذ اللہ (کلام الٰہی میں) لغو کا ورود لازم آتا ہے۔ بخلاف مقیس علیہ (آیت وربائبکم آہ) کے کیونکہ وہ اوصاف مسند الیہ میں سے ہے۔ اور اوصاف کبھی تو محض برائے کشف وتوضیح یا مدح وذم یا بمعنی علت ہوتی ہیں جیسا کہ السارق والزانی میں (کہ مشتق پر حکم کی علت مبدأ اشتقاق ہوتا ہے) اور کبھی اتفاقیہ محض ہوتی ہیں جیسے کہ آیت وربائبکم میں (فی حجورکم قید اتفاقیہ بغرض شفقت ہے) ایسا نہ کہا جائے کہ وجہ استثناء مزعوم مخاطب کی بناء پر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ صیغۂ جمع لانے کی بھی یہی وجہ ہے۔ کیونکہ مخاطب تو وجود حق سبحانہ کا منکر نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ کے ساتھ وجود آلہۃ کا بھی زعم کرتا ہے۔ اور جو کہ ہم نے توقف کے متعلق کہا ہے وہ اس پر مبنی نہیں کہ حکم جب مسند ہو کسی شئ موصوف بوصف یا معلق بالشرط کی طرف تو بوقت عدم وصف

Marfat.com

او الشرط فانه من الوجوہ الفاسدة بل علی ان حکم المستثنی منه ینتھی بمابعدہ کما ان الغایة ینتھی بھا المغیا فتدبر۔ ولزوم الفساد انما ھو علی بعض التقادیر لا علی کلھا ای التمانع والمرتب علی الاتفاق اما وقوع المحال واما لزوم الخلف فبعد النظر الی بقاء المفروض واستحالة توارد العلل ما بقی الا التمانع فھو اذاً لازم لا عارض وقبل النظر الی ماذکر وجود العام المردد بین لزوم الفساد وتوارد العلل ولزوم خلاف المفروض لازم[1] للعام المردد بین التوافق والتعاوق وان کان کل واحد منھا بخصوصه عارضا وذکر الواحد منھا وھو فیما نحن فیه لفسدتا دون غیرہ قد جرت به سنة اللہ ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا

یا شرط اس حکم کی نفی پر دلیل ہو۔ کیونکہ یہ وجوہ فاسدہ میں سے ہے۔ بلکہ اس امر پر مبنی ہے کہ مستثنی منہ کا حکم مابعد کے ساتھ منتہی ہو جاتا ہے جیسا کہ غایت کے ساتھ مغیا منتہی ہو جاتا ہے۔ پس اس پر غور کرو۔ اور لزوم فساد بعض تقادیر پر یعنی تمانع پر ہے نہ کل تقادیر پر۔ اور اتفاق پر مرتب یا تو وقوع محال ہے۔ یا لزوم توقف۔ پس بقاء مفروض واستحالہ توارد علل کی طرف نظر کے بعد سوائے تمانع کے اور کوئی باقی نہیں۔ تو اب وہ تمانع لازم ہے۔ عارض نہ رہا۔ اور قبل نظر طرف مذکور (بقاء مفروض وتوارد علل) کے عام مردد کا وجود مابین لزوم فساد وتوارد علل۔ ولزوم خلاف مفروض کے عام مردد مابین توافق وتمانع کو لازم ہے۔ اگرچہ ہر ایک ان میں سے بخصوصہ عارض ہے۔ اور ان میں سے صرف ایک کا ذکر کرنا جو کہ ماتحن فیہ میں کلمہ لفسدتا ہے۔ نہ غیر اس کا۔ اسی (انفراد بالذکر) کے ساتھ سنت اللہ جاری ہے۔ اور سنت اللہ ہرگز تبدیل نہیں ہو سکتی۔

---

[1] جواب است از آنچہ فرمودہ کہ ہر یکے از اتفاق وتمانع عارض است فلا یصلح علة للازم ۱۲ منہ۔

(جو کہ مولانا نے فرمایا ہے کہ اتفاق وتمانع دونوں عارض ہیں اور لازم کے لئے علت نہیں بن سکتے۔ یہ اس کا جواب ہے ۱۲ مترجم)

Marfat.com

ولتحرير الدليل توضيحا لوكان فيهما الهة متعددة كما زعم المشركون فاما الاتفاق وبقاءهما على ماهما عليه اما بتاثير كل واحد فيلزم توارد العلل المستقلة على معلول واحد او بتاثير الواحد بخصوصه فيلزم الخلف و اما التعاوق فيلزم الفساد اذ لم يكن واحد منهما موثرا فى الممكن وحافظا له لعلك تفطنت من تحرير الاستدلال انه برهان قطعى على التوحيد لا كما زعم البعض من انه[1] حجة اقناعية وتحرير الدليل على مازعم مولانا قدس سره لوكان الاصنام مغائرة له تعالى لكان الاشياء باسرها مغائرة لعدم الفارق ولوكان الاشياء باسرها مغائرة لكان السموات والارض ايضا لكونهما منها ولوكانتا مغايرتين لفسدتا اذ المغايرة بعد سقوط احتمال كون البعض عرضا والاخر جوهرا يستلزم استقلال الكل فى الوجود وهو يستتبع المماثلة كما انها

(قال سيدنا الشيخ السلطان السيد مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اسلافہ الکرام) ہم توضیحاً دلیل کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ اگر زمین و آسمان میں آلہہ متعددہ ہوتے۔ جیسا کہ مشرکین کا زعم ہے۔ پس یا تو انکا باہمی اتفاق ہوگا۔ پھر زمین و آسمان کا موجودہ حالت پر بقا، یا تو ہر ایک کی تاثیر خصوصی سے۔ تو لازم آتا ہے خلف۔ اور یا ان میں تمانع (باہمی مقابلہ و مسابقت عمل) ہوگا۔ پس فساد لازم آتا ہے۔ بسبب نہ ہونے کسی ایک کے ان میں سے (بوجہ مفروضیت باہمی مقابلہ و مجادلہ کے عدیم الفرصتی سے) ممکن میں مؤثر اور اس کا حافظ (وناصر) شاید کہ تحریر استدلال سے تو سمجھ گیا ہوگا کہ توحید پہ یہ برہان قطعی ہے۔ محض حجت اقناعی (چپ کرانے والی) نہیں ہے جیسا کہ بعض نے زعم کیا ہے۔ مولانا کے زعم پر تحریر دلیل اس طرح ہے کہ اگر اصنام اور تعالیٰ کے مغائر ہوتے تو سب اشیاء مغائر ہونگی بسبب نہ ہونے وجہ فرق کے۔ اب ساری اشیاء کی تقدیر تغائر پر ضرورۃ زمین و آسمان بھی بوجہ شمول اشیاء کے مغائر ہونگے۔ تو اس تقدیر پر کب کے فاسد ہو چکے ہوتے کیونکہ مغائرت بعد سقوط احتمال بعض کے جوہر اور بعض کے عرض ہونے کے مستلزم ہے استقلال کل کو وجود میں (ورنہ بصورت جوہریت بعض جوہری کا استقلال فی الوجود ہونا) اور استقلال فی الوجود مماثلت کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ مماثلت

[1] ولا كما زعمه مولانا قدس سره من انه قطعى قائم على نفى الغيرية ١٢ منه

ہر ایک کی مستقل تاثیر سے ... تو لازم آتا ہے توارد علل مستقلہ کا ایک معلول پر

Marfat.com

يستلزم العجز اذا المثل لا يقدر عليه المثل الاٰخر فيؤده حفظهما فيلزم الفساد اقول قد سمعت من قبل ان استقلال الكل فی الوجود لا يستلزم المماثلة لجواز الاختلاف بالوجوب والامكان الا بعد اثبات العينية وهو يستلزم المصادرة وثانيًا ان العجز وعدم قدرة المثل على المثل يقتضی ان لا يوجد ابتداءً فكيف الفساد اذ هو متفرع على الوجود فالايراد بلزوم الكذب والعياذ بالله مشترك الورود لا يختص بالاكابر كما ان الدفع مشترك بان لزوم الفساد بالنظر الی خصوص المفروض فظهر ان الحق ما قال الاكابر فی المدلول والبراهين وان ما تفرد فيه مولانا قدس سره عن القوم غير مستقيم وهو رضی الله تعالیٰ عنه وان بلغ فيه الجهد لكن كيف يصلح العطار ما افسد الدهر فانه مبنی علی كون المزعوم هو الغيرية وتقدير غير الله وارادة الاصنام من المنكور وقد عرفت بطلان الكل فيما قبل وموقوف علی الاثبات بالشاهد

عجز کی منتج ہے۔ کیونکہ من کل الوجوہ مثل پر دوسری مماثل قادر نہیں ہو سکتی پس نوجہ ممانعت کے زمین و آسمان کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ تو خواہ مخواہ ان کا فساد لازم آتا۔ اس کا جواب پہلے تو سن چکا ہے کہ استقلال کل کا وجود میں مستلزم مماثلت کے نہیں بسبب جواز اختلاف کے وجوب و امکان میں۔ ہاں مگر بعد اثبات عینیت کے (ہر دو میں) پس مصادرہ علی المطلوب لازم آتا ہے (کہ عینیت مماثلت پر اور مماثلت عینیت پر موقوف ہو) دوسرا یہ کہ ایک مثل کی دوسری مثل پر عدم قدرت اور عجز۔ تو ابتداءً عدم وجود کی مقتضی ہے۔ پس فساد کیسا؛ کیونکہ وہ متفرع علی الوجود ہے۔ پس معاذ اللہ لزوم کذب کے ساتھ ایراد مختص بالاکابر نہیں بلکہ مشترک الورود ہے (مولانا پر بھی وارد ہوتا ہے) جیسا کہ دفع ایراد بایں طور کہ "لزوم فساد بنظر خصوص مفروض کے ہے" (اکابر و مولانا کی طرف سے) مشترک ہے۔ پس اب ظاہر ہو گیا کہ حق وہی ہے جو کہ اکابر علماء نے مدلول براہین میں کہا ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مصنف جس نظریہ میں قوم (علماء حق) سے متفرد ہیں وہ درست نہیں ہے اگرچہ مولانا رضی اللہ عنہ نے اپنی جانب سے تو اس نظریہ کے اثبات کی انتہائی کوشش کی ہے لیکن مشہور ہے کہ جسکو دہر (زمانہ) بگاڑ دے اسکو عطار کیسے سنوارے۔ وہ عدم استقامت اس لیے کہ یہ موقوف ہے اوپر ہونے مزعوم مخاطب کے غیریت اور تقدیر غیر اللہ کے اور ارادہ اصنام سے منکور (آلہہ) سے تو ان سب کا بطلان پہلے معلوم

---

[1] بفرضهما جوهرين لا واجبين فتأمل ۱۲ منہ (کیونکہ وہ دونوں جوہر فرض کیے گئے ہیں نہ واجب ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

من الكتاب والسنة او كلام احد من القبائل الست التي هي ماخذ العربية على العدول المذكور ودونه خرط القتاد والضابطة المستنبطة من الكتاب والسنة وكلام اهل اللسان في اعراب المستثنى هذا ومنصوب وجوبًا اذا كان منقطعا في الحجاز وممتنع الوقوع موقع المستثنى منه في تميم او كان متصلًا مقدمًا على المستثنى منه او واقعا في كلام موجب تام وجوازًا مع رجحان البدل في تام غير موجب ليس ردًّا لموجب يشتمل على الاستثناء ولا مفصولا فيه المستثنيان ويبدل من المحل بالتعذر من اللفظ ومن ثمه ضعف النصب في لا اله الا الله ومعرب على حسب العوامل اذا كان مفرغا وشرط كون المحذوف عاما مماثلا ولذا اقل في الموجب وامتنع في البيان والتاكيد هل يجوز في النعت قيل نعم وقيل لا والوجه في اشتراط المذكور لئلا يلزم وقوع الغلط في كلام البليغ

ہو چکا۔ دوسرا موقوف ہے شاہد لانے پر کتاب وسنت سے یا ماخذ عربیت کے چھ قبائل مشہورہ میں سے کسی ایک کی کلام سے عدول مذکور پر۔ اور یہ تو نہایت ہی مشکل امر ہے اور ہاتھوں سے شاخ دار ونہ کو چھیلنا ذرا سہل ہے۔ کتاب سنت اور اہل لسان عربیت کی کلام سے مستثنیٰ کے اعراب میں استنباط کیا ہوا ضابطہ یہ ہے۔ اب مستثنیٰ کے وجوہ اعراب میں ضابطہ مستنبط کتاب وسنت وکلام اہل محاورات سے یہ ہے کہ مستثنیٰ وجوباً منصوب ہوتا ہے جبکہ منقطع ہو لغت اہل حجاز میں۔ اور ممتنع الوقوع ہو موقع مستثنیٰ منہ کے لغت تمیم میں۔ یا متصل لیکن مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو۔ یا واقع ہو کلام موجب تام میں۔ اور منصوب جوازاً ہوتا ہے بہ ترجیح اعراب بدلیت کے کلام تام غیر موجب میں جو کہ موجب مشتمل علی الاستثناء کا رد نہ ہو۔ اور مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ کے درمیان فاصلہ بھی نہ ہو۔ اور بصورت تعذر بدل از لفظ کے بدل از محل ہوتا ہے۔ اسی لئے لا الہ الا اللہ میں نصب ضعیف ہے۔ اور مستثنیٰ مفرغ معرب علی حسب العوامل ہوتا ہے لیکن مستثنیٰ منہ محذوف کا عام مماثل ہونا شرط کیا گیا ہے اسی لئے کلام موجب میں کم ہے اور عطف بیان وتاکید میں ممتنع۔ باقی رہا (توابع میں سے) نعت۔ اس میں اختلاف ہے بعض جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز۔ وجہ اشتراط مذکور (عام مماثل ہونے) کی یہ ہے کہ کلام بلیغ میں وقوع غلط کا لزوم نہ ہو۔

لہ المقصود منہ بیان الاستنباط الصحیح من کلام الشارع والثقات وسطح النظر اشتراط کون المحذوف عامًا مماثلًا ۱۲ منہ

(بیان ضابطہ سے مقصود کلام شارع وثقات سے اخذ صحیح ہے اور محذوف کا عام مماثل ہونا پیش نظر ہے ۱۲ مترجم)

واما ایراده قدس سرہ علی الاکابر بانھم قالوا ان المستثنیٰ مسکوت منه وھو مردود الخ فمبنی علی ما اشتھر فی کتب الشافعية لا الحنفية ولم یصرح الامام ابوحنیفة بشئ فالمحققون من الحنفية مثل امام فخر الاسلام والامام شمس الائمة والقاضی الامام ابی زید قالوا ان الاستثناء[1] من النفی اثبات ومن الاثبات نفی لکن بالاشارة والشافعية ذھبوا الیه بالصراحة والمشھور لیس مبنیاً علی ان رفع النسبة الایجابية ھو السلبية ولا علی ان العدم اصل فی الاشیاء کما ان التحقیق لیس مناطه ان المرکبات الاسنادية عند الشافعية موضوعة لما فی نفس الامر ولا واسطة بین الثبوت والانتفاء الواقعیین وعند الحنفية موضوعة للامور الذھنیة فلا یلزم من نفی الحکم بالثبوت والانتفاء الحکم بھما لان الالفاظ موضوعة للمعانی من حیث ھی عند المحققین بالاتفاق[2] خلافا لغیرھم

مولانا قدس سرہٗ کا اکابر پر یہ ایراد کہ" انہوں نے کہا کہ مستثنیٰ مسکوت عنہ ہوتا ہے اور یہ اکابر کا قول مردود ہے الخ" پس مبنی ہے اس پر جو کہ کتب شافعیہ میں مشہور ہے نہ حنفیہ میں۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے تو اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں کی۔ پس محققین نے حنفیہ میں سے مثل امام فخر الاسلام بزدوی و امام شمس الائمہ حلوانی و قاضی امام ابوزید نے کہا ہے کہ استثناء نفی سے اثبات اور اثبات سے نفی ہے لیکن اشارۃً (نہ صراحۃً) اور علمائے شافعیہ نے کہا کہ یہ حکم صراحۃً مفہوم ہوتا ہے۔ اور (کتب شافعیہ کا) مشہور اس پر مبنی نہیں کہ نسبت ایجابیہ کا رفع وہی نسبت سلبیہ ہے۔ اور نہ اس پر مبنی ہے کہ عدم اصل ہے اشیاء میں جیسا کہ تحقیق یہ ہے کہ اسکی مناط یہ نہیں ہے کہ شافعیہ کے نزدیک مرکبات اسنادیہ موضوع ہیں واسطے اس مضمون کے جو نفس الامر میں ہے اور ثبوت و انتفاء واقعیین میں واسطہ نہیں ہے اور حنفیہ کے نزدیک مرکبات اسنادیہ موضوع ہیں واسطے امور ذہنیہ کے پس ثبوت و انتفاء کے ساتھ حکم نہ کرنے سے تحقق حکم لازم نہیں آتا۔ کیونکہ الفاظ محققین کے نزدیک بالاتفاق موضوع ہیں معانی من حیث ہی کیلئے۔ بخلاف غیر محققین کے۔

---

[1] ای ہو مشتمل علی الحکم اشارۃ ۱۲ منہ [2] وما ذکر من قید الخارجی او الذہنی فی بیان مذہبہم فماؤل ۱۲ منہ (ان کے بیان مذہب میں جو کہ قید خارجی یا ذہنی کا ذکر کیا گیا وہ ماؤل ہے ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

بل علی ان کلمات الاستثناء ھل وضعت لاحکام مخالفةٍ لما قبلھا ثابتةٍ لما بعدھا او لاخراج مابعدھا وجعله فی حکم المسکوت کما عند طائفة من الحنفیة وحصر المفرغ فی الاتصال مبنی علی ان الاستثناء حقیقة فی المتصل اتفاقاً ومجاز فی المنقطع علی المختار اذ ھو اظھر منه فی الاستعمال فلا یتبادر من نحو جاء نی القوم الا قبل ذکر المستثنی الا ارادة اخراج فلا یکون مشترکاً لفظیاً لعدم الاحتیاج الی القرینة ولا موضوعاً للقدر المشترك والا لتبادر ھو ومن ثمه لم یحمل اھل العربیة علیه ما امکن المتصل ولو کان بتاویل فحملوا له علی الف الا کرّا علی قیمته لا علی الانقطاع وان خلا عن التاویل ولا کابر ما انکروا وقوع المنقطع فی کلام البلیغ مطلقا بل عند عدم امکان الاتصال ولذا اوجب اھل العربیة تقدیر عام مماثل فی المفرغ حملا علی الاتصال

بلکہ اس امر پر مبنی ہے کہ کلمات استثناء کی وضع کس امر کے لئے ہے؟ کیا ان کی وضع ایسے احکام کے لئے ہے جو مخالف ہوں ما قبل حروف استثناء کے اور ثابت ہوں ان کے مابعد کے لئے یا کہ واسطے اخراج مابعد حروف کے اور کرنے اس کے حکم مسکوت میں جیسا کہ حنفیہ میں سے ایک طائفہ کا مسلک ہے۔ استثناء مفرغ کا اتصال میں حصر کرنا اس امر پر مبنی ہے کہ استثناء کا حکم متصل میں حقیقة ہے اور منقطع میں مجاز ہے بنا بر مذہب مختار کے کیونکہ استعمال میں متصل منقطع سے زیادہ ظاہر ہے۔ پس جاءنی القوم الا سے قبل ذکر مستثنیٰ کے ارادہ اخراج کا ہی متبادر فی الذہن ہوتا ہے۔ پس نہ تو مشترک لفظی ہوا بسبب عدم احتیاج کے قرینہ کی طرف (کیونکہ مشترک لفظی میں استعمال خصوصی کے لئے قرینہ شرط ہے) اور نہ موضوع ہے قدر مشترک کے لئے بسبب نہ متبادر ہونے قدر مشترک کے۔ اسی لئے اہل عربیت جہاں تک اتصال کا امکان ہوسکے اگرچہ بتاویل ہو مستثنیٰ کو متصل ہی قرار دیتے ہیں نہ منقطع۔ پس مثلاً لہ علی الف الا کرا کی مثال میں جنس الف سے کرّہ کی قیمت مراد لیکر استثناء کو متصل قرار دینگے۔ نہ منقطع اگرچہ انقطاع تاویل سے خالی ہے۔ اور اکابر نے وقوع منقطع کے کلام بلیغ میں مطلقاً کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ وقت نہ امکان متصل کے۔ اسی لئے اہل عربیت نے استثناء مفرغ میں حملا علے الاتصال تقدیر عام مماثل کی واجب کی ہے۔

Marfat.com

ونظرا الی لزوم وقوع الغلط[۱] لو حمل علی الانقطاع واعراب علی حسب الابدال اذ لا یتصور[۲] الابدال الغلط فالمقدر فی قوله تعالی وما محمد الا رسول وان هذا الا ملک کریم وان هو الا وحی یوحی هو العام الشامل لمزعوم المخاطب لما قلنا وایضا لا یحصل التاکید والحصر الابلغ الا بتقدیرہ ای ما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیئا من البری عن الهلاک وغیرہ الا رسول وان هذا شیٔ من الجن والانس وغیرهما الا ملک کریم وما ینطق عن الهوی والکهانة والتنجم والترمل والتجفر الا وحی یوحی فالکل کلام قصری یفید انتفاء الطبیعة عن المواد باسرها وتحققها فی فرد واحد بخلاف ما اذا قدر المزعوم فقط اذ ح لا یحصل المعنی المراد للمتکلم

اور نیز برتقدیر حمل علی الانقطاع اور اعراب علی حسب الابدال کے کلام بلیغ سبحانہ میں غلط کا لزوم آتا ہے کیونکہ اس وقت بدل غلط ہی متصور ہوسکتی ہے۔ پس وجوہ مذکورہ کی بنا پر آیات مسطورہ بالا میں مقدر عام شامل ہے مزعوم مخاطب کو۔ اور نیز مزید تاکید اور حصر ابلغ بدون تقدیر عام شامل کے حاصل نہیں ہوتی۔ پس تقدیر اس طرح ہوگی۔ نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شئے بری ہلاک وغیرہ سے مگر رسول۔ اور نہیں ہے یہ کوئی شئے جن وانس وغیرہما سے مگر ملک کریم۔ اور نہیں ہے یہ شئے نطق عن الهوی وکہانۃ وتنجم وترمل وغیرہ سے مگر وحی خدا کی جانب سے۔ پس یہ سب کلام قصری ہے مفید انتفاء طبیعت وصف کی سب مواد سے۔ اور تحقق اس کا ایک فرد میں۔ بخلاف اس کے کہ جب فقط مزعوم مخاطب مقدر کیا جائے۔ کیونکہ اس وقت بعض مواد مثل لافتیٰ الا علی اور لا الہ الا اللہ میں معنی مراد متکلم کا حاصل نہیں ہوتا۔

---

[۱] والغلط بالخاتمہ النشاشیہ لکونہ نقصا لا یتصور فیہ سبحانہ ۱۲ منہ (غلطی قطعاً سبحانہ سے سادر نہیں ہوسکتی)

[۲] ای علی ما زعمہ ابن سس سرہ فتدبر ۱۲ منہ۔

Marfat.com

فی بعض[1] المواد نحو لا فتیٰ الا علی ولا سیف الا ذو الفقار ولا الٰہ الا اللہ والتأکد فی بعض اُخر[2] نحو ما محمد الا رسول وایضا لا یسلم الکلام عن ایہام الغلط فیہما فتقدیر موجود وما یماثلہ لا یختص بالظرف وشبہہ لما عرفت مرارا من ان معنی القصر ای قصر الصفة علی الموصوف لا یحصل بدونہ ومعنی لا التی لنفی[3] الجنس ای لنفی صفة الجنس وجودا کان او غیرہ النفی الرابطی ای نفی شیٔ عن شیٔ والمعنی الحرفی فی الوجود اللحاظی نظیرۃ الحقیقة الناعتیة فی الموجود العینی کما ان الاعراض وجودہا فی انفسہا ہو وجودہا لمحالہا ولیس لہا تقوم منفکة عنہا کذلک المعنی الحرفی لیس لہ تحصل سوی المتعلق فقولہم لفظة من موضوعة لکل واحد من جزئیات الابتداء معناہ المعبر عنہ لکل واحد من جزئیات الابتداء فلا یرد ما اوردہ الحبر الالمعی عبد الرسول بقولہ

اور بعض آخر مثل ما محمد الا رسول میں تاکد حاصل نہیں ہوتا۔ اور نیز ان مواد میں کلام ایہام غلط سے بچ نہیں سکتی۔ پس موجود اور اس کے مماثل کی تقدیر ظرف و مشبہ ظرف سے مختص نہیں ہے۔ کیونکہ کئی دفعہ تجھے معلوم ہو چکا کہ معنی قصر صفۃ کا موصوف پر بدون تقدیر موجود کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور معنی لا کا جو نفی جنس کے لئے ہے "یعنی نفی صفت جنس کی وجود ہو یا غیر اس کا" نفی رابطی ہے یعنی نفی شیٔ کی دوسری شیٔ سے۔ اور معنی حرفی وجود لحاظی میں نظیر اس کی حقیقت ناعتیہ موجود عینی میں۔ جیسا کہ اعراض کا وجود نفسی وہی محلی وجود (قیام بالمحل) ہے اور ان اعراض کے لئے تقوم (قیام) محل سے علیحدہ نہیں ہے ایسا ہی معنی حرفی کے لئے سوائے متعلق کے تحصل (حصول ذاتی) نہیں ہے۔ پس علماء نحو کا قول "لفظة من موضوع ہے واسطے ہر ایک کے جزئیات ابتداء میں سے" معنی اس کا یہ ہے کہ جزئیات ابتداء میں سے ہر ایک کے لئے معبر عنہ ہے۔ پس وہ اعتراض کہ عالم روشن ضمیر عبد الرسول نے عارف جامی کے بحث حاصل میں اس قول پر وارد کیا کہ "لفظ ابتداء کا موضوع ہے معنے کلی کے لئے اور لفظ من کا واسطے ہر ایک کے اسکی جزئیات سے" وارد نہ ہوگا۔

---

[1] ای فی قصر الصفة علی الموصوف ۱۲ منہ [2] ای فی قصر الموصوف علی الصفة ۱۲ منہ [3] دفع للایرادات الخمسة الموردة علی الجامی فی ہذا المقام ۱۲ منہ

Marfat.com

ان اختلاف الملاحظة بالاستقلال وعدمه تابع لاختلاف الملحوظ لا ان استقلال المعنى الواحد وعدمه تابع للملاحظة على العارف الجامى حيث قال فى الحاصل ان لفظ الابتداء موضوع لمعنى كلى ولفظة من لكل واحد من جزئياته ولا يرد ايضاً ان الكلى بالنسبة الى حصصه نوع حقيقى والمستقل وغيره نوعان فتدبر فانه من مزلة الاقدام وانما قلنا وجوداً كان او غيره لان الوجود المحمولى ايجابا اوسلبا انما هو من الاوصاف الانتزاعية وفى نحو لا قائم رجل ايضاً لنفى صفة الرجولية فان المراد فى جانب المحمول هو الوصف العنوانى دون الافراد وفى جانب الموضوع بالعكس وبناءً على ما قلنا من ان معناه النفى الرابطى المتوقف تعقله على تعقل الطرفين يكون دلالة النفى على الموجود المقدر دلالة الالتزام ودلالة المقام لما عرفت من ان معنى الغفصر لا يحصل بدون تقدير موجود لا يمنعها لجواز التعدد

بیان اعتراض یہ ہے۔ کہ اختلاف ملاحظہ کا ساتھ استقلال و عدم استقلال کے اختلاف ملحوظ کے تابع ہوتا ہے۔ نہ اس طرح کہ معنی واحد کا استقلال و عدم استقلال تابع ہو ملاحظہ کے۔ اور نیز یہ اعتراض بھی وارد نہ ہو کہ کلی بہ نسبت اپنے حصص کے نوع حقیقی ہے اور مستقل و غیر مستقل دو نوع ہیں۔ پس خوب سوچ کرو۔ کہ اس مقام پر فہم کے قدم ڈگمگا جایا کرتے ہیں۔ اور ہم نے "وجودا کان او غیرہ" اس لئے کہا کہ وجود محمولی ایجاباً ہو خواہ سلباً اوصاف انتزاعیہ میں سے ہے۔ اور لفظ لا مثل لا قائم رجل میں بھی نفی صفت رجولیت کے لئے ہے۔ کیونکہ جانب محمول میں مراد وصف عنوانی ہوتی ہے نہ افراد۔ اور جانب موضوع میں ذات ہوتی ہے نہ وصف۔ اور چونکہ ہم نے کہا کہ معنی لا کا نفی رابطی ہے کہ موقوف ہے تعقل اس کا تعقل طرفین پر۔ اسی بنا پر دلالۃ نفی کی موجود مقدر پر دلالۃ التزام ہوگی۔ اور تجھے معلوم ہو چکا۔ کہ معنی قصر کا بدوں تقدیر موجود کے حاصل نہیں ہوتا۔ لہذا دلالت مقام کی اس دلالت نفی کو مانع نہیں ہے۔ بسبب جواز تعدد

Marfat.com

فی الدوال عما قیل ؎ وفی کل شئی له اٰیة ٭ تدل علی انه واحد فظهر ان ما اورده مولانا علی الاکابر فی الوصل الثانی بوجوه خمسة وکذا التغلیطات الخمسة علی الجامی قدس سرہ فی مبحث لا التی لنفی الجنس ساقط بل بعضها بعد تحقیق النظر یرد علیه قدس سرہ وما قال لیندفع الاشراکان معاً بنفی واحد ولا یمکن بغیر هذه العبارة فضعیف جداً فان معنی الکلمة الطیبة علی مزعوم قدس سرہ لاشئی من الاصنام غیر الله الا الله فمفادها اما العینیة بین الاصنام من حیث هی هی وبین الله سبحانه فیلغو التعبیر بالمشتق واما العینیة بین الاصنام من حیث هی معبودة فلا یدفع الاشراک فی المعبودیة بل یحققه فتامل وباعث بر تفرد از قوم وبرداشتن تکلف برائے تصحیح مراد نیست مگر غایت وثوق بتوحید وجودی وانهماک درو گویا مرتبہ عین الیقین میدارند وشک نیست

دوال کے۔ جیسا کہ کہا گیا کہ ؎ ہر شئے میں اس کی وحدانیت پر آیات دالہ ہیں۔ (تعدد دوال ثابت ہے) پس ظاہر ہوا کہ جو کہ مولانا نے فصل ثانی میں اکابر علماء پر پانچ وجہ سے اور جامی قدس سرہٗ پر بحث لانفی جنس میں تغلیطات خمسہ وارد کیں۔ سب ساقط ہیں۔ بلکہ تدقیق نظر سے بعض ان کے خود مولانا پر وارد ہوتے ہیں۔ اور جو کہ مولانا نے کہا کہ "لیندفع الاشراکان معاً بنفی واحد آہ"۔ پس نہایت ہی سخیف ہے۔ کیونکہ مولانا کے مزعوم میں کلمہ طیبہ کا معنی۔ "نہیں کوئی شئے اصنام میں سے سوائے اللہ کے مگر اللہ"۔ پس اس کا مفاد یا تو عینیت ہوگی مابین اصنام من حیث الاصنامیت اور اللہ سبحانہ کے۔ پس تعبیر بالمشتق لغو ہوگی۔ اور یا اصنام من حیث المعبودیۃ اور اللہ سبحانہ میں۔ پس کلمہ طیبہ اشراک فی المعبودیۃ کو دفع نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو ثابت کرتا ہے۔ خوب سوچ لو۔ مولانا کے قوم (اہل علم) سے تفرد اور اثبات توحید کے لئے تصحیح مراد کے لئے کلمہ توحید سے تکلف اٹھانے کا اور کوئی باعث نہیں مگر غایت وثوق ان کا توحید وجودی میں اور اس میں انہماک۔ گویا عین الیقین کا درجہ رکھتے ہیں۔ مولانا کے صاحب مقام فنا ہونے میں کوئی شک نہیں

Marfat.com

در بودن حضرت مولانا صاحب فنا چنانچہ از خوارق اوشاں ہویداست۔
تنبیہ۔ برآنچہ مولانا متفرد اند دراں از اصول و تفریعات تعیین مزعوم مخاطب و قول باشتراک لفظی و ارادہ اصنام از منکور و تعیین محذوف و جعل القصر قصر القلب و بودن استغراق مطلقاً قرینہ امکان و ارادہ ممکن از الہہ بقرینہ جمعیت و جمعیت رامنافی وجوب فرضی انگاشتن وحمل نظائر کلمہ طیبہ بر اینچنیں معنے کہ اورا مراد متکلم داشتن بدیہی البطلان است و استشہاد بہ اعراب غیر در لاالہ غیرک بر صفت نبودن او و انتساب انکار وقوع منقطع در کلام بلیغ بسوئے اکابر و ایرادت خمسہ بر جامی علیہما الرحمۃ و فہم مراد از اجعل الآلہۃ الٰہا واحداً و از وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی و از سورہ اخلاص و لیس کمثلہ شئ و ہر جا کہ کلمۂ غیر مضاف بسوئے اللہ جل جلالہ در کتاب مجید واقع شدہ۔

جیسا کہ ان کی خوارق (کرامات) سے ظاہر ہے۔ جن امور پہ اصول و تفریعات سے مولانا متفرد ہیں۔ یعنی تعیین مزعوم مخاطب۔ قول باشتراک لفظی۔ ارادۂ اصنام کا منکور (الہ) سے۔ تعیین محذوف کی۔ قصر کو قصر القلب بنانا۔ استغراق کا مطلقاً قرینۂ امکان ہونا۔ ارادۂ ممکن کا آلہہ سے بقرینہ جمعیت۔ جمعیت کو وجوب فرضی کا منافی گمان کرنا۔ کلمۂ طیبہ کو ایسے معنے پہ حمل کرنا کہ جس کو مراد متکلم رکھنا بدیہی البطلان ہو۔ لاالہ غیرک میں غیر کے اعراب سے اس کے وصفی نہ ہونے پہ استشہاد۔ انتساب انکار وقوع منقطع کا کلام بلیغ میں طرف اکابر کے۔ ایرادات خمسہ جامی پہ۔ فہم مراد آیۃ اجعل الالہۃ آہ اور وما ینطق عن الہوی اور سورۂ اخلاص۔ اور لیس کمثلہ شئ سے۔ اور ہر جا کہ کلمہ غیر مضاف بسوئے لفظ اللہ جل جلالہ کے کتاب مجید میں واقع ہوا ہو۔

---

[۱] یعنی غیریت را محمول بر غیریت و ہمیہ بناءً علی مراد الشارع من الکلمۃ الطیبۃ از متفردات مولانا است قدس سرہٗ منہ

واز انی انا اللہ واز ہوالاول الخ وازحدیث لو دلیتم آہ و از سائر آیات و احادیث
کہ در اثبات مدعی تمسک بآنہا گرفتہ اند واز تیغ لا در قتل غیر حق براند. وعدول از
نصب بسوئے رفع در لوکان فیہما آلہۃ الخ و تعذر استثناء در آیۃ مذکورہ برائے
ذکر نقیض مطلوب وکلمہ توحید را عین مطلوب گفتن. ووجہ تلازم بین المقدم والتالی در
براہین خمسہ وکلمہ فصل رامفید حصر مسند الیہ در مسند و بالعکس گفتن وایرادات براکابر
در آنچہ در تحریر براہین گفتہ اند وبر شیخ اکبر و دیگر از ہمیں قبیل کہ بتامل دراصول و
تفریعات معلوم مے شوند۔ لا نضیع الوقت بذکرہا۔ مقصود از تحریر ایں سطور چونکہ فقط اظہار
حق بود از کلمہ توحید نہ ابطال توحید وجودی کہ معتقد بہ اولیاء وکمل است وآنقدر کہ گفتہ شد
کافی است درآں فلنختم الرسالۃ بذکر ما افاد السلف[1] فی ہذا الباب۔

اور انی انا اللہ اور ہوالاول والآخر اور حدیث لو دلیتم آہ اور سائر آیات و احادیث سے کہ جن سے
اثبات مدعی پر تمسک کیا۔ (اپنی مراد پر) اور شعر "تیغ لا بر قتل غیر حق براند" سے۔ عدول[14] نصب سے
طرف رفع کے۔ لوکان فیہما الہۃ الا اللہ میں۔ تعذر[15] استثناء کا آیہ مذکورہ میں بہ سبب ذکر نقیض[16]
مطلوب کے۔ کلمہ توحید[17] کو عین مطلوب کہنا۔ وجہ تلازم[18] بین المقدم والتالی براہین خمسہ میں۔ کلمہ فصل
(ہو) کو مفید حصر مسند الیہ کا مسند میں و بالعکس (مسند کا مسند الیہ میں) کہنا۔ تحریر براہین[19] کی کلام میں علماء اکابر پہ
ایرادات۔ اور حضرت[20] الشیخ الاکبر پر ایرادات۔ اور نیز اسی قسم کے امور جو کہ اصول اور تفریعات میں تامل سے معلوم
ہو سکتے ہیں۔ ان سب کے مفصلاً ذکر سے ہم اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرتے۔ ان سطور کی تحریر کا باعث چونکہ فقط
اظہار حق مقصود تھا کلمۂ توحید سے۔ نہ ابطال توحید وجودی جو کہ اولیاء و اکمل کی معتقد بہ ہے۔ اور جتنا قدر کہ بیان
کیا۔ اس اظہار حق میں کافی ہے۔ پس مناسب ہے کہ ہم اپنے اس رسالہ کو اس مضمون لطیفہ کے ذکر پر ختم کریں جو کہ سلف
نے اس باب میں افادہ فرمایا۔ مؤلف (قدس سرہ) کی جانب سے ذاتی رائے کی مداخلت نہیں ہے بلکہ (جو کچھ مذکور ہوگا)
بطریق نقل ہوگا۔ لفظاً ہو خواہ معنیً (یہاں پہ مضمون (لا الہ) کا ختم ہوتا ہے اب مضمون اثبات (الا اللہ) کا شروع ہے) (مترجم)

---

[1] لہ ای من غیر مداخلۃ من المؤلف بل بطریق النقل لفظاً او معناً ۱۲ منہ۔

Marfat.com

وصل - لفظ وجود بمعنی تحقق و حصول از معقولات ثانیہ است کہ عارض مے شود ماہیات را در تعقل و نیست محاذی او امرے در خارج و گاہے مراد مے گیرند ازو حقیقتے کہ ہستی وے بذات خود است و فی الواقع غیر از وے موجود نیست و سائر موجودات مراتب ظہور وے اند و اطلاق ایں اسم بر حق سبحانہ بمعنی ثانی است نہ بمعنے اول۔ **وصل** [۲] معنی مذکور تعبیرات از حقیقتے کہ نیست معلوم برائے کسے و آن معنون نیست کلی و جزئی و نہ مطلق و مقید و نہ واحد و نہ کثیر در حد ذات خود بلکہ معانی مذکورہ از لوازم مراتب و مدارج ظہور او است رفیع الدرجات مشیر است بایں معنے

م. وصل. لفظ وجود بمعنی تحقق و حصول از معقولات ثانیہ است کہ عارض مے شود ماہیات را در تعقل و نیست محاذے او امرے در خارج. و گاہے مراد مے گیرند ازو حقیقتے کہ ہستی وے بذات خود است. و فی الواقع غیر از وے موجود نیست. و سائر موجودات مراتب ظہور وے اند. و اطلاق ایں اسم بر حق سبحانہ بمعنی ثانی است نہ بمعنی اول۔ ت لفظ وجود بمعنی مصدری ثبوت و حصول معقولات ثانیہ میں سے ہے. جو کہ (معقولات اولیہ) ماہیات کو تعقل (ذہنی) میں عارض ہوتا ہے. اور (بوجہ مفہوم مصدری ہونے کے) اس کا محاذی (مصداق) خارج میں کوئی امر نہیں ہے. (ماہیت موجودہ لفظ وجود کا مفہوم نہیں ہے بلکہ معروضہ ہے) اور گاہے (اصطلاح اہل حق میں) وہ حقیقت (مصداق مراد لیتے ہیں. جس کی ہستی وجود بذات خود (قائم) ہے اور درحقیقت سوائے اس کے کوئی اور (حقیقتاً) موجود نہیں۔ باقی موجودات (کونیہ) اسی (وجود حقیقی) کے مراتب ظہور ہیں. اس اسم (وجود) کا اطلاق حق سبحانہ پر بمعنی ثانی ہے نہ بمعنی اول (مصدری)۔ وصل. معنی مذکور تعبیرات از حقیقتے کہ نیست معلوم برائے کسے. و آں معنون نیست کلی و جزئی و نہ مطلق و مقید. و نہ واحد و نہ کثیر در حد ذات خود. بلکہ معانی مذکورہ از لوازم مراتب و مدارج ظہور او ست. رفیع الدرجات مشیر است بایں معنے ت معنی مذکور (ذاتیاً) اس حقیقت متعالی سے تعبیر ہے جو کہ (مخلوقات میں سے) کسی کے علم میں نہیں آ سکتی اور وہ (معنی ثانی کا معنون وغیرہ) اپنی حد ذات (اور حقیقت مطلقہ) میں نہ کلی ہے نہ جزئی اور نہ مطلق نہ مقید نہ واحد نہ کثیر. بلکہ معانی مذکورہ مراتب (تعینات) وجود کے لوازم اور اسکے ظہور تعینات کے مدارج ہیں. (قولہ تعالیٰ) رفیع الدرجات اسی معنی کی طرف مشیر ہے۔

لہ مطلق اطلاق سے مشتق اور متفرع ہے۔ قید پر ۔ وہاں جب قید نہیں تو اطلاق بھی نہیں. حقیقت مطلقہ صفحہ ۱۲۲ پر دیکھو

Marfat.com

دو واسطہ نیست میان او و میان عدم فلا ضد لہ ولا مثل اذ ہما موجودان متماثلان بل ہو ظہر بصورۃ الضدین وفیہ الجمع بین النقیضین لیس کمثلہ شیٔ^ط وقابل نیست برائے تجزی و انقسام لا خارجا ولا ذہنا لا تدرکہ الابصار فہو ازلی والا یلزم الاحتیاج وابدی والا لکان معروضا للعدم او یلزم الانقلاب۔

م دو واسطہ نیست میان او و عدم۔ فلا ضد لہ ولا مثل۔ اذ ہما موجودان متماثلان۔ بل ہو ظہر بصورۃ الضدین وفیہ الجمع بین النقیضین۔ لیس کمثلہ شیٔ۔ ت۔ اس وجود (حقیقی) اور عدم کے درمیان کوئی واسطہ (برزخ) نہیں ہے۔ پس اس کا نہ کوئی نقیض ہے نہ مماثل۔ اس لئے کہ وہ دونوں (ضد اور مثل) موجود متماثل ہوتے ہیں۔ بل اسکا ظہور بصورۃ ضدین واقع ہے۔ اور اس (ظہور کمال) میں جمع بین النقیضین ہے (فسبحان اللہ) لیس کمثلہ شیٔ (کوئی شیٔ اسکے مماثل نہیں ہے)۔

م۔ وقابل نیست برائے تجزی و انقسام۔ لاخارجاً ولا ذہناً۔ لاتدرکہ الابصار۔ ت وہ حقیقت مطلقہ تجزیہ و تقسیم کے قابل نہیں نہ ظاہراً اور نہ ذہن میں (کمیت و کیفیت سے مبرا ہے) وہ (موجود حقیقی) محسوس مبصر نہیں ہو سکتا۔ (اور ادراکات بصائر و ابصار سے وراء الورا ہے)

م۔ فہو ازلیؔ والا یلزم الاحتیاج وابدیؔ والا لکان معروضاً للعدم او یلزم الانقلاب۔

ت۔ پس وہ (وجود حقیقی) ازلی ہے ورنہ (موجد کی طرف) احتیاج لازم آتا۔ اور ابدی ہے۔ ورنہ (بصورت فنا) عدم کا معروض ہوتا۔ یا (بصورت تغیر) انقلاب لازم آتا۔

حاشیہ صد ۱۲۱ سے آگے: ۔یعنی اذہان کے تعلق سے آزاد۔ افہام و اوہام کی رسائی سے بالاتر (وراء الورا) کلی کے مفہوم میں جزئی کا شمول ہے اور جزئی کے مفہوم میں کلیت کا احاطہ ہے۔ ذات حق جنسیت اور احاطہ و شمول سے وراء الورا ہے۔ عدد میں فاعلؔ کا وزن درجہ پر دال ہوتا ہے جیسا کہ واحد دوسرے سے اول۔ ثانی دوسرے درجہ میں ثالث تیسرے درجہ میں علی ہذا القیاس اعداد میں تعین مدارج ہے۔ اس لحاظ سے واحد میں اثنینیت کا مفہوم ہے لہٰذا حقیقت مطلقہ فی حد ذاتہ مطلق مقید۔ کلی جزئی واحد کثیر کے تعینات سے متعالی ہے۔ رفیع صیغہ صفت مشبہ کا مضاف بسوئے معرف باللام یعنی سب مدارج ظہور و تعینات و قیودات سے بالاتر وراء الورا ہستی ہے ۱۲ مترجم۔ ۲؎ ان فقروں کا مطلب مترجم کی سمجھ میں نہیں آیا۔ صرف لفظی ترجمہ کر دیا ہے ۱۲ مترجم

۲- آیت لیس کمثلہ شیٔ میں جمع بین النقیضین ہے کہ کمثلہ میں کاف تشبیہ اور لفظ مثل سے مماثلت ظاہر ہوتی ہے اور ظہور لیس سے نفی ظاہر ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

وآنیاز او بذات خود واصل است برائے ہمہ تعینات اسمائیہ و صفاتیہ ومظاہر علمیہ وعینیہ وبرائے او وحدتی است غیر مقابل للکثرت بلکہ اصل است برائے وحدت ومقابلۂ آں ووجود عالم کہ منبسط است برموجود عینی وذہنی ظل است ازظلال آن الم تر الی ربک کیف مد الظل ولوشآء لجعلہ ساکنا فھو الواجب سبحانہ ولا وجود الا الموجود ولا موجود الا الوجود ولا واجب الا الوجود ولا وجود الا الواجب۔

م۔ وانیاز او بذات خود واصل است برائے ہمہ تعینات اسمائیہ و صفاتیہ۔ ومظاہر علمیہ وعینیہ۔ ف۔ اس کا امتیاز (تعینات سے) بذات خود ہے اور وہ (امتیاز ذاتی) کل تعینات اسمائیہ وصفاتیہ ومظاہر علمیہ وعینیہ کے لئے اصل ہے۔ م۔ وبرائے او وحدتے است غیر مقابل للکثرۃ بلکہ اصل است برائے وحدت ومقابلۂ آں۔ ف۔ اس ذات کے لئے وحدت حقیقی ثابت ہے جو کہ کثرت (متعینہ) کے مقابل نہیں ہے۔ بلکہ (وحدت حقیقی) (مرتبۂ) وحدت اور اس کے مدمقابل (کثرت متعینہ) کے لئے اصل ہے۔ م ووجود عالم کہ منبسط است برموجود عینی و ذہنی ظل است ازظلال آں الم تر الی ربک کیف مد ظلہ ولوشآء لجعلہ ساکناً۔

ف۔ اور عالم (کائنات) کا وجود جو کہ موجود خارجی وذہنی پر منبسط (مشتمل) ہے۔ اس کے ظلال (تعینات میں سے ظل (ممدود) ہے۔ (قال تعالیٰ) کیا تو نے اپنے رب قدیر کی قدرت (تخلیقی) کا مشاہدہ نہیں کیا۔ کہ اُس نے ظل (اسماء) کو کس ہیئت میں ممدود (متعین) کیا (اور تعینات میں پھیلایا) اگر وہ چاہتا۔ تو اس ظل کو ساکن ہی رکھتا۔ (یا جب چاہے ساکن کردے) م فہو الواجب سبحانہ۔ ولا وجود الا الموجود ولا موجود الا الوجود و لا واجب الا الوجود ولا وجود الا الواجب۔

ف۔ پس (ان مسلمات سے ظاہر ہوا کہ) وہی سبحانہ تعالیٰ واجب ہے۔ اور وجود و موجود اور واجب ایک ہی ذات (کامل ازلی ابدی) سے تعبیر ہے۔ اور حقیقتاً اسی میں منحصر۔

---

[1] کیونکہ جو وحدت کثرت کے مقابل ہے۔ وہ وحدت عددی ہے اور وحدت حقیقی محدود نہیں ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فمعنی خلقکم ظہور تعیناتکم و معنی اعدام موجودات تحول اوست از تعینات شہادیہ بسوئے صور غیبیہ و تشکیک در مراتب تنزل و مدارج ظہور است نہ در نفس حقیقت کما ان التفاوت بین افراد الانسان لیس فی نفس الانسانیۃ بل بحسب ظہورہ وخواصہ فلا یرد ان المشکک لا یکون عین ماہیۃ افرادہ و حاصل مراتب جزئیہ ظہور را نہایتے نیست و مراتب کلیہ او پنج اند یعنی حقیقت وجود من حیث ہی کہ مسمی است بہ ہویۃ ساریۃ متعین است بہ تعین اول و ثانی و ہکذا

ہم معنی خلقکم ظہور بتعیناتکم۔ و معنی اعدام موجودات تحول اوست از تعینات شہادیہ بسوئے صور غیبیہ۔ جب یہ محقق ہوا کہ ذات واجب کے سوا کوئی وجود اور حقیقتاً موجود نہیں ہے۔ تو (قولہ تعالیٰ) خلقکم کا معنی (وجود حقیقی کی) صفات کا ظہور (تجلیات) بہ تعینات کونیہ ہے۔ اور اعدام موجودات (فنا) کا مصداق اسی ظہور کا تعینات شہادیہ سے صور غیبیہ کی طرف رجوع کی شان ہے۔

ہم۔ و تشکیک در مراتب تنزل و مدارج ظہور است نہ در نفس حقیقت کما ان التفاوت بین افراد الانسان لیس فی نفس الانسانیۃ بل بحسب ظہورہ وخواصہ۔ فلا یرد ان المشکک لا یکون عین ماہیۃ افرادہ۔

اور تشکیک مراتب تنزل و مدارج ظہور میں ہے نہ نفس حقیقت میں۔ جیساکہ افراد انسان کے مابین نفس انسانیت میں تفاوت نہیں ہے۔ بلکہ تفاوت باعتبار ظہور وخواص ان کے ہے۔ پس یہ نہ وارد ہوکہ (جب وجود کلی مشکک ہے تو) کلی مشکک اپنے افراد کی ماہیت کے عین نہیں ہوا کرتی۔

ہم۔ و حاصل۔ مراتب جزئیہ ظہور را نہایتے نیست۔ و مراتب کلیہ او پنج اند۔ یعنی حقیقت وجود من حیث ہی کہ مسمی است بہ ہویۃ ساریۃ متعین است بہ تعین اول و ثانی و ہکذا۔ ف ظہور وجود کے مراتب جزئیہ تو بے نہایت ہیں اور مراتب کلیہ ظہور کے پانچ ہیں۔ یعنی حقیقت وجود من حیث ہی کہ باسم ہویۃ ساریہ مسمیٰ ہے۔ وہ متعین ہے بہ تعین اول و ثانی و ثالث و رابع و خامس کے۔

---

[1] حاصل اعتراض یہ ہے کہ وجود کلی ہے اور اس کا اطلاق اپنے افراد پر (واجب پہ اولاً و بالذات ہے اور ممکن پہ ثانیاً و بالعرض) علی وجہ التشکیک ہے تو کلی مشکک ماہیۃ افراد کے عین نہیں ہوا کرتی۔ پس وجود عین واجب یا ممکن نہ ہوا۔ حاصل جواب یہ کہ تشکیک نفس حقیقت میں نہیں۔ بلکہ مراتب تنزل و مدارج ظہور میں ہے۔ ۱۲ مترجم [2] فان الہویۃ المحضۃ ہو وراء الوراء المعنون بذات بحت المعبر بہو (ہ) ۱۲ مترجم

Marfat.com

وآں عبارت است از ہماں وجود کہ ملحوظ است بحیثیۃ قابلیۃ فاذا اخذ بشرط لاشئ معہ فھی الاحدیۃ او بشرط شئ فھی الواحدیۃ بطون واولیت وازلیت از لوازم اعتبار اول است وظہور وآخریۃ وابدیۃ از اوصاف اعتبار ثانی پس تعین اول بہ نسبت ہویۃ صرفہ مرتبہ بشرط شئے وباضافت بسوئے احدیۃ وواحدیۃ لابشرط شئے ومرآوراست اسماء مختلفہ بحسب اعتبارات متعددہ حقیقت محمدیہ ومرتبہ جمع واحدیت جامعہ وحقیقۃ الحقائق وعماء وبرزخ اکبر ومقام او ادنیٰ۔

م۔ وآں عبارت است از ہماں وجود کہ ملحوظ است بحیثیت قابلیت۔ فاذا اخذ بشرط لاشئ معہ فھی الاحدیۃ۔ او بشرط شئ فھی الواحدیۃ بطون واولیت وازلیت از لوازم اعتبار اول است وظہور وآخریۃ وابدیت از اوصاف اعتبار ثانی۔ پس تعین اول بہ نسبت ہویۃ صرفہ مرتبہ بشرط شئ وباضافت بسوئے احدیت وواحدیت لابشرط شئ۔ ت۔ اور وہ حقیقت اسی وجود سے عبارت ہے۔ کہ بحیثیت قابلیت ملحوظ ہے۔ پس وہ بلحاظ بشرط لاشئ معہ احدیت (صرفہ) اور باعتبار بشرط شئ واحدیت (الجامعۃ للکثرۃ والوحدۃ) ہے۔ بطون واولیت وازلیت اعتبار اول (احدیت) کے لوازم میں سے ہیں۔ اور ظہور وآخریت وابدیت اعتبار ثانی (واحدیت) کے اوصاف سے۔ پس تعین اول بہ نسبت ہویۃ صرفہ مرتبہ بشرط شئ[1] ہے۔ اور باضافت طرف احدیت وواحدیت کے لابشرط شئ۔ م ومراورا است اسماء مختلفہ بحسب اعتبارات متعددہ۔ حقیقت محمدیہ۔ ومرتبہ جمع واحدیت جامع۔ وحقیقۃ الحقائق۔ وعماء۔ وبرزخ اکبر۔ ومقام او ادنیٰ۔ ت اور اس تعین اول کے لئے بحسب اعتبارات متعددہ کے اسماء مختلفہ ہیں۔ حقیقت[1] محمدیہ۔ مرتبۂ[2] جمع۔ احدیت[3] جامعہ۔ حقیقۃ[4] الحقائق۔ عماء[5]۔ برزخ[6] اکبر۔ مقام او ادنیٰ۔

---

[1] یعنی بلحاظ تعین اسمائیہ کے۔ کیونکہ ہویت صرفہ میں تعین اسمائیہ کا لحاظ نہیں ہے۔ پس دونوں اعتبارات (بشرط شئ ولابشرط شئ) تعین اول سے متعین ہیں۔ نہ ہویۃ صرفہ سے۔ کہ وہ (ہویۃ صرفہ) ان اعتبارات سے بالاتر ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ مترجم۔

Marfat.com

وذات را از حیثیت استہلاک اسماء و صفات احد و باعتبار اسماء و صفات واحد مے گویند و تعین ثانی عبارت است از ظہور اشیاء بصفت تمیز علمی و ازیں حیثیت اورا عالم معانی وحضرت علم گفتہ مے شود و دریں مرتبہ دو حضرت ہستند حضرت الوہیۃ وحقائق اسماء و آں عبارت است ازہماں وجود متعین بہ تعینات متکثرہ وحضرت خلق واعیان ثابتہ کہ عبارت است از صور ہماں اسماء کہ مفاض انداز جاعل بفیض اقدس چنانچہ موجودات عینیہ مفاض اند بفیض مقدس۔

م۔ وذات را از حیثیت استہلاک اسماء و صفات احد و باعتبار اسماء و صفات واحد مے گویند۔

ت۔ اور ذات کو بحیثیت استہلاک (قطع نظر) اسماء و صفات (بشرط لاشیٔ) کے احد۔ اور باعتبار لحاظ اسماء و صفات (بشرط شیٔ) کے واحد سے تعبیر کی جاتی ہے۔ م۔ وتعین ثانی عبارت است از ظہور اشیاء بصفت تمیز علمی۔ وازیں حیثیت اورا عالم معانی وحضرت علم گفتہ مے شود۔ و دریں مرتبہ دو حضرت اند۔ حضرت الوہیۃ و حقائق اسماء و آں عبارت است ازہماں وجود متعین بہ تعینات متکثرہ۔ و حضرت خلق واعیان ثابتہ۔ و آں عبارت است از صور ہماں اسماء کہ مفاض اند از جاعل بفیض اقدس۔ چنانچہ موجودات عینیہ مفاض اند بفیض مقدس۔

ف۔ اور تعین ثانی اشیاء کا ظہور بصفت تمیز علمی سے عبارت ہے۔ اور اس حیثیت سے اس (حقیقت وجود) کو عالم معانی و حضرت علم کہا جاتا ہے۔ تعین کے اس مرتبہ میں دو حضرات ہیں۔ ایک تو حضرت الوہیت و حقائق اسماء کہ وہ اسی وجود سے عبارت ہے۔ جو کہ متعین ہے۔ بتعینات متکثرہ کے۔ دوسرا حضرت خلق و اعیان ثابتہ کہ انہی اسماء کی صور علمیہ سے عبارت ہے جو کہ جاعل سے بفیض اقدس مفاض ہیں۔ جیسا کہ موجودات عینیہ (خارجیہ) (جاعل سے) بفیض مقدس مفاض (فیض یافتہ) ہیں۔ م تعین ثالث مرتبہ ارواح است۔ کہ اورا عالم غیب و عالم امر مے نامند۔ ت۔ تیسرا تعین مرتبۂ ارواح کا ہے۔ کہ اس کو عالم غیب (و ملکوت) و عالم امر کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

تعین ثالث مرتبہ ارواح است کہ اورا عالم غیب و ملکوت و عالم امرمے نامند۔ تعین رابع عالم برزخ است و مثال کہ از حیثیت لطافت شبیہ است بعالم روحانی واز حیثیت مقدار بعالم جسمانی۔ پنجم مرتبہ عالم اجسام است و صوفیہ قائلین بانحصار وجود مطلق در حضرات خمسہ دو گروہ اند بعضے تعین ثانی را وراء تعین اول شمردہ مرتبہ انسان کامل را داخل عالم شہادت مے نمایند و بعضے ثانی واول را یکے دانستہ عالم شہادت را مرتبہ رابعہ وحقیقۃ جامعہ انسانیہ را خامسہ قرار مے دہند۔ حاصل آنکہ اشیاء عینیہ روحانیہ باشند یا برزخیہ یا شہادیہ اظلال وصور اند برائے اشیاء علمیہ لے اعیان ثابتہ۔

م۔ تعین رابع۔ عالم برزخ است و مثال۔ کہ از حیثیت لطافت شبیہ است بعالم روحانی۔ واز حیثیت مقدار بعالم جسمانی۔ ت۔ چوتھا تعین عالم برزخ و مثال ہے۔ جو کہ بحیثیت لطافت عالم روحانی کے مشابہ ہے۔ اور مقدار (کم کیف) کی حیثیت سے عالم جسمانی کے مشابہ ہے

م۔ پنجم مرتبہ عالم اجسام است۔ ت۔ پانچواں مرتبہ تعین کا عالم اجسام ہے۔ م و صوفیہ قائلین بانحصار وجود مطلق در حضرات خمسہ دو گروہ اند۔ بعضے تعین ثانی را وراء تعین اول شمردہ انسان کامل را داخل عالم شہادت مے نمایند۔ و بعضے ثانی واول را یکے دانستہ عالم شہادت را مرتبہ رابع۔ وحقیقت جامع انسانیہ را مرتبہ خامسہ قرار مے دہند۔

ف۔ حضرات علماء صوفیہ جو کہ وجود مطلق کے حضرات خمسہ میں انحصار کے قائل ہیں پھر دو گروہ ہیں۔ بعضے تو تعین ثانی کو تعین اول سے علیٰحدہ اعتبار کر کے انسان کامل (ظہور انسانیت بمظہر کامل) کو مرتبہ شہادت میں داخل کرتے ہیں اور بعض تعین ثانی واول کو ایک ہی سمجھ کر عالم شہادت کو چوتھا مرتبہ اور حقیقت جامعہ انسانیہ کو پانچواں مرتبہ قرار دیتے ہیں۔

م۔ حاصل آنکہ اشیاء عینیہ روحانیہ یا برزخیہ یا شہادیہ اظلال و صور اند برائے اشیاء علمیہ لے اعیان ثابتہ ت۔ حاصل یہ کہ اشیاء عینیہ روحانیہ ہوں یا برزخیہ یا شہادیہ وہ اشیاء علمیہ یعنی اعیان ثابتہ کے اظلال و صور ہیں۔

Marfat.com

مصرع ۔ ہماں نقش درون بیرون برآمد ۔ علی طریق حصول الاشیاء بانفسہا کما ہو عند اہل وحدۃ الوجود او باشباحہا کما ہو عند القائلین بوحدۃ الشہود۔ واعیان ثابتہ سور و اظلال اند برائے اسماء چنانکہ اسماء مظاہر اند برائے ذات ۔ بیت

ہمہ اسماء مظاہر ذات اند ؛ ہمہ اشیاء مظاہر اسماء

توضیحش آنکہ مراتب مذکورہ اعنے ذات من حیث ہے ذات باعتبار الاسماء والصفات اشیاء معلومہ و اشیاء عینیہ از ذات خودت کہ خلیفۃ اللہ ہستی فہم کن۔

مصرع ؎ ہماں نقش درون بیرون برآمد ؛ علی طریق حصول الاشیاء بانفسہا کما ہو عند اہل وحدۃ الوجود ۔ او باشباحہا کما ہو عند القائلین بوحدۃ الشہود ۔ ت :

مصرع ؎ وہی نقش باطن ہی ظاہر ہوا ہے ؛ وہ اندر کا قصہ ہی باہر ہوا ہے ۔

(یا بہ) بطریق حصول الاشیاء بانفسہا (ظہور وجود) جیسا کہ اہل وحدت الوجود کا مشرب ہے ۔ یا (بطریق حصول الاشیاء) باشباحہا (وجود تمثیلی) جس کے قائل اہل وحدت الشہود ہیں (ظہور تعینات ہوگا) ہم ۔ واعیان ثابتہ صور و اظلال اند برائے اسماء چنانکہ اسماء مظاہر اند برائے ذات ۔ بیت :۔

ہمہ اسماء مظاہر ذات اند ؛ ہمہ اشیاء مظاہر اسماء

ت ۔ اور اعیان ثابتہ اسماء کے صور و اظلال ہیں ۔ جیسا کہ اسماء الٰہیہ ذات حق کے مظاہر ہیں ۔ بیت ؎ مظاہر ذات کے ہیں سارے اسماء ؛ اور اشیاء سب مظاہر جملہ اسماء

ہم توضیحش آنکہ ۔ مراتب مذکورہ اعنی ذات من حیث ہی ۔ ذات باعتبار الاسماء والصفات اشیاء معلومہ و اشیاء عینیہ ۔ از ذات خودت کہ خلیفۃ اللہ ہستی فہم کن ۔

ت ۔ اس مفہوم بالا کی تشریح یہ ہے ۔ کہ مراتب مذکورہ یعنی ذات من حیث ہی ۔ اور ذات باعتبار اسماء وصفات ۔ اشیاء علمیہ (اعیان ثابتہ) و اشیاء عینیہ (موجودات خارجیہ) کو اے انسان خلیفۃ اللہ تو اپنی ذات سے تمثیلاً فہم کر لے ۔

Marfat.com

یکے نفس ذات تو قطع نظر از صفات معبر عنہ بزید دوئم ذات مع اسماء و صفات ای مرید علیم قدیر سمیع بصیر و ہکذا مجید، کاتب، شاعر۔ سوئم اشیاء مصنوعہ تو کہ قبل از ایجاد حاضر اند در علم تو چہارم اشیاء مصنوعہ خارجیہ۔ ذات من حیث ہی و ذات مع اسماء و صفات را قوس وجوبی و اعیان ثابتہ اشیاء و عینیہ را قوس امکانی دان پس ہماں وجود نظر بہ بعض اعتبارات ای اطلاق واجب است و معبود و نظر بہ بعض آخر ممکن و عابد۔

دربیان عالم امر و عالم خلق

الا لہ الامر والخلق عالم امر عبارت از اشیاء است کہ مقدار و کمیت را بداں راہ نباشد

م یکے نفس ذات تو قطع نظر از صفات معبر عنہ بزید۔ دوئم ذات مع اسماء و صفات۔ اے مرید علیم قدیر سمیع۔ بصیر و ہکذا مجید۔ کاتب۔ شاعر۔ سوئم اشیاء مصنوعہ تو کہ قبل از ایجاد حاضر اند در علم تو۔ چہارم اشیاء مصنوعہ خارجیہ۔ ت۔ ایک تو تیری نفس ذات معبر عنہ بہ زید مثلاً قطع نظر صفات عارضہ سے۔ دوئم ذات مع اسماء و صفات (حقتعالیٰ میں) مرید علیم۔ قدیر سمیع بصیر (اور انسان میں) جیسے مرآت۔ کاتب۔ شاعر وغیرہ تیسرے تیری مصنوعہ اشیاء کہ ابھی عملی ایجاد سے قبل تیرے علم (ذہن) میں حاضر ہیں۔ چوتھا اشیاء مصنوعہ خارجیہ (جو کہ خارج کے ظرف میں ایجاد ہو چکی ہیں) م ذات من حیث ہی و ذات مع اسماء و صفات را قوس وجوبی۔ اعیان ثابتہ و اشیاء عینیہ را قوس امکانی دان۔ پس ہماں وجود نظر بہ بعض اعتبارات اے اطلاق واجب است و معبود۔ و نظر بہ بعض آخر ممکن و عابد۔ ت۔ ذات من حیث ہی اور ذات مع اسماء و صفات کو قوس وجوبی۔ اور اعیان ثابتہ و اشیاء عینیہ کو قوس امکانی سمجھو۔ پس وہی وجود بعض اعتبارات کی نظر سے یعنی بلحاظ اطلاق کے واجب ہے اور معبود اور نظر بہ بعض آخر (تعینات و تنزلات کے) ممکن اور عابد ہے۔ م۔ ف دربیان عالم امر و عالم خلق۔ الا لہ الخلق والامر۔ عالم امر عبارت از اشیاء است کہ مقدار و کمیت را بداں راہ نباشد۔ ف۔ ت عالم امر و عالم خلق کا بیان۔ عالم امر ان اشیاء سے عبارت ہے کہ جن کی طرف مقدار و کمیت کی رسائی نہ ہو۔

Marfat.com

وعالم خلق بخلاف آن وروح را از عالم امر گفتن بہمیں معنے است والا بمعنے مخلوق او نیز داخل عالم خلق است حق تعالیٰ انسان را جامع بین الامر والخلق آفریدہ است۔ قلب و روح و سر و خفی و اخفٰے این پنج از عالم امر و نفس و خاک و باد و آب و آتش از عالم خلق این اجزاء عشرہ را بلطائف عشرہ مے نامند لہٰذا انسان بعالم صغیر موسوم گشت۔ چنانچہ عرش و مافوق بعالم کبیر اصول لطائف عشرہ فوق العرش اند وتجلی حق براں اصول در عالم امر مے افتند وعکوس وظلال آن اصول بر لطائف عالم خلق مے افتند مثل شعاع آفتاب بر زمین۔ لطائف خمسہ عالم امر ظلال اسماء الٰہی اند۔

م وعالم خلق بخلاف آن۔ وروح را از عالم امر گفتن از ہمیں معنی است والا بمعنی مخلوق او نیز داخل عالم خلق است۔ ت۔ اور عالم خلق مقدار وکمیت میں داخل ہے۔ اسی معنی کی بناء پر روح کو عالم امر میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ ورنہ بمعنی مخلوقیت وہ عالم خلق میں داخل ہے۔ م۔ حق تعالےٰ انسان را جامع بین الخلق والامر آفریدہ است۔ قلب و روح و سر و خفی و اخفی این پنج از عالم امر و نفس و خاک و آب و باد و آتش از عالم خلق۔ این اجزاء عشرہ را بلطائف عشرہ مے نامند لہٰذا انسان بعالم صغیر موسوم گشت۔ چنانچہ عرش و مافوق بعالم کبیر۔ ت۔ حق تعالےٰ نے انسان کو جامع بین الخلق والامر پیدا کیا ہے۔ قلب و روح و سر و خفی و اخفی یہ پانچ اشیاء عالم امر سے۔ اور نفس و خاک و باد و آب و آتش عالم خلق سے ہیں۔ ان دس اجزاء کو (عشر محسوسہ) لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ اسی لئے انسان باسم عالم صغیر موسوم (اشیاء محسوسہ) ہوا۔ جیسا کہ عرش و ما فوق العرش عالم کبیر ہے۔ م۔ اصول لطائف عشرہ فوق العرش اند۔ وتجلی حق برآں اصول در عالم امر مے افتند وعکوس وظلال آں اصول بر لطائف عالم خلق مے افتند۔ مثل شعاع آفتاب بر زمین۔ ت۔ لطائف عشرہ کے اصول عرش کے اوپر (عالم کبیر میں) ہیں۔ اور تجلائے حق ان اصول عالم کبیر پر عالم امر میں پڑتے ہے۔ اور ان اصول متجلی کے عکوس وظلال (فیضان) عالم خلق کے لطائف پر وارد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سورج کا شعاع زمین پر فیضان ہوتا ہے۔ م۔ اصل لطائف خمسہ عالم امر ظلال اسماء الٰہی اند۔ ت۔ لطائف خمسہ عالم امر کے اصول اسماء الٰہی کے ظلال ہیں۔

Marfat.com

کہ تعبیر ازاں بولایت صغری مے کنند و اصل لطائف خمسہ خلق انوار ظلال اسماء اند۔
لہٰذا اصل لطائف امر اصل لطائف خلق شدند بدانکہ آدمی را سہ روح است۔
نباتی و حیوانی و انسانی کہ عبارت از نفس ناطقہ است و علاقہ او با جسم ورا، خروج و
دخول و اتصال و انفصال است۔ اہل تحقیق در بیان کیفیت روح دو فرقہ اند گروہے
برآنند کہ روح دراصل یکے است کہ آں را روح کل مے خوانند۔ گاہے ازآں تعبیر
بحقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے کنند و گاہے عقل اول و تعین اول و قلم
اعلیٰ مے گویند و طریق صدور ارواح جزئیہ ازآں ایں چنیں است کہ ہرگاہ جسم انسانی تسویہ یافت

کہ تعبیر ازاں بولایت صغری مے کنند۔ و اصل لطائف خمسہ عالم خلق انوار ظلال اسماء اند۔ لہٰذا اصل
لطائف امر اصل لطائف خلق شدند۔ ت۔ کہ ان کو ولایت صغری سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور
لطائف خمسہ عالم خلق کے اصول ان اسماء الٰہی کے ظلال کے انوار ہیں۔ (ظلال اسماء عالم امر
کے اصول ہیں۔ اور انوار ظلال اسماء عالم خلق کے اصول ہیں) اسی لئے لطائف خلق کے اصول
بھی لطائف امری کے اصول ہیں۔ (صرف ظل اور انوار ظل کا فرق لطیف ہے۔ م۔ بدانکہ
آدمی را سہ روح است۔ نباتی و حیوانی و انسانی کہ عبارت از نفس ناطقہ است۔ و علاقہ او
با جسم ورا، خروج و دخول و اتصال و انفصال است۔ ت۔ واضح ہو کہ آدمی کے تین روح ہیں۔
اول نباتی۔ (پیدائش و نشوونما کا) دوسرا حیوانی (خورد و نوش و تناسل وغیرہ معاون ذرائع حیات)
تیسرا انسانی جو کہ نفس ناطقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے (معاون اظہار ما فی الضمیر و تعلیم و تعلم و ذریعہ ادراکات
و جذبات و احساسات و حصول کمالات ارتقاء انسانی) اور اس کا تعلق جسم کے ساتھ خروج و
دخول و اتصال و انفصال سے علاوہ ہے۔ م۔ اہل تحقیق در بیان کیفیت روح دو فرقہ اند گروہے
برآنند کہ روح دراصل یکے است کہ آں را روح کل مے خوانند۔ و گاہے ازاں تعبیر بحقیقت
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے کنند۔ و گاہے عقل اول و تعین اول و قلم اعلیٰ مے گویند۔
ت۔ اور اہل تحقیق روح کی کیفیت بیان کرنے میں دو فرقہ ہیں۔ ایک فرقہ کا یہ مسلک ہے کہ روح
دراصل ایک ہی ہے۔ جس کو روح کل کہا جاتا ہے اور کبھی اس سے تعبیر بہ حقیقت محمدیہ کرتے ہیں۔ اور کبھی عقل اول

Marfat.com

عکس روح کل برایں جسم افتاد بواسطۂ آں آثار حیات در بدن پیدا مے شود چنانچہ جسم صیقلی بمقابلہ آفتاب روشن مے باشد و تقابل چونکہ شرط انعکاس است پس موت عبارت از رفع آں تقابل خواہد بود والیہ اشار المولوی المعنوی قدس سرہ ؎

مفترق شد آفتاب جانہا | در درون روزن ابدانہا
چوں نظر در قرص داری خود یکی است | آنکہ شد محجوب ابدان در شکی است
تفرقہ در روح حیوانی بود | نفس واحد روح انسانی بود

وتعبیر اول از قسم اعلیٰ ہوا کرتے ہیں۔ ہم دو طریق صدور ارواح جزئیہ از آں ایں چنیں است کہ ہرگاہ جسم انسانی تسویہ یافت۔ عکس روح کل برایں جسم افتاد۔ بواسطۂ آں آثار حیات در بدن پیدا می شود چنانچہ جسم صیقلی بمقابلۂ آفتاب روشن می باشد۔ و تقابل چونکہ شرط انعکاس است۔ پس موت عبارت از رفع آں تقابل خواہد بود۔ والیہ اشار المولوی المعنوی قدس سرہ ؎
مفترق شد آفتاب جانہا * اندرون روزن ابدانہا * چوں نظر در قرص داری خود یکی است * آنکہ شد محجوب ابدان در شکی است
تفرقہ در روح حیوانی بود * نفس واحد روح انسانی بود۔ اور ارواح جزئیہ کا صدور اس سے بدیں طور ہے کہ جب جسم انسانی تیار ہوا۔ تو (بہ ترتیب ظہور میں) روح کل کا عکس اس جسم پر واقع ہونے پر اس کے واسطے سے بدن میں زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں (یعنی حرکت و نشوونما و تدبیر بدن و استعداد) جس طرح کہ جسم صیقل شدہ آفتاب کے تقابل سے چمکتا ہے اور چونکہ انعکاس کے لئے تقابل شرط ہے۔ پس اس تقابل کا رفع موت سے تعبیر ہوگی۔ (روح کل کے فیضان انعکاس نہ ہونے سے نفس حیوانی تدبیر بدن کی استعداد سے محروم ہو کر خارج ہو جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔ مولوی معنوی قدس سرہ نے اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے (ترجمہ یہ ہیں) جانوں (ارواح جزئیہ) کا آفتاب (حقیقی نور یعنی روح کل) جو بام کے روشندانوں میں منعکس ہو کر مفترق ہوا (تو بظاہر کثرت ارواح کا منظر جلوہ گر ہوتا ہے مگر درحقیقت) قرص آفتاب کو ایک ہی نظر ہے (لیکن) ابدان متفرقہ کے (دیکھنے میں کثرت انعکاس) دیکھنے کا محجوب (تفرقہ ہے کثرت کے) شک میں ہے (درخت پر سورج کے انعکاس سے درخت کے سایہ میں دھوپ کی ٹکڑیاں منفرق نظر آتی ہیں سورج کی وحدت مشتبہ نہیں ہوتی)

Marfat.com

گفت حق رشّ علیہم نورہ — مفترق ہرگز نہ گردد نوراو
روح انسانی کہ نفس واحد است — روح حیوانی سفالِ جامد است
عقلِ جز از رمزِ ایں آگاہ نیست — واقفِ ایں سر بجز اللہ نیست
وفرقہ برآنند کہ ہر یکے از ارواح جزئیہ بغیر انعکاس لطافت ذاتیہ سے دارند۔
بدآں کہ محققان کامل کہ کشف ایشان مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است برانند۔

م گفت حق رشّ[1] علیہم نورہ ❊ مفترق ہرگز نہ گردد نوراو ❊ روح انسانی کہ نفس واحد[2] است ❊ روحِ حیوانی سفال جامد است ❊ عقل جز از رمز ایں آگاہ نیست ❊ واقف ایں سر بجز اللہ نیست۔ ت۔ ہاں تعزقہ تو روح حیوانی میں ہوتا ہے (کہ حیوانات کے افعال واطوار میں یکسانیت نہیں ہے۔ چھوٹے قسم کے حیوانات سے لے کر بڑے قسم کے حیوانات تک مشاہدہ کرلو۔ ہر ایک قسم کے اوضاع واطوار وافعال جدا جدا ہیں) روح انسانی نفس واحد ہے (عادات کے اختلاف پر بھی اوضاع واطوار میں یکسانیت ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالیٰ نے ان پر اپنا نور چھڑکا[3] (فیضان انعکاس فرمایا) تو حق کا نور ہرگز متفرق (پراگندہ) نہیں ہوسکتا ہے۔ انسانی روح مثل نفس واحد کے ہے اور حیوانی روح سفال جامد (بلا استعداد ادراک وبغیر تکلف کہ اس پر فیضان نور حق نہیں ہے) جزوی عقل اس رمز سے واقف نہیں ہے اور حق تعالیٰ کے سوا کوئی اس راز کا واقف نہیں ہے۔ (قال اللہ تعالیٰ۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً)

م۔ وفرقہ برانند کہ ہر یکے از ارواح جزئیہ بغیر انعکاس لطافت ذاتیہ میدارند۔ بداں کہ محققان کامل کہ کشف ایشان مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است برانند۔ ت۔ اور ایک فرقہ کا یہ مشرب ہے کہ ہر ایک ارواح جزئیہ میں سے بغیر (امداد) انعکاس کے (مستقل طور پر) لطافت ذاتیہ رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ محققین کامل جنکا علمی

---

[1] مثنوی کے ایک نسخہ میں لفظ چونکہ حق واقع ہے۔ اس بناء پر مطلب ظاہر ہے۔ اور ایک نسخہ میں گفت۔ حق رش آہ واقع ہے اس بناء پر فاعل گفت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حق مبتدا رش علیہم جملہ خبر واقع ہوگی۔ اور یہ اشارہ ہے ان اللہ خلق الخلق فی ظلمۃ فرش علیھم من نورہ۔ الحدیث کی طرف۔ ۱۲ مترجم۔ [2] کنفس واحدہ اشارہ ہے۔ آیت ھو الذی انشأکم من نفس واحدۃ کی طرف ۱۲ مترجم۔ [3] اس نور کے فیضان انعکاس سے انسان میں علم وادراک وخلافت کی استعداد کا افاضہ ہے ۱۲ مترجم۔

Marfat.com

کہ روح را دو بدن است. عنصری و مثالی در نشاءِ دنیا ببدن عنصری تعلق دارد و بعد فنائے این بدن بآن مثالی لطیف و در حشر باز ببدن عنصری تعلق خواہد گرفت وہمہ را معلوم است. کہ بدن عنصری درخواب معطل مے شود وآن بدن دیگر است کہ درخواب دیدہ مے شود۔ دریں حالت روح تدبیر ہر دو بدن میکند واما بدن عنصری فاسد شود و روح در عالم مثال سیر میکند عجائب عالم ملکوت را روح کمل اولیاء در حیات انسلاخ ازین بدن عنصری میتواند کرد کہ آن را انتزاع و انخلاع میخوانند وایں موت اختیاری است کہ بریاضت حاصل میشود۔

کشفِ صحیح مشکوٰۃ نبوت سے حاصل ہے۔ اس مسلک پر ہیں۔ م۔ کہ روح را دو بدن است۔ عنصری و مثالی۔ در نشاءِ دنیا ببدن عنصری تعلق دارد۔ و بعد فنائے این بدن بآں مثالی لطیف۔ و در حشر باز ببدن عنصری تعلق خواہد گرفت۔ وہمہ را معلوم است کہ بدن عنصری درخواب معطل میشود۔ وآن بدن دیگر است کہ درخواب دیدہ میشود۔ و دریں حالت روح تدبیر ہر دو بدن میکند۔ والا بدن عنصری فاسد شود۔ ت۔ کہ روح کا تعلق دو بدنوں سے ہوتا ہے۔ ایک تو یہ عنصری بدن (محسوس مجسم) ہے اور دوسرا بدن مثالی (برزخی) دنیاوی نمود و بود میں عنصری محسوس بدن سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس بدن عنصری (پر موت کے واقع ہونے) سے فاسد (ناقابل انعکاس) ہونے کے بعد اس بدن مثالی لطیف (برزخی) سے متعلق ہوتا ہے اور حشر میں پھر اسی عنصری بدن (بعد نشاءِ ثانیہ) متعلق ہوگا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ نیند کی حالت میں عنصری بدن معطل رہتا ہے۔ اور جو بدن خواب میں نظر آیا کرتا ہے۔ وہ دوسرا مثالی بدن ہے۔ اور اس نیند کی حالت میں روح ہر دو بدن (مثالی و عنصری) کی تدبیر کرتا ہے۔ ورنہ بدن عنصری (تعلق محض سے) فاسد ہو جائے۔ م۔ روح در عالم مثال سیر میکند عجائب ملکوت را۔ ت۔ عالم مثال میں روح کو عجائبات ملکوت کی سیر حاصل ہوتی ہے۔ م۔ روح کمل اولیاء در حیات انسلاخ ازیں بدن عنصری مے تواند کرد۔ کہ آنرا انتزاع وانخلاع مے خوانند۔ وایں موت اختیاری است کہ بریاضت حاصل مے شود۔ ت۔ اولیاء کاملین کی روح حیات دنیا میں اس بدن عنصری سے بہ اختیار خود جدا ہوسکتی ہے۔ اس حالت کو اصطلاح تصوف میں انتزاع و انخلاع بھی کہتے ہیں۔ اور یہ انسلاخ از قسم موت اختیاری ہے۔ جو کہ ریاضات سے حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

واختلاف است دریںکہ آفرینش ارواح قبل از تخلیق اجسام است یا بعد آن گروہے بسوئے اول رفتہ اند دلیل شان قولہ تعالٰے هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين الخ وگروہے بجانب ثانی میلے دارند دلیل او شان قولہ تعالیٰ واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى الخ وقولہ علیہ السلام عن عمرو بن عيينة مرفوعا ان الله خلق ارواح العباد قبل العباد بالفى عام فما تعارف منها ائتلف وما تناكر اختلف وہمیں طرف رفتہ اند اہل کشف وشہود مولوی معنوی قدس سرہ میفرمایند

م۔ واختلاف است دریں کہ آفرینش ارواح بعد از تخلیق اجسام است یا قبل آں۔ گروہے بسوئے اول رفتہ اند۔ دلیل شان قولہ تعالیٰ هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين۔ وگروہے بجانب ثانی میلے دارند دلیل او شان قولہ تعالیٰ واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى آہ وقولہ علیہ السلام عن عمرو ابن عيينة مرفوعا ان الله خلق ارواح العباد قبل العباد بالفى عام فما تعارف منها ائتلف وما تناكر اختلف وہمیں طرف رفتہ اند اہل کشف وشہود۔ مولوی معنوی قدس سرہ میفرمایند۔

ف۔ اس امر میں اختلاف ہے۔ کہ ارواح کی آفرینش اجسام کی تخلیق سے بعد ہے یا اس سے پہلے ایک فرقہ تکوین ارواح کا بعد از تخلیق اجسام کے قائل ہے۔ ان کی دلیل قول باری تعالےٰ هل اتى على الانسان الایہ اور ولقد خلقنا الانسان الایہ اور ایک گروہ کا میلان ورجحان دوسرے مسلک کی طرف ہے۔ ان کی دلیل قول باری تعالیٰ واذ اخذ ربك من بنی آدم الایہ اور حدیث مرفوع کہ اللہ تعالےٰ نے ارواح عباد کو دو ہزار سال عباد سے پہلے پیدا کیا۔ پھر (دنیا میں آکر) جن کا باہمی سابقہ تعارف ہوتا ہے۔ وہ آپس میں الفت کرتے ہیں اور بصورت تناکر (عدم تعارف سابقہ) ایک دوسرے سے بیگانہ رہتے ہیں۔ اہل کشف وشہود کا یہی مسلک ہے۔ مولوی معنوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

طوطی کاید ز وحی آواز او | پیش ز آغاز وجود آغاز او
اندرون تست آں طوطی نہاں | عکس او تو دیدۂ براین و آں
میبرد شادیت را تو شاد ازو | مے پذیری ظلم را تو داد ازو
ایکہ جاں را بہر تن تو سوختی | سوختی جاں را و تن افروختی

باید دانست کہ نزد اہل تحقیق روح و نفس و قلب متحد بالذات اند و متفاوت بالاعتبار و الیہ اشار المولوی المعنوی قدس سرہٗ۔ مثنوی

ایں تفاوت عقلہا را نیک داں | در مراتب از زمیں تا آسماں
ہست عقلے ہمچو قرص آفتاب | ہست عقلے کمتر از ذرہ شہاب
ہست عقلے چوں چراغ سر خوشی | ہست عقلے چوں ستارہ آتشی
اے خنک آنکس کہ عقلش نر بود | نفس زشتش مادہ و مضطر بود
وائے آں عقلے کہ او مادہ بود | نفس زشتش نر و آمادہ بود

وہ طوطی جس کی آواز وحی سے آتی ہے۔ اس کا آغاز وجود (تن) کے آغاز سے پہلے ہے۔ وہ طوطی تیرے اندر میں پوشیدہ ہے۔ اس کا عکس تو نے زید و عمر جزئیات پہ دیکھا ہے وہ تیری شادی کو لے جا رہا ہے اور تو اس سے خوش ہے۔ ظلم کو تو اس سے انصاف جانتا ہے۔ تو نے جان کو تن کے لئے جلایا اور جان کو جلا کر تن کو چمکایا۔ جاننا چاہیئے۔ کہ اہل تحقیق کے نزدیک روح نفس و قلب فی ذاتہ تو ایک ہی چیز ہیں۔ لیکن اعتبار و تعبیرات میں جدا جدا ہیں۔ مولوی معنوی قدس سرہٗ نے اسی معنی کی طرف مثنوی میں اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس امر کو خوب سمجھ لو۔ کہ عقول انسانی کے مراتب و مدارج میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بعض عقول تو قرص آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ اور بعض ذرہ شہاب سے بھی کمتر۔ بعض عقول چراغ کی طرح ٹمٹماتے ہیں اور بعض آگ کے شراروں کی طرح چمکتے ہیں۔ خوش نصیب وہ شخص ہے جس کا عقل مذکر (غالب) ہو اور نفس بصورت مادہ اور عاجز ہو۔ بدنصیب وہ شخص کہ جس کا عقل مادہ (مغلوب) اور نفس بصورت مذکر اور آمادہ (تیار) ہو۔

Marfat.com

لاجرم مغلوب باشد عقل او — جز سوئے خسراں نباشد نقل او
عقل دو عقل است اول مکسبی — کہ درآموزی بحرف مکتبی
از کتاب و اوستاد و ذکر و فکر — از معانی وز علوم زید و بکر
عقل تو افزوں شود از دیگراں — لیک تو باشی زحفظ او گراں
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت — لوح محفوظ است کوزاں درگذشت
عقل دیگر بخشش یزداں بود — چشمۂ آں درمیان جاں بود
چوں زسینہ آب وآتش جوش کرد — نے شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد
گر رہ نبعش شود بستہ چہ غم — کو ہمے جوشد زخانہ دمبدم
عقل تحصیلی مثال جو ہما — کاں رود در خانہ ہا از کوہہا
راہ آبش بستہ شد شد بے نوا — تشنہ ماند و زار باصد ابتلاء
اندرون خویشتن جو چشمہ را — تا رہی از منت ہر ناسزا

خواہ مخواہ اسکا عقل مغلوب ہوگا۔ اور شومیٔ نفس اسکو خسران کی طرف دھکیلیگی۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں
کہ عقل دو قسم ہے۔ ایک قسم عقل کسبی جو کہ مدارس میں بذریعہ تعلیم حاصل ہوتا ہے۔ کتابوں کے مطالعہ اور
استاد کی امداد اور ہمدرسوں کے ساتھ بحث وتکرار سے عمدہ ولطیف معانی اور علوم نادرہ کی تحصیل
سے اخذ کیا جاتا ہے۔ ایسے طور پر اکتساب میں تیرا عقل دوسروں سے تو بڑھ جائیگا۔ لیکن تو اسکے حفظ و یادداشت
میں گراں بار ہوگا۔ اسکے دور وگشت (تکرار وانضباط) میں تو لوح حافظ ہوگا۔ لوح محفوظ وہ ہے جو کہ
ان جھمیلوں سے بالاتر ہے۔ عقل کی دوسری قسم عطائے ربانی ہے جسکا چشمہ جان کے اندر ہے جب (صاحب علم
لدنی) کے سینہ سے اسکے عقل نے پانی کیطرح جوش مارا تو وہ پانی نہ خراب ہوتا ہے نہ پرانا نہ زرد۔ اسکی راہ منبع
(پہاڑی چشمہ) اگر بند بھی ہو جائے تو غم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ گھر (سینۂ عارف) سے دمبدم جوش مارتا ہے عقل تحصیلی
(کسبی) مثل نہر کے ہے جو کہ پہاڑوں سے اترکر اسکا پانی گھروں میں آتا ہے۔ اگر اسکے پانی کی راہ (پہاڑی چشمہ) بند ہو جائے۔
تو لوگ بے سروسامان ہو جاتے ہیں اور پیاسے ولاچار اور سینکڑوں ابتلاؤں آزمائش (حصول آب کیلئے باہمی نزاع وغیرہ)
میں پڑ جاتے ہیں۔ اے عاقل! اپنے اندر کے چشمۂ ودیعت ربانی کی تلاش میں جدوجہد کرتا کہ ہر نااہل وناکس کی

Marfat.com

وصل ۔ او سبحانہ و تعالیٰ وجود را بر سہ عالم منقسم فرمودہ و منشاء تقسیم تو ہستی چوں از میان برخیزی پس وجود واحد است عالم دنیا و برزخ و آخرت یعنی ملک و ملکوت و جبروت جسم از عالم ملک و نفس از عالم ملکوت و روح از عالم جبروت پس انسان را از مجموع عوالم ثلثہ آفرید در عالم دنیا حکم بر ظاہرش ہست و نفس و روح مخفی و روح باقی است بقدر عمر شخص بعدہ ازیں عالم او را نقل کنند بعالم برزخ تا روز حشر بعد قیامت ہمہ ارواح را از عالم برزخ بطرف عالم آخرت نقل خواہند نمود فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر

م ۔ وصل ۔ او سبحانہ و تعالیٰ وجود را بر سہ عالم منقسم فرمودہ ۔ و منشاء تقسیم تو ہستی ۔ چوں از میان برخیزی ۔ پس وجود واحد است ۔ عالم دنیا و برزخ و آخرت ۔ یعنی ملک و ملکوت و جبروت جسم از عالم ملک و نفس از عالم ملکوت و روح از عالم جبروت ۔ پس انسان را از مجموع عوالم ثلثہ آفرید ۔ ت ۔ او سبحانہ و تعالیٰ شانہ نے وجود (ظلی) کو تین قسموں پر منقسم فرمایا ہے اور (ہاں اے تعین) منشاء تقسیم تیری ہستی (تعین) ہے ۔ جب تو (اے مخاطب) اپنی ہستی (تعین سے قطع نظر کرکے خودی موہومہ) کو درمیان سے اٹھادے[1] ۔ تو (حقیقتاً) وجود صرف ایک ہی ہے (والملک لمن غلب) وہ تین قسم یہ ہیں ۔ ایک تو عالم دنیا یعنی عالم ملک (اسباب و ابتلاء) دوسرا برزخ یعنی عالم ملکوت و مثالی تیسرا آخرت یعنی عالم جبروت و سلب اختیارات مجازی ۔ جسم عالم ملک (مادی اسباب) سے ہے ۔ اور نفس عالم ملکوت و مثال سے ہے اور روح عالم جبروت (عالم امر) ۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجموعہ تین عوالم سے پیدا کیا ۔ م ۔ در عالم دنیا حکم بر ظاہرش ہست و نفس و روح مخفی ۔ و روح باقی است بقدر عمر شخص بعدہ ازیں عالم او را نقل کنند بعالم برزخ تا روز حشر ۔ بعد قیامت ہمہ ارواح را از عالم برزخ بطرف عالم آخرت نقل خواہند نمود ۔ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر ۔ ت ۔ عالم دنیا (متعلق بالاسباب) میں انسان کے ظاہر (جسم مادی) پر حکم ہوتا ہے ۔ نفس و روح مخفی ہیں اور روح کا تعلق جسم کے ساتھ بقدر عمر شخص کے باقی رہتا ہے ۔ اسکے بعد اسکو اس عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل کرینگے (بغرض جزائے جزا و سزا ابتلائے دنیاوی پر) کوئی تو جنت میں ہوگا اور کوئی نار میں ۔

---

[1] او پردہ کو تعین کے درِ دل سے اٹھادے ۔ کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہاں کا (غالب دہلوی)

پس برائے نقل از دنیا موت را بواسطۂ عزرائیل علیہ السلام موکل فرمود دریں نقل تبدیلی جسم مثالی از جسم عنصری میشود۔ بلیٰ قادرین علیٰ ان نبدل امثالکم وننشئکم فیما لا تعلمون مخبر است از ہمیں نشأت برزخیہ و برزخ بر دو قسم است یکے آنکہ ہمہ ارواح بعد خلقت ازلیہ دراں موجود اند و بعد آفرینش جسم نقل کردہ متعلق بجسم مے شود۔ تا حیات دنیا۔ و دوئم آنکہ ارواح بعد نقل از دار دنیا دراں عالم فراہم میشوند الی یوم النشور

م۔ پس برائے نقل از دنیا موت را بواسطۂ عزرائیل علیہ السلام موکل فرمود۔ دریں نقل تبدیلی جسم مثالی از جسم عنصری مے شود۔ بلیٰ قادرین علیٰ ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون مخبر است از ہمیں نشأت برزخیہ۔ ف۔ اور دنیا سے منتقل کرنے کے لئے موت کو بواسطۂ عزرائیل علیہ السلام مؤکل فرمایا۔ اس نقل و حرکت میں جسم عنصری (مادی) سے جسم مثالی (برزخی) میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ بلیٰ قادرین الایۃ (ہاں ہم قادر ہیں۔ کہ تمہارے عنصری اجسام کو مثالی برزخی ابدان میں تبدیل کرکے تمہیں ایسے ابدان میں پھر اٹھا دیں۔ جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔ انتہیٰ) اسی پیدائش برزخیہ سے خبر دے رہا ہے۔ م۔ برزخ بر دو قسم است۔ یکے آنکہ ہمہ ارواح بعد خلقت ازلیہ دراں موجود اند۔ و بعد آفرینش نقل کردہ متعلق بجسم میشوند تا حیات دنیا۔ دوم آنکہ ارواح بعد نقل از دار دنیا دراں عالم فراہم مے شوند الی یوم النشور۔ ف۔ برزخ دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ سب ارواح خلقت ازلیہ کے بعد (اجسام میں آنے سے پہلے) اس میں موجود ہیں (جو کہ عالم قدس سے تعبیر ہے۔) اور پیدائش و تکمیل جسم کے بعد برزخ سے منتقل ہو کر دنیاوی زندگی کی میعاد مقرر تک جسم عنصری کے ساتھ متعلق رہتے ہیں۔ دوسرا قسم وہ ہے کہ ارواح دار دنیا سے انتقال کے بعد اُس عالم برزخیہ میں یوم النشور... تک جمع رہتی ہیں۔

لہ لطیفہ عالم امر یعنی روح کو عالم خلق کے اسباب مادی (جسم) سے برزخ مثالی (نفس ناطقہ) کی سرایش سے متعلق (چسپاں) کیا تو اس اعتدال مزاج سے میعاد مقررہ تک ابتغاءً لمرضات اللہ ابتلائے خلافت ارضی کی استعداد ظاہر ہوتی ہے۔ جب میعاد مقررہ ختم ہوگئی تو سرایش (نفس ناطقہ) کے خروج سے موت واقع ہوتی ہے۔ روح کا تعلق منقطع و عالم اسباب کے مادی عوارض و تشریعی احکام مرتفع۔ ہاں منعم علیہم کے اجسام لطیفہ اپنے ارواح نفسیہ سے اسی طرح بلکہ علی وجہ الکمال بوجہ ارتفاع حجابات عادیہ و عوائق اسباب مادیہ کے مستفیض رہتے ہیں لقولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ مترجم

Marfat.com

وازاں عالم نقل بعالم آخرت خواہند کردنہ بطرف دنیا ودریں برزخ ثانی بہشت و دوزخ اند سوائے بہشت و دوزخ کہ در عالم آخرت قرارگاہ دائمی خواہد بود بخلاف برزخیہ کہ اور نہایتے است مادامت السموات والارض وبعد فنا زمین وآسمان ہمہ ارواح را از جنت ونار برزخیہ بعالم آخرت نقل خواہند کنانید قولہ تعالے فاما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک واما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا زفیر وشہیق خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک مخبر از ہمیں جنت ونار برزخیہ است نہ اُخرویہ۔ علماء ظاہر چونکہ از کشف ایں معنی بے خبر اند

م۔ وازاں عالم نقل بعالم آخرت خواہند کرنہ بطرف دنیا۔ ودریں برزخ ثانی بہشت و دوزخ اند سوائے بہشت و دوزخ کہ در عالم آخرت قرارگاہ دائمی خواہد بود۔ بخلاف برزخیہ کہ اور انہایتے است مادامت السموات والارض۔ وبعد فناء زمین وآسمان ہمہ ارواح را از جنت و نار برزخیہ بعالم آخرت نقل خواہند کنانید۔ قولہ تعالیٰ فاما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک۔ واما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا زفیر وشہیق خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک۔ مخبر از ہمیں جنت ونار برزخیہ است نہ اُخرویہ[1] علماء ظاہر از کشف ایں معنی بے خبر اند۔ ت۔ اس دوسری برزخ میں بھی جنت و دوزخ ہیں سوائے اس جنت ونار کہ عالم آخرت میں دائمی قرارگاہ ہونگے۔ بخلاف (جنت ونار) برزخیہ کے کہ ان کی انتہا مادامت السموات والارض (زمین وآسمان کی بقاء) تک ہے۔ اور بعد فناء زمین وآسمان کے سب ارواح جنت ونار برزخیہ سے عالم آخرت کی طرف منتقل کرائیں گے۔ قولہ تعالیٰ فاما الذین سعدوا الآیۃ اسی جنت ونار برزخیہ سے خبر دے رہی ہے۔ اخرویہ مراد نہیں ہے۔ علماء ظاہر چونکہ اس معنی سے بے خبر ہیں۔

---

[1] گویم نظر بسباق اعنی ذالک یوم مجموع لہ الناس وذالک یوم مشہود۔ دال است بر جنت ونار اُخرویہ وتقیید بہ مادامت السموات والارض بعد انضمام الا ما شاء ربک منافی آں نیست۔ ۱۲ منہ (حضرت سیدنا مصنف قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آیت سابقہ یعنی ذالک یوم مجموع لہ الناس وذالک یوم مشہود جنت ونار اُخرویہ پر دال ہے۔ اور مادامت السموات والارض کی تقیید وتعیین مدت بعد انضمام فقرہ الا ما شاء ربک اس دلالت کے منافی نہیں ہے ۱۲ ترجمہ)

Marfat.com

لہٰذا ہر جاکہ ذکر جنت و نار در قرآن مجید آمدہ محمول بر اخرویہ نمودہ اند شیخ اکبر و اتباع او درایں معنے منفرد ند و حق ہمیں معلوم مے شود زیرا کہ اختلاف احکام و آثار دلیل است بر اختلاف آنہا چنانچہ تقیید بما دامت السمٰوات والارض دلالت مے کند۔ بر عدم خلود[1] و لفظ خالدین فیہا من غیر تقیید دال است بر خلود و کذا قولہ تعالیٰ لھم رزقھم فیہا بکرۃ وعشیا وکذا النار یعرضون علیہا غدوّا و عشیا۔ دال است بر بودن صبح و شام و قولہ تعالیٰ لا یرون فیہا شمسا ولا زمہریرا دال است بر خلاف آں و ہمچنیں قصہ آدم و حوا علیہما السلام کہ اول بحکم یا ادم اسکن انت و زوجک الجنۃ سکونت در جنت گرفتہ بود و بحکم فاخرجہما مما کانا فیہ

م۔ لہٰذا ہر جاکہ ذکر جنت و نار در قرآن مجید آمدہ محمول بر اخرویہ نمودہ اند۔ ت۔ اس لئے قرآن مجید میں جہاں بھی جنت و نار کا ذکر آیا ہے۔ انھوں نے اس کو جنت و نار اخرویہ پر محمول کیا ہے۔ م۔ شیخ اکبر و اتباع او دریں معنی متفرد اند و حق ہمیں معلوم مے شود۔ زیرا نکہ اختلاف احکام و آثار دلیل است بر اختلاف آنہا۔ چنانچہ تقیید بر مادامت السمٰوات والارض دلالت مے کند بر عدم خلود۔ و لفظ خالدین فیہا من غیر تقیید دال است بر خلود و کذا قولہ تعالیٰ۔ ولھم رزقھم فیہا بکرۃ وعشیا و کذا قولہ تعالیٰ النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا۔ دال است بر بودن صبح و شام۔ و قولہ تعالیٰ لا یرون فیہا شمسا ولا زمہریرا۔ دال است بر خلاف آں۔ و ہمچنیں قصۂ آدم و حوا علیہما السلام کہ اول بحکم یا ادم اسکن انت و زوجک الجنۃ سکونت در جنت گرفتہ بودند و بحکم قولہ تعالیٰ فاخرجہما مما کانا فیہ۔ ت۔ جنت و نار برزخیہ کا وجدان حضرت الشیخ اور ان کے اتباع کی ذاتی رائے ہے اور حق بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ احکام و آثار کا اختلاف جنت و نار کے اختلاف اقسام پر دال ہے۔ جیسا کہ مادامت السمٰوات کی قید عدم خلود پہ دال ہے۔ اور لفظ خالدین فیہا بغیر قید کے خلود پر دال ہے۔ اور ایسا ہی قولہ تعالیٰ ولھم رزقھم فیہا اہ (جنت میں ان کو صبح و شام رزق ملتا ہے) اور ایسا ہی قولہ تعالیٰ النار یعرضون علیہا اہ (صبح شام دوزخ پر پیش کئے جاتے ہیں) ان آیات سے صبح و شام کے ثبوت پر دلالت ہے اور قولہ تعالیٰ لا یرون فیہا شمسا اہ (جنت میں دھوپ اور سردی نہ دیکھینگے) اس کے خلاف

[1] اے علی بعض الوجوہ المحتملۃ فی قولہ تعالیٰ الا ما شاء ربک۔ فتدبر۔ ۱۲ منہ۔

Marfat.com

اخراج واقع گردید وکذا قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین وکذا قولہ فاکلا منہا فبدت لھما سوأتھما دلالت کند برایں کہ ایں ہمہ معاملات درجنت اخرویہ نبودہ زیراکہ درشان او آمدہ اکلہا دائم لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ وبعد دخول آں خروج نیست وما ھم عنھا بمخرجین وشیطان دراں داخل شدن نمے تواند۔ وحرام است بر دیگرے قبل دخول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحدیث خلقت آدم وحوا علیہما السلام کہ مروی است از ابن مسعود وابن عباس وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین وحدیث القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران۔

پر دال ہے۔ اور ایسا ہی آدم وحوا علیہما السلام کا قصہ کہ اول الحکم یاآدم اسکن الایۃ جنت میں سکونت ملی اور بمقتضائے فاخرجہما الایۃ۔ م۔ اخراج واقع گردید۔ وکذا قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین۔ وکذا قولہ تعالیٰ فاکلا منہا فبدت لھما سوأتھما۔ دلالت کند براینکہ ایں ہمہ حالات درجنت اخرویہ نبود۔ زیرانکہ درشان او آمدہ اکلہا دائم لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ وبعد دخول آں خروج نیست۔ وما ھم عنہا بمخرجین۔ وشیطان دراں داخل شدن نمے تواند۔ وحرام است بر دیگرے قبل دخول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وحدیث خلقت آدم وحوا علیہما السلام کہ مروی است از ابن مسعود وابن عباس وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ وحدیث القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران۔ ف۔ اخراج واقع ہوا۔ اور ایسا ہی قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ اور ایسا ہی فاکلا منہا آہ اس پر دال ہیں کہ یہ سب معاملات جنت اُخرویہ میں واقع نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس کی شان میں وارد ہے۔ کہ جنت کا کھانا دائمی ہوگا۔ نہ بند ہوگا اور نہ کسی قسم کی رکاوٹ واقع ہوگی اور جنت اُخرویہ میں دخول کے بعد خروج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ جنت سے نکالے نہ جائیں گے۔ اور شیطان جنت اُخرویہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جنت اُخرویہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی اور شخص کا داخلہ ممنوع ہے اور حدیث پیدائش آدم وحوا علیہما السلام کہ ابن مسعود وابن عباس وغیرہم سے مروی ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور نیز یہ حدیث کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا

Marfat.com

نیز دلالت می کند بر جنت و نار برزخیہ واللہ اعلم وعلمہ اتم وصل نزد قوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم محقق آن است کہ بیت ؎

قرب او را وصال مے گویند ؏ وصل او را محال مے گویند

و معنی مشاہدۂ ذات و تجلی ذات ذہول سالک است و بیخبری از غیر حق سبحانہ لاندرکہ الابصار و لا تمثلہ الافکار بیت ؎

ہر زمانہ روئے جاناں در حجابے دیگر است ؏ چوں کشائی یک نقابے پس حجابے دیگر است

کاملے فرمود۔ بیت

تو مباش اصلاً کمال این است و بس ؏ رو در وگم شو وصال این ست و بس

م۔ دلالت مے کند بر جنت و نار برزخیہ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ ف۔ جنت و نار برزخیہ پر ہی دال ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ م۔ وصل۔ نزد قوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ محقق آنست کہ بیت

قرب او را وصال میگویند ؏ وصل او را محال مے گویند۔ و معنی مشاہدہ ذات و تجلی ذات ذہول سالک است و بیخبری از غیر حق سبحانہ لاندرکہ الابصار و لا تمثلہ الافکار بیت ؎

ہر زمانہ روئے جاناں در حجابے دیگر است ؏ چوں کشائی یک حجابے پس نقابے دیگر است

کاملے فرمودہ بیت۔ تو مباش اصلاً کمال این است و بس ؏ رو در وگم شو وصال این ست و بس

ف۔ قوم (حضرات صوفیائے کرام) کے نزدیک محقق ثابت یہ امر ہے کہ (ذات حق سبحانہ و تعالیٰ تک وصال بمعنی رسائی تو ناممکن ہے قرب تعلق کو وصال سے تعبیر کیا جاتا ہے) بیت۔ قرب حق کو وصال کہتے ہیں ؏ وصل اس کا محال کہتے ہیں ؏ اور (عبارات قوم میں جو کہ) مشاہدۂ ذات و تجلائے ذات وارد ہے اس سے مراد غیر حق سبحانہ سے سالک کا ذہول اور بے خبری ہے۔ کیونکہ ذات تو آنکھوں کے ادراک اور قلبی افکار کی تمثیلات سے بالاتر ہے ہر زمان میں شئونات روئے جاناں اور ہی حجاب میں ہوتے ہیں مجاہدات سے ایک حجاب کا ارتفاع دوسرے نقاب کو پیش کرتا ہے۔ کسی کامل نے فرمایا ہے کہ تو اپنی ہستی موہومہ کو قطعاً مٹا دے اور خود بینی کا وہم دور کر دے بس اسی کا نام کمال طلب ہے۔ اور منازل سلوک و مشاہد عشق میں حجاب خود بینی کو فنا کر دے بس اسی استغراق کا نام وصال ہے۔ خودی کو مٹا دے یہی ہے کمال ؏ تو خود کو فنا کر یہی ہے وصال

Marfat.com

بیان توحید افعالی

فناء سالک عبارت ازاں است کہ خارج شود از نسبت افعال بخود یعنی قبل ازیں افعال وحرکات و سکنات کہ بخود و دیگراں نسبت مے کرد ہمہ را بحق منسوب داند بحکم غلبۂ حال و مشاہدۂ آنکہ ظہور ہر فعل و کون را منبعے است از مستندات الٰہیہ پس ناچار توحید فی الاضافہ نقد وقت او گردد۔ آرے نسبت امور حسنہ بسوے اطلاق و سیئہ بجانب تنزل دریں مقام مشرب ارباب تحقیق وہمم عالیہ است کہ قل کل من عند اللہ

بیان توحید افعالی۔ م ۔ فنا سالک عبارت ازاں است کہ خارج شود از نسبت افعال بخود۔ یعنی قبل ازیں کہ نسبت افعال وحرکات و سکنات کہ بخود و دیگراں نسبت مے کرد۔ ہمہ بحق منسوب داند بحکم غلبۂ حال و مشاہدۂ آنکہ ظہور ہر فعل و کون را منبعے است از مستندات الٰہیہ پس ناچار توحید فی الاضافہ نقد وقت او گردد۔ آرے نسبت امور حسنہ بسوئے اطلاق و سیئہ بجانب تنزل دریں مقام مشرب ارباب تحقیق وہمم عالیہ است کہ قل کل من عند اللہ۔ ت۔ اصطلاح (اصطلاح قوم میں) فناء سالک اس معنی سے عبارت ہے کہ سالک (سالک توحید) افعال کی نسبت اپنی طرف کرنے سے خارج ہو۔ یعنی اس (منزل) سے پہلے جو افعال وحرکات و سکنات اپنی اور دوسروں کی طرف نسبت کیا کرتا تھا۔ سب کو حق کی طرف منسوب سمجھے۔ بوجہ غلبۂ حال کے اور نیز بوجہ مشاہدہ اس معنی کے کہ ہر فعل اور نتیجہ کا ظہور مستندات الٰہیہ کے چشمہ سے ہوتا ہے (حقیقتاً افعال و نتائج کی تخلیق من جانب اللہ ہے) پس نظر بہ حقیقت ضرورۃً توحید فی الاضافۃ (افعال و نتائج کی تخلیق میں نظر بسوئے مستندات الٰہیہ) سالک کے نقد وقت ہو گی۔ ہاں (تفصیل میں) امور حسنہ کی نسبت اطلاق کی طرف اور امور سیئہ (برائیوں) کی نسبت تنزل (تعینات) کی جانب اس مقام (منزل) میں اصحاب تحقیق اور بلند ہمت عالی ظرف والوں کا مشرب ہے۔ (اور فرق مراتب کا لحاظ) کیونکہ مضمون۔ منطوق لازم الوثوق۔ یا رسول اللہ فرمادو۔ کہ سب خیر و شر کی تقدیر من جانب اللہ ہے۔

Marfat.com

وما اصابك من سيئة فمن نفسك ہر دو نصب العین ایشان است بلکہ در اضافت بسوئے اطلاق عنوان کلی حملی کہ مدلول کل من عند اللہ است راہ مرعی میدارند واز نسبت تفصیلی اجتناب مے ورزند ـ

بیان توحید صفاتی

وہمچنیں خارج شود از اضافت صفات بسوئے غیر یعنی صفات امکانیہ را تنزل ہماں صفات اطلاقیہ داند ـ ونیز ذوات متعددہ متغایرہ بحسب الوہم را حقیقت واحدہ متعینہ بہر تعین اذعان مے نماید نہ بطریق انحصار مطلق در مقید کہ غایت مطمح نظر ارباب معقول و فلاسفہ است ـ بلکہ او سبحانہ و تعالیٰ را متعین بنفسہ بتعین غیر زائد جامع للمتعینات مع حفظ الوحدانیتہ داند ـ

م وما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك ہر دو نصب العین ایشان است بلکہ در اضافت بسوئے اطلاق عنوان کلی حملی ـ کہ مدلول کل من عند اللہ است راہ مرعی میدارند ـ واز نسبت تفصیلی اجتناب مے ورزند ـ ت ـ اور حسنات (خیر) فیضان خیر من جانب اللہ ہے اور اصابہ سیئات (و شر) تمہارے ہی نفس کی شامت سے ہے یہ دونوں نصب العین حضرات صوفیہ کے پیش نظر ہیں ـ بلکہ اطلاق کی طرف اضافت میں کلی حملی کے عنوان کو کہ کل من عند اللہ (سب خیر و شر اللہ کی تقدیر سے ہے) کا مدلول ہے ملحوظ رکھتے ہیں ـ اور نسبت تفصیلی سے پرہیز کرتے ہیں ـ م وہمچنیں خارج شود از اضافت صفات بسوئے غیر ـ یعنی صفات امکانیہ را تنزل ہماں صفات اطلاقیہ داند ـ ت ـ اور ایسا ہی وہ سالک صفات کو غیر کی طرف نسبت کرنے سے خارج ہوتا ہے ـ صفات امکانیہ دنیوی صفات اطلاقیہ کا تنزل سمجھتا ہے (سالک کی نظر میں صفات اطلاقیہ ہی مشہود ہوتے ہیں ـ حقیقتاً افعال کو انہی کی طرف منسوب جانتا ہے) م ـ ونیز ذوات متعددہ متغایرہ بحسب الوہم را حقیقت واحدہ متعینہ بہر تعین اذعان مے نماید ـ نہ بطریق انحصار مطلق در مقید کہ غایت مطمح نظر ارباب معقول و فلاسفہ است ـ ت ـ اور نیز متنوع تغیرات و تعدد سے جو کہ ذاتہائے متعددہ کا وجود بسبب تعینات مختلفہ ہے ان سب کو ایک ہی حقیقت متعین بہر تعین اذعان کرتا ہے ـ (وہ بھی) نہ بطریق انحصار مطلق در مقید میں ـ کیونکہ یہ تو اہل معقولات و فلاسفہ کا منتہائے نظر ہے ـ

Marfat.com

وآں ہم لا علی طریق الحصر کمزعوم المتکلمین واہل الظواہر فان الحق الجمع بین التنزیہ والتشبیہ عند القوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم باآنکہ مے فرمایند۔

ع۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

بیان توحید ذاتی

معرفت کاملاں محقق و عارفاں مدقق آن است کہ تغایر حقیقی و ذاتی منفی بود و تغایر صوری و اعتباری مثبت و احکام و آثار ہر یکے جاری باشد و تحقیق مذکور مصحح نیست برائے حمل او سبحانہ بر ممکن کہ گفتہ شود زید خدا است مثلاً چہ ایں عزیزاں حفظ مراتب را از ضروریات مے شمارند۔

م۔ بلکہ او سبحانہ و تعالیٰ را متعین بنفسہ بتعین غیر زائد مجامع للتعینات مع حفظ الورائیۃ دانند۔ وآں ہم لا علی طریق الحصر کمزعوم المتکلمین واہل الظواہر فان الحق الجمع بین التنزیہ والتشبیہ عند القوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم باآنکہ میفرمایند۔ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔ ت۔ بلکہ او سبحانہ و تعالیٰ کو متعین بذات خود ساتھ ایسے تعین کے جو کہ خارج اور زائد از ذات نہیں ہے۔ اور جامع کل تعینات بلحاظ حفظ ورائیت ذات (وراء الورا وعن ادراک الوری) کے جانتا ہے۔ اور پھر وہ بھی نہ بطریق حصر مطلق درحقیقت جیسا کہ متکلمین اور علماء اہل ظواہر کا مزعوم ہے۔ کیونکہ صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عندیہ حق جمع کرنا ہے درمیان تشبیہ و تنزیہ کے بمصداق اس قول کے کہ فرماتے ہیں کہ (اطوار وجود و شئونات صفات و احکام تنزلات میں) حفظ مراتب و اختلاف آثار کو ملحوظ نہ رکھنا زندیقیت ولادینی ہے (فان الاحکام یختلف باختلاف اطوار الوجوب والامکان۔ م۔ معرفت کاملاں محقق و عارفان مدقق آنست کہ تغائر حقیقی و ذاتی منفی بود۔ و تغائر صوری و اعتباری مثبت۔ و احکام و آثار ہر یکے جاری باشد۔ و تحقیق مذکور مصحح نیست برائے او سبحانہ و تعالیٰ بر ممکن۔ ت۔ کاملان محقق و عارفان مدقق کی معرفت یہ ہے کہ (مابین واجب و ممکن) کے حقیقتاً و بالذات کوئی تغائر نہیں ہے۔ اور بحسب صورت و اعتبار (بحسب اطلاق و تنزل) تغائر کا اثبات ہے۔ اور ہر ایک حقیقت و اعتبار (وجوب و امکان و اطلاق و تنزل) کے احکام و آثار علیحدہ علیحدہ جاری ہوتے ہیں۔ اور اس تحقیق سے او سبحانہ و تعالیٰ کو ممکن پر حمل کرنیکا جواز ثابت نہیں

Marfat.com

بخلاف ناقصین کہ اصلاً تمائزے در مراتب الوہیتہ و عبدیت نمے کنند و احکام مختصہ حضرت الوہیتہ را مشترک مے فہمند و بناءً علی ہذا لیسجدون للممکن و تاویلات رکیکہ مفضیہ الی التحریف مے نمایند ضلوا و اضلوا کثیراً و نمیدانند کہ امتثال امر شارع نزد صوفیہ صافیہ اہل وحدت وجود قدست اسرارہم مقدم است بر مشہودات بلکہ مشہود ایں عزیزان ہیچ جا مخالف کتاب و سنت واقع نہ شدہ ناقصاں بر طبق فہم خویش دو فرقہ شدند مخالفین و مکفرین دوئم تابعین از جملہ کہ مشہود آں بزرگواران را

م۔ کہ گفتہ شود زید خدا است مثلاً۔ چہ ایں عزیزاں حفظ مراتب را از ضروریات مے شمارند۔ بخلاف ناقصین کہ اصلاً تمائزے در مراتب الوہیت و عبدیت نمے کنند و احکام مختصہ حضرت الوہیت را مشترک مے فہمند۔ و بناءً علی ہذا لیسجدون للممکن و تاویلات رکیکہ مفضیہ الی التحریف مے نمایند۔ ضلوا و اضلوا کثیرا۔ و نمیدانند کہ امتثال امر شارع نزد صوفیہ صافیہ اہل وحدت وجود قدست اسرارہم مقدم است بر مشہودات۔ بلکہ مشہود ایں عزیزان ہیچ جا مخالف کتاب و سنت واقع نہ شدہ۔ ت۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ زید خدا ہے۔ کیونکہ یہ بزرگوار (عارفین کاملین) حفظ مراتب وجودی و امکانی و حقیقت و اظلال کے احکام و آثار کو ضروریات (طریقت) سے گردانتے ہیں۔ بخلاف متصوفہ ناقصین کے۔ کہ مراتب الوہیت و عبدیت میں قطعاً امتیاز نہیں کرتے۔ اور احکام مختصہ حضرت الوہیت کو مشترکہ (بین الواجب و الممکن) سمجھتے ہیں۔ اور اسی غلط فہمی کی بناء پر ممکنات کو سجدے کرتے ہیں۔ اور (حیلۂ جواز کے لئے) تحریف و تفسیر کی طرف پہنچانے والی ضعیف تاویلیں (دہیریں) کرتے ہیں۔ وہ خود گمراہ ہو کر بہتیرے متبعین کو لے ڈوبتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ حضرات صوفیہ صافیہ اہل وحدت وجود قدست اسرارہم کے نزدیک امتثال و اتباع امر شارع مشہودات و مکاشفات پر مقدم ہے۔ بلکہ ان بزرگواروں کے مشہودات کہیں بھی کتاب و سنت کے مخالف واقع نہیں ہوئے۔

م۔ ناقصاں بر طبق فہم خویش دو فرقہ شدند۔ مخالفین و مکفرین۔ ت۔ ناقصین اپنے فہم ناقص کے اثرات سے دو متضاد فرقے ہو گئے ہیں۔ ایک فرقہ اہل حق کے مخالفین اور ان کی طرف نسبت تکفیر کا مرتکب۔

Marfat.com

منشأ احکام من عند انفسہم قرار دادند چنانچہ عینیت را سبب جواز سجود برائے عظماء و مصحح حمل واجب بر ممکن فہمیدہ اند جائے انصاف است غور باید نمود۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود افضلیۃ و اعرفیۃ جہت سجدہ سنگ ہائے کعبہ مکرمہ زادہا اللہ شرفا را قرار دادہ و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باوجود آں اعتقاد برخلاف اسوہ حسنہ منہجیہ نہ گزیدہ و ہکذا اتباع اوشاں و اتباع اتباع حتے کہ مقتدائے اہل وحدت وجود شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر در جلد ثالث فتوحات صفحہ ۴۰۸ سے فرمایند۔

م۔ دوم تابعین از جہلہ کہ مشہودائی بزرگواراں را منشاء احکام من عند انفسہم قرار دادند۔ چنانچہ عینیت را سبب جواز سجود برائے عظماء و مصحح حمل واجب بر ممکن فہمیدہ اند۔ ف۔ دوسرا فرقہ جہلاء تابعین کا کہ جنہوں نے (کج فہمی کی بنا پر) ان بزرگواروں کے مشہودات کو اپنے خیالات فاسدہ سے منشاء احکام قرار دے لیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے عینیت وجود کو سبب جواز سجود کا بزرگواروں کے لئے اور واجب کو ممکن پر محمول کرنے کا مجوز و مصوب (یعنی جائز و صواب کرنے والا) سمجھ لیا ہے۔

م۔ جائے انصاف است غور باید نمود۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود افضلیۃ و اعرفیۃ جہت سجدہ سنگہا و کعبہ مکرمہ زادہا اللہ شرفا را قرار دادہ و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باوجود اعتقاد برخلاف اسوہ حسنہ منہجیہ نہ گزیدہ و ہکذا اتباع اوشاں و اتباع اتباع حتیٰ کہ مقتدائے اہل وحدت وجود شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر در جلد ثالث فتوحات صفحہ ۴۰۸ سے فرمایند۔ ف۔ (اس غلط عقیدہ کے متعلق) جائے انصاف ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود (کل مخلوقات سے) افضل و اشرف ہونے کے کعبہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً کے پتھروں (دیواروں) کو جہت سجدہ قرار دیا ہے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے باوجود اس اعتقاد افضلیۃ کے برخلاف طریقۂ حسنہ نبویہ کے کوئی اور طریقہ اختیار نہیں کیا۔ اور ایسا ہی ان کے اتباع تابعین تبع تابعین نے بھی حتیٰ کہ قائلین وحدت وجود کے مقتدا حضرت الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فتوحات مکیہ کی جلد سوم صفحہ ۴۰۸ میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ولما ذا نهی فی الشرع ان یسجد انسان لانسان فانه مثله من جمیع وجوهه والشئ لا یخضع لمثله ولهذا لما سئل صلی اللہ علیه وسلم فی الرجل اذا لقی الرجل اینحنی له قال لا قیل له ایصافحه قال نعم۔ وبرصفحہ ۱۵۴ از ہماں جلد فرمود۔ ولهذا رحم اللہ عبادہ بما کلفهم وامرهم به من السجود لآدم وللکعبة ولصخرة بیت المقدس لعلمه بما جعل فی عبادہ ان منهم من یسجد لمخلوقات عن غیر امر اللہ فامر من امر من ملك والانسان بالسجود للمخلوقات وجعل ذالك عبادة یتقرب بها الیه سبحانه

م۔ ولما ذا نہی فی الشرع ان یسجد انسان لانسان فانه مثله من جمیع وجوهه والشئ لا یخضع لمثله۔ ولهذا لما سئل النبی صلی اللہ علیه واله وسلم فی الرجل اذا لقی الرجل اینحنی له قال لا۔ قیل له ایصافحه قال نعم۔ ت۔ کہ شرع شریف میں انسان کو دوسرے انسان کی طرف سجدہ کرنے سے اس لئے منع کیا گیا۔ کہ ہر انسان ہر وجہ سے (بحیثیت انسانیت) دوسرے انسان کا مماثل ہوتا ہے۔ اور (فطرتاً) کوئی شی اپنی مثل کے آگے نہیں جھکتی۔ اور انتہائی عجز کا اظہار نہیں کرتی۔ لہٰذا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ بوقت ملاقات دوسرے آدمی کے لئے جھکنا چاہیئے یا نہ۔ تو آپؐ نے جھکنے سے منع فرمایا۔ پھر مصافحہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو آپؐ نے اجازت دی۔ م۔ وبرصفحہ ۱۵۴ از ہماں جلد فرمود۔ ولهذا رحم اللہ عبادہ بما کلفهم و امرهم به من السجود لآدم وللکعبة ولصخرة بیت المقدس لعلمه بما جعل فی عبادہ ان منهم من یسجد لمخلوقات من غیر امر اللہ۔ ت۔ اور اسی جلد سوم کے ص۱۵۴ میں فرمایا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر بوجہ مکلف کرنے کے رحم فرماکر ان کو آدم علیہ السلام (خلیفۃ اللہ فی الارض) اور (بیت اللہ فی الارض) کعبہ مکرمہ اور (شعائر اللہ) صخرۂ بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ اپنے بندوں کی جو کیفیت کا رجحان جو کچھ اس نے بنایا ہے خود اسے معلوم ہے کہ ان میں بعض لوگ سوائے امر اللہ کے مخلوقات کو سجدہ کرینگے

Marfat.com

ليقل السوال يوم القيامة عن الساجدين لغير الله عن غير امر الله فلا يبقى للحق عليهم مطالبة الا بالامر فيقول من امركم بذلك ما يقول لهم لا يجوز السجود لمخلوق فانه قد شرع ذلك فى مخلوق خاص حساً وخيالاً كرؤيا يوسف عليه السلام - و در ص۱۹۱ از ہماں جلد سمعت كلاما غريبا الهيا يقول من سجد لغير الله عن امر الله قربة الى الله طاعة لله فقد سعد ونجا ومن سجد لغير الله عن غير امر الله قربة الى الله فقد شقى

م - فامر من امر من ملك وانسان بالسجود للمخلوقات وجعل ذالك عبادة يتقرب بها اليه سبحانه ليقل السوال يوم القيامة عن الساجدين لغير الله عن غير امر الله فلا يبقى للحق عليهم مطالبة الا بالامر فيقول من امركم بذالك - ما يقول لهم لا يجوز السجود لمخلوق فانه قد شرع ذالك فى مخلوق خاص حساً وخيالاً كرؤيا يوسف عليه السلام - ف - پس اس حکمت کی بناء پر ملائک وانسانوں کو (ترسیاً وترویجاً) مخلوقات کے لئے سجدہ کا حکم دے دیا - اور اس سجدۂ مخلوقات کو عبادت باعث تقرب الی اللہ سبحانہ قرار دیا - تاکہ جو لوگ غیر اللہ کو سوائے امر اللہ کے سجدہ کرگزرتے ہیں - ان سے روز قیامت میں بازپرس ومطالبہ کی اہمیت کم ہوجائے (کہ مرگ انبوہ جشنے دارد) پس اس دن حق سبحانہ وتعالیٰ کی جناب سے صرف امر بالسجود کا مطالبہ باقی رہ جائیگا - پس اللہ تعالیٰ فرمائیگا - کہ تم کو سجود لغیر اللہ کا امر کس نے دیا ہے - یہ نہ فرمائے گا - کہ مخلوق کے لئے سجدہ جائز نہیں - کیونکہ مخلوق خاص میں سجود از روئے حس (ظاہر مثلاً کعبہ مکرمہ کی طرف) اور خیالاً مثل رؤیا یوسف علیہ السلام کی (سورج چاند کے سجود میں) مشروع ہے

م - و در ص۱۹۱ از ہماں جلد فرمودہ - سمعت كلاما غريباً الهيا يقول من سجد لغير الله عن امر الله قربة الى الله طاعة لله فقد سعد ونجا - ومن سجد لغير الله عن غير امر الله قربة الى الله فقد شقى - ف - اور اسی جلد سوم کے ص۱۹۱ میں فرماتے ہیں - کہ میں نے ایک عجیبہ کلام الہی سنی - ارشاد ہوتا ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے امر سے غیر اللہ کو بغرض تقرب الی اللہ وطاعۃ للہ کے سجدہ کیا وہ سعید ہے اور نجات پائی - اور جس شخص نے سوائے امر اللہ کے غیر اللہ کو بغرض تقرب الی اللہ سجدہ کیا پس وہ شقی ہوا -

Marfat.com

فان الله يقول وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا۔ ثم قال بعد ذالك فلذالك لا يصح السجود لغير الله الا عن امر الله قال الله تعالیٰ اسجدوا لآدم فالسجود لغير الله والعبادة لله فلا تكون لغير الله ابدا فانه لا اعظم من الشرك وقد قال المشرك ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى فما عبدوا الشركاء لاعيانهم فما اغنى والا لكونهم عبيدهم فان الله لا يامر خلقه ولا يصح ان يامر الله خلقه بعبادة مخلوق ويجوز ان يامرنا بالسجود فمن سجد عبادة لمخلوق عن امر الله او عن غير امر الله شقی۔

م۔ فان الله يقول ان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا۔ ت۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تحقیق مساجد صرف اللہ کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

م۔ ثم قال بعد ذالك۔ فلذالك لا يصح السجود لغير الله الا عن امر الله قال الله تعالیٰ اسجدوا لآدم فالسجود لغير الله والعبادة لله فلا تكون لغير الله ابدا فانه لا اعظم من الشرك۔ وقد قال المشرك ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى فما عبدوا الشركاء لاعيانهم وما اغنى والا لكونهم عبيدهم فان الله لا يامر خلقه ولا يصح ان يامر الله خلقه بعبادة مخلوق ويصح ان يامرنا بالسجود فمن سجد عبادة لمخلوق عن امر الله او عن غير امر الله شقی ت۔ پھر تھوڑا سا اسکے بعد فرمایا کہ اسی لئے سوائے امر اللہ کے غیر اللہ کو سجدہ درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کو سجدہ کرو پس سجود تو لغیر اللہ ہے (لیکن امتثالاً للامر) عبادت تو اللہ تعالیٰ کی ہے پس (بلحاظ امر اللہ) ایسا سجدہ لغیر اللہ کے حکم میں ہرگز نہ ہوگا کیونکہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ بڑا نہیں ہے اور ضرور مشرک تو کہتا ہے کہ ہم بتوں کی پوجا (عبادت) محض تقربا الی اللہ کرتے ہیں پس مشرکوں نے معبودان باطلہ کی عبادت ذاتی استحقاق کی بناء پر نہیں کی لیکن مشرک بوجہ عبادت لغیر اللہ کے ماخوذ ہیں (وجہ مواخذہ یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو امر عبادۃ مخلوق نہیں کرتا۔ اور (شان غیرت الوہیت سے) یہ صحیح بھی نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو امر بعبادۃ (وتذلل) مخلوق کے کرے۔ ہاں یہ درست ہے کہ (کسی خاص حکمت کیلئے) امر بالسجود کرے۔ پس جس شخص نے مخلوق کی عبادت کیلئے سجدہ کیا خواہ وہ سجدہ بامر اللہ ہو یا بغیر امر اللہ پس وہ شخص (بوجہ عبادت مذمومہ کے) شقی ہوا۔

Marfat.com

ومن سجد غیر عابد لمخلوق فان کان عن امر اللہ کان طاعۃ فیسعد وان سجد لمخلوق غیر عابد ایاہ عن غیر امر اللہ کان رھبانیۃ ابتدعوھا ثم قال بعید ھذا فلابد من اخذ المشرک لتعدیہ بالاسم غیر محلہ ولم یرد علیہ امر بذلک ومن المحال ان یرد امر بالعبادۃ وان ورد امر بالسجود۔ اگر گوئی سجدہ مخلوق برائے عارف ذوالعین کہ صاحب مقام ما رأیت شیئاً الا ورأیت اللہ قبلہ باشد چونکہ در نظر شہود ش حق مرئی است نہ خلق چرا جائز نیست۔

م۔ ومن سجد غیر عابد لمخلوق فان کان عن امر اللہ کان طاعۃ فیسعد وان سجد لمخلوق غیر عابد ایاہ عن غیر امر اللہ کان رھبانیۃ ابتدعوھا۔ ت۔ اور جس شخص نے بغیر ارادہ عبادت کے مخلوق کو سجدہ کیا۔ پس اگر وہ سجدہ بامر اللہ ہے تو طاعت (وامتثال امر) ہے۔ پس وہ شخص سعید ہے۔ اور اگر مخلوق کو بغیر ارادہ عبادت کے سوائے امر اللہ کے سجدہ کیا۔ تو وہ رہبانیت مبتدعہ ہے۔ جو کہ انہوں نے اپنی نفسانیت سے گھڑلی ہے۔

م۔ ثم قال بعید ھذا۔ فلابد من اخذ المشرک لتعدیہ بالاسم فی غیر محلہ وموضوعہ۔ ولم یرد علیہ امر بذلک۔ ومن المحال ان یرد امر بالعبادۃ وان ورد امر بالسجود۔ ت۔ پھر اس سے تھوڑا سا آگے فرمایا۔ کہ مشرک کو مواخذہ کرنا اسلئے لازم ہے کہ اس نے اسم معبود کو غیر محل وموضوع میں (وجہ عبادت ممنوعہ لغیر اللہ کے کہ ما نعبدہم الا یعنی اقرار عبادت ہے) تعدی اور ظلم کا ارتکاب کیا۔ درحالیکہ اسکو ایسے سجود (برائے عبادت) کا امر نہیں ہوا۔ اور اگرچہ امر بالسجود تو وارد ہوا ہے۔ مگر غیر کیلئے امر بسجود عبادت وارد ہونا محال ہے۔ م۔ اگر گوئی سجدہ مخلوق برائے عارف ذوالعین۔ کہ صاحب مقام "ما رأیت اللہ شیئاً الا ورأیت اللہ قبلہ" باشد۔ چونکہ در نظر شہود ش حق مرئی است نہ خلق۔ چرا جائز نیست۔ ت۔ اگر سوال پیدا ہو۔ کہ عارف ذوالعین (صاحب بصیرت معرفت) کو کہ اس مقام کا مالک ہے "ما رأیت شیئاً الا ورأیت اللہ قبلہ"۔ (ہر شے میں تیرا جلوہ یارب نظر آتا ہے) (اور اسکو عیان مرایائے وجود حق واسماء وصفات نظر آتے ہیں) جبکہ اس کی نظر شہود حقیقت میں حق ہی نظر آتا ہے نہ خلق۔ تو سجدۂ مخلوق (بنظر بصیرت حق) کیوں ناجائز ہے

Marfat.com

گوئم لما عرفت از عدم ورود امر و اجازت شارع حضرت شیخ مے فرمایند۔ فمن رای الخلق ببصرہ فقد رای الحق ببصیرتہ ولیس لہ اذا رای ذالک ان یسجد لہ حتی یامرہ و در جائے دیگر مے فرمایند۔ وصاحب مقام العبودیۃ یسری ذوقہ فی کل ما سوی اللہ انہ عبد ویری ان کل ما سوی اللہ محل جریان تعریفات الحق لہ فیفتقر الی کل شیٔ فانہ ما یفتقر الا الی اللہ ولا یری ان شیئاً یفتقر الیہ فی نفسہ۔ وان افاد الناس علی یدیہ فھو فی نفسہ بمعزل۔

م۔ گوئم۔ لما عرفت از عدم ورود امر و اجازت شارع۔ ف۔ جواب یہ ہے کہ ایسے سجدہ کے لئے امر و اجازت شارع وارد نہ ہونا مفہوم ہو چکا ہے۔ م۔ حضرت الشیخ مے فرمایند۔ فمن رای الخلق ببصرہ فقد رای الحق ببصیرتہ ولیس لہ اذا رای ذالک ان یسجد لہ حتی یامرہ۔ ف۔ حضرت الشیخ فرماتے ہیں۔ پس جس (عارف) نے خلق کو بصر ظاہر سے دیکھا پس اس نے حجاب خلق میں بھی حق کو بصیرت باطنی (معرفت) سے مشاہدہ کیا۔ ایسی بصیرت کی بناء پر بھی اس کے لئے خلق کو بغیر امر اللہ کے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ م۔ و جائے دیگر مے فرمایند۔ وصاحب مقام العبودیۃ یسری ذوقہ فی کل ما سوی اللہ انہ عبد ویری ان کل ما سوی اللہ محل جریان تعریفات لہ فیفتقر الی کل شیٔ فانہ لا یفتقر الا الی اللہ ولا یری ان شیئاً یفتقر الیہ فی نفسہ وان افاد اللہ الناس علی یدیہ فھو فی نفسہ بمعزل۔ ف۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ کہ صاحب مقام عبودیت (سالک عابد) کا ذوق ہر ایک ما سوی اللہ میں بدیں طور جاری و ساری ہوتا ہے کہ وہ (ما سوی اللہ) عبد ہے۔ اور عابد یہ دیکھتا ہے کہ اسکے لئے ہر چیز ما سوی اللہ محل تعریفات و مظاہر شہود حق ہے۔ پس وہ سالک (اس رؤیت تعریفات کے سبب) ہر شئی (محل تعریف) کی طرف محتاج ہے (لیکن) وہ سالک درحقیقت (تعریفات مظاہر خود کو محض آئینہ شہود حق سمجھ کر) اللہ ہی کا محتاج ہے اور اسکے خیال میں یہ بھی نہیں آتا کہ فی نفسہ کسی چیز کی طرف احتیاج ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اسکے (منکر) ہاتھوں پر (بحکم ید اللہ فوق ایدیہم) فائدہ دیتا ہے پس وہ سالک فی نفسہ (اپنی طرف سے بحکم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی) بر طرف ہوتا ہے۔

Marfat.com

ویری ان کل اسم یسمی به شیٔ مما یعطیه فائدۃ ان ذالك اسم الله غیر انه لا یطلقه علیه حکما شرعیا وادبا الٰهیا **اقول**۔ از ہمیں جا معنٰے قوله تعالٰی ولله یسجد من فی السمٰوات ومن فی الارض قطع نظر از تاویل بودن سجود برائے او سبحانه فی الواقع نه مشروعیت وجواز آں فہمیدہ باشی بدلیل قوله تعالٰے لا تسجدوا للشمس الخ قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فما ثم الا حق وما کان لیس مل عذابا علی من اتی سجدا الا ان الله لما قسم الحق الی ما هو مامور به ومنہی عنه فاراد ان یفرق بین من اتی المامور به وبین

م۔ ویری ان کل اسم یسمی به شیٔ مما یعطیه فائدۃ ان ذالك اسم الله غیر انه لا یطلقه علیه حکما شرعیا وادبا الٰهیا۔ ت۔ اور یہ جانتا ہے کہ ہر وہ اسم جس کے ساتھ کوئی شیٔ موسوم کی جاتی ہے۔ اس کا ادراک اس امر کا فیضان کرتا ہے کہ یہ اللہ ہی کا اسم ہے۔ البتہ اسم الٰہی کو شیٔ مخلوق پر بہ سبب لحاظ حکم شرعی (امتناعاً) وادب الٰہی (ایجاباً) اطلاق نہیں کرتا۔ م۔ اقول از ہمیں جا معنی قوله ولله یسجد من فی السمٰوات ومن فی الارض قطع نظر از تاویل بودن سجود برائے او سبحانه فی الواقع نه مشروعیت وجواز آں فہمیدہ باشی۔ بدلیل قوله تعالٰی لا تسجدوا للشمس آہ۔ قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فما ثم الا حق وما کان لیس من عذابا علی من اتی سجدا الا ان الله تعالٰی لما قسم الحق الی ما هو مامور به ومنہی عنه فاراد ان یفرق بین من اتی المامور به وبین من اتی بالمنہی عنه فی تمیز الطائع من العاصی فیتمیز المراتب۔ ت (قال الشیخ السلطان السید الکریم مہر علیشاہ رضی اللہ عنه وعن اسلافه الکرام) کہ اے محی طلب ناظر کتاب ہذا۔ تو ان تصریحات مشرحہ بالا سے قول باری تعالٰی ولله یسجد من فی السمٰوات والارض (آسمان وزمین کے رہنے والے اللہ ہی کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔ مَن کی تعمیم سے ہر قسم کے سجدہ کو شمول) کا معنی اس تاویل سے قطع نظر کہ (اگرچہ بظاہر مکان کیلئے سجدہ ہو لیکن) فی الواقع (بلحاظ حقیقت وجود وشناخت) او سبحانہ وتعالٰی کیلئے واقع ہے عدم جواز اور نامشروعیت اس سجدہ کا سمجھ لیا ہوگا۔ بہ دلیل (عدم جواز سجود) قول باری تعالٰی لا تسجدوا للشمس ولا للقمر الآیہ (مظاہر شمس وقمر وغیرہ) کو سجدہ نہ کرو۔ بلکہ خالق (ومکوّن) کو سجدہ کرو۔ حضرت الشیخ اکبر قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ولایت کے سجدہ مظاہر کیلئے حق ہی کا ہے۔ اور اللہ تعالٰی حق ادا کرنیوالے کو سرمدی (دائمی) عذاب نہیں کرتا مگر چونکہ اللہ تعالٰی نے جبکہ حق کو مامور بہ اور منہی عنہ کی طرف تقسیم فرمایا۔ ص۱۵۵ پہ دیکھو

Marfat.com

من اتی بالمنهی عنه لیتمیز الطائع من العاصی فتتمیز المراتب حاصل آنکہ سجدۂ مخلوق بطریق عبادت شرک است ومنہی عنہ دائما بدلیل وقضی ربك ان لا تعبدوا الا ایاه وشرط نیست در سجدہ عبادت آنکہ ساجد درحق مسجود لہ اعتقاد صفات واجبیہ مثل خالقیۃ وغیرہ دارد بدلیل ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی پس ہر جا کہ غایۃ تذلل بظہور آید سجدہ عبادت متحقق گشت وبطریق تحیت در امت مرحومہ بدعت سیئہ است نہ در امم سالفہ۔ پس استشہاد بہ اسجدوا لآدم وخروا لہ سجدا

بقیہ صفحہ سابق :۔ پس اللہ تعالیٰ نے مامور بہ کے ادا کرنے والے اور منہی عنہ کے مرتکب میں (حکمت بالغہ سے ابتلاءً) فرق ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تاکہ (مظاہر نمود و آثار تعینات میں) تابعدار نافرمان سے جدا ہو کر مراتب تنزلات کا امتیاز ہو (اور شئونات صفات جمالی و جلالی کا ظہور بتفصیل مایت ہو)

م۔ حاصل آنکہ سجدۂ مخلوق بطریق عبادت شرک است ومنہی عنہ دائما۔ بدلیل وقضی ربك ان لا تعبدوا الا ایاه۔ وشرط نیست در سجدہ عبادت آنکہ ساجد درحق مسجود لہ اعتقاد صفات واجبیہ مثل خالقیت وغیرہ دارد۔ بدلیل ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی۔ پس ہر جا کہ غایت تذلل بظہور آید سجدۂ عبادت متحقق گشت۔ وبطریق تحیت در امت مرحومہ بدعت سیئہ است نہ در امم سالفہ۔ پس استشہاد بہ اسجدوا لآدم۔ وخروا لہ سجدا مبنی است بر غفلت از انکہ تنبیہی مثل حکایت الخ و حدیث لو امرت۔

ت۔ حاصل یہ کہ مخلوق کو سجدہ کرنا بطریق عبادت منہی عنہ دائمی ہے۔ بدلیل قولہ تعالیٰ وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاہ (تیرے رب کا فیصل شدہ حکم ہے کہ عبادت لغیر اللہ منع ہے) اور سجدۂ عبادت میں یہ شرط نہیں ہے کہ شخص ساجد مسجود لہ کے حق میں صفات واجبیہ مثل خالقیت وغیرہ کا اعتقاد رکھے۔ بدلیل قولہ تعالیٰ (حکایۃ عن اعتقاد المشرکین) ما نعبدهم الا لیقربونا الایہ (یعنی مشرکین بتوں کی عبادت محض تقرب و ثواب کیا کرتے تھے نہ خالق سمجھ کر) پس جہاں نہایت خضوع و خشوع و تذلل ظہور میں آئے۔ تو سجدۂ عبادت متحقق ہو گیا۔ اور سجدۂ مخلوق بطریق تحیت امت مرحومہ (محمدیہ) میں بدعت سیئہ ہے نہ سابقہ امتوں میں۔ پس آیات اسجدوا لآدم اور خروا لہ سجدا سے سجدۂ مخلوق کے جواز کا استشہاد و استناد حدیث الخ مذکورہ سابقاً (یا الفاظ انجی لہ قال لا) اور حدیث لو امرت احدا ان یسجد الخ کی امثال سے غفلت پر مبنی ہے۔

Marfat.com

مبنی است بر غفلت ازانکہ شنیدی مثل حدیث انحناء وحدیث لوامرت الخ اگر گوئی مفاد حدیث لوامرت نفی امر است کہ مقتضی وجوب باشد نہ نفی جواز گوئم مقصود صحابہ کرام استیذان سجود است برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروقت ملاقات نہ استیجاب آں کما یدل علیہ السوق والنظائر وازیں قبیل است استدلال ساجدین برائے مشائخ ومزارات متبرکہ بما فی الکشاف السجود للہ علی سبیل العبادۃ ولغیرہ علی وجہ التکرمۃ وبقول ابی قتادۃؓ ان السجدۃ لہا طرفان طرفۃ التحیۃ وطرفۃ العبادۃ فالتحیۃ کانت لآدم والعبادۃ للہ تعالیٰ۔ وبقول ابن عباسؓ سجدۃ التحیۃ بمنزلۃ السلام۔

م۔ اگر گوئی مفاد حدیث لوامرت نفی امر است کہ مقتضی وجوب باشد۔ نہ نفی جواز۔ گوئم مقصود صحابہ کرام استیذان سجود است برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروقت ملاقات۔ نہ استیجاب آں۔ کما یدل علیہ السوق والنظائر۔ ت۔ اگر سوال وارد ہو۔ کہ حدیث لوامرت کا مفہوم نفی امر کی ہے۔ جو کہ وجوب کا مقتضی ہوتا ہے۔ نہ نفی جواز کی۔ (پس حدیث سے امر بالسجود تو ثابت نہیں لیکن جواز سجود بھی منع نہیں) تو جواب یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام کا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوقت ملاقات سجود تعظیمی کا اذن چاہنا تھا نہ طلب وجوب سجدہ کی جیسا کہ سیاق حدیث ہذا اور دوسرے نظائر بھی استیذان سجود (تعظیمی) پر دال ہیں۔ یعنی سجود تعظیمی کا اذن چاہنا۔ م۔ وازیں قبیل است استدلال ساجدین برائے مشائخ ومزارات متبرکہ بما فی الکشاف السجود للہ علی سبیل العبادۃ ولغیرہ علی سبیل التکرمۃ۔ وبقول ابی قتادۃؓ ان السجدۃ لہا طرفان طرفۃ التحیۃ وطرفۃ العبادۃ فالتحیۃ کانت لآدم والعبادۃ للہ تعالیٰ وبقول ابن عباسؓ سجدۃ التحیۃ بمنزلۃ السلام۔ ت۔ مشائخ کرام اور مزارات متبرکہ کو سجدہ کرنے والوں کا استدلال تفسیر کشاف کی عبارت اور ابی قتادہؓ و ابن عباسؓ کے اقوال سے بھی اسی قسم کی غلط فہمی ہے۔ کشاف کی عبارت ہے کہ سجدہ اللہ تعالےٰ کے لئے بطریق عبادت ہے اور غیر کے لئے بر سبیل تعظیم۔ ابی قتادہؓ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ سجود کی دو طرفیں ہیں ایک جہتہ تحیۃ کی اور دوسری عبادت کی۔ آدم علیہ السلام کے لئے سجود بطریق تحیۃ وسلام تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت۔ حضرت ابن عباسؓ کی طرف یہ قول منسوب ہے۔ کہ سجدۂ تحیت بمنزلہ سلام کے ہے۔

Marfat.com

چہ بر تقدیر صحت ما نسب الیہما مقصود ہر دو از تنویع سجدہ دفع توہم جواز وقوع عبادت است برائے مخلوق از ظاہر اسجدوا لآدم نہ جواز سجدہ تحیۃ وقت ملاقات برائے امت مرحومہ وہمچنیں استدلال بروایت جامع صغیر خانی لا باس بوضع الخدین بید المشائخ چہ مقصود ازیں عبارت جواز نہادن رخسارہ است بر دست مشائخ و آنچہ در فتاوٰی تیسیر گفتہ السجدۃ اثنان سجدۃ العبادۃ وسجدۃ التحیۃ سجدۃ العبادۃ خاصۃ للہ وسجدۃ التحیۃ بدون اللہ بوجہ التکریم فی خمسۃ محال جائز

م۔ چہ بر تقدیر صحت ما نسب الیہما مقصود ہر دو از تنویع سجدہ دفع توہم جواز وقوع عبادت است برائے مخلوق از ظاہر اسجدوا لآدم نہ جواز سجدۂ تحیت وقت ملاقات برائے امت مرحومہ۔ ت۔ وجہ عدم تمامیت استدلال یہ ہے۔ کہ اول تو ان اقوال کی نسبت ابی قتادہؓ اور ابن عباسؓ کی طرف مشتبہ غیر مستند ہے اور بر تقدیر صحت ہر دو حضرات کا سجود کے اقسام تجویز کرنے میں مقصود یہ ہے۔ کہ اسجدوا لآدم کی ظاہر آیت سے جو سجدہ کا مفہوم سمجھا جاتا ہے۔ اس مفہوم سے مخلوق کے لئے سجود بطریق عبادت کے دفع جواز توہم ہے نہ کہ امت مرحومہ کے لئے جواز سجدہ تحیت بوقت ملاقات (برخلاف امم سابقہ کے)

م۔ وہمچنیں استدلال بروایت جامع صغیر خانی۔ لا باس بوضع الخدین بید المشائخ۔ چہ مقصود ازیں عبارت جواز نہادن رخسارہ است بر دست مشائخ۔ ت۔ اور ایسا ہی استدلال بروایت جامع صغیر خانی کے کہ مشائخ کرام کے ہاتھوں پر رکھنا رخساروں کا بغرض تحیت وتکریم کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس عبارت سے مقصود جواز رکھنے رخساروں کا مشائخ کے ہاتھوں پر ہے (نہ سجدہ کرنا) م۔ و آنچہ در فتاوٰی تیسیر گفتہ۔ السجدۃ اثنان سجدۃ العبادۃ و سجدۃ التحیۃ۔ سجدۃ العبادۃ خاصۃ للہ وسجدۃ التحیۃ بدون اللہ بوجہ التکریم فی خمسۃ محال جائز۔ القوم للنبی۔ والمرید للشیخ۔ والرعیۃ للمالک والولد للوالدین والعبد للمولٰی فی کل حال یوعظ۔ انتہٰی ت۔ اور جو کہ فتاوٰی تیسیر میں بیان کیا ہے۔ کہ سجدہ دو قسم ہے سجدہ عبادت وسجدہ تحیۃ۔ سجدہ عبادت تو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اور سجدۂ تحیۃ برائے غیر اللہ کے بوجہ تعظیم پانچ محل میں جائز ہے سجدہ قوم کا نبی کیلئے۔ مرید کا شیخ کیلئے۔ رعیت کا مالک کیلئے۔ اولاد کا والدین اور غلام کا مولیٰ کیلئے ہر حال میں خدمت ہے۔ انتہٰی

Marfat.com

الفوم للنبی والمدیل الشیخ والرعیۃ للمالک والولد للوالدین والعبد للمولی فی کل حال یرخص انتھی۔ مخالف است از تحریر مذکور وکتب فقہ معتبرہ مثل درمختار وغیرہ وآنچہ در فتاوی سراجی گفتہ اذا سجد الانسان سجدۃ التحیۃ لایکفر مفادش عدم کفر است نہ جواز وہمچنیں آنچہ در فتاوی خانی وان سجد الرجل الخ ودر کافی قال صدر الشہید من سجد لغیر اللہ الخ ودر کنز العباد از ظہیریہ اذا سجد الانسان الخ ودر کنز العباد ولو قبل رجل الارض بین یدی احد اہ مذکور است مفاد ہمہ عدم کفر است نہ جواز

م۔ مخالف است از تحقیق مذکور وکتب فقہ معتبرہ مثل درمختار[1] وغیرہ۔ ف (یہ عبارت تیسیری) تحقیق علمی اور کتب فقہ معتبرہ مثل درمختار وغیرہ کے مخالف ہے۔ م۔ وآنچہ در فتاوی سراجی گفتہ۔ اذا سجد الانسان سجدۃ التحیۃ لایکفر۔ مفادش عدم کفر است نہ جواز۔ وہمچنیں آنچہ در فتاوی خانی وان سجد للرجل اہ ودر کافی قال صدر الشہید من سجد لغیر اللہ آہ ودر کنز العباد از ظہیریہ اذا سجد الانسان آہ ودر کنز العباد ولو قبل رجل الارض بین یدی احد آہ مذکور است۔ مفاد ہمہ عدم کفر است نہ جواز۔ ف۔ اور جو کہ فتاوی سراجی میں کہا ہے۔ کہ "جب کوئی شخص انسان کو سجدہ تحیت کرے تو کافر نہیں ہوتا۔" اس عبارت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ سجدہ کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ سجدہ تحیت کا شرعی جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اور ایسا ہی جو کہ فتاوے خانی میں کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو سجدہ کرے آہ۔ اور کافی میں صدر الشہید کے حوالہ سے کہا ہے "جو شخص لغیر اللہ سجدہ کرے آہ" اور کنز العباد میں فتاوی ظہیریہ سے منقول ہے۔ اذا سجد الانسان آہ۔ اور کنز العباد میں "اگر کوئی شخص کسی آدمی کے آگے زمین کو بوسہ دے" مذکور ہے۔ ان سب روایات سے مراد عدم کفر ساجد کا ہے۔ نہ جواز شرعی سجدہ تحیت کا۔

---

[1] درمختار درباب حظر واباحت باید دید ۱۲ منہ۔

Marfat.com

وآنچہ در مشکوٰۃ وعن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم ورجلہ رواہ ابوداؤد۔ مفادش بوسہ دادن بر دست وپاست نہ سجدہ وآں ہم بطریق سنت شائع نبود پس اقرب الصواب آن شے نماید کہ کسے از ثقات ومقتدایان تقبیل مزارات متبرکہ ہم ننماید تا کہ عوام کالانعام در ورطۂ ضلال نیفتند چہ بہ سبب جہل فرق میان سجود وتقبیل کردہ نمے توانند۔

م۔ وآنچہ در مشکوٰۃ وعن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورجلہ رواہ ابوداؤد۔ مفادش بوسہ دادن بر دست وپاست نہ سجدہ۔ وآں ہم بطریق سنت شائع نبود۔ ت۔ اور جو کہ مشکوٰۃ شریف میں زارع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ راوی وفد عبد القیس میں موجود تھا۔ کہتا ہے "جب ہم لوگ مدینہ شریف حاضر ہوئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اُتر کر (فرطِ محبت وتعظیم سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک وقدم شریف کو چومتے تھے۔" اس روایت کا مفاد یا حاصل ہاتھ پاؤں کا چومنا ہے نہ سجدہ کرنا۔ اور وہ بوسہ دینا بھی بطریق سنت سنیہ کے شائع (مروج) نہ تھا۔ (بلکہ محض بطور اظہار محبت وتعظیم کے تھا)

م۔ پس اقرب بصواب آں مے نماید۔ کہ کسے از ثقات ومقتدایان تقبیل مزارات متبرکہ ہم ننماید۔ تا کہ عوام کالانعام در ورطۂ ضلال نیفتند۔ چہ بہ سبب جہل فرق میان سجود وتقبیل کردن نمے توانند۔ ت۔ پس (تحقیق بالا کے پیش نظر) صواب کے زیادہ قریب یہی نظر آتا ہے۔ کہ اہل علم اور مقتدایان قوم میں سے کوئی شخص (احتیاطاً) مزارات متبرکہ کو بوسہ نہ دیوے تا کہ (دیکھا دیکھی) عوام کالانعام (بے سمجھ لوگ) گمراہی کے گڑھے میں نہ پڑیں۔ کیونکہ جاہلیت کے باعث سجدہ وبوسہ میں فرق نہیں کر سکتے (اور قریب نظر سے بوسے کو سجدہ سمجھ کر پیشانی رگڑنے کا ارتکاب نہ کریں۔

Marfat.com

جائے غور است چہ قدر شارع عم اہتمام سدباب ایں امر در مرض وفات شریف فرمودہ حدیث لعن اللہ الیہود والنصاری الخ ولا تتخذوا قبری الخ شنیدہ باشی از تاویلات رکیکہ کہ مسلک یہود است اجتناب باید ورزید۔ وآنچہ در فتاوے تیسیر وغیرہ است بعد وضوح حق از کتاب وسنت وکتب معتبرہ فقہ قابل اعتماد نیست منہیات را ہم در حیز جواز مے آرد شاید ہمیں است وجہ تسمیہ بہ تیسیر چہ تیسیر وآسانی در ہمیں است کہ تقیید بحدے دون حدے نہ باشد عفی اللہ عنہ وعنا۔ ومفاد احادیث مذکورہ نہی از زیارات مزارات متبرکہ نیست۔

م۔ جائے غور است۔ چہ قدر شارع عم اہتمام سدباب ایں امر در مرض وفات شریف فرمودہ۔ حدیث لعن اللہ الیہود والنصاری آہ۔ ولا تتخذوا قبری وثنا یعبد آہ۔ شنیدہ باشی۔ از تاویلات رکیکہ کہ مسلک یہود است اجتناب باید ورزید۔ ت۔ غور وسوچ کا مقام ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس امر (سجود وغیرہ) کی بندش وامتناع کا کتنا اہتمام مرض وفات شریف میں فرمایا ہے۔ حدیث لعن اللہ الیہود والنصاری آہ (اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعن وارد کرے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا) اور حدیث لا تتخذوا قبری وثنا یعبد آہ (میری قبر کو پوجا پاٹ کا بت نہ بنا لینا) سنی ہوگی۔ سست اور بودی تاویلوں سے جو کہ یہود کا مسلک ہے پرہیز کرنا چاہئیے۔ م۔ وآنچہ در فتاوی تیسیر وغیرہ است بعد وضوح حق از کتاب وسنت وکتب معتبرہ فقہ قابل اعتماد نیست۔ منہیات را ہم در حیز جواز مے آرد۔ شاید ہمیں وجہ است تسمیہ بہ تیسیر۔ چہ تیسیر وآسانی در ہمیں است کہ تقیید بحدے دون حدے نباشد۔ عفی اللہ عنہ وعنا۔ ومفاد احادیث مذکورہ نہی از زیارات مزارات متبرکہ نیست۔ ت۔ اور جو کہ فتاویٰ تیسیر میں از قسم اباحت وجواز سجود وغیرہ مذکور ہے۔ وہ عبارات مسطورہ کتاب وسنت اور کتب معتبرہ فقہ سے حق وصواب واضح ہونے کے بعد قابل اعتماد نہیں ہیں (صاحب فتاویٰ تیسیر) منہیات شرعیہ کو بھی جواز واباحت کے محل میں لے آیا ہے۔ شاید فتاویٰ مذکور کی وجہ تسمیہ یہ تیسیر اسی وجہ سے ہے کہ سہولت وآسانی امور شرعیہ کی اسی طرح ہے کہ کسی مقررہ حد پہ پابندی عاید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ صاحب فتاویٰ تیسیر اور ہم سب کی خطائیں معاف فرمائے۔ اور نیز احادیث مذکورہ کی حاصل از مزارات متبرکہ کی زیارت سے منع کرنا نہیں ہے۔

بدلیل قولہ علیہ السلام کنت نھیتکم الخ بلکہ نہی از اتخاذ وثن وسجود برائے اوشان است
آمدیم بسر اصل سخن کہ بیان معرفت کاملان محقق بود ؎

گر بریزی بحر را در کوزۂ چند گنجد قسمت یکروزۂ

حضرت حق سبحانہ من وجہ ورای عالم است بآن معنے کہ نسبت موجودات باآنحضرت بہ حیثیت صوری چناں است کہ اگر دو صورت را از صور کونیہ اعتبار کنند ہر آئینہ آنحضرت سہ کنندۂ آں دو باشد وہکذا بدلیل قولہ تعالیٰ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم

م۔ بدلیل قولہ علیہ السلام کنت نھیتکم عن آہ۔ بلکہ نہی از اتخاذ وثن وسجود برائے اوشان است۔ ت۔ بدلیل (استحسان) قولہ علیہ السلام کنت نھیتکم آہ (میں تم کو قبور کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا۔ ہاں۔ اب بعد وضوح توحید ورفع وہم بت پرستی) قبور کی زیارت کیا کرو۔ بلکہ حدیث کا مفاد (حاصل) قبروں کو بت بنا کر سجدہ کرنے سے منع فرمانے کا ہے۔ م۔ آمدیم بسر اصل سخن کہ بیان معرفت کاملان محقق بود ؎ گر بریزی بحر را در کوزۂ ؛ چند گنجد ؛ قسمت یکروزۂ ؛ ت۔ (مصنف محقق قدس سرہ فرماتے ہیں کہ) اب پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کہ مراد بیان کرنا طریقۂ معرفت کاملین اہل تحقیق کا ہے (اگر یہاں تو بہ عالم ہے کہ) اگر تو دریا کے پانی کو پیالہ میں ڈالکر سمیٹنا چاہے تو (زیادہ سے زیادہ) صرف ایک دن (کی افطاری) کا نصیبہ ہی سما سکتا ہے۔ م۔ حضرت حق سبحانہ من وجہ ورائے عالم است۔ بآں معنی کہ نسبت موجودات باآں حضرت بہ حیثیت صوری چناں است۔ کہ اگر دو صورت را از صور کونیہ اعتبار کنند ہر آئینہ آں حضرت سہ کنندۂ آں دو باشد۔ وہکذا بدلیل قولہ تعالےٰ۔ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم۔ ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم

ف۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ من وجہ (ہویت ذاتیہ) عالم تکوین (امکان) سے جدا ہے (لیکن) بایں معنی کہ آں حضرت (ربوبیت) کے ساتھ نسبت موجودات (امکانی) کی بہ حیثیت صوری اس طرح ہے کہ اگر صورہائے کونیہ میں سے دو صورتوں کو (امتیازاً) اعتبار کریں تو بالضرور آں حضرت (حق سبحانہ) ان دو صورتوں کے تین کرنے والے ہونگے۔ علیٰ ہذا القیاس بدلیل قولہ تعالیٰ ما یکون من نجوی، ثلاثۃ الا ھو رابعھم الآیہ

Marfat.com

وکشف صریح وذوق صحیح ابا می کند از غیریۃ ذاتیہ فہو عین العالم وغیرہ ع

حیرت اندر حیرت است

پس او نشان نظر بمشاہدہ وحدت حقیقی واحدیۃ معنوی اہل جمع اند ونظر بملاحظہ غیریت اعتباری وتعدد صوری اہل فرق۔ نہ جمع شان حجاب فرق ایشان است ونہ فرق ایشان حجاب جمع مولوی معنوی قدس سرہٗ از ہمیں حیرت در شہود مے فرماید۔ بیت

گاہ خورشید وگہے دریا شوی ٭ گاہ کوہ قاف وگاہ عنقا شوی

تو نہ ایں باشی نہ آں در ذات خویش ٭ اے بروں از وہمہا وز بیش بیش

جائے دیگر فرمودہ حق منزہ از تن ومن بانتم ٭ چوں چنیں گویم بباید کشتنم

م۔ وکشف صریح وذوق صحیح ابا می کند از غیریت ذاتیہ۔ فہو عین العالم وغیرہ۔ ع۔ حیرت اندر حیرت است۔

ف۔ اور کشف صریح وذوق صحیح غیریت ذاتیہ سے ابا (انکار) کرتا ہے پس وہ حضرت ربوبیت (بلحاظ ظہور اسماء) عالم کا عین ہے۔ اور (بلحاظ ورائیت ذات) عالم تکوین وامکان کا غیر بھی ہے (شئون ذات وظہور صفات کے نمود میں) حیرت ہی حیرت ہے

م۔ پس او نشان نظر بمشاہدہ وحدت حقیقی واحدیت معنوی اہل جمع اند۔ ونظر بملاحظہ غیریت اعتباری وتعدد صوری اہل فرق۔ نہ جمع شان حجاب فرق ایشان است ونہ فرق ایشاں حجاب جمع۔ مولوی معنوی از ہمیں حیرت در شہود میفرماید

بیت۔ گاہ خورشید وگہے دریا شوی ٭ گاہ کوہ قاف وگاہ عنقا شوی ٭ تو نہ ایں باشی نہ آں در ذات خویش ٭ اے بروں از وہمہا وز بیش بیش

جائے دیگر فرمودہ ؎ حق منزہ از تن ومن بانتم ٭ چوں چنیں گویم بباید کشتنم ٭ ت۔ پس وہ حضرت حق سبحانہ نظر بمشاہدۂ وحدت حقیقی واحدیت معنوی کے اہل جمع ہیں (عین العالم) اور نظر بملاحظۂ غیریت اعتباری وتعدد صوری کے اہل فرق (وغیرہ) نہ تو جمع ان کی حجاب فرق اعتباری (وغیریت عالم) لئے ہے۔ اور نہ ہی فرق ان کا حجاب جمع حقیقی (عینیت عالم) مولوی معنوی قدس سرہٗ اسی مقام حیرت شہودیہ سے فرماتے ہیں۔ (اے خدا۔ ظہور تعینات میں) تو کبھی آفتاب میں جلوہ گر ہوتا ہے اور کبھی دریا میں (بپاہ بلندی وپستی تو ئی)۔ اور کبھی کوہ قاف (مجسم کا نمود) ہوتا ہے۔ اور کبھی عنقا (بے نشان)۔ ہاں۔ پھر تو اپنی ذات (کی ورا، الورائیت) میں نہ یہ تعین ہوتا ہے نہ وہ۔ (بلکہ تعینات امکانی سے بالاتر ہے) اے واجب الوجود ہے وہ سبحانہ کہ ممکنات کے اوہام ناقصہ کی رسائی سے بالاتر اور وراء الوراء ہے۔ ایک اور جگہ (حضرت جنید بغدادی کی حکایت حال میں فرماتے ہیں۔ حق تو جسم سے منزہ ہے اور میرا تعین جسمانی ہے اگر میں اپنے جسمانی تعین کو خدا کہوں تو مجھے بحکم شرع قتل

Marfat.com

مولانا نیاز احمد بریلوی قدس سرہ فرمودہ ست از خلق جدا ہستی وہم در ہمہ ہائی ﴿ وز جملہ مبرائی و در جملہ در آئی

جامی قدس سرہ السامی میفرماید ست نہ

نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حور و نہ پری ﴿ ایں ہمہ بر تو حجاب است تو چیزے دگری

ہیچ صورت نتواند کہ کند بند ترا ﴿ در صور ظاہری اما نہ اسیر صوری

فلہ سبحانہ کمال ذاتی ورا کمال الاسماء لیس من شان البشر ادراکہ اکثر من انہ متحقق لہ تعالے

م۔ مولانا نیاز احمد بریلوی قدس سرہ فرمودہ ست از خلق جدا ہستی وہم در ہمہ ہائی ﴿ از جملہ مبرائی و در جملہ در آئی

جامی قدس سرہ السامی میفرماید ست نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حور و نہ پری ﴿ ایں ہمہ بر تو حجاب است تو چیزے دگری

ہیچ صورت نتواند کہ کند بند ترا ﴿ در صور ظاہری اما نہ اسیر صوری ۔ ت ۔ مولانا نیاز احمد بریلوی قدس سرہ نے فرمایا ہے

اے حق سبحانہ تو خلق (مکونات) سے جدا ہے ۔ اور نیز سب میں موجود بھی ہے ۔ تو تمام مخلوق (امکانی) سے مبرا ہے

(و منزہ) ہے ۔ اور تمام مخلوق (تعینات) میں تیرا ہی ظہور ہے (الملک لمن غلب تامیست زمن باقی) جامی قدس

سرہ فرماتے ہیں ۔ اے دوست (محبوب سبحانہ) میں تجھ کو نہ تو (نمود ظہور میں) انسان کہہ سکتا ہوں اور نہ ہی (حسن و جمال

محبوب میں) حور نہ پری ۔ یہ سب (تعینات ظہور) تجھ پہ حجاب (نمود) ہیں ۔ تو خود (ذات سبحانہ) کوئی اور ہی (ورا الورا)

چیز ہے (تعین کی) کوئی صورت (تمثیلی) تیرے اطلاق ورائیت کو مقید و معین نہیں کر سکتی ۔ ہاں تیرا شان ظہور

صفات شہود صور تجلئے تعینات میں ہے لیکن تو (اپنی کمال ورائیت سے بذات خود) صور تعینات میں مقید

نہیں ہے ۔ م ۔ فلہ سبحانہ کمال ذاتی ورا کمال الاسماء لیس من شان البشر ادراکہ اکثر من انہ متحقق لہ تعالے ازلاً و

ابداً وہو فی غایۃ التنزیہ عن التقیید بحیثیۃ دون حیثیۃ والانحصار فی جہۃ دون جہۃ بل لہ الاستیعاب فی کل الجہات

والاحاطۃ بکل الحیثیات لا یدرکہ الابصار ۔ ت ۔ پس اوتعالی مجدہ کیلئے کمال اسماء و صفات کے علاوہ کمال ذاتی

ثابت ہے ۔ جو کہ بشر کی شان حدوث سے اس کمال کا ادراک اس حد سے زائد نہیں ہو سکتا ۔ کہ "وہ کمال

ذاتی (ورا صفات متحققہ) حق سبحانہ و تعالی کیلئے ازلاً و ابداً (بطور وجوب ذاتی) متحقق و ثابت ہے ۔

او حق سبحانہ و تعالی کسی خاص حیثیت اعتباری (وصفاتی) میں تقیید اور کسی خاص جہت میں انحصار

سے غایۃ ہی منزہ ہے ۔ بلکہ حق سبحانہ و تعالے کے لئے کل جہات کا استیعاب اور کل

حیثیات کا احاطہ ثابت ہے ۔ جو کہ مدرک بالابصار (حواس ظاہری کا محسوس) نہیں ہو سکتا ۔

Marfat.com

ازلاً وابداً وهو في غاية التنزيه عن التقييد بحيثية دون حيثية والانحصار في جهة دون جهة بل له الاستيعاب بكل الجهات والاحاطة بكل الحيثيات لا يدركه الابصار

پس حقیقت عالم نزد ایں عزیزان ہماں حقیقت واحدہ متعینہ بہ تعین مجامع للتعینات است و ماہیات عبارت از ہمیں اعراض و تعینات اند چنانچہ ایں معنے از حدود شان مبرہن میگردد۔ نمے بینی کہ ہر چند حقائق موجودات را تحدید کنند غیر از اعراض چیزے ظاہر نمے شود و مثلاً وقتے کہ گویند انسان حیوان ناطق است و حیوان جسمے است نامی متحرک بالارادہ و جسم جوہرے است موجود لافی موضوعٍ و موجود آں است کہ مراو را تحقق و حصول باشد دریں حدود ہر چہ مذکور شد

م۔ پس حقیقت عالم نزد ایں عزیزاں ہماں حقیقت واحدہ متعینہ بہ تعین مجامع للتعینات است۔ و ماہیات عبارت از ہمیں اعراض و تعینات اند۔ چنانچہ ایں معنے از حدود شان مبرہن میگردد نمے بینی کہ ہر چند حقائق موجودات را تحدید کنند۔ غیر از اعراض چیزے ظاہر نمیشود۔ مثلاً وقتے کہ گویند۔ انسان حیوان ناطق است۔ و حیوان جسمے است نامی متحرک بالارادہ۔ و جسم جوہرے است موجود لافی موضوع۔ و موجود آن است کہ مراو را تحقق و حصول باشد۔ و ایں حدود ہر چہ مذکور شد از قبیل اعراض است۔

ت۔ پس عالم (تعینات) کی حقیقت ان بزرگوں (صوفیہ وجودیہ) کے نزدیک وہی حقیقت واحدہ (یگانہ) جو کہ متعین ہے بصفت ایسے تعین غالب کے کہ کل تعینات اعتباریہ کا جامع (کثرت کا مرجع) ہے اور ماہیات (حقائق اعتباریہ) انہی اعراض اور تعینات سے عبارت ہیں۔ چنانچہ یہ معنی مذکوران کی تعریفات (حقائق) سے مبرہن اور واضح ہوتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ہر چند حقائق موجودات کی تعریفات کی جاتی ہیں۔ تو سوائے اعراض (ورسومات) کے کوئی شے ظاہر نہیں ہوتی۔ مثلاً جب کہتے ہیں۔ کہ "انسان حیوان ناطق ہے"۔ اور "حیوان ایک جسم نامی متحرک بالارادہ ہے"۔ اور "جسم ایک جوہر ہے موجود لافی موضوع۔ (اپنے قیام کے لئے محل کا محتاج نہیں (بخلاف عرض (رنگ و بو۔ ذائقہ وغیرہ) جو کہ بغیر کسی محل کے ثابت نہیں ہو سکتی) موجود وہ ہے کہ جس کو تحقق (ثبوت) اور حصول ہو"۔ ان تعریفات (مشہورہ) میں جو کچھ مذکور ہوا ہے وہ (نظر غائر اور فکر صحیح میں) سب اعراض کی قسم سے ہے۔

Marfat.com

ہمہ از قبیل اعراض است۔ بخلاف آں ذات مبہم کہ در ایں مفہومات ملحوظ است چہ معنے ناطق ذات لہ النطق و معنے نامی ذات لہ النمو۔ وہکذا پس ناچار ہماں ذات مبہم عین وجود صرف و ذات بحت است کہ قائم است بذات خودش و مقوم است مر ایں اعراض را۔ و او را باعتبار ہر تعینے نامی است و آثارے و احکامے۔ بیت

نام و نشانت نہ و دامن کشاں ﴿ مے گذری بر ہمہ نام و نشاں

م۔ بخلاف آں ذات مبہم کہ دریں مفہومات ملحوظ است۔ چہ معنے ناطق ذات لہ النطق و معنی نامی ذات لہ النمو۔ وہکذا۔ پس ناچار ہماں ذات مبہم عین وجود صرف و ذات بحت است کہ قائم است بذات خودش۔ و مُقوِّم است مر ایں اعراض را۔ و او را باعتبار ہر تعینے نامے است و آثارے و احکامے ست

نام و نشانت نہ و دامن کشاں ﴿ مے گذری بر ہمہ نام و نشاں

ت۔ بخلاف اس ذات مبہم (معرّف) کے کہ ان مفہومات میں ملحوظ ہے کیونکہ ناطق کا معنی ذات من لہ النطق (بولنے والا شخص) اور نامی کا معنی۔ ذات لہ النمو (بڑھنے اور نشوونما والی شئے) اسی طرح سب مفہومات کو قیاس کیجئے۔ پس (اس تشریح سے ثابت ہوا کہ) ضرورتاً وہی ذات مبہم (سبحانہ) عین وجود صرف اور ذات بحت (محض) ہے۔ جو کہ (حدود ماہیات سے بالاتر وراء الوراء) بذات خود قائم ہے اور ان (ماہیات اعتباریہ) کی مقوّم (قوام اور حقیقت بنانے والی ہے) اور باعتبار ہر ایک تعین (مدارج) کے اس کا نام و عنوان علیحدہ اور آثار و اطوار مختلف اور احکام ظہور مستقل ہیں۔ (درحقیقت) اے ذات سبحانہ تو نام و نشان (نمود تعینات) سے وراء الوراء ہے اور سب نام و نشانات و عنوانات (ظہورات) پر دامن کشاں (بطور غلبہ) تیرا (ہی تسلط اور) گذر ہے۔ کہ تعینات میں تیرا ہی ظہور ہے۔ (کل شئی ہالک الا وجہہ۔ یہ مشرب حضرات وجودیہ کا بنایا ہوا)

لہ الملک لمن غلب نامے است زمن باقی ۱۲۔ (نام و نشان تعریفات و تعینات سے وراء الوراء ہستی جس کو (حسن تکلیم کے لئے لسان تکوین میں اخفی الضمائر (ھو) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وجود حقیقی اسی کا ہے متن و تو صرف نفسیاتی مظاہر کا بیان ہے۔ محض تعینات کا وجود ظلی ۱۲ مترجم

Marfat.com

مشرب صوفیہ شہودیہ در تکوین عالم

ونزد صوفیہ شہودیہ حقائق ممکنات عبارت از اعدام خاصہ منتہیہ بسوئے اعدام مطلقہ کہ اعیان ثابتہ است منصبغہ بعکوس اسماء و صفات خواہد بود پس عالم نمودی است بی بود لکن چونکہ بصنع خداوندی است لہذا منشأ است برائے احکام متمایزہ واقعیہ ازیں جا دانستے کہ صوفیہ کرام وجودیہ و شہودیہ ہر دو در واقعیتہ احکام متفق اند بہ طریقے کہ مخصوص بہر یکے است از دو فرقہ +

وصل درفنا و بیخودی بطریق من نیم ہمہ اوست

سبحانہ من جمیل لیس لوجہہ نقاب الا النور ولا لجمالہ حجاب الا ظہور

م۔ ونزد صوفیہ شہودیہ حقائق ممکنات عبارت از اعدام خاصہ منتہیہ بسوئے اعدام مطلقہ کہ اعیان ثابتہ است منصبغہ بعکوس اسماء وصفات خواہد بود۔ پس عالم نمود است بے بود۔ لیکن چونکہ بصنع خداوندی است لہٰذا منشاء است برائے احکام متمائزہ واقعیہ۔ ازینجا دانستی کہ صوفیہ کرام وجودیہ وشہودیہ ہر دو در واقعیت احکام متفق اند بطریقے کہ مخصوص است بہر یکے از دو فرقہ۔ ت۔ اور صوفیہ شہودیہ کے نزدیک حقائق ممکنات (ظہوریات تکوینیہ) عبارت ہیں اعدام خاصہ سے جو کہ منتہی ہیں طرف اعدام مطلقہ کے کہ وہ اعیان ثابتہ ہیں اور عکوس اسماء وصفات سے منصبغ (رنگین ومتجلی) ہو کر ظہور پایا۔ پس (انکے نزدیک حقیقت) عالم ایک نمود (محض) ہے بے بود (اور بے وجود) لیکن چونکہ خداوندی صنعت کاملہ سے مخلوق ہے۔ اس لئے احکام متمائزہ (مختلفہ) واقعیہ کا منشاء ہے (کہ جن پر دنیا وعقبیٰ کے ثمرات مرتب ہیں) اس بیان سے معلوم ہوا۔ کہ صوفیائے کرام وجودیہ وشہودیہ دونوں فرقے اپنے اپنے طرز (نظریہ مشارب) سے واقعیت احکام (حقیقت تاثر ممکنات) میں متفق الرائے ہیں۔

وصل۔ (درفنا و بیخودی بطریق من نیم ہمہ اوست) ت۔ سبوح وہ ذات جمیل کہ اس کا نمود ہی اس کے چہرۂ ظہور کا نقاب ہے۔ اور اس کا غلبۂ ظہور ہی اس کے جمال حقیقت بطون کا حجاب ہے۔

Marfat.com

برادر اگر ترا ہزار سال حیات بخشند و طریق عبادت بانواعہا پیمائی ہرچند موجب نیل درجات و کشف و کرامات خواہد گشت۔ اما وصل محبوب ازلی و مشاہدہ شاہد لم یزلی بے سلوک طریق من نیم اوست و بغیر وصول بسرحد فنا، کہ ہمہ اشتغال را بمشابہ مغز است از پوست نتوانی بچنگ آورد۔ **بیت**

ہیچ کس را تا نگردد او فنا ❊ نیست راہ در بارگاہِ کبریا

عارف جامیؒ مے فرماید ؎

از خودی بگسل جامی میزن در گمنامی ❊ کاندر تتق وحدت بیگانہ ترا یابم

ولنعم ما قیل ؏

خویش را بیرون فگندم از حریم وصل دوست ❊ تا دریں خلوت سرای بیگانہ خود را یافتم

ت۔ اے منازل معرفت کے راہ رو بھائی اگر تجھے ہزار ہا سال کی زندگانی بخش دیں۔ اور (اپنی زندگی میں) تو ہر انواع و اقسام کی عبادتوں سے سلوک کا راستہ طے کرتا ہے۔ ہرچند کہ یہ (تیری جدوجہد نتائج میں) درجات عالیہ کے حصول کا موجب اور اثرات میں کشف و کرامات کا باعث ہوگی۔ لیکن (مقصد اصلی) محبوب ازلی کا قرب وصل اور شاہد لم یزلی کا مشاہدہ سوائے طریقہ سلوک "ہستی ذات (حقیقت) کے سامنے خودی موہوم اور حجاب تعین کو مٹانے اور بغیر وصول سرحد فناء (منشاء، احکام و آثار وجود ظلی سے قطع نظر کرکے وجود حقیقی کو پیش نظر کرنے) کے"۔ جو کہ سب اشتغال سلوک طریقت کے لئے بمنزلہ چھلکا اتار کر مغز برآوردہ کے ہے۔ حاصل نہیں کر سکتا۔ ۔ کسی شخص (طالب معرفت) کو جبتک وہ اپنی خودی موہومہ کو حقیقت غالبہ کے آگے فناء نہ کرے اور کالعدم قرار نہ دے۔ بارگاہ کبریاء (متعالی) میں راہ نہیں ملتا۔ عارف جامیؒ فرماتے ہیں ؎ اے جامی خودی موہومہ (نمود تعینات) کو توڑ کر اور کالعدم سمجھ کر گمنامی کا راہ اختیار کر۔ یا گمنامی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ کیونکہ سرا پردۂ توحید میں تیرے تعین و تنزل کی ہستی موہوم بیگانہ ہے۔ کسی نے اچھا کہا ہے کہ ہم (طالبان حقیقت) نے حریم وصل دوست (منازل حقیقت میں کثرت کو ساتھ لے جانے سے) خودی موہومہ اور تعین موہومہ کو باہر پھینکدیا ہے۔ کیونکہ اس خلوت سرائے وجود میں ہم نے اپنی خودی موہومہ (امکانی و تنزلاتی) کو بیگانہ (مانع وصول حقیقت) سمجھ لیا۔

Marfat.com

لہٰذا شاہبازان اوج وحدت کہ برزخ اند جامع مابین وجوب وامکان ومرأت اند واقع میان قدم وحدثان از یک روئے مظہر اسرار لاہوتی اند واز روئے دیگر مجمع احکام ناسوتی دائما لسان حال او شاں بدیں مقالہ متکلم است وزبان جمعیت شان بدیں ترانہ مترنم از جامی علیہ الرحمۃ رباعیہ ؎

براوج کمال صبح صادق ماییم ✤ حل نکت وکشف دقائق ماییم
سر حق وخلق از دل ما بیرون نیست ✤ مجموعۂ مجموع حقائق ماییم

طالب صادق را از اول لاموجود الا اللہ آغاز انند و بسر حد نیستی و فنا میرسانند۔

اول ما آخر ہر منتہی ✤ زآخر ما جیب تمنا تہی

درحق ایشاں راست آید ؎ مدرسہ میں عاشقوں کے جسکی بسم اللہ ہو ✤ اس کا پہلا ہی سبق یار و فنا فی اللہ ہو۔

حکایت حال ایں بزرگان است۔

ف۔ اسی لئے شاہبازان (سالکان) اوج توحید کہ برزخ جامعہ (واسطہ بین الحق والخلق) ہیں درمیان وجوب و امکان کے۔ اور قدم وحدوث کے مابین آئینہ (حق نما) واقع ہیں۔ مدارج قرب حق کی وجہ سے اسرار لاہوتی کے مظہر ہیں۔ اور دوسری وجہ (تنزلات امکانی) سے احکام ناسوتی (انسان) کے مجمع ہیں۔ ان کی زبان حال (وارداتِ قلبی) اس قول کی متکلم ہے اور انکی کلام جمعیت (جامع اسرار حق) اس ترانہ کی مترنم۔ (گیت گانے والی) کہ جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ہم کمالات کی بلندی پر صبح صادق کا ظہور ہیں۔ نکات تخلیق کا حل کرنے والے اور اسرار حقیقت کی باریکیاں کھولنے والے (بیان کرنیوالے) ہم ہیں۔ حق اور خلق کا راز (توحید اور تخلیق کا بھید) ہمارے دلوں (قلوب مجلی) سے باہر نہیں ہے۔ سب حقائق (واقعیہ و اعتباریہ) کا مجموعہ (نمود) ہم ہیں۔ (یہ بزرگوار) ابتداء سلوک سے طالب صادق کو (لا الہ الا اللہ بمعنی) لاموجود الا اللہ (نفی وجود غیر کا سبق) شروع کراتے ہیں۔ اور انتہاء فناء ونیستی غیر کی سرحد (معرفت وجود حقیقی) تک پونچا دیتے ہیں۔ (مقولہ) "جہاں پر دوسرے طرق سلوک کی انتہاء ہوتی ہے۔ وہاں سے ہماری ابتداء ہے اور ہماری انتہاء سے تو تمناء طلب (رسومات غیریت) کا قصہ ہی ختم ہوجاتا ہے (مقام فناء واستغراق)"۔ انہی بزرگاروں کے حق میں درست آتا ہے اور (مولانا نیاز احمد صاحب بریلوی کے اشعار کا مضمون کہ عشق حقیقی کی ابتدائی بسم اللہ مقام فنا فی اللہ (کمال طلب واستغراق) سے ہے۔ انہی بزرگوار ونکی حکایت حال ہے۔

Marfat.com

این زمان جاں دامنم برتافتہ است ؎ بوئے پیراہان یوسف یافتہ است
گویا سیدی و سندی رُوحی و رَوحی حضرت خواجہ شمس الدین رضی اللہ عنہ الآن دربیان
این راز و تلقین معنے کلمہ طیبہ متوجہ نشستہ اند ع ہست مجلس براں قرار کہ بود۔
و دلالت کلمہ طیبہ بر معنے مذکور بعد ملاحظ لزوم میان الہ و مفہوم مطلوب و محبوب و موجود
اذ کل ما اتخذ آلہا لا بدان یکون مطلوباً و محبوباً و موجوداً ظاہر است چہ لزوم بین بالمعنے
الاعم بعد استحضار مضمون خصوصاً پیش نظر خود کافی است اگرچہ در حضور مدلول و فہم
غیر کفایت نمی کند۔ گویا لا مطلوب الا اللہ و لا محبوب الا اللہ بطن است برائے
لا مستحق للعبادہ الا اللہ۔ چنانچہ لا موجود الا اللہ بطن است برائے لا محبوب الا اللہ

(حضور سیدنا و سندنا مجمع البحرین جامع بین الشریعۃ والطریقۃ ذوالمجد والتمکین سیادت و نجابت پناہ حضرت الشیخ السلطان السید مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ و عن اسلافہ الکرام فرماتے ہیں) اس وقت میری روح بوئے پیراہن یوسف (آثار فیوضات محبوب مقتدا) سے بیتاب ہو رہی ہے۔ گویا سیدی سندی میری روح اور روح کی تازگی و تکمیل حضرت خواجہ شیخ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ اب اس راز (اسرار توحید) کے بیان اور معنی کلمہ طیبہ کی تلقین و تعلیم میں متوجہ تشریف فرما ہیں۔ اور مجلس گرامی (برزخی) اسی قرار پر ہے جس طور پر کہ سابقاً (دنیاوی نمود حسی میں) ہوا کرتی تھی۔ اور کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ) کی دلالت معنی مذکور (لا موجود الا اللہ) پر بعد ملاحظہ تلازم کے درمیان الہ اور مفہوم مطلوب و محبوب و موجود کے ظاہر ہے۔ کیونکہ الہ (معبود) کی شان سے مطلوب و محبوب و موجود ہونا ظاہر ہے۔ وجہ ظہور مراد کی یہ ہے کہ لزوم بین بالمعنی الاعم خصوصاً بعد استحضار (حضور ذہنی مضمون ملازمہ) کے پیش نظر خود مستدل متکلم کے لئے تو کافی ہے۔ اگرچہ حضور مدلول اور فہم غیر میں کفایت نہیں کرتا۔[1] اور یہ ظہور مراد یا تو بطریق مطابقت ہو گی کیونکہ ارادہ کے بعد مجاز ہو گا۔ اور میزانیین کی نزدیک معانی مجازیہ پر دلالت مطابقہ ہے اور یا بطریق التزام جیسا کہ متکلمین کے نزدیک۔" تو گویا لا مطلوب الا اللہ اور لا محبوب الا اللہ بطن ہے برائے مفہوم لا مستحق للعبادۃ الا اللہ کے۔ جیسا کہ لا موجود الا اللہ بطن ہے واسطے مفہوم لا محبوب الا اللہ کے۔

[1] یا بطریق مطابقت۔ چہ بعد ارادہ مجاز خواہد بود۔ و دلالت بر معانی مجازیہ مطابقۃً است عند المیزانیین یا بطریق التزام کما ہو عند غیرہم ۱۲ منہ

مخاطب تلقین اول اے لا مستحق الخ مشرکین عرب و مخاطب بثانی خواص بعد دخول در اسلام قل ان کان آباءکم الخ و مخاطب بثالث اخص خواص و ہم چنین بہ نظائر آں از اسرار چنانچہ حدیث مروی از ابی ہریرہ رضؓ و اقوال سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ ایں عجالہ گنجائش آنہا ندارد دال اند بریں معنے حضرت حق سبحانہ از روئے حقیقت و ذات مدرک و مفہوم و مشہود و معلوم ہیچ کس نتواند بود و لا یحیطون بہ علماً پایۂ رفعت ادراکش از طمح حواس و قمح قیاس متعالی است ہر چہ در عقل و فہم و وہم و حواس و قیاس گنجد ذات او سبحانہ ازاں منزہ و مقدس است چہ ایں ہمہ محدثات اند۔ اما از روئے ہستی پیدا تر از ہمہ چیزہا است

ف ذات حق بشہود و ہستی پیدا تر است

تلقین اول یعنی لا الہ الا اللہ بمعنی لا مستحق للعبادۃ کے مخاطب مشرکین عرب ہیں (کہ ان سے نفی عبادت غیر یعنی اصنام وغیرہ مطلوب ہے) اور دوسری تلقین (لا مطلوب الا اللہ و لا محبوب الا اللہ) کے مخاطب خواص مسلمین ہیں۔ (جو کہ اللہ تعالٰی کی عبادت و ذکر کلمہ طیبہ محض رضائے مولٰی و محبت الٰہی کے لئے کرتے ہیں) آیۃ شریفہ قل ان کان آباءکم آہ ملاحظہ ہو (کہ اس آیت کا مضمون نفی محبت غیر اللہ پر دال ہے۔ خواہ نیل درجات ہی کیوں نہ ہو) اور تیسری تلقین (لا موجود الا اللہ کے مخاطب اخص الخواص ہیں (کہ انکے مشاہدۂ حق بین میں غیر کا وجود ہی منتفی ہے) اور ایسا ہی (امتیاز مدارج خطاب بہ امتیاز عقول و رسائی ہمت مخاطبین کا معاملہ ہے) مضمون مذکورہ کے نظائر کے ساتھ اسرار (حکم قرآنی میں) سے جیسا کہ (احادیث و آثار میں) حدیث مروی ابو ہریرہ رضؓ سے اور اقوال سیدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے کہ اس عجالۃ الوقت میں انکی گنجائش نہیں ہے۔ اسی معنی (فرق مراتب مخاطبین) پر دال ہیں۔
حضرت حق سبحانہ و تعالٰی از روئے حقیقت و ذات کے مُدرَک و مفہوم و مشہود و معلوم کسی کے نہیں ہو سکتے (ذات مقدس کسی کے ادراک و فہم و علم و مشاہدہ میں نہیں آ سکتی) اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ کہ ممکنات کا علم حق تعالٰی کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اسکی رفعت ادراک کا پایہ حواس کے پیش نظر اور قیاس کے سر اٹھانے سے بالاتر ہے۔ جو کچھ عقل و فہم اور وہم و قیاس وغیرہ حادثات امکانی میں سماتا ہے۔ او تعالٰی سبحانہ کی ذات واجب اس سے منزہ تر اور مقدس ہے لیکن از روئے ظہور ہستی سب اشیاء موجودات سے ظاہر تر ہے۔

Marfat.com

ولنعم ما قیل بیت

دانا کہ سخن بکنہ او بست ❖ بر کنگرۂ شعلہ تار مو بست
ایں مرحلہ گرچہ دل نشین است ❖ ہشدار کہ بادش آتشین است

فسبحان من ظاہر لا یخفے او خفے لا یظہر ظاہر تر است کہ از غایت پیدائی پنہان است رکوز او در قلوب ملا سافل چہ ادنی و اعلیٰ و دانا و نادان با وجود عدم تعقل و احساس دلیل است مر ظہور تام و ہستی کامل او را بیچارۂ دہری از یں بادہ دست حرماں در بغل و خاک بر سر موئے کشانش در محکمہ فاینما تولو فثم وجہ اللہ بردہ بالزام اقرار وجود او سبحانہ من حیث لا یشعر خیرہ چشم نمودند۔ فانہ ورد لا تسبوا الدھر۔

کسی نے اچھا کہا ہے کہ جس دانشمند نے اوتعالیٰ کی معرفت کنہ (ذات) میں کلام کی اس نے کنگرۂ عرش پر بال کی تار باندھی۔ یہ منزل (بیان کلام معرفت) اگرچہ دل پسند ہے مگر ہوش رکھنا کہ اسکی ہوا آتشین ہے۔ پس ذات سبحانہ وہ ظاہر تام کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اور ایسا خفی باطن کہ ظاہر نہیں ہے (من حیث الوجود و غلبۂ صفات ظاہر ہے۔ و من حیث عدم ادراک و احاطۂ علوم نارسا امکانی باطن ہے) بلحاظ ظہور کمال اتنا ظاہر ہے کہ نہایت ظہور کے باعث پوشیدہ ہے۔ (ابصار و بصائر کا مدارک و معلوم نہیں ہو سکتا) ملا سافل (زمین کے باسی۔ طبقۂ انسانی) کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ کیا دانا کیا نادان سب کے دلوں میں باوجود محسوس و معقول نہ ہونے کے۔ اس کا مرکوز (ثابت و راسخ) ہونا اسکے ظہور تام و ہستی کامل کی بین دلیل ہے۔ ہاں دہری (نیچری) بیچارہ اس شراب ناب (اقرار الوہیت) سے محرومی کا خالی ہاتھ بغل میں اور خاک مذلت سر پر (معلم فطرت) اس کو پیشانی کے بالوں سے کھینچتے ہوئے محکمۂ "اینما تولوا فثم وجہ اللہ" میں لے جا کر اس سے اقرار حقیقت اس طرح کرا لیتا ہے کہ وہ اندھا ہو جاتا ہے اور اسکو اس اقرار الوہیت کا شعور ہی نہیں ہوتا کیونکہ حدیث میں وارد ہے۔ لا تسبوا الدہر آہ۔ دہر کو برا نہ کہو دہر بھی اللہ کی ید قدرت میں ہے

ؔ یعنی جدھر منہ کرو ادھر ہی خدا کی ذات ہے۔ یعنی خداوند تعالےٰ کے بارہ میں جو مشرب وابستہ اختیار کرو۔ الوہیت کا اقرار لازم آتا ہے پھر دہری کو دہر کے اقرار سے خلق کا اقرار لازم آتا ہے۔ کہ دہر بھی ید قدرت میں ہے۔

Marfat.com

معرفت او سبحانہ من حیث التجرد از اسماء و صفات ممکن نیست مگر بوجہ اجمالی کہ وراء آنچہ متعین شدہ است امریست کہ ظہور ہر متعین بدوست فلذالک ورد و یحذرکم اللہ نفسہ واللہ رؤف بالعباد۔ **فائدہ** صوفیہ موحدین و حکماء محققین متفق اند در نفی مجعولیت از اعیان ثابتہ و ماہیات بمعنے آنکہ عقل تجویز نمے کند معنے جعل و تصییر را میان ماہیت و نفس خودش لعدم المغائرۃ و کلام شیخ محقق صدر الحق والدین القنوی و متابعان او درینمقام ناظر بآن است کہ جعل را عبارت از افاضہ وجود عینی خارجی قرار دادہ شود چہ بر تقدیر گردانیدن مجعولیت عبارت از احتیاج بفاعل نفی آن راست نمی آید۔ زیراکہ احتیاج بفاعل از لوازم ماہیات ممکنہ است خواہ در وجود علمی خواہ در وجود عینی و چونکہ این تخصیص و تقیید تکلف است و راجع باصطلاح پس صواب دریں مقام ہماں است کہ اولاً شنیدی

او تعالٰے سبحانہ کی معرفت ذات بہ حیثیت تجرد از اسماء و صفات (من حیث ہی) کے ممکن نہیں۔ مگر بوجہ اجمالی کے بایں طور کہ جو کچھ متعین ہو چکا ہے۔ اس کے ماوراء ایک امر ہے کہ ہر متعین کا ظہور اسی سے ہے۔ اسی لئے وارد ہے کہ اللہ تعالٰے تم (سرمایہ داران وما اوتیتم من العلم الا قلیلا) کو اپنی ذات بحت کی معرفت کے درپے ہونے سے ڈراتا ہے۔ اور یہ ڈرانا بہ تقاضائے رافت و رحمت ربانی ہے۔

صوفیائے موحدین اور حکمائے محققین (فلاسفہ اسلام) اعیان ثابتہ (صور علمیہ حق) اور ماہیات (حقائق) سے نفی مجعولیت (تصییر) میں متحد الخیال ہیں۔ بایں معنی کہ ماہیت اور خود اس کے نفس میں بوجہ عدم مغائرت کے معنی جعل و تاثیر (تصییر) کو عقل تجویز نہیں کرتا۔ اور شیخ صدر الدین قونوی (تلمیذ حضرت الشیخ الاکبر) اور اس کے تابعین کی کلام اس مقام (نفی مجعولیت) میں اس طرف ناظر (بصیرت پذیر) ہے کہ جعل (منفی) سے مراد افاضہ وجود عینی خارجی قرار دیا جائے (نہ احتیاج بفاعل در صدور ذاتیہ) کیونکہ مجعولیت سے اگر عبارت احتیاج بفاعل ہو۔ تو جعل کی نفی درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ احتیاج بفاعل ماہیات ممکنہ کے لوازمات میں سے ہے۔ خواہ وجود علمی (اعیان ثابتہ) میں ہو۔ خواہ وجود عینی (ماہیات) میں۔ (مصنف رضی اللہ عنہ وعلیٰ اسلافہ الکرام فرماتے ہیں کہ) چونکہ یہ تخصیص (معنی جعل میں) اور تقیید (بافاضہ وجود عینی) تکلف ہے۔ اور راجع باصطلاح (ولا مشاحۃ فی الاصطلاح) پس اس مقام میں صواب وہ ہی ہے۔ جو کہ پہلے بیان ہو چکا۔ (اور محققین کی تحقیق ہے)۔

Marfat.com

ف ۔ الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود یعنے اعیان ثابتہ کہ صور علمیہ حق اند بطون وخفا لازم ذاتی اوشان است بوئے از وجود خارجی بمشام اوشان نرسیدہ یعنی آنچہ ظاہر مے شود۔ احکام وآثار این اعیان است کہ بوجود یا در وجود حق ظاہر مے شوند۔ ذات این اعیان۔

ف ۔ اعیان را دو اعتبار است۔ اول آنکہ اعیان مرایائے وجود حق و اسماء و صفات است۔ دوم آنکہ وجود حق مرآۃ آں اعیان است۔ پس بہ مقتضائے اعتبار اول غیر از وجود حق سبحانہ کہ متعدد است بہ تعدد احکام ہیچ مشہود نیست و با عتبار دوم غیر از اعیان و وجود حق متجلی نیست مگر از وراے تتق عارف غیب را با عتبار مقام اول ذوالعین و ثانی ذوالعقل و ہر دو ذوالعین و ذوالعقل مے خوانند۔

(صوفیان کرام کا قول ہے کہ) اعیان نے وجود کی بُو بھی نہیں پائی ۔ یعنی اعیان ثابتہ جو کہ صور علمیہ حق ہیں ۔ اور بطون و پوشیدگی ان کی ذات و ماہیت کو لازم ہے ۔ وجود عینی خارجی کی بُو بھی انکے مشام (ناک تک نہیں پہنچی) ۔ یعنی جو کچھ کہ ظاہر ہوتا ہے ان اعیان کے احکام و آثار ہیں ۔ "کہ (بصورت اعیان کے مرأت وجود حق آئینہ حق نما اعتبار ہونے کے) وجود حق کیساتھ یا (بصورت وجود حق کے مرأت اعیان آئینہ جہاں نما ہونیکے) وجود حق میں ظاہر ہوتے ہیں" نہ ذات ان اعیان کی ۔

اعیان ثابتہ کے لئے دو اعتبار ہیں اول یہ کہ اعیان مرایائے (آئینہا) وجود حق سبحانہ و اسماء و صفات ہیں یا دوم یہ کہ وجود حق سبحانہ مرأت (آئینہ) ان اعیان کا ہے ۔ پس اعتبار اول کے مقتضی پر سوائے وجود حق کے ۔ "کہ وہی متعدد ہے بہ ظہور تعدد احکام و آثار" ۔ کوئی چیز مشہود نہیں ہے ۔ اور با عتبار دوم کے سوا اندمتش) اعیان کے (کچھ مشہود نہیں) اور وجود حق سبحانہ تجلی نہیں ہے مگر تتق (حجابہائے) غیب ۔ عارف کو باعتبار حصول مقام اول (اعیان آئینہائے وجود حق) کے ذوالعین (صاحب بصر و نظر) اور با عتبار مقام ثانی (وجود حق مرأۃ اعیان) کے ذوالعقل (صاحب بصیرت) اور با عتبار حصول ہر دو مقامات کے ذوالعین و ذوالعقل کہتے ہیں ۔

سلہ یعنی اعیان و صور علمیہ کا تمثل بصورت کائنات عکوس اسماء و صفات و ظہور وجود حق آئینہ ہے ظہور وجود کے لئے ۔ اور چونکہ اعیان کے لئے وجود خارجی نہیں لہٰذا اعیان وجود حق سے ہی متجلی ہیں ۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

ف ۔ گاہے ظاہر وجود را مے گویند در مقابلہ باطن وجود کہ مرتبہ لاتعین و تجرد است از مظاہر فحینئذٍ ظاہر وجود عبارت از مراتب تعینات کلیہ وجزئیہ و وجوبیہ و امکانیہ خواہد بود۔ وگاہے ظاہر وجود بمقابلہ باطن وجود کہ عبارت از صور علمیہ اعیان ثابتہ است اطلاق مے نمایند و حینئذٍ مراد بوے حیثیت عالمیت حضرت وجود است چہ حیثیت معلومیت کہ صور علمیہ و اعیان ثابتہ است باطن و پوشیدہ است در ذات عالم و ذات عالم نسبت بآن ظاہر این معنے را در نفس خود بین بعد تمہید ہذا خواہی دانست ۔ وقتیکہ گویند وجوب صفت ظاہر وجود است ۔ کہ مراد بآں معنے ثانی است نہ معنے اول ۔

گاہے ظاہر وجود کو باطن وجود " جوکہ مرتبۂ لاتعین و مظاہر سے تجرد کا ہے "کے مقابلہ میں اطلاق کرتے ہیں ۔ پس اس تقدیر پر ظاہر وجود عبارت مراتب تعینات کلیہ و جزئیہ و وجوبیہ و امکانیہ سے ہوگا ۔ اور گاہے ظاہر وجود کو بمقابلۂ باطن وجود کے " جوکہ عبارت صور علمیہ حق یعنی اعیان ثابتہ سے ہے " بولتے ہیں ۔ اس وقت مراد ظاہر وجود سے حیثیت عالمیت حضرت وجود کی ہے ۔ کیونکہ حیثیت معلومیت کی " کہ صور علمیۂ حق و اعیان ثابتہ ہیں ۔ باطن اور ذات عالم میں پوشیدہ ہے ۔ اور عالم (حضرت وجود) نسبت بہ اعیان ثابتہ کے ظاہر ہے ۔ اس معنے کو اپنے نفس میں[1] ملاحظہ کرنا چاہیئے ۔ اس تمہید کے بعد معلوم ہوگا ۔ کہ جب کہتے ہیں ۔ کہ " وجوب ظاہر وجود کی صفت ہے " تو مراد اس سے معنی ثانی (حیثیت عالمیت) ہے نہ معنی اول (مراتب تعینات)

---

[1] انسان کسی امر کے کرنے یا بولنے کا ارادہ کرتا ہے ۔ تو اول اس امر کی صورت بطور خیال انسان کے ذہن میں وارد ہوتی ہے ۔ پھر خارج میں اسی کی شکل ظاہر ہوتی ہے ۔ نہ بعینہٖ وہ خیال ۔ لیکن انسان میں تو اس کی حیثیت محض خیال کی رہتی ہے ۔ اور ذات حق میں عین ثابت ۔ مولٰنا سے

آں خیالاتے کہ دام اولیاء است (اعیان ثابتہ) ﴿ عکس ماہرویان بستان خدا است (مولانا قاسم) لاہم

ف۔ قضا عبارت است از حکم الٰہی کلی بر اعیان موجودات باحکام جاریہ بر ایشان وقدر عبارت است از تفصیل آں حکم وتخصیص آں باوقات وازمانیکہ استعدادات ایشان اقتضاء وقوع مے کند در آن وسر قدر آن است کہ ممکن نیست ہر عینے را از اعیان ثابتہ در فیض مقدس مگر ہماں عطیہ کہ در فیض اقدس یافتہ است وسرِ سر قدر آن است کہ ممکن نیست کہ حق سبحانہ متغیر گرداند اعیان ثابتہ راکہ نسب وشئون ذاتیہ حق اند پس علم تابع معلوم است بآں معنے کہ مر علم ازلی را ہیچ اثرے نیست در معلوم باثبات امرے کہ مر اورا ثابت نبودہ باشد یا بہ نفی امرے کہ ثابت بودہ باشد بلکہ تعلق علم بوے براں وجہ است کہ آں معلوم فی حد ذاتہ براں است وعلم را در وے ہیچ گونہ تاثیرے وسرائیتے نے۔

قضاء الٰہی عبارت ہے حکم الٰہی کلی سے جو کہ اعیان موجودات پر احکام جاریہ سے وارد ہوتا ہے (جو احکام موجودات کی ذاتوں پر جاری ہوتے ہیں۔ ان کے نفاذ کا نام قضاء الٰہی ہے) اور قدر عبارت ہے اس حکم الٰہی کلی کی تفصیل اور تخصیص ان اوقات وزمانوں کے ساتھ کہ موجودات کی استعدادیں ان اوقات (معینہ) میں وقوع کا اقتضاء کرتی ہیں (موجودات کی استعدادیں حکم کلی الٰہی سے جن اوقات کے تخصیص وقوع کا تقاضا کرتی ہیں انکی تفصیل کا نام قدر ہے) اور سر قدر (تقسیم استعدادات) یہ ہے کہ فیض مقدس (کی تقسیم) میں ہر عین کو اعیان میں سے ممکن الحصول نہیں مگر وہی عطیہ جو کہ فیض اقدس[1] میں اسکے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اور سرِ سر قدر (علت تقسیم استعدادات) یہ ہے کہ ممکن الوقوع نہیں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ متغیر کرے اعیان ثابتہ کو کہ نسب اور شئون ذاتیہ حق کے ہیں پس (معلوم ہوا) کہ علم تابع معلوم کے ہے۔ اس معنے سے کہ علم ازلی کو معلوم (کائنات) میں "ایسے امر کے ثابت کرنے کا کہ (فیض مقدس میں) اس (معلوم) کے لئے ثابت نہ ہو۔ یا ایسے امر کی نفی کرنے میں جو کہ (معلوم کیلئے) ثابت ہو چکا ہو" کچھ اثر نہیں۔ بلکہ علم حق کا تعلق معلوم سے اس وجہ پر ہے۔ کہ وہ معلوم (مکوّن) فی نفسہ اس حالت پر واقع ہے اور علم[2] کو اس معلوم میں کسی قسم کی تاثیر وسرایت (تغیر کی) نہیں ہے۔

---

[1] فیض اقدس میں تفویض وتعیین استعدادات اور فیض مقدس میں تقسیم عطایا علی حسب الاستعدادات المفوضہ۔ ۱۲ مترجم

[2] اس بیان سے امکان کذب کا بطلان بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ وجوب حق ونظم بالصدق کے منافی ومغائر ہے تاقی۔ ۱۲

ازیں جا دفع اعتراض مشہور کہ مے گویند کہ کفر ابوجہل چونکہ معلوم باری عز اسمہ است تکلیف بہ نقیض او تکلیف بہ محال است معلوم نمودی نعم نظر بفیض اقدس عند ارباب العقول باقی خواہد ماند۔ ف ۔ امداد حق سبحانہ و تعالیٰ باعیان موجودات در ہر نفسے تجلی واحد است کہ عارض مے شود۔ مر او را بحسب قوابل و مراتب تعینات متعددہ و نعوت و صفات و اسماء متکثرہ نہ آنکہ آں تجلی فی نفسہ متعدد است و آں تجلی نیست مگر وجودی۔ اگر طرفۃ العین ایں امداد انقطاع یابد عالم بعدم اصلی خود باز گردد و تفاوتے کہ در ماہیات بتقدم و تاخر در قبول وجود واقع است بہ سبب تفاوت استعداد ایشان است پس ہر ماہیتے کہ تام الاستعداد است در قبول فیض اقدام و اسرع است۔

اس بیان سے اعتراض مشہور "کہ کفر ابوجہل (کفار) چونکہ باری عز اسمہ کو معلوم ہے۔ (تو پھر) اس کی نقیض (اسلام) سے تکلیف دینا۔ (مامور کرنا از قسم) تکلیف بہ محال ہے" کا دفعیہ معلوم ہو گیا۔ ہاں نظر بہ فیض اقدس (عطائے استعداد) ارباب عقول کے نزدیک باقی رہ جائے گا۔ اعیان (ذوات) موجودات کو حق تعالیٰ کی امداد (ابقائے عالم) ہر نفس و آن میں تجلی واحد ہے۔ کہ اعیان موجودات کو بلحاظ قابلیات و مراتب تعینات متعددہ کے اور مطابق نعوت و صفات و اسماء متکثرہ کے تجلائے وحدانی عارض ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ تجلی فی نفسہ متعدد ہو (بلکہ متجلائے متکثرہ پہ تجلائے واحد کا عکس لورانیت ہے) اور وہ تجلی وجودی (افاضۂ وجود) ہے۔ اگر بمقدار آنکھ جھپکنے (ایک سیکنڈ) کے یہ (فیضان) امداد منقطع ہو تو عالم (کائنات) اپنے عدم اصلی کو لوٹ جائے۔ (پس جبکہ اعیان موجودات پہ تجلی تو واحد ہی ہے۔ اور فیضان میں بھی یکسانیت ہے) پھر وہ فرق جو کہ ماہیات کے وجود کو قبول کرنے میں تقدیم و تاخیر کے طور پر واقع ہے بہ سبب فرق مراتب استعدادات ماہیات کے ہے۔ پس جس ماہیت کی استعداد تام اور کامل ہے۔ وہ قبول فیض (وجود و انوار و اسرار) میں سب سے پہلے اور جلد تر و منجلی تر ہے۔

بقیہ حاشیہ ص ۱۷۵ ا۔ و صفاتہ لا تتغیر و لا تتغایر ۱۲ مترجم ۔ ۳ ایسے ہی قدرت و ارادہ کو بھی صفات حق میں تاثیر و سرایت تغیر کی نہیں ہے کہ صفاتہ سواسیۃ فی التعلق بذاتہ الواجب ۱۲ مترجم

Marfat.com

چوں قلم اعلیٰ کہ مسما است بعقل اول و ہر ماہیتے کہ بپایۂ انحطاط است خواہ بیک واسطہ یا وسائط مؤخر است در قبول فیض توضیح ایں راز و رود آتش بر نفط و کبریت و حطب یابس و اخضر دریاب برادر پیش ازیں فہمیدہ باشی کہ بیان علل مناسبہ و مباینہ در فیض مقدس میتواں کرد. اما در فیض اقدس متعذر است زیراکہ از اسرار الٰہیہ است. ف بحر را حقیقتے بجز آب کثیر نیست اما چوں آں حقیقت متعین شود بصورت امواج موجش خوانند و بشکل حباب حبابش گویند. و ہم چنیں چوں متصاعد شود بخار باشد و بعد تراکم ابر شود و بسبب تقاطر باراں گردد. و او بعد از اجتماع و قبل از وصول بہ بحر سیل مے باشد و بعد وصول بہ بحر بحر. پس نیست ایں جا مگر امرے واحد مسمی باسامی متعددہ

جیسا کہ قلم اعلیٰ جو کہ عقل اول (کی نورانیت) سے مسمیٰ ہے۔ اور جو ماہیت کہ پایۂ انحطاط (کم درجہ) میں ہے خواہ یک واسطہ یا وسائط کثیرہ سے (صفوت متاخرہ میں) ہے۔ وہ قبول فیض میں موخر ہے۔ اس راز کی وضاحت مٹی کے تیل اور گندھک پر اور خشک لکڑی و تر لکڑی پر آگ کے پڑنے (یا ڈالنے) سے دیکھ اور سمجھ لیجئے۔ (باقی رہا استعدادات کے فرق اور منشا فرق کا سوال) تو اے برادر (طالب علم طریقت و سالک مسالک حقیقت) اس سے پہلے (بیان سر سر قدر میں) تو نے سمجھ لیا ہوگا۔ کہ علتہائے مناسبہ (مقتضیہ) اور مباینہ (متضادہ) کا بیان فیض مقدس (مظاہر تقسیم استعدادات) میں تو کیا جا سکتا ہے لیکن فیض اقدس (منشاء فیضان استعدادات) میں متعذر ہے۔ کیونکہ (فیض اقدس محض) اسرار الٰہیہ سے ہے۔ دریا کی حقیقت (نمود) بجز آب کثیر کے نہیں۔ لیکن وہ حقیقت آبی جب بصورت امواج (لہروں) کے متعین ہو۔ اس کو موج (دریائی) کہتے ہیں۔ اور حباب (بلبلوں) کی شکلیں نمودار ہوں تو بلبلا کہتے ہیں۔ اور ایسا ہی جب (دریا کا پانی حرارت آفتاب و حبس ہوا سے) اوپر کو متصاعد (بصورت ذرات) ہوتا ہے۔ تو بخار بنتا ہے۔ اور (فضائے سماوی کی برودت) میں اجتماع بخارات سے بادل کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔ اور (معصرات میں سے) بوجہ تقاطر (متواتر قطرے گرنے سے) بارش۔ اور وہ بارش (زمین پہ) مجتمع ہو کر دریا میں ملنے سے پہلے (ندی نالوں میں) سیل رواں ہوتا ہے۔ اور پھر دریا میں ملکر دریا ہو جاتا ہے پس یہاں (بیان توحید میں) درحقیقت ایک ہی چیز ہے جو کہ (مختلف تعینات و تنوعات تنزلات میں) اسمائے متعددہ سے موسوم ہے (صورت از بے صورتی آمد برون باز شد انا الیہ راجعون ۰) (رومی)

Marfat.com

ہم چنیں حقیقت حق سبحانہ نزد ایں بزرگواران نیست مگر وجود مطلق کہ بواسطہ تقیید بمقیدات مسمی میگردد باسامی مختلفہ اعنے عقل و نفس و فلک و اجرام و طبائع و موالید الی غیر ذالک ہماں وجود مطلق از حضرت احدیت بواحدیت و از واحدیت بحضرت ربوبیت باز بحضرت کونیہ و ازاں بحضرت جامعہ انسانیہ تنزل فرمودہ چوں جاہل نظر کند بصورت موج و حباب و بخار و ابر و سیل گوید کہ بحر کجا است وہمے داند کہ بحر نیست الا آب مطلق کہ بصور ایں مقیدات بر آمدہ است و ہم چنیں چوں نظر کند بمراتب عقول و نفوس و افلاک و غیر ذالک میگوید دین الحق و از یں کہ ایں ہمہ مظاہر او بیند بے خبر برادر ایں ہمہ تمثیلات برائے توضیح است و تنزیل غیر معقول و محسوس بمنزلہ آن والا آنجا کہ نہ کل است و نہ جزو نہ انحصار در مقیدات بل الآن کما کان۔

ایسا ہی ان بزرگواران کے نزدیک حق سبحانہ و تعالیٰ کی حقیقت (ظاہرہ) محض وجود مطلق ہے جو بواسطہ تقیید کے مقیدات (تعینات) متعددہ کے ساتھ مسمی باسمائے مختلفہ یعنی عقل و نفس و فلک و اجرام و طبائع و موالید و غیر ذالک کے ہوتا ہے۔ اسی[1] وجود مطلق نے حضرت احدیت سے واحدیت اور واحدیت سے حضرت ربوبیت کی طرف پھر حضرت ربوبیت سے حضرت کونیہ کی طرف اور حضرت کونیہ سے حضرت جامع انسانیہ کی طرف تنزل و تعین فرمایا۔ حقائق و معارف اشیاء کو نہ جاننے والا موج و حباب و ابر و سیل کی صورتوں سے (بہیئت کذائی) دریا کو نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ دریا کہاں ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں کہ دریا کی حقیقت تو صرف آب مطلق ہے جو کہ ان مقیدات (موج و ابر و سیل و غیرہ) کی صورتوں میں ظاہر ہے اور ایسا ہی جب مراتب (تعینات) عقول و نفوس و افلاک و غیرہ کو تو دیکھ لیتا ہے (مگر حق کی طلب میں) کہتا ہے کہ حق (خدا) کہاں ہے اور اس معنی سے بے خبر ہے کہ یہ سب تعینات اسی کے مظاہر ہیں۔ اے برادر (متلاشی معرفت حق) یہ سب تمثیلیں (مراتب توحید کے بیان کو) واضح کرنے کیلئے ہیں (جن میں) غیر معقول و غیر محسوس کو (بغرض تفہیم) بمنزلہ معقول و محسوس فرض کیا گیا ہے (کہ انسانی علم حسی تمثیلات کا معتاد ہے) ورنہ وہاں "(وراء الورا میں) کہ نہ کل ہے نہ جزء نہ انحصار در مقیدات و (مفہومات) بلکہ اب بھی (بعد تخلیق مناظر کائنات و تعین نظائر تنزلات اپنی وراثیت ذات و کمال صفات میں) ویسا ہی ہے جیسا کہ (نمود تعین

---

[1] حضرت قدسی کی غزل کا مطلع ہے آسنیں بر رخ کشیدی ہمچو مکار آمدی - اس بیان کا آئینہ ہے۔ سیدنا صاحب الوصال قدس سرہٗ مصنف کتاب ہذا فرماتے ہیں ؎ بہار دے جبویں پھلاں نخیں حق تویں سنسار کنوں - ۱۲ مترجم

ایں تمثیلات و تحدیدات کجا۔ بیت

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں ٭ کانیجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

ف۔ برادر ذکر ایں مضامین مستنبط از اصحاب توحید و ارباب مواجید برائے تنبیہ و تشویق است نہ موجب تحصیل کمال چہ معارف ایشان ذوقی و کشفی اند۔۔۔ نہ نقلی و تقلیدی یا عقلی و برہانی۔ پس محض بقیل و قال آویختن و بساط مجاہدہ و مشقت درنوشتن دلیل جہالت است و حرمان و بطالت و خسران از گفتن بزبان تا یافتن بوجدان تفاوت بسیار است طالب را باید کہ کمر ہمت و اجتہاد دربندد و در پے تحصیل مطلوب کوشد طریقش آنکہ جامی علیہ الرحمۃ مے فرماید

بیت در مسند فقر چوں بہ بینی شاہے ٭ ز اسرار حقیقت بیقین آگاہے

گر نقش کنی بلوح دل صورت او ٭ زاں نقش بہ نقشبند یابی راہے

یہ تعریفیں و تمثیلیں کہاں سے عنقا کسی کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ اپنا دام اٹھالو۔ کیونکہ یہاں تو ہمیشہ شکاری کا ہاتھ خالی ہی رہتا ہے۔ برادر سلوک معرفت ان مضامین (لطیفہ و معارف نفیسہ) کا ذکر جو کہ اصحاب توحید و ارباب وجدانیات (ذوقی) کے کلمات طیبات سے اخذ و استنباط کئے گئے ہیں برائے تنبیہ (غافلین) اور شوق و ترغیب (طالبین حق) کے ہیں۔ نہ موجب تحصیل کمالات کے کیونکہ ان بزرگواروں (عارفین) کے معارف ذوقی اور کشفی ہوتے ہیں۔ نہ نقلی و تقلیدی یا عقلی و استدلالی (کہ محض انکا ادراک ہی باعث تکمیل و سرمایہ حصول ہو) پس محض (زبانی) قیل و قال کے درپے ہونا اور (عملی) مجاہدہ و مشقت کا بساط لپیٹ لینا (معرفت حق سبحانہ سے) جہالت اور (مدارج ارتقاء سے) محرومی (ادعائے معرفت) کا جھوٹ اور (فریب نفس) زیاں کاری و خسران کی علامت ہے۔ صرف زبانی گفتگو اور (بالمقابل) وجدان قلب سے دریافت میں بڑا فرق ہے۔ طالب صادق کو لازم ہے کہ کمر ہمت و اجتہاد کو مضبوط باندھ کر تحصیل مطلوب کے درپے ہونے میں کوشش کرے جسکا طریقہ (مستند) عارف جامی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں۔ کہ فقر الی اللہ کے مسند (تخت تمکین) پر اے طالب صادق اگر تجھے کوئی ایسا بادشاہ (اہل اللہ) نظر آئے کہ وہ (عارف باللہ) اسرار حقیقت سے حق الیقین کیساتھ واقف ہو۔ تو پھر خوش نصیبی سے) اگر صحیفۂ دل (محبت منزل) پر اس (آئینۂ حق نما) کی صورت (حقائق آگاہ) منقوش کرلے تو (یقیناً) تجھے اس نقش صورت حق (شیخ کامل) سے نقاش حقیقی تک (قرب وصل) کی راہ مل جائے گی۔

Marfat.com

ف۔ طریق توجہ حضرات قادریہ و چشتیہ وجودیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ترتیب این نسبت چنان است کہ طالب اولاً صورت شیخے کہ این نسبت ازو یافتہ باشد مثل برقع بپوشد تا آن زمان کہ اثر کیفیت بے خودی و کیفیت معہودہ پدید آید۔ پس ملازم آن کیفیت بودہ باآن صورت و خیال کہ آئینہ روح مطلق است متوجہ بقلب حقیقی کہ عبارت است از حقیقت جامع انسانی گردد و او اگرچہ از حلول فی جزء دون جزء منزہ است اما او را از میان اجزاء جسم با این قطعہ لحم صنوبری تعلق و نسبتے است کہ با غیرش نے و حواس و فکر و خیال ہمہ را گذاشتہ بدر دل نشیند و مراقب من نیم اوست گردد۔ برادر دریں راہ اودیہ و مہالک بے شمار اند لہٰذا بے بدرقۂ توفیق و رفیق شفیق بجائے نفع ضرر و وصل حرمان و خسران عائد میگردد۔

طریقہ توجہ (باطنی) حضرات قادریہ و چشتیہ وجودیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس نسبت شریفہ کی ترتیب اس طرح پر ہے۔ کہ اول طالب صادق اس شیخ کی صورت متبرکہ (جس سے یہ نسبت شریفہ حاصل کی ہے) "اپنے وجود پر مثل برقع کے احاطہ کیا ہوا تصور کرے (اور اپنے وجود کو کالعدم سمجھے) حتیٰ کہ بیخودی اور کیفیت معہودہ (استغراق) کا اثر ظاہر ہو۔ پس اس کیفیت کو لازم پکڑے ہوئے اس صورت شیخ اور خیال (صورت) کی معاونت سے جو کہ آئینہ روح مطلق ہے "قلب حقیقی" کہ حقیقت جامع انسانی سے عبارت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور وہ (مطلوب حقیقی مرجع ضمیر غائب) اگرچہ کسی خاص جزء میں حلول سے منزہ ہے لیکن اس کو اجزائے جسم انسانی (سرمایہ دار معرفت) میں سے گوشت کے اس صنوبری ٹکڑے (دل معرفت منزل) کے ساتھ وہ نسبت ہے۔ کہ دوسری اجزاء سے نہیں ہے۔ حواس (بدنی کے احساسات) و فکر و خیال (ذہنی کے تخیلات) سب کو معطل کرکے (طالب صادق) درِ دل پر متوجہ اور مستقیم رہے۔ اور (اعتقاداً) "من نیم اوست" (یہ میرا تعین و نمود اپنے وجود سے قطعاً قائم نہیں۔ بلکہ اسی وجود حقیقی کا ظل ہے اور محض تعبیر مظاہر کا عنوان ہے جسکی کوئی ہستی نہیں ہے رب الملک من غلب نابست زمن باقی) کا مراقبہ (دھیان) کرے۔ کہ (لا موجود الا اللہ) اے برادر سالک طریقت۔ اس راہ (سلوک معرفت) میں بیشمار پرخطر و ہلاکت آفرین گھاٹیاں ہیں اسلئے سوائے بدرقۂ توفیق ربانی اور رفیق شفیق (مرشد کامل و مہربان) کے بجائے نفع (وصول) کے ضرر خذلان اور بجائے وصل فوز کامیابی کے محرومی و زیانکاری عائد ہوتی ہے۔

Marfat.com

چہ دریںجا امتیاز میان تجلی کہ بر تعین حقیقت جبرائیلیہ و حقیقت محمدیہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کہ اول القاء سور قرآنیہ میفرماید و ثانی مخاطب بآن باشد و ہم چنیں میان تجلی کہ وجود سالک بعینہ مظہر حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام شدہ در ترنم لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ درآید یا رفع اشتباہ میان تجلی ملکی کہ نازل است بر سالک و تعین ملکی کہ نزول فرمودہ بود بر نبی از انبیاء سالفہ و بسبب تشابہ آن دو تعین دعوی عینیت آن نبی نماید بغیر از مدد سابقہ عنایت ازلیہ کہ اکثر و اغلب از صورت پیر ظہور مینماید دشوار است و متعسر۔ طالب را باید کہ اولاً نفی وجود موہوم بتکرار نفی و اثبات و مداومت بر دوازدہ تسبیح معمولہ خواجگان نماید بعد ازاں دست بمراقبہ زند کہ المجاہدۃ ثم المشاہدۃ الا در حق بعضے از اہل سعادت کہ جذب مقدم است بر سلوک نصیب او شان است

کیونکہ اس راہ (مشکل اطوار) میں (فیوضات ظہور واردات اور ورود تجلیات سے ناواقف کے لئے) امتیاز درمیان تجلی نوری کے جو کہ تعین حقیقت جبرائیلیہ و حقیقت محمدیہ علیہما الصلوٰۃ والسلام پر کر اول حقیقت جبرائیلیہ القائے سور قرآنیہ (کا فیضان) کرتی ہے۔ اور ثانی (حقیقت محمدیہ مخاطب (بکلام اللہ) ہوتی ہے اور ایسا ہی امتیاز درمیان تجلی (ظہوری) کے کہ سالک کا وجود بعینہ مظہر حقیقت محمدیہ ہو کر "لا الہ الا اللہ چشتی (سالک) رسول اللہ" کے ترنم میں آتا ہے۔ یا (سالک کے مشاہدہ میں) رفع اشتباہ کا درمیان تجلی ملکی کے (کہ قلب) سالک پر نازل ہے۔ اور تعین ملکی کہ انبیاء سابقین سے کسی نبی پر اس فرشتہ نے نزول فرمایا ہو اور بمناسبت قلب سالک کے اس نبی کے قلب سے سالک پر تجلی ملکی وارد ہوا ہو اور بسبب باہمی مشابہت ان دونوں تعین (تجلی ملکی و تعین ملکی) کے سالک (فریب مشاہدہ سے) دعوی عینیت (بروزی) اس نبی کا کرتا ہے۔ تو بغیر مدد سابقہ عنایت ازلی کے۔ کہ اکثر و اغلب احوال میں (وہ مدد ازلیہ) شیخ کامل کی صورت لطیفہ سے ظہور کرتی ہے[۳]۔ طالب صادق کو لازم ہے کہ اولاً (بارادہ و خیال) نفی وجود موہوم کی کلمۂ نفی و اثبات (لا الہ الا اللہ) کے تکرار سے اور بارہ تسبیح (بارہ سو) معمولہ خواجگان پر مداومت کرے (جن کی تفصیل باشرائط کشکول کلیمی میں ملاحظہ فرماویں) بعد ازاں مراقبہ شروع کرے۔ کیونکہ مشاہدۂ ربوبیت مجاہدہ و مشقت سے حاصل ہوتا ہے۔ ہاں بعض اہل سعادت کے حق میں کہ انکے نصیب خوش نصیبی میں جذب (کشش ایزدی) سلوک پر مقدم ہے۔

Marfat.com

المشاہدۃ ثم المجاہدۃ راست آید و شک نیست کہ بعد ملاحظہ من ہم اوست ذوقی پدید آید و نسبت عزیزان قوت گیرد۔ باید کہ آں زمان بحقیقت بے خودی متوجہ باشد و در پئے آں بود و فکر در حقائق اشیاء و توجہ بدو شان بلکہ فکر در اسماء و صفات حق ہم نباید کرد۔ و ورزش ایں نسبت بنوعی باید کرد کہ دائماً حاضر بودہ گوشۂ چشم دل را در ہمہ کار و ہمہ جائے در ملاحظہ ہمیں معنے دارد تا کہ بسر حدّ وادی حیرت رساند ترا از تو باز رہاند۔ بعد ایں ورزش انشاء اللہ کار بجائے خواہد رسید کہ حقیقت جامعہ خود را در ہمہ موجودات مشاہدہ خواہی نمود و خود را در ہمہ خواہی دید۔ وہمہ موجودات را اجزاء خود خواہی دانست و مصداق ع جزو درویش است جملہ نیک و بد۔ خواہی گردید۔ برادر چند روز مشقتے باید گرفت۔

اول مشاہدہ پھر مجاہدہ درست آتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ بہرحال بعد ملاحظہ "من ہم اوست" (اپنے تعین کو درمیان سے نفی کر کے وجود حقیقی کے غلبہ کا تصور کرنے) کے ذوق بیخودی ظاہر ہوتی ہے اور بزرگواروں کی نسبت عالیہ قوت پکڑتی ہے۔ لازم ہے کہ اس وقت سالک حقیقت بیخودی کی طرف متوجہ رہے۔ اور اسی کے درپے ہو۔ یہاں تک کہ حقائق اشیاء (باقی موجودات کونیہ) کی طرف فکر اور ان کی طرف توجہ بلکہ اسماء و صفات حق میں بھی فکر نہ کرنا چاہیئے۔ (تاکہ توجہ کثرت میں پراگندہ نہ ہو) اور اس نسبت لطیفہ کی ورزش اس طرح کرنی چاہیئے۔ کہ ہمیشہ حضور قلب سے متوجہ ہو کر گوشۂ چشم دل کو ہر کام اور ہر جگہ میں اسی معنی کے ملاحظہ میں رکھے۔ تاکہ (یہ ورزش) وادی حیرت (ظہور شئونات حق میں سلب خودی) کی سرحد تک پہنچا دے۔ (سہ دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار ؛ میدار نہفتہ چشم دل جانب یار) اور تیرے تعین کو خودی موہوم سے آزاد کر دے۔ اس ورزش عملی کے بعد انشاء اللہ کام کا اثر اس حد تک جا پہنچیگا کہ سب موجودات میں (سالک عارف) اپنی حقیقت جامع انسانیہ کو (بغلبۂ انوار اسماء) مشاہدہ کریگا۔ اور اپنے آپ کو (بغلبۂ اسماء ربوبیت) سب اشیاء (مکونات) میں دیکھے گا۔ اور سب موجودات (تنزلات) کو اپنی (حقیقت جامع انسانیہ) کے اجزاء سمجھیگا۔ اور اس معنی کے سمجھنے کا مصداق ہو جائیگا۔ کہ "تمام مظاہر خیر و شر درویش کے اجزاء (نمود) ہیں"۔ بھائی چند روز (اس حقیقت کے حصول کیلئے) مشقت کر

سلہ یعنی کثرت مجاہدہ و تزکیہ نفس و سوح ذکر و فکر سے ذاکر کا وجود ظلی ذات حق میں فنا ہونے سے غلبۂ صفات حق کا مشاہدہ ہوگا فاذکرونی اذکرکم۔ اور اسماء جلالی و جمالی کا ظہور ذاکر کے نمود سے مشہود ہوگا۔ کہ الملک لمن غلب ناہیست زمین باقی۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

وخود را مصروف ایں اندیشہ باید ساخت یعنی حقیقت واحدہ در تعین علمی متعین بتعینات متکثرہ وہکذا در تعین عینی متمیزہ بتمیزات کثیرہ روحیہ و برزخیہ و شہادتیہ جلوہ گر است وانانیتے کہ از تو سر بر زند از حق است بلکہ در تمام عالم یک انا گوئی است کہ انانیت او از ہمہ جا جلوہ گر است ہماں یک ذات است کہ اولاً تجلی علمی نمودہ بار دیگر بصورت علمہائے جہان شد وہکذا سمع وبصر و قدرت وارادہ و سائر صفات۔ چوں بدیں مقام رسیدی کہ خود را ندیدی آسودہ شدی دنیا و آخرت و فنا وبقاء و خیر و شر و وجود و عدم و کفر و اسلام و موت و حیات در عقب ماند بساط زمان و مکان نوردیدہ شد ترقی ایں نسبت بکثرت ورزش و قلت منام و طعام و سکوت منوط است صاحب دولتے است کہ ایں چہار مذکور را و را میسر آید برادر اگر بعمر ابدی در حفظ ایں نسبت سعی کنی ہنوز حق آں ادا کردہ نباشی۔

اور خود کو اس اندیشہ میں مصروف رکھنا چاہیئے۔ یعنی حقیقت واحدہ (وجود مطلق) علمی تعین میں تعینات متکثرہ سے متعین۔ اور ایسا ہی عینی تعین میں متمیزہ بہ تمیزات (مراتب) کثیرہ (ظہورات شتی) روحیہ و برزخیہ و شہادتیہ جلوہ گر ہے۔ اور جو انانیت (تعبیر خودی) کہ سالک سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ حق ہی سے ہے۔ بلکہ عالم تعینات میں ایک ہی انا کہنے والا (متکلم حقیقی) ہے کہ اسی کی انانیت (خودی) ہر جا (خدائی) سے جلوہ گر ہے۔ وہی ایک ذات ہے۔ کہ اولاً (اعیان ثابتہ میں) تجلی علمی فرماکر دوبارہ (تنزل تکوین میں) بصورت علمہائے جہاں (تعینات) ظہور فرمایا۔ اور ایسا ہی (تجلی علمی کی طرح) سمع و بصر وقدرت وارادہ و سائر صفات (کا کونات میں ظہور ہے)۔ اے طالب حق! جب تو (توفیق ازلی سے مجاہدہ و مشقت کے بعد پیر کامل و مکمل کی دستیاری (معاونت میں) اس منزل مقصود پر پہنچ چکا۔ کہ اپنایت (خودی) کو گم پایا (اور کثرت کا بوجھ سر سے اتار ڈالا۔ اور آستین جھاڑ کر تعلقات نمود کے جھمیلوں سے آزاد ہوا۔ تو بس اب آسودہ (آسانی و اطمینان سے) ہو گیا (سب تعلقات) دنیا و آخرت (و اندیشہ ہائے) فنا و بقا، و خیر و شر (و عوارض) وجود و عدم (و تاثرات کفر و اسلام و لوازم) موت و حیات (غرضیکہ) سب (جھمیلے عاشق کی پرواز سے ہار کر) پیچھے رہ گئے (حتی کہ) زمان و مکان (کی حدود و جہات) کا بساط لپیٹ گیا (اور شان استغناء کامل کا ظہور ہوا) اس نسبت عالیہ کی ترقی ورزش عمل کی کثرت۔ اور غذا و نوم کی قلت اور (فضولیات سے) خاموشی پر موقوف ہے۔ وہ شخص بہت ہی بڑی دولت ابدی کا مالک ہے۔ جس کو یہ چاروں امور میسر ہوں۔ برادر! اگر تو نے عمر ابدی میں اس نسبت عالیہ کے حفظ و نگہداشت میں کوشش کی۔ تب بھی اس کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔

Marfat.com

"غریم لایقضی دینہ" درشان اوست باید کہ پاس نفی یا اسم ذات بہمیں ملاحظہ کنی تا کہ عمل ربیت
ازدرون شو آشنا و از بیرون بیگانہ وش ٭ اینچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہان
راست آید۔ برادر آنچہ نوشتہ شد از معارف اہل ذوق و مواجید است ایں خاکبوس
کوئے مقیمان شہر آباد نیستی و حیرت را بغیر از نقل بالمعنے بلکہ باللفظ نصیبے نے۔ مثنوی سے

حرف درویشاں بدزد د مرد دون ٭ تا بخواند بر سلیمے آن فسون
کار مردان روشنی و گرمی است ٭ کار دوناں حیلہ و بے شرمی است

گویا درشان ایں سرگشتہ جہل و نادانی است الحال کہ سن عمرش قریب چہل رسیدہ از
کفر آباد ہستی موہوم قدمے بر نزدہ الٰہی بحرمت قوم لایشقٰی جلیسہم او را بمعہ احباب موجبات
حب و لقاء و عفو و رضا و فنا نصیب گردان وصل وسلم علی سیدنا ابی القاسم وآلہ وصحبہ +

"یہ وہ قرض خواہ ہے کہ جس کا قرضہ (عمر بھر) ادا نہیں ہو سکتا۔" لازم ہے کہ پاس ذکر نفی واثبات
(کلمہ توحید) یا اسم ذات اسی ملاحظہ سے کرنا رہے۔ کہ اس مضمون پر عمل درست ہو سکے۔
سے ظاہر میں رہ بیگانہ تو باطن میں آشنا ٭ دنیا میں کم ہیں ایسے عشاق خوش نقاء
اے دینی بھائی! جو کچھ رسالہ ہذا میں لکھا گیا۔ اہل ذوق و مواجید کے معارف سے
ہے۔ اس خاک بوس کوئے مقیماں شہر آباد نیستی و حیرت کو سوائے نقل بالمعنی
بلکہ لفظ کے کچھ نصیب نہیں ہے۔ مثنوی کا مضمون گویا اس سرگشتہ جہل و نادانی
کے شان میں ہے۔
فی الحال کہ عمر (شریف) چالیس سال کے قریب پہنچ چکی ہے۔ کفر آباد
ہستی موہوم سے ایک قدم باہر نہیں رکھا۔
الٰہی! بحرمت اس قوم (عارفین) کے کہ جن کا حضوری بے نصیب نہیں رہتا
اس کو (رضی اللہ عنہ وعن اسلافہ الکرام) بمعہ احباب کے موجبات حب ولقاء وعفو
ورضاء وفناء نصیب فرما۔ آمین۔ وصل وسلم علی سیدنا ابی القاسم وآلہ وصحبہ۔
آمین یارب العلمین ط (وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمدؐ)

Marfat.com

وصل در بیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرستادہ شدہ است بسوئے ہمہ بنی آدم بلکہ ہمہ مخلوق وہو ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تا اینجا متفق علیہ است وما بعد آن تا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اختلاف کثیر دارد۔ ومادر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمنہ است بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز دوشنبہ از شہر ربیع الاول از سالیکہ واقع فیل دراں بود۔ وبعضے بتاریخ دوم۔ بعضے سیوم وبعضے دوازدہم وبعضے غیرازیں نیز گفتہ اند ودر حرکت آمد شب میلاد شریف کوشک کسری تا آنکہ شنیدہ شد آواز دے وافتاد ازاں چہاردہ کنگرہ ومرد آتش فارس وتہ مردہ بود پیش ازاں بہزار سال

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب بنی آدم بلکہ سب مخلوق کی طرف مرسل ہیں۔ شجرہ نسب محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہاں تک تو متفق علیہ ہے۔ اوپر سے آدم علیہ السلام تک بہت اختلاف ہے۔ والدہ بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ ہیں۔ ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم سوموار ماہ ربیع الاول عام الفیل میں بعض کے نزدیک دوسری بعض کے نزدیک تیسری بعض کے نزدیک بارھویں تاریخ اور بعض نے اس کے سوا بھی کہا ہے۔ شب میلاد شریف میں کسریٰ کا محل حرکت میں آیا تا کہ اس کا آواز سنا گیا۔ اور اس سے چودہ کنگرے گر پڑے۔ ہزار سال کی جلتی ہوئی آتش فارس اس رات کو بجھ گئی۔ اور یہ جو پہلے ہزار سال سے لگاتار جلتی رہی۔

Marfat.com

وخشک شد چشمۂ سادہ وشیر داد اورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلیمہ بنت ابی ذویب وشگافتند سینہ اورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزد حلیمہ وپر کردند آں را بدانش وایمان بعد ازاں کہ بیروں آوردند نصیب شیطان را ازآنجا ونیز شیر داد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثویبہ کنیزک ابی لہب ودر کنار داشت آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمِّ ایمن حبشیہ کہ نامش برکہ است وآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ایمن را میراث یافتہ بودند از پدر خود عبد اللہ پس چوں کلاں شدند آں را آزاد ساختند ودر نکاح زید بن حارثہ دادند ووفات یافت عبد اللہ والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شکم والدہ خود بودند۔ وبعضے گفتہ اند طفل دو ماہ بودند وبعضے گفتہ اند ہفت ماہ وبعضے بست وہشت ماہ۔ ودر سن چہار سالگی وفات یافت والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبعض گفتہ اند طفل شش سالہ۔ وبود متکفل پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جد او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد المطلب ووفات یافت

اور چشمہ سادہ خشک ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب نے دودھ پلایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک حضرت حلیمہ کی حوالگی کے زمانہ میں ملائک نے شگافت کیا۔ اور شیطان کا حصہ وہاں سے نکال کر دانش وایمان سے پر کر دیا۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثویبہ کنیز ابی لہب نے دودھ پلایا اور گود میں اٹھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام ایمن حبشیہ نے جس کا نام برکۃ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ اپنے والد عبد اللہ سے میراث میں ملیں۔ پس جب آپ جوان ہوئے اس کو آزاد کر کے زید بن حارثہ کے نکاح میں دیدیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی اپنی والدہ شریفہ کے شکم میں تھے کہ آپ کے والد بزرگوار عبد اللہ فوت ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ آپؐ طفل دو ماہ تھے۔ بعض نے کہا سات ماہ کے اور بعض نے کہا کہ دو سال اور چار ماہ کے تھے۔ آپ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ متبرکہ فوت ہوئیں۔ اور بعض نے کہا کہ چھ سال کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے متکفل آپ کے دادا عبد المطلب ہوئے۔ جب

Marfat.com

عبدالمطلب چوں عمر شریف ہشت سال و دو ماہ و دہ روز رسید پس ابوطالب متکفل پرورش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شد۔ چوں رسید عمر شریف بدوازدہ سال و دو ماہ و دہ روز نہ بیروں آمدند ہمراہ عم خود ابوطالب بجانب شام پس چوں بشہر بُصری رسیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بحیرا راہب دید و شناخت بعلامتے کہ مے دانست پس پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد و گرفت دست مبارک را و گفت ایں رسول رب العالمین است خواہد فرستاد ایں را خدا تعالیٰ تا رحمت باشد جہانیاں را ہر آئنہ وقتیکہ شما آمدید نہ ماند ہیچ سنگے و نہ درختے مگر کہ بسجدہ اُفتاد و سنگ و درخت سجدہ نمے کنند مگر پیغمبر را و ہر آئنہ مے یابم صفت او در کتابہائے خود و گفت ابوطالب را اگر مے بری او را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجانب شام البتہ خواہند کشت او را یہود۔ پس ابوطالب آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باز بمکہ فرستاد۔ بعدہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار دوم بشام آمدند با میسرہ غلام خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کی عمر شریف آٹھ سال دو ماہ دس روز کی ہوئی تو عبدالمطلب نے وفات پائی۔ اس کے بعد آپ کے چچا ابوطالب متکفل ہوئے۔ جب عمر شریف بارہ سال دو ماہ دس روز کی ہوئی تو آپ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ سفر شام کو نکلے۔ پس جب شہر بُصریٰ میں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحیرا راہب نے دیکھا اپنی معلومہ علامت سے پہچان لیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر ہاتھ مبارک کو پکڑ لیا اور کہا کہ یہ رسول رب العٰلمین ہیں۔ ان کو خدا تعالےٰ رحمت للعالمین بنا کر مرسل فرمائیگا۔ جب تم لوگ آئے تو کوئی درخت اور پتھر نہ رہا کہ جس نے سجدہ نہ کیا ہو اور پتھر و درخت سوائے نبی کے دوسرے کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور تحقیق میں ان کی صفت اپنی آسمانی کتابوں میں پاتا ہوں۔ پھر ابوطالب کو کہا۔ اگر آپ ان کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک شام کی طرف لیجائیں تو یہود ضرر کے درپے ہونگے۔ پس ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر مکہ شریف واپس کر دیا۔ بعدہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ دوبارہ ملک شام کو بغرض تجارت برائے

Marfat.com

در تجارتے کہ برائے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بود پیش از آمدن او در عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ وچوں داخل شدند در شام فرو آمدند زیر سایہ درختے نزد صومعۂ راہبے پس گفت آں راہب کہ فرود نیامدہ است زیر ایں درخت ہیچگہ مگر پیغمبر۔ وے گفت میسرہ کہ چوں نیم روز مے شد و گرمی بہ نہایت میرسید فرود مے آمدند دو فرشتہ و بر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سایہ مے کردند۔ وچوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجوع فرمودند ازاں سفر در نکاح آوردند خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد را دراں حال عمر شریف بست وپنج سال و دو ماہ و دہ روز بود وغیر ایں نیز روایت کردہ اند۔ وچوں رسید عمر شریف بسی وپنج سال حاضر شدند عمارت کعبہ را و نہادند حجر اسود را بدست شریف خود۔ وچوں رسید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ چہل سال و یک روز خدا تعالیٰ نبوت را بروے نازل فرمود وجبریل را در غار حرا بر وے فرستاد۔ پس گفت اقرء یعنی بخواں۔ فرمودند نیستم من خوانندہ فرمود۔ پس تنگ گرفت مرا جبرائیل تا آنکہ بہ نہایت رسید مشقت از من بعد ازاں بگذاشت

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبل از عقد نکاح تشریف لے گئے۔ جب حدود شام میں داخل ہوئے۔ تو ایک راہب کے صومعہ کے نزدیک ایک درخت کے سایۂ میں نزول فرمایا پس اس راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے پیغمبر کے کسی وقت اور کوئی شخص نہیں اترا۔ میسرہ راوی کہتا ہے کہ جب دوپہر ہوتے تھے اور گرمی سخت ہوتی تھی دو فرشتے اُتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سائے کرتے اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سفر سے مراجعت فرمائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد کو نکاح میں لے آئے۔ اس سال عمر شریف آپکی پچیس سال دو ماہ دہ روز تھی۔ بعضوں نے اس کے سوا بھی روایت کی ہے۔ اور جب عمر شریف پینتیس سال کی ہوئی عمارت کعبہ مکرمہ کو حاضر ہوئے اور حجر اسود کو اپنے ہاتھ شریف سے رکھا۔ جب چالیس برس ایک روز کی عمر کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے۔ تو خدا تعالیٰ نے آپ پر نبوت نازل فرمائی۔ اور جبریلؑ کو غار حرا میں آپ پر ارسال فرمایا۔ وحی جبریل نے کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ پس تنگ پکڑا مجھ کو جبرائیل نے تاآنکہ مجھے نہایت تکلیف ہوئی۔ بعد ازاں چھوڑ کر پھر کہا

Marfat.com

پس گفت اقرا یعنی بخواں باز گفتند نیستم خوانندہ بعد ازاں مرا تنگ در بر گرفت و در نوبت سوئم گفت اقرا باسم ربک الذی خلق تا مالم یعلم و ابتدائے نبوت بود۔ در بعض اقوال روز دوشنبہ ہشتم ماہ ربیع الاول بعد ازاں بہ بانگ بلند اظہار کردند حکم خدائیتعالی را و رسانیدند پیغام اورا و دریغ نداشتند در خیر خواہی قوم اہل مکہ از فرط بیدانشی بایذا برخاستند و محاصرہ کردند اورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شعب۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت فرمودند در آنجا در محاصرہ مدتے کم از سہ سال و اہل بیت نیز در محاصرہ ماندند سبحان اللہ ؎

دراغیار زدیوار سنگ بارمے آید ٭ بلائے دردمنداں از در و دیوار مے آید

بعد ازاں بیروں آمدند از محاصرہ و در آں وقت عمر شریف چہل و نہ سال بود بعد ازاں بہ ہشت ماہ و بست و یک روز وفات یافت ابوطالب و وفات یافت خدیجہؓ بعد ابی طالب بسہ روز و در خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن نصیبین مشرف

اقراء یعنی پڑھو۔ آپ نے پھر فرمایا۔ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اسکے بعد مجھے جبریل نے اپنی بغل میں تنگ پکڑ لیا۔ اور تیسری بار کہا۔ اقراء باسم ربک آہ مالم یعلم تک۔ بعض اقوال میں نبوت کی ابتداء روز سوموار آٹھویں ماہ ربیع الاول میں تھی۔ اس کے بعد بلند آواز سے خدائیتعالی کا حکم ظاہر کیا۔ اور اس کا پیغام پہنچایا۔ اور قوم کی خیر خواہی میں دریغ نہیں کیا۔ اہل مکہ نہایت جہالت سے ایذا کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال سے کچھ کم مدت وہاں مقیم رہے۔ اور اہل بیت نبوی بھی آپکے ساتھ محصور رہے۔ سبحان اللہ! دروازہ سے تو اغیار اور دیوار سے یار کیجانب پتھر آتے ہیں۔ دردمندوں کو در و دیوار سے بلائیں آتی ہیں۔ جب محاصرہ سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت عمر شریف انچاس ۴۹ سال کی تھی۔ بعدہٗ آٹھ ماہ ایک روز بعد حضرت ابوطالب نے وفات پائی۔ تین دن بعد حضرت خدیجہؓ فوت ہوئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پنجاہ ۵۰ سال تین ماہ کی ہوئی اسوقت نصیبین کے جن حاضر خدمت ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔

Marfat.com

باسلام شدند۔ در وقتیکہ رسیدہ بود عمر شریف بہ پنجاہ سال وسہ ماہ۔ وخدائے تعالےٰ مخصوص فرمود اورا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعراج وعمر شریف دراں وقت پنجاہ ویک سال ونہ ماہ بود۔ نخست از مابین زمزم ومقام ابراہیمؑ برداشتہ بسوئے بیت المقدس بردند بعد ازاں براق حاضر کردند۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار شدند بر آن بعد ازاں برداشتہ شدند بسوئے آسمانہا و فرض گردانیدہ شد نماز پنجگانہ وچوں عمر شریف بہ پنجاہ وسہ سال رسید ہجرت کردند از مکہ بسوئے مدینہ روز دوشنبہ ہشتم ربیع الاول و داخل شدند در مدینہ روز دوشنبہ وآنجا اقامت نمودہ دہ سال تمام بعد ازاں متوفی شدند درآں بقعہ مبارکہ و در تاریخہا مذکورہ علماء را اختلاف است کہ در کتب مطولہ تواں یافت ولود غزوات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریں مدت بست وپنج وبقولے بست وہفت وکارزار کردند ازاں جملہ در ہفت غزوہ بدر واحد وخندق وبنی قریظہ وبنی المصطلق وخیبر وطائف وبقولے در وادی القری وغابہ و

جب عمر شریف ۵۱ سال نوماہ کی ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج سے مخصوص فرمایا۔ اول زمزم اور مقام ابراہیم کے مابین سے اُٹھا کر بیت المقدس تک لے گئے۔ بعدہٗ براق حاضر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف اُٹھائے گئے۔ وہاں پنجوقتہ نماز فرض کی گئی۔ تریپن ۵۳ سال کی عمر میں آپ نے بروز سوموار آٹھویں ربیع الاول مکہ شریف سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ شریف میں بروز سوموار داخل ہوئے۔ اور وہاں پورے دس سال اقامت فرمائی۔ بعدہٗ اسی بقعہ مبارک میں متوفی (ومدفون) ہوئے۔

مذکورہ تاریخوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ جو کتب مطولہ میں مذکور ہے۔ اس مدت (دس سال) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات پچیس ۲۵۔ اور ایک قول میں ستائیس ۲۷ ہیں۔ از انجملہ سات غزوہ میں آپ نے جنگ کی۔ بدر۔ احد۔ خندق۔ بنی قریظہ۔ بنی المصطلق۔ خیبر۔ طائف۔ ایک قول میں وادی قریٰ۔ غابہ۔ اور

Marfat.com

بنی نضیر و بودند بعوث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب بر پنجاہ و بعوث عبارتست ازآنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکرے بجانبے فرستند و خود بنفس نفیس دراں لشکر نباشند و حج گذاردند بعد فرضیت یکبار و قبل ازاں دوبار و بیرون آمدند از خانہ مبارک در حجۃ الوداع در روز شنبہ بعد ازاں کہ شانہ کردند و روغن خوشبو در بدن مالیدند۔ پس فرود آمدند بذی الحلیفہ و آنجا شب گذرانیدند و فرمودند امشب بمن آینده آمد از جانب پروردگار من و گفت نماز کن درایں وادی مبارک و بگو عمرۃٌ فی حجۃٍ حاصل معنی ایں کلمہ آن است نیت حج و عمرہ ہر دو کن و ایں را در فقہ قران مے گویند پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام ہر دو بستند و داخل شدند در مکہ معظمہ روز یکشنبہ وقت صبح از جانب کداء و طواف کردند برائے قدوم۔ پس پویہ پویہ رفتند۔ دریں طواف سہ بار و باہستگی رفتند چہار بار بعد ازاں بیرون آمدند بسوئے صفا و سوارہ میدویدند در وسط وادی بعد ازاں امر کردند کسانے را کہ ہمراہ خود ہدی نیاوردہ بودند بآنکہ

بنی نضیر میں بھی جنگ کی۔ بعوث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پنجاہ کے قریب تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جانب لشکر روانہ فرماویں اور خود بنفس نفیس اس میں شریک نہ ہوں تو اس کو بعث کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد فرضیت ایک بار اور قبل فرضیت دوبار حج ادا فرمایا۔ حجۃ الوداع میں گھر مبارک سے یوم سوموار کنگھی کر کے بدن مبارک میں روغن خوشبو مل کر باہر تشریف لائے۔ ذی الحلیفہ میں نزول اجلال فرما کر وہاں رات گذاری اور فرمایا۔ کہ آج رات کو میرے رب کی طرف سے فرشتہ آیا اور کہا کہ اس وادی مبارک میں نماز پڑھو۔ اور کہو عمرۃ فی حجۃ۔ اس کلمہ کا حاصل معنی یہ کہ حج و عمرہ ہر دو کی نیت کرو۔ فقہ میں اسکو قران کہتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دو کا احرام باندھا۔ یوم یکشنبہ وقت صبح جانب کداء سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ اور طواف قدوم کیا۔ تین دفعہ اس طواف میں پویہ چال پر چلے اور چار دفعہ معتاد رفتار سے۔ بعد ازاں صفا کی طرف نکلے اور سوار ہو کر وسط وادی میں دوڑے۔ بعد ازاں جو لوگ اپنے ہمراہ ہدیہ نہیں لائے تھے۔ ان کو امر فرمایا۔ کہ

Marfat.com

فسخ کنند نیت حج را وعمرہ تمام کنند و فرود آمدند بجانب بالائے جحون پس روز ترویہ در رسید و آں تاریخ ہشتم است از ماہ ذی الحجہ متوجہ شدند بسوئے منٰے۔ پس آں جا نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء خواندند و شب آنجا ماندند و نماز صبح گذاردند۔ چوں آفتاب طلوع کرد۔ رواں شدند بسوئے عرفہ و پیش از رسیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعرفہ خیمہ برائے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در وادی نمرہ کہ طرف وادی عرفات است زدہ بودند۔ پس در آں خیمہ فرود آمدند تا وقتیکہ آفتاب از وسط آسمان زائل شد۔ آنگہ خطبہ فرمودند و نماز ظہر و عصر با جماعت جمع کردند بیک اذان و دو اقامت۔ بعد ازاں رواں شدند بسوئے موقف کہ وسط وادی عرفات است و آنجا پیوستہ دعا و تہلیل مے گفتند۔ تا آنکہ غروب شد آفتاب۔ بعد ازاں رواں شدند بسوئے مزدلفہ بعد غروب و آنجا شب گذرانیدند و نماز صبح گذاردند۔ بعد ازاں وقوف کردند در مشعر الحرام تا آنکہ روشن شد وقت بعد ازاں رواں شدند پیش از طلوع آفتاب بسوئے منیٰ

حج کی نیت توڑدیں اور عمرہ تمام کریں۔ بالائے جحون کی طرف آئے۔ پس یوم ترویہ آٹھویں ذوالحجہ کا دن آگیا۔ منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں چار نمازیں ادا کیں۔ ظہر و عصر و مغرب و عشاء رات وہیں گذاری۔ صبح کی نماز پڑھی۔ جب آفتاب طلوع ہوا۔ عرفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے وادی نمرہ میں کہ وادی عرفات کے ایک طرف کا حصہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خیمہ نصب کیا ہوا تھا۔ اس خیمہ میں نزول فرمایا۔ زوال آفتاب کے بعد خطبہ فرمایا۔ ظہر و عصر کی نماز ایک اذان و دو اقامت سے جمع کی۔ بعد ازاں وادی عرفات میں موقف کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں لگاتار دعاو تسبیح میں غروب آفتاب تک شاغل رہے۔ پھر مزدلفہ کی طرف بعد غروب آفتاب روانہ ہوئے۔ وہاں رات گذاری۔ صبح کی نماز ادا فرما کر مشعر الحرام میں روشنی وقت تک وقوف فرمایا۔ بعد ازاں طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

پس انداختند در جمرۃ العقبہ ہفت سنگریزہ و در ہر یکے از ایام تشریق مے انداختند پیادہ بر سہ جمرہ را ہفت ہفت سنگریزہ ابتداء مے کردند بآن جمرہ کہ متصل خیف است و خیف زمین نشیب را گویند و مراد اینجا جائے است کہ مسجد منیٰ دران واقع است۔ بعدازان جمرہ میانہ بعدازان بجمرہ عقبہ و دراز میکردند دعا را نزدیک جمرہ اولیٰ و ثانیہ و آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نحر کردند در اول روز از ایام منیٰ و روان شدند بسوئے کعبہ و طواف کردند ہفت شوط یعنی دورہ بعدازان بسقایہ آمدند و آں جائے است کہ آب زمزم درآن جمع مے کنند۔ پس از انجا آب خواستند و تناول فرمودند۔ بعدازان بمنیٰ رجوع کردند و چوں روز سوئم شد از ایام تشریق کوچ کردند و بمحصب فرود آمدند و از آنجا امر فرمودند عائشہ را رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہ از تنعیم احرام بستہ عمرہ تمام کند و بعد ازان او فرمودند لشکر را بکوچ کردن و طواف وداع کردند و متوجہ شدند بسوئے مدینہ اما عمرہ ہائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس چہاردہ بودند۔ ہمہ در ماہ ذیقعدہ۔

جمرہ عقبہ میں سات سنگریزے پھینکے۔ ایام تشریق میں پیادہ پا رمی جمرہ فرماتے رہے ہر تین جمرہ کو سات سات سنگریزہ۔ خیف کے جمرہ سے ابتداء فرماتے۔ خیف زمین نشیب کو کہتے ہیں یہاں وہ جگہ مراد ہے۔ جہاں منیٰ کی مسجد واقع ہے۔ اس کے بعد جمرہ میانہ اس کے بعد جمرہ عقبہ۔ جمرہ اول و ثانی کے نزدیک لمبی دعائیں پڑھتے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اول روز ایام منیٰ میں سے قربانی فرما کر کعبہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سات شوط یعنی دورہ طواف فرمایا۔ بعدازاں سقایہ میں تشریف لائے۔ سقایہ وہ جگہ ہے۔ جہاں زمزم کا پانی جمع کرتے ہیں۔ پس وہاں سے پانی طلب فرما کر نوش فرمایا۔ بعدازاں منیٰ کی طرف رجوع فرمایا۔ ایام تشریق کے تیسرے روز کوچ کر کے محصب میں نازل ہوئے وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو امر فرمایا کہ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ تمام کرے۔ بعدازاں لشکر کو کوچ کا امر فرمایا۔ اور طواف وداع کیا اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چودہ عمرے تھے جو سب ماہ ذیقعدہ میں ہوئے۔

Marfat.com

حُلیہ شریف

و بودند آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میانہ قد۔ سفید رنگ آمیختہ بسرخی و درمیان ہر دو شانہ مبارک قدرے بُعد بود و میر سیدند موئے مبارک بہ نرمۂ گوش و گا ہے مابین نرمہ و کتف و گاہے بر کتف و نرسیدہ بودند در سر و ریش مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در حد پیری بست موئے سفید۔ و بود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بس روشن کہ مے درخشید چہرہ مبارک مانند ماہ شب چہار دہم۔ اگر خاموش می بودند ظاہر مے گشت مہابت و عظمت و اگر تکلم مے فرمود ظاہر مے شد لطف و نازکی اگر کسے از دور مے دید ادراک مے کرد جمال و نازکی و از نزدیک ملاحت و شیرینی حدیث مروی از عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا "انا املح واخی یوسف اصبح" ازیں معنے خبر مے دہد بیت :-

شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد ؎ بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میانہ قد۔ سرخی لئے سفید رنگ تھے۔ ہر دو شانہ مبارک میں قدرے فاصلہ تھا۔ بال مبارک نرمۂ گوش تک گاہے مابین نرمہ و شانہ و گاہے شانہ تک پہنچتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سر و ریش مبارک میں بڑھاپے میں سفید بال بیس تک نہ پہنچے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بہت روشن تھا۔ کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگاتا۔ اگر خاموش ہوتے ہیبت و عظمت الٰہی ظاہر ہوتی۔ اور اگر کلام فرماتے تو لطف و نزاکت (بشری) نمودار ہوتی۔ دور سے دیکھنے والا جمال و نزاکت کو ادراک کرتا۔ اور نزدیک سے ملاحت و شیرینی۔ حدیث، مروی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ "میں ملیح ہوں اور بھائی یوسف صبیح ہیں" اسی معنے کی خبر دیتی ہے۔ معشوقیت صرف باریک بال یا پتلی کمر سے نہیں ہوتی۔ اس کی لطافت صورت کا غلام ہونا چاہیئے کہ جس میں آن ہو۔

Marfat.com

ہے۔ تیری کس کس آن پر کوئی مرے۔ اللّٰھم صل وسلم علیہ وآلہ قد رحسنہ وجمالہ۔ وبود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ پیشانی دراز وباریک ابرو غیر متصل بلند بینی نرم رخسارہ کشادہ دہان روشن وکشادہ دندان۔ اللّٰھم صل وسلم علےٰ اقنی الانف وازج الحاجبین ومفلوج الاسنان وبود میان دو شانہ مبارک مہر نبوّت ومے گفت راوی کہ ندیدہ ام پیش ازان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونہ بعد آں مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وفرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام من محمّد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم است واحمد وماحی کہ بسبب من نابود مے کند خدائے تعالےٰ کفر را وحاشر کہ پیش از ہمہ محشور خواہم شد۔ وعاقب کہ بعد من ہیچ نبی نہ خواہد شد ودر روایت دیگر مقفی ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ ونبی الملحمۃ نیز آمدہ۔ حق سبحانہ وتعالےٰ اورا مسمی نمود بہ بشیر ونذیر ورؤف ورحیم ورحمۃ للعالمین ومحمد واحمد وطٰہٰ ویٰس ومزمل ومدثر

(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری کس کس آن پر کوئی مرے۔ اللّٰھم صل وسلم علیہ وآلہ قد رحسنہ وجمالہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ پیشانی دراز وباریک ابرو غیر متصل۔ بلند بینی، نرم رخسارہ۔ کشادہ دہان۔ روشن وکشادہ دندان مبارک تھے۔ اللّٰھم صل وسلم علی اقنی الانف وازج الحاجبین ومفلوج الاسنان اور ہر دو شانہ مبارک کے درمیان مہر نبوّت تھی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرا نام محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واحمد وماحی ہے کہ میرے سبب سے اللہ تعالےٰ کفر کو محو کرتا (مٹاتا) ہے۔ اور (میرا نام) حاشر ہے۔ کہ سب سے پہلے محشور ہونگا۔ اور عاقب کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں مقفی ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ ونبی الملحمۃ بھی آیا ہے۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے آپ کو بشیر ونذیر ورؤف ورحیم ورحمۃ للعالمین محمّد واحمد وطٰہٰ ویٰس ومزمل ومدثر

Marfat.com

و عبداللہ و عبد و منذر و اسماء دیگر نیز اند و این اسماء بیان صفات آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم است و پرسیدہ شد عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا از خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ گفت کان خلقہ القرآن یعنے در ہمہ احوال چہ لطف و چہ غضب حسب فرمودۂ حق سبحانہ و تعالےٰ عمل مے فرمودند و از کسے انتقام برائے نفس نفیس خود نمے گرفتند۔ لیکن وقتیکہ ضائع کردہ مے شد حقے از حقوق اللہ وللہ در البوصیری حیث قال ؎

فھو الذی تم معناہ وصورتہ ٭ ثم اصطفاہ حبیبا باریٔ النسم

و ہیچکس تاب خشم نمے آورد وقتے کہ بخشم مے آمدند۔ و بود صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم شجاع ترین مردم و سخی ترین و کریم ترین و ہرگز نہ بود کہ سوالے کردہ شود از وے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چیزے پس فرمودہ باشد نہ ہم۔ ؎

اکرم بخلق نبی زانہ خلق ٭ بالحسن مشتمل بالبشر متسم

کالزہر فی ترف والبدر فی شرف ٭ والبحر فی کرم والدہر فی ہمم

و عبد اللہ و عبد و منذر ان اسمائے مسمیٰ فرمایا۔ ان کے علاوہ اور اسماء بھی ہیں۔ یہ اسماء آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صفات کا بیان ہے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپکے خلق کریم کے بارہ میں دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن ہے یعنی ہر حال لطف و غضب میں فرمودۂ حق سبحانہ و تعالےٰ کے مطابق عمل فرماتے۔ اور کسی سے اپنے نفس نفیس کے لئے انتقام نہ لیتے لیکن جب حقوق اللہ سے کوئی حق ضائع کیا جاتا (تو اس کا انتقام لیتے) علامہ بوصیری (صاحب بردہ) نے کیا خوب کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات کریم معنیً و صورۃً کامل ہے۔ مزید براں آپکو اللہ تعالےٰ خالق مخلوقات نے اپنا محبوب برگزیدہ فرمایا۔ اور کوئی شخص جب آپکو غصہ آتا تو تاب نہ لا سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شجاع ترین کریم ترین سخی ترین مخلوقات تھے۔ کبھی ایسا موقع ہرگز نہیں ہوا کہ کسی نے سوال کیا ہو اور آپنے رد فرمایا ہو۔ نبی کریم کے خلق کریم کو خلق عظیم نے مزین کیا ہوا تھا۔ مشتمل بر حسن بشرہ سے متبسم تھے۔ طرف باغ میں پھول کی طرح۔ بلندی میں بدر کیطرح کرم میں بحر کیطرح ہمت میں دہر کی طرح تھے (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

Marfat.com

و شب نمے ماند در خانہ مبارک دینارے و نہ درہمے واگر باقی مے ماند چیزے و نمے یافتند گیرندہ و بناگاہ شب شدی ہرگز بخانہ مطہر نمے آمدند تا آنکہ بری الذمہ شوند و برسانند آں را بمستحقان و ہرگز نمے گرفتند از مال بیت المال مگر قوت یک سالہ اہل خود ارزاں ترچیزے مثل خرما و جو۔ بعدازاں ایثار مے کردند دیگراں را از قوت اہل خود تا آنکہ خود محتاج مے شدند۔ احیاناً بقوت پیش از گذشتن سال۔ و بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راست گو ترین مردم در سخن گفتن و وفا کنندہ ترین ایشان در عہد و نرم ترین ایشان در خصلت و نیکو ترین ایشان در صحبت و حلیم ترین مردم و باحیا تر از دختر ناکدخدا کہ در پردہ مے باشد و فرو انداز ندۂ نظر بر زمین و بود نظر شریف بسوئے زمین زیادہ تر از نظر بسوئے آسمان و اکثر دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بگوشِ چشم بود۔ و بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تواضع کنندہ ترین مردم قبول میفرمودند دعوت داعی غنی باشد یا فقیر آزاد باشد یا بندہ شفیق ترین مردم بر مخلوق کج مے ساختند آوند را برائے گربہ۔ پس بر نمے داشتند تا وقتیکہ سیراب شود۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک میں رات تک درہم دینار کچھ باقی نہ رہتا۔ اگر کوئی چیز باقی رہ گئی ہو۔ اور لینے والا کوئی نہ ملا۔ اور ناگاہ رات آگئی تو گھر مبارک میں داخل نہ ہوتے جبتک کہ وہ چیز مستحقوں کو پہنچاکر خود بری الذمہ نہ ہو لیتے۔ بیت المال سے ہرگز نہ لیتے مگر قوت ایک سالہ اپنے اہل وعیال کیلئے۔ وہ بھی ارزاں تر جنس مثل جو و خرما سے۔ پھر بھی اہل وعیال کی قوت (خوراک) سے دوسروں پر ایثار فرماتے۔ تاکہ گاہے گاہے خود بھی سال گذرنے سے پہلے ہی قوت کے محتاج ہو جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات کہنے میں سب آدمیوں سے سچے سب سے زیادہ وفادار وعدہ میں۔ خصلت میں سب سے نرم مجلس میں سب سے اچھے اور سب لوگوں سے حلیم تر پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ نظر مبارک زمین پر ڈالتے۔ بہ نسبت آسمان کے زمین پر نظر مبارک زیادہ رہتی۔ آپؐ کا دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ متواضع تھے۔ کوئی دعوت کرتا غنی ہو یا فقیر آزاد ہو یا غلام قبول فرما لیتے۔ مخلوق پر شفیق ترین مردماں تھے بلی کیلئے برتن ٹیڑھا فرماتے اور غایت شفقت سے نہ اٹھاتے جبتک کہ وہ سیراب نہ ہو لیتی۔

Marfat.com

از غایت شفقت۔ و بودند عفیف ترین مردم و بسیار تر بہ مردم در گرامی داشتن یاران خود و دراز نمے کردند پائے مبارک خود را میان ایشان و پائے را فراخ مے ساختند چوں تنگ مے شد از ازدحام و زانوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش تر نمے شد از زانوئے ہمنشین خود ہر کہ صحبت کردے محب شدے۔ بغایت ہر کہ ناگاہ دیدے ہیبت خوردے و در وقت سخن گفتن بودند رفیقان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش شدہ برائے استماع کلام شریف و شتاب کردندے بعد صدور امر شریف وے کرد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداء بہ سلام باہر کہ ملاقات مے نمود و تزیین و تجمل میکرد برائے ملاقات یاران خود یعنے بلباس و شانہ ومثل آں و تفقد حال یاراں مے فرمودند عیادت مریض و دعا برائے کسیکہ در سفر رفتہ باشد میفرمود۔ و در حق مردہ استرجاع بعد ازاں دعاء مے فرستادند و تشریف مے بردند بسوئے کسے کہ معلوم مے کردند آزردگی او و بیرون مے آمدند بسوئے باغہائے یاران خود و مے خوردند ضیافت ایشان را و مدارا و دلاسا میفرمودند

آپ عفیف ترین مردم تھے۔ اپنے یاروں کی بہ نسبت لوگوں کے بہت زیادہ عزت فرماتے۔ اپنے پاؤں مبارک ان میں لمبے نہ فرماتے۔ جب ہجوم سے جگہ تنگ ہوتی (تو آپ زیادہ سمٹ کر) جگہ فراخ فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوئے مبارک اپنے ہمنشین کے زانو سے آگے نہ بڑھتے۔ جو کوئی مجلس کرتا زیادہ محب ہو جاتا۔ جو کوئی ناگاہ دیکھتا ہیبت زدہ ہو جاتا۔ آپکی کلام کرنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق استماع کلام شریف کے لئے خاموش رہتے۔ امر شریف کے صدور کے بعد امتثال امر میں جلدی کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے ساتھ ملاقات کرتے ابتداء بہ سلام فرماتے۔ یاروں کی ملاقات کے لئے لباس کنگھی وغیرہ سے سنوارت فرماتے۔ بیمار پرسی اور مسافر کیلئے دعائے مغفرت فرماتے۔ اگر کوئی آزردہ ہوتا تو خود اس کے پاس تشریف لے جاتے۔ اپنے یاروں کے باغوں میں تشریف لے جاتے۔ اور ان کی ضیافت تناول فرماتے۔ اشراف قوم کے (غریب کے) ساتھ مدارات اور دلاسا فرماتے۔

Marfat.com

یادل اشراف قوم را وگرامی مے داشتند اہل فضل را واز کسے کشادہ پیشانی و تازہ روئی را در یغ نمے داشتند۔ و قبول مے فرمودند عذر عذر آرندہ و نمی گذاشت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے را کہ در راہ پس پشت مبارک۔ روند۔ و مے فرمودند بگذارید پشت مرا برائے فرشتگان و ہیچ کس را در وقت سواری پیادہ رفتن نمے دادند تا آنکہ او را نیز سوار مے فرمودند۔ پس اگر وے امتناع کردے از سوارشدن مے فرمودند از من پیشتر رو تا منزل معین و خدمت مے کردند خادم را۔ و آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلامان و کنیزکان بودند کہ بلندی و تمیز نمے فرمود بر ایشان در خوراک و پوشاک۔ گفت انس رضی اللہ عنہ کہ خدمت کردم او را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب دہ سال۔ پس قسم بخدا خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرا بسیار بود از خدمت من او را در حضر و سفر و گاہے کلمۂ ناخوشی و تنگی نہ فرمودند و نہ گفتند کہ چرا کردی و نہ کردی۔ و بودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سفرے پس امر فرمودند بدرست ساختن گوسفندے۔ کسے گفت ذبح ایں بر ذمۂ من دیگرے گفت

اہل فضیلت کی عزت کرتے۔ کسی سے کشادہ پیشانی اور تازہ روئی بند نہ رکھتے۔ عذر کرنے والے کا عذر قبول فرماتے۔ کسی کو راہ چلتے اپنی پلیٹھ مبارک کے پیچھے نہ چلنے دیتے۔ فرماتے میرے پیچھے فرشتے آتے ہیں۔ ان کے لئے جگہ چھوڑ دو۔ سواری کے وقت کسی کو پیادہ نہ چلنے دیتے تا کہ اس کو بھی سوار کر لیتے۔ پس اگر وہ (بر دئے ادب) سوار ہونے سے رکتا۔ تو فرماتے منزل تک میرے آگے چلو۔ اور خادم کی خدمت خود فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام و کنیزیں تھیں۔ کہ ان پر خوراک و پوشاک میں بلندی و امتیاز نہ فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریب دس سال کے خدمت کی۔ خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقامت و سفر میں مجھ سے زیادہ میری خدمت کی۔ کبھی تنگی یا ناخوشی کا کلمہ نہیں فرمایا۔ اور یہ نہ کہا۔ کہ ایسا کیوں کیا۔ کیوں نہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ اور ایک گوسفند کے پکانے کا امر فرمایا۔ کسی نے کہا اسکی ذبح میرے ذمہ دوسرے نے کہا

Marfat.com

پوست کندن این بر من دیگرے پختن را بر ذمہ خود کرد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند ہم آوردن چوب بر ذمہ من۔ آں جماعت عرض کردند کہ بجائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ایں کار را کفایت خواہیم کرد۔ فرمودے دانم کہ کفایت کردن مے توانید۔ لیکن نمے پسندم آنکہ تمیز کنم وبلندی جویم بر شما ہر آئینہ حق تعالیٰ مکروہ مے دارد از بندہ ایں خصلت را کہ متمیز باشد از میان یاران خود بعد ازاں استادند در جمع کردند ہیمہ را و بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سفرے۔ پس فرود آمدند از اشتر بسوئے نماز بعد ازاں رجوع کردند بسوئے شتر صحابہ عرض کردند یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کجا روید۔ فرمودند مے خواہم کہ بند کنم پائے شتر خود را۔ عرض کردند۔ کہ ما بند کنیم پائے او را۔ فرمودند نباید کہ کسے از شما مدد طلبد از مردمان اگرچہ در یک پارہ از مسواک باشد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمے نشستند و نمے خواستند مگر با ذکر خدا عزاسمہ چوں مے رسیدند بجماعتے مے نشستند ہمانجا۔

چمڑا اُتارنا میرے ذمہ کسی نے پکانا اپنے ذمہ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ۔ اس جماعت نے عرض کی کہ بجائے آپ کے ہم اس کام کو کافی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تم لوگ کفایت کر سکتے ہو۔ لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ تم لوگوں پر بڑائی اختیار کروں۔ اللہ تعالیٰ اس خصلت کو مکروہ جانتا ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے یاروں پر بڑائی اختیار کرے۔ بعد ازاں لکڑیاں جمع فرمائیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ نماز کے وقت اونٹ سے اتر کر نماز ادا کی۔ پھر اونٹ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو اصحابوں نے عرض کی۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا میرا ارادہ اونٹ کے پاؤں بند کرنے کا ہے۔ صحابہ نے عرض کی۔ کہ ہم اس کے پاؤں بند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تم میں سے کسی کو مناسب نہیں۔ کہ لوگوں سے امداد طلب کرے۔ خواہ مسواک کا ٹکڑہ کیوں نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھتے بیٹھتے خدا کے ذکر میں شاغل ہوتے۔ جب کسی

Marfat.com

کہ منتہی مے شد مجلس یعنی اول کہ مجلس رسیدند ہماں جاے نشستند و قصد صدر مجلس نمے کردند و بہمیں خصلت امرمے کردند و ہر یکے را از ہمنشینان خود نصیب مے دادند یعنی بحسب حال ہر کسے اکرام و توجہ مبذول مے داشتند کسے از ہمنشینان نمے دانست کہ دیگرے سوائے او گرامی تراست نزد آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بعد نشستن باکسے بر نمے خواستند تا وقتیکہ او نخیزد الا عند الضرورت پس اذن مے طلبیدند از وے و روبروئے کسے ذکر نمے فرمودند امرے کہ ناخوش کند سامع را و مقابلہ نمے کردند بدخوئی و بے ادبی کسے را بمانند آں بلکہ عفو مے فرمودند و فقیراں را دوست مے داشتند و با ایشاں ہمنشینی میکردند و تشریف مے بردند بر جنازۂ ایشان و ہیچ فقیر را بہ سبب فقر او حقیر نمے دانستند و از ہیچ بادشاہ بہ سبب بادشاہی او ہیبت نمے خوردند و بزرگ مے داشتند نعمت الٰہی را اگرچہ اندک باشد و بنکوہش یاد نمے فرمودند آنرا و ہرگز عیب طعام نمے کردند اگر رغبت بودے تناول مے فرمودند

مجلس میں پہنچتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی اور جس جگہ پہنچتے وہیں تشریف رکھتے۔ صدارت مجلس کا ارادہ نہ فرماتے۔ اور اسی خصلت کے ساتھ امر فرماتے۔ اپنے ہم نشینوں میں سے ہر ایک کو حصہ دیتے یعنی ہر ایک کے حسب حال اکرام اور توجہ مبذول فرماتے۔ ہم نشینوں میں سے کوئی یہ نہ جانتا کہ میرے سوا دوسرے کی عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک زیادہ ہے۔ اور جب کسی کے ساتھ بیٹھتے جبتک وہ نہ اُٹھتا نہ اُٹھتے۔ مگر بوقت ضرورت اس سے اجازت لے کر اُٹھتے۔ کسی کے روبروئے ایسے امر کا ذکر نہ فرماتے جو سامع کو ناگوار گذرتا۔ کسی کی بدخوئی و بے ادبی کا مقابلہ نہ فرماتے۔ بلکہ عفو و درگذر فرماتے محتاجوں فقیروں کو دوست رکھتے۔ ان کے ساتھ ہم نشینی فرماتے۔ ان کے جنازوں پر تشریف لے جاتے۔ کسی فقیر کو بہ سبب احتیاج اس کے حقیر نہ جانتے۔ کسی بادشاہ سے بہ بادشاہی اس کے ہیبت نہ کھاتے۔ نعمت الٰہی کو اگرچہ تھوڑی ہو بزرگ جانتے۔ اور اس کو برائی سے نہ یاد فرماتے۔ طعام کا عیب ہرگز نہ کرتے۔ اگر خواہش ہوتی تناول فرماتے۔

Marfat.com

والاّ ترک مے نمودند۔ خبرداری حال ہمسایہ مے کردند ومہمان را گرامی مے داشتند وبودند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر از ہمہ مردم در تبسم وتازہ روئے۔

کانما اللؤلؤا لمکنون فی صدف ۞ من معدن منطق منہ ومتبسم

وقت را در غیر عمل برائے خدائے تعالےٰ یا اشتغال بحاجت ضروری معروف نمے فرمودند۔ واختیار دادہ نہ شدند درمیان دو چیز مگر اختیار کردند آسان ترین آنہا الاّ آنکہ دروے قطع رحم باشد واگر قطع رحم مے بود از وے بابلغ وجوہ احتراز فرمودی ومے دوختند پاپوش خود را وپیوند مے کردند جامۂ خود را وسوار مے شدند بر اسپ واستر ودراز گوش وردیف مے ساختند پس پشت خود غلام وغیر آں را ومسح مے کردند روئے اسپ خود را بگوشۂ آستین خود یا بگوشۂ چادر خود وآں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوست مے داشتند فال را وناپسند مے داشتند طیرہ را۔ فال عبارت از آن است کہ چوں کسے متوجہ کارے شود

ورنہ ترک کر دیتے۔ حال ہمسایہ کی خبرگیری کرتے۔ مہمان کی عزت فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے تبسم وتازہ روئی میں بڑھ کر تھے گویا کہ صدف میں لؤلؤ المکنون ہے معدن منطق ومتبسم سے۔ وقت کو سوائے خدائی کام یا حوائج ضروری کے مصروف نہ فرماتے۔ دو چیزوں میں سے آسان ترین امر کو اختیار فرماتے۔ بشرطیکہ اس میں قطع رحم نہ ہو۔ اگر قطع رحم ہو تو بہ ابلغ وجوہ اس سے احتراز فرماتے۔

اپنی پاپوش مبارک خود سیتے۔ اپنے جامہ مبارک کو خود پیوند لگاتے۔ گھوڑے۔ خچر۔ گدھے پر سوار ہوتے۔ اپنی پس پشت غلام وغیرہ کو ردیف فرما لیتے۔ اپنے گھوڑے کا منہ گوشۂ آستین یا اپنی چادر سے پونچھتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فال کو اچھا جانتے۔ اور طیرہ کو ناپسند فرماتے۔ فال اس امر سے عبارت ہے کہ جب کوئی کسی کام کے متوجہ ہو۔

Marfat.com

وکلمہ نیک بگوش وے رسد مثل یا راشد و یا سالم باستماع آں خوش وقت شود و طیرہ عبارت از شگون بد است کہ از گذشتن حیوانات بجانب راست و چپ یا آواز کردن زاغ و مانند آں گیرند وے فرمودند الحمد للہ وقت حصول امر مرغوب والحمد للہ علےٰ کل حال وقت حصول امر ناخوش و غیر مرغوب و بعد فراغ از طعام و برداشتہ شدن آں مے فرمودند۔ الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا و اروانا وجعلنا مسلمین۔ و بود اکثر نشستن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے بقبلہ بسیار مے کردند ذکر و صمت غالب بود بر تکلم و دراز مے کردند نماز را و کوتاہ مینمودند خطبہ را و طلب مغفرت مے کردند از خدائے تعالیٰ در یک مجلس صد مرتبہ و شنیدہ مے شد سینہ مبارک را در حال نماز آوازے مثل آواز جوش دیگ مس بسبب بکاء و روزہ مے داشتند روز دو شنبہ و روز پنجشنبہ و سہ روز از ہر ماہ و روز عاشورا و کم بود کہ روز جمعہ بے روزہ باشند۔ و در ہیچ ماہے بیرون رمضان روزہ نمے داشتند۔

تو اچھا کلمہ سنے مثلاً یا راشد یا سالم وغیرہ تو اس کے سننے سے خوش وقت ہو۔ اور طیرہ عبارت ہے شگون بد سے۔ کہ حیوانات کے چپ و راست سے گذرنے یا زاغ وغیرہ کے آواز سے بدفالی لیتے ہیں۔ امر مرغوب کے حصول سے الحمد للہ فرماتے۔ امر ناخوش و نامرغوب کے حصول سے الحمد للہ علی کل حال فرماتے۔ طعام سے فراغ اور اس کے اٹھائے جانے کے بعد فرماتے الحمد للہ[1] الذی اطعمنا و سقانا و اروانا وجعلنا مسلمین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹھنا اکثر روئے بقبلہ ہوتا۔ ذکر الٰہی بہت فرماتے۔ آپکی خاموشی تکلم کلام سے زیادہ ہوتی۔ نماز کو طویل خطبہ کو مختصر فرماتے۔ خدائے تعالیٰ سے ایک مجلس میں سَو دفعہ مغفرت طلب کرتے۔ (بصیغہ رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الغفور) نماز کی حالت میں سینہ مبارک سے آواز مثل آواز جوشش دیگ تانبہ کے بسبب بکاء (گریہ) سنا جاتا۔ اور دو شنبہ و پنجشنبہ اور ہر ماہ کے تین روز اور یوم عاشورا کو روزہ کو روزہ رکھتے۔ یوم جمعہ سوائے روزہ کے کم ہوتا۔ رمضان شریف کے سوا اور کسی مہینہ میں اتنے روزے نہ رکھتے۔

---

[1] ہر حال میں خدا کا شکر ہے ۱۲۔ [2] خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو کھلایا پلایا یا سیراب کیا ۱۲

کہ در شعبان ویکے از خواص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آں بود کہ در خواب میرفتند چشمان مبارک ونمے خفت قلب شریف اللھم صل وسلم علی جسدہ فی الاجساد وعلی قلبہ فی القلوب بسبب انتظار وحی ومتوجہ شدن بجانب قدس وشنیدہ مے شد در وقت خواب دم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وغطیط ظاہر نمے شد۔ وآں صوت منکر است کہ از بعضے خفتگان شنیدہ مے شود۔ وچوں مے دیدند در خواب چیزے کہ پسند نمے کردند مے گفتند ھو اللہ لا شریک لہ وچوں بمحل خفتن آرام مے گرفتند مے گفتند رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک۔ وچوں بیدار شدند مے گفتند الحمد للہ الذی احیانا بعد اماتنا والیہ النشور۔ ونمے خوردند صدقہ وتناول مے کردند ہدیہ را و صدقہ آں است کہ برائے طلب ثواب بفقیراں مے دہند وخصوصیت ایں شخص منظور نباشد۔ وہدیہ آن است کہ برائے اکرام ایں شخص باشند۔ واگر کسے ہدیہ بخدمت آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مے فرستاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمقابلہ

جتنے کہ شعبان میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے تھا۔ کہ آنکھیں مبارک خواب میں ہوتیں اور قلب شریف بسبب انتظار وحی و توجہ بجانب قدس کے بیدار ہوتا۔ اللھم صل وسلم علی جسدہ فی الاجساد وعلی قلبہ فی القلوب۔ بوقت خواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانس مبارک کی آواز سنی جاتی۔ اور غطیط (گھراٹا) ظاہر نہ ہوتا۔ جب خواب میں کوئی ناپسند چیز نظر آتی فرماتے۔

ھو اللہ لا شریک لہ۔ جب سونے کی جگہ میں آرام پکڑتے فرماتے "رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک اے رب میرے مجھے اپنے عذاب سے بچانا جس دن کہ اپنے بندوں کو مبعوث فرمائیگا" جب بیدار ہوتے فرماتے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ہم کو مارنے کے بعد زندہ کیا۔ صدقہ نہ کھاتے اور ہدیہ تناول فرماتے۔ صدقہ وہ ہوتا ہے کہ طلب ثواب کے لئے فقیروں کو دیتے ہیں۔ اور خصوصیت اس شخص محبوب لہ کی منظور نہ ہو۔ اور ہدیہ وہ ہوتا ہے کہ معطی لہ کا اکرام منظور ہو۔ اگر کوئی شخص آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ ارسال کرتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی مثل یا

Marfat.com

آں مثل آں یا بہتر ازاں باآں شخص عنایت مے کردند و تکلف نمے کردند در خوردنی و در وقت فاقہ و شدت جوع سنگ مے بستند بر شکم مبارک تا کہ بے طاقت نشوند۔ خدائیتعالےٰ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلید خزانہائے زمین عطا کردہ بود پس آں را قبول نہ کردند و آخرت را اختیار نمودند۔ و خوردہ اند نان بسر کہ و فرمودند نیک نان خورش است سرکہ و خوردہ اند گوشت ماکیاں و حباری و آں طائریست معروف و دوست میداشتند کدو را و گوشت دست بزرا و فرمودند بخورید زیت را و در بدن مالید او را ہر آئینہ کہ وے درخت مبارک است و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے خوردند بسہ انگشت و بعد فراغ مے لیسیدند آں انگشتان را و آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوردہ اند نان جو را باخرمائے خشک و خربزہ باخرمائے تر و بادرنگ را باخرمائے تر و خرما را بمسکہ و رغبت میداشتند باشیرینی و شہد و آب نشستہ مے خوردند و در میان آب نوشیدن سہ بار آوند را از دہن جدا کردہ دم مے گرفتند

اس سے بہتر اس شخص کو عنایت فرماتے۔ کھانے میں تکلف نہ فرماتے۔ فاقہ اور شدت بھوک کے وقت پیٹ مبارک پر پتھر باندھتے تاکہ بے طاقت نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزانہ ہائے زمین کی کنجیاں عطا فرمائیں۔ آپ نے قبول نہ کیا۔ اور آخرت کو اختیار فرمایا۔ روٹی سرکہ کے ساتھ کھائی اور فرمایا۔ سرکہ واہ واہ نان خورش ہے۔ مرغی اور حباری کا گوشت کھایا۔ اور حباری پرندہ معروف (کونج) ہے۔ کدو کو اچھا جانتے۔ گوشت دست بکری کا اچھا جانتے۔ اور فرمایا روغن زیت کھاؤ اور بدن پر مالش کرو کہ تحقیق یہ درخت مبارک ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے اور بعد فراغ کے ان کو چاٹتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کی روٹی خرمائے خشک سے۔ اور خربوز خرمائے تر سے اور کھیرہ خرمائے تر سے اور خرما کو مسکہ کے ساتھ کھایا۔ شیرینی و شہد کو مرغوب جانتے پانی بیٹھ کر پیتے اور پانی پینے میں تین بار برتن کو دہن مبارک سے جدا فرماتے۔

Marfat.com

وچوں مے خواستند کہ آب باقی ماندہ را با اصحاب عنایت کنند از جانب راست شروع مے کردند۔ یکبار شیر آشامیدند آنگاہ فرمودند ہر کہ چیزے از ماکولات خورد باید کہ بگوید اللھم ارزقنا خیراً منہ۔ وہر کہ شیر آشامد باید کہ بعد ازاں بگوید اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ۔ و فرمودند نیست چیزے کہ کفایت کند بجائے خوردنی و نوشیدنی ہر دو غیر شیر۔ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے پوشند جامۂ پشمین و در پائے میکردند نعل دوختہ و پیوند کردہ و تکلف نمے کردند در پوشیدنی و بہترین جامہ ہا نزدیک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قمیص بود۔ چوں جامۂ نو مے پوشیدند مے گفتند۔ اللھم لک الحمد کما البستہ واسألک خیرہ وخیر ما صنع لہ۔ وخوش مے شدند از جامہائے سبز و احیاناً یک چادرے پوشیدند کہ جز آں بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبودے مے بستند دو گوشہ او را میان دو شانہ خود یعنے شملہ و مے پوشیدند روز جمعہ چادر سرخ بعضے گویند آں چادر مخطط بود بخطوط سرخ و

جب باقیماندہ پانی اصحاب کو عنایت فرمانا چاہتے۔ تو دائیں طرف سے شروع کرتے۔ ایکدفعہ دودھ پیا پھر فرمایا۔ کہ جو کوئی کھانے کی کوئی چیز کھائے تو کہنا چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنَا خَیْراً مِنْہُ۔ جو کوئی دودھ پیئے تو چاہیئے کہ اس طرح کہے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ۔ اور فرمایا۔ کہ کوئی چیز دودھ کے سوا ایسی نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کو کفایت کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پشمینہ کا کپڑا پہنتے۔ اور پاؤں مبارک میں پیوند زدہ جوتیاں پہنتے۔ لباس میں تکلف نہ فرماتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بہترین جامہ قمیص (کرتہ) تھا۔ جب کپڑا نیا پہنتے فرماتے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا اَلْبَسْتَہٗ وَاَسْأَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ۔ اور سبز کپڑے کو بہت خوش کرتے۔ گاہے گاہے صرف ایک چادر پہنتے کہ اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ ہوتا۔ چادر کے دونوں کونوں کو دوشانہ کے درمیان شملہ باندھتے۔ جمعہ کے روز چادر سرخ پہنتے۔ بعض نے کہا اس چادر میں سرخ لکیریں تھیں۔

لہ اے اللہ اس سے بھی اچھی غذا دے ۱۲۔ لہ اے اللہم کو اس میں برکت دے اور بھی زیادہ تعداد میں عطا فرما۔ ۱۲

Marfat.com

وے پوشیدند انگشتری از سیم کہ نقش آں محمد رسول اللہ بود در خنصر دست راست وگاہے خنصر دست چپ۔ وخنصر نام خوردترین انگشتان است۔ ودوست مے داشتند خوشبو را۔ وناخوش مے شدند از بوئے بد۔ وے فرمودند ہر آئنہ اللہ تعالےٰ نہادہ است لذت من در زنان وخوشبو وگردانیدہ است سردی چشم من در نماز وانا اجناس خوشبو استعمال مے کردند غالیہ را وآں خوشبوئے است مرکب۔ ونیز مشک تنہا وبخور مے گرفتند از عود وکافور وسرمہ مے کردند باثمد وآں قسم اعلیٰ است از اقسام سرمہ وگاہے سرمہ مے کشیدند سہ بار در چشم راست ودو بار در چشم چپ۔ وگاہے سرمہ مے کردند در حالت صوم وبسیار استعمال مے کردند دہن را در سر وریش مبارک واستعمال دہن مے کردند یک روز درمیان وسرمہ مے کردند برعایت عدد طاق ودوست مے داشتند ابتدا کردن از جانب راست در شانہ کردن ونعلین پوشیدن وطہارت کردن۔

چاندی کی انگشتری جس کا نقش نگین محمد رسول اللہ تھا۔ دائیں ہاتھ کی خنصر میں پہنتے۔ اور گاہے بائیں ہاتھ کی خنصر میں۔ سب سے چھوٹی انگلی کا نام خنصر ہے۔ خوشبو کو پسند فرماتے۔ بوئے بد سے ناخوش ہوتے۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میری پسندیدگی عورتوں اور خوشبو میں رکھی ہے۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ خوشبو کی اجناس سے غالیہ "ایک مرکب خوشبو" استعمال فرماتے۔ نیز مشک خالص بھی استعمال فرماتے۔ عود وکافور سے بخور (دھونی) لیتے۔ سرمہ اثمد کا استعمال فرماتے۔ جو سُرمہ کے اقسام سے اعلیٰ ہے۔ گاہے سرمہ کرتے دائیں آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں دو بار۔ گاہے روزہ کی حالت میں سرمہ استعمال فرماتے۔ سر اور ڈاڑھی مبارک میں روغن کا استعمال بکثرت فرماتے۔ روغن کا استعمال ایک روز درمیان دے کر فرماتے۔ اور سرمہ عدد طاق کی رعایت سے فرماتے۔ ہر کام میں ابتدا جانب راست سے اچھا جانتے۔ کنگھی کرنے۔ پاپوش لگانے طہارت فرمانے وغیرہ میں۔

Marfat.com

و در ہمہ کار و نظر مے کردند در آئینہ و در سفر از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدا نمے شد چند چیز شیشۂ دہن و سرمہ دان و آئینہ و شانہ و مقراض و مسواک و سوزن و رشتہ۔ و آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک مے کردند شبے سہ بار پیش ازانکہ بخواب روند۔ و بعد خواب چوں بہ تہجد برمیخاستند و وقت برآمدن برائے نماز صبح و حجامت مے کردند یعنے فصد و خون مے کشانیدند و مزاح و خوش طبعی نمے فرمودند در مزاح مگر سخنے راست۔ یک بار شخصے بخدمت حاضر شدہ عرض نمود یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار کن مرا بر شترے۔ فرمود سوار کنم بر بچہ مادہ شتر گفت بچہ مرا نتواند برداشت۔ فرمودند نمے باشد شتر مگر بچہ مادہ شتر۔ زنے بخدمت یکبار عرض نمود یا رسول اللہ شوہر من بیمار است و وے مے طلبید شمارا۔ فرمودند ہمانا شوہر تو آن است کہ در چشم وے سفیدی است۔ و مراد داشت سفیدی بیغولہ چشم را و آں زن سفیدی کہ مانع نظر مے باشد فہمید۔

اور شیشہ دیکھتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند چیز (سات سنگار) جدا نہ ہوتیں۔ تیل والی بوتل۔ سرمہ دانی۔ شیشہ۔ کنگھی۔ قینچی۔ مسواک۔ سوئی دھاگہ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تین بار مسواک فرماتے۔ سونے سے پہلے نماز تہجد کے لئے جاگنے پر۔ نماز صبح کے لئے نکلنے پر۔ حجامت یعنی فصد کھنچتے اور خون نکلواتے۔ مزاح اور خوش طبعی فرماتے مگر بات سچی ہوتی۔ ایک بار کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اونٹ پر سوار فرمائیے۔ فرمایا تجھے اونٹنی کے بچہ پر سوار کرونگا۔ عرض کی۔ اونٹنی کا بچہ مجھے نہ اٹھا سکیگا۔ فرمایا اونٹ بھی اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔ کسی عورت نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا خاوند بیمار ہے اور آپ کو طلب کرتا ہے۔ فرمایا تیرا خاوند وہی ہے کہ اس کی آنکھ میں سفیدی ہے اور سفیدی سے بیغولہ آنکھ کی سفیدی مراد رکھی۔ اس (صحابیہ) عورت نے سفیدی سے مراد سفیدی مانع نظر سمجھی۔

Marfat.com

پس بازگشت آں زن و بکشاد چشم شوہر خود۔ شوہرش گفت ترا چہ شد کہ چشم من بکشائی گفت خبر دادہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ در چشم تو سفیدی است۔ شوہر گفت ہیچکس نیست الا در چشم وے سفیدی است۔ و زن دیگر عرض کرد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کن بجناب حق تعالیٰ تا مرا در بہشت داخل کند۔ فرمودند اے ام فلان داخل نخواہد شد در بہشت ہیچ پیرزال۔ پس آں زن گریہ کناں از مجلس سوئے خانہ باز گشت۔ فرمودند او را خبر دہید داخل نخواہد شد در حالت پیرہ بلکہ از سر نوجوان شدہ داخل جنت باشند۔ حق تعالیٰ مے فرماید انا انشأنٰھن انشاءً فجعلناھن ابکاراً عربا اترابا۔ معنی ایں آیت حسب مقتضائے حدیث چنیں خواہد بود کہ ما پیدا مے کنیم مومنات را پیدا کردن دیگر یعنی در حشر پس گردانیم ایشاں را دختران جوان واللہ اعلم۔

گھر جا کر لگی اپنے خاوند کی آنکھ کو کھول کر دیکھنے۔ خاوند نے کہا تجھے کیا ہوا۔ کہ میری آنکھ کو کھولتی ہے۔ صحابیہ نے کہا مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تیرے خاوند کی آنکھ میں سفیدی ہے۔ خاوند نے کہا۔ کوئی شخص ایسا نہیں۔ جس کی آنکھ میں سفیدی (پیدائشی) نہ ہو۔

ایک اور صحابیہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ام فلان! بہشت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہ ہوگی۔ وہ صحابیہ روتی ہوئی گھر کو چلی گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو خبر دو حالت پیری میں داخل نہ ہونگی۔ بلکہ از سر نوجوان ہو کر داخل جنت ہونگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا انشأنٰھن انشاءً الخ اس آیت کا معنی مقتضائے حدیث کے مطابق اس طرح ہوگا۔ کہ ہم مومنات کو دوبارہ حشر میں پیدا کرتے ہیں۔ اور کرتے ہیں ان کو جوان لڑکیاں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

ذکر امہات المومنین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاً در نکاح آوردند خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا را۔ چنانچہ قبل ازیں مذکور شد۔ بعد ازاں سودہ بنت زمعہ را و وے رضی اللہ تعالےٰ عنہا نزد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ پیری رسید۔ خواستند کہ طلاق دہند وے را پس نوبت خود بعائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا داد و گفت مرا بمردان ہیچ کارے نیست مقصود من آنست کہ برانگیختہ شوم در ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ازاں عائشہ بنت ابی بکر صدیق را در مکہ پیش از ہجرت بدو سال وبقولے بسہ سال۔ در ماہ شوال در نکاح آوردند۔ و وے رضی اللہ عنہا در آں وقت شش سالہ بود۔ وہم بستر ساختند در سال دوم از ہجرت در مدینہ در ماہ شوال و وے نہ سالہ بود و وفات یافتند از وے در آں حال کہ ہژدہ سالہ بود۔ و وے وفات یافت در مدینہ ہفدہم ماہ رمضان ۵۶ھ پنجاہ و ششم و در بقیع مدفون گشت وغیر ایں نیز نقل کردہ اند

امہات المومنین کا بیان :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے اول حضرت خدیجہؓ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو نکاح میں لائے۔ جیساکہ سابقؔ مذکور ہوا۔ اسکے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ کو اور وہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بڑھاپے کو پہنچیں۔ تو آپ نے چاہا کہ طلاق دیں۔ پس اس نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدی۔ اور کہا کہ مجھے مردوں کے ساتھ کوئی کام نہیں۔ میرا مقصود یہ ہے۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات میں مبعوث کی جاؤں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیقؓ کو مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال اور بقولے تین سال پہلے ماہ شوال میں نکاح کیا۔ وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شوال مدینہ شریف میں ان کو ہم بستری کا شرف بخشا۔ وہ اس وقت نو سال کی ہوئیں۔ جب وہ اٹھارہ سال کی ہوئیں تو آپؐ نے وفات پائی۔ اور حضرت عائشہ نے مدینہ شریف میں ستارہویں ماہ رمضان ۵۶ھ چھپن میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئیں اس کے سوائے بھی منقول ہے۔

Marfat.com

وآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیچ بکر را بجز عائشہ رضی اللہ عنہا تزوج نہ کردہ اند وکنیت وے ام عبد اللہ است۔ بعد ازاں حفصہ بنت عمر فاروق را در نکاح آوردند بروایتے او را طلاق دادند۔ پس جبریل علیہ السلام نازل شدہ گفت کہ خدا تعالیٰ امر برجعت کردہ است ازانکہ حفصہ بسیار روزہ دار و نماز گذار است و بروایتے آمدہ کہ باعث رجعت مہربانی بر عمر بود واللہ اعلم۔ و بنکاح آوردند ام حبیبہ رض بنت ابی سفیان را و وے درآں وقت در حبشہ بود۔ و مہر داد از طرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجاشی بادشاہ حبشہ چہار صد دینار و متولی نکاح او شد عثمان بن عفان و بقولے خالد بن سعید بن العاص۔ و وفات یافت سال چہل و چہارم و بنکاح آوردند ام سلمہ رض را او در سال شصت و دوم وفات یافت و وے آخرین ازواج مطہرات است در وفات و بقولے آخرین ہمہ میمونہ است و بنکاح آوردند زینب بنت جحش رض را و وے دختر عمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز حضرت عائشہ رض کے کسی باکرہ کو نکاح نہیں فرمایا۔ انکی کنیت ام عبد اللہ ہے۔ اس کے بعد حضرت حفصہ رض بنت عمر فاروق کو نکاح میں لائے۔ ایک روایت میں اس کو طلاق دی۔ پس جبریل ع نازل ہوا۔ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رجعت کا حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت حفصہ بہت روزہ دار و نماز گذار تھیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رجعت کا باعث عمر فاروق رض پر مہربانی تھی۔ واللہ اعلم۔ حضرت ام حبیبہ رض بنت ابی سفیان کو نکاح میں لائے۔ اور وہ اس وقت حبشہ میں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نجاشی بادشاہ حبشہ نے چار سو دینار مہر ادا کیا۔ نکاح کے متولی حضرت عثمان بن عفان اور ایک قول میں خالد بن سعید بن العاص ہوئے۔ چونتالیس ہجری میں وفات پائی۔ اور ام سلمہ رض کو نکاح میں لائے۔ ۶۲ سنہ ہجری میں وفات پائی۔ اور وہ وفات میں آخرین ازواج مطہرات ہیں۔ ایک قول میں آخرین ازواج میں میمونہ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش کو نکاح میں لائے۔

Marfat.com

اولاً در نکاح زید بن حارثہ مولائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد۔ بعدازاں وے طلاقش داد انگہ در ازواج مطہرات داخل شد و وفات یافت در مدینہ سال بستم و وے اولین ازواج مطہرات است در وفات بعد از آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولین کسے است کہ برداشتہ شد بر نعش۔ مراد از نعش آں است کہ بر جنازہ چوبہے چند مضبوط ساختند بشکل گہوارہ تا باستر تر باشد۔ و بنکاح آوردند جویریہ بنت حارث را و وے در غزوہ بنی مصطلق اسیر شدہ بود۔ پس در حصہ ثابت بن قیس افتاد و مکاتبش ساخت پس بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد تا چیزے از مبلغ کتابت سوال کند۔ و وے رضی اللہ تعالےٰ عنہا جمیلہ بود۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند آیا نکنم بہتر ازیں ادا کنم از جانب تو مال کتابت و بزنے خواہم ترا و وے بایں معنے راضی شد۔ پس ادا فرمودند آں مبلغ را و بنکاح آوردند۔ وفات یافت سال پنجاہ وششم۔ و بنکاح آوردند صفیہ را و وے از اولاد حضرت

وہ اول زید بن حارثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کے نکاح میں تھیں۔ اس نے طلاق دی تو ازواج مطہرات میں داخل ہوگئیں۔ مدینہ شریف بیس ۲۰ ہجری میں فوت ہوئیں اور وہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات میں اولین ازواج مطہرات ہیں اور سب سے اول وہی نعش پر اُٹھائی گئیں۔ نعش سے مراد چند لکڑیاں جنازہ پر بشکل گہوارہ مضبوط باندھی جاتی ہیں تاکہ ستر (پردہ) زیادہ ہو۔ جویریہ بنت حارث کو نکاح میں لائے۔ اور وہ غزوہ بنی مصطلق میں اسیر ہو کر آئیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں پڑیں۔ اس نے مکاتب کیا۔ پس وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں تاکہ مبلغ کتابت کے لئے کوئی چیز سوال کریں۔ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمیلہ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں اس سے بہتر نہ کروں؟ تیری جانب سے مال کتابت ادا کر دوں۔ اور تجھے اپنے نکاح میں لاؤں۔ وہ اس امر پر راضی ہوئیں۔ آپ نے مبلغ کتابت ادا کر کے اس کو نکاح میں لائے۔ سال چھپن ہجری میں وفات پائی۔ حضرت صفیہ کو نکاح میں لائے۔ وہ حضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔

Marfat.com

ہارون علی نبینا و علیہ السلام بود۔ اسیر شد در غزوۂ خیبر۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادش فرمودند۔ وہمیں آزاد کردن مہرش ساختند۔ وفات یافت سن پنجاہم و بنکاح آوردند میمونہ را ووے خالہ خالد بن الولید وعبداللہ بن عباس است۔ وفات یافت در موضع سرف درہماں جا در نکاح آمدہ بود۔ ووفاتش در سال پنجاہ وششم و بقولے سال شصت ویکم بود۔ وبہ تقدیر اخیر آخر ازواج مطہرات باشد در وفات وایں جماعت آنند کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از سرایشان انتقال فرمودند وایشاں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باقیماندہ بودند۔ غیر از خدیجہ و بنکاح آوردند زینب بنت خزیمہ را سال سوم از ہجرت ونزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ نماند۔ مگر دو ماہ یا سہ ماہ۔ انگہ وفات یافت وغیر ازیں مذکورات جماعت بودند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشانرا درنکاح آوردہ بود یا خطبہ کردند وایں امر بسر انجام نرسیدہ بود۔ از الجملہ فاطمہ بنت ضحاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورا بنکاح آوردند

غزوۂ خیبر میں اسیر ہوئیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو آزاد فرما کر یہی آزاد کرنا مہر مقرر فرمایا۔ ۵۰ھ میں فوت ہوئیں میمونہؓ کو نکاح میں لائے اور وہ خالد بن الولید و عبداللہ بن عباس کی خالہ تھیں۔ موضع سرف میں فوت ہوئیں۔ اسی جگہ نکاح میں آئی تھیں۔ ان کی وفات ۵۶ھ اور بقولے ۶۱ھ میں ہوئی۔ اخیرہ تقدیر پہ وفات میں وہ آخر ازواج مطہرات ہوئیں۔ اور یہ جماعت امہات المومنین وہ ہیں کہ جن کے سر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے باقی رہیں۔ زینبؓ بنت خزیمہ کو ہجرت کے تیسرے سال نکاح میں لائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو یا تین ماہ زندہ رہیں۔ پھر فوت ہوئیں۔ سوائے ان مذکورات کے وہ جماعت تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نکاح میں لائے۔ یا خطبہ کیا۔ اور یہ امر سرانجام کو نہ پہنچا۔ ان میں سے فاطمہ بنت ضحاک ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نکاح میں لائے۔

Marfat.com

چوں آیت تخییر نازل شد او را مخیر فرمودند۔ میان آنکہ در صحبت نبوی باشد یا دنیا را اختیار کند وے اختیار کرد دنیا را پس جدا ساختند او را بعد ازاں پشک شتر التقاط مے کرد و مے گفت من بدبخت ہستم کہ اختیار کردم دنیا را و از انجملہ شراف خواہر دحیہ کلبی بزنے خواستند او را و زفاف نہ شد و خولہ بنت ہزیل و وے ہماں است کہ بخشیدہ نفس خود را باں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی بغیر مہر در نکاح آمد و بقولے بخشندہ نفس خود اُم شریک بود و اسماء جونیہ گویند چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دست بوے رساند۔ گفت اعوذ باللہ منک۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مفارقت کردند و عمرہ بنت یزید و زنے از غفار و عالیہ بنت ظبیان و اینہمہ را طلاق دادند قبل از زفاف و بنت الصلت وے بمرد پیش ازانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بوے نزدیک شوند۔ و زنے دیگر چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواستند کہ نزدیک شوند فرمود ہبی لی نَفْسَکِ۔ نفس خود بمن دہ۔ گفت ہیچ زن رئیسہ نفس خود را ببازاری مے دہد

جب آیت تخییر نازل ہوئی اس کو اختیار دیا۔ کہ صحبت نبوی میں رہے یا دنیا کو اختیار کرے۔ اس نے دنیا کو اختیار کیا۔ پس آپ نے اس کو جدا کر دیا۔ بعدازاں وہ اونٹ کی مینگنیاں چنا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ میں بدبخت ہوں۔ کہ دنیا کو اختیار کیا۔ ان میں سے اشراف وحیہ کلبی کی خواہر کو نکاح کیا۔ اس کا زفاف نہیں ہوا۔ خولہ بنت ہزیل ہے۔ جس نے اپنا نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا یعنی بغیر مہر کے نکاح میں آئیں۔ ایک قول میں ام شریک نے اپنا نفس بخشا تھا۔ اسماء جونیہ تھی۔ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ہاتھ لگایا۔ تو کہنے لگی اعوذ باللہ منک۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جدا کر دیا۔ عمرہ بنت یزید ایک عورت قبیلہ غفار سے۔ اور عالیہ بنت ظبیان۔ ان سب کو قبل از زفاف طلاق دی۔ اور بنت الصلت وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہونے سے پہلے فوت ہوئی۔ ایک اور عورت تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے نزدیک ہونا چاہا۔ تو فرمایا ہبی لی نفسک تو اپنا نفس مجھے ہبہ کر۔ اس نے کہا کوئی رئیسہ عورت اپنا نفس بازاری آدمی کو دیتی ہے؟

Marfat.com

پس جدا ساختند او را۔ وخطبہ کردند زنے را۔ پس پدرش گفت کہ وے داغ سفید دارد۔ و بوے ہیچ علت نبود۔ چوں رجوع کرد۔ داغ سفید یافت۔ وخطبہ کردند زنے را از پدرش وے صفت وے بیان کرد۔ گفت زیادہ ازیں آن است کہ وے گاہے بیمار نشدہ است۔ فرمودند او را نزدیک خدائے تعالےٰ ہیچ خیر نیست۔ پس ترک کردند و بود مہر ازواج مطہرات پانصد درہم واین قول اصح اقوال است مگر صفیہؓ وام حبیبہ چنانچہ گذشت۔

بیان اولاد مطہرات

واز اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکے قاسم است وکنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنام وے بود۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را ابوالقاسم گفتندے وعبداللہ کہ طیب و طاہر ہر دو لقب وے است۔ وبقولے طیب غیر طاہر بود وزینب ورقیہ وام کلثوم و فاطمہ و فاطمہ خوردترین دختران آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود این پسران مردند پیش از اسلام درطفولیت

پس اس کو جدا فرمایا۔ ایک اور عورت کو خطبہ کیا۔ اس کے باپ نے کہا۔ کہ اس کے سفید داغ ہیں۔ حالانکہ درحقیقت اس کو کوئی علت نہ تھی۔ جب رجوع کیا۔ داغ سفید ظاہر پائے۔ ایک اور عورت کو اس کے باپ سے خطبہ کیا۔ اس نے صفت بیان کی۔ کہ زیادہ اس سے یہ ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ فرمایا۔ خدائیتعالےٰ کے ہاں اس کی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پس ترک فرمادیا۔ ازواج مطہرات کا مہر پانچسو درہم تھا۔ یہ قول سب سے صحیح ہے۔ مگر حضرت صفیہؓ وام حبیبہؓ کہ ان کے مہر کا ذکر سابق لکھا جاچکا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد مبارک میں سے ایک حضرت قاسم ہیں۔ جن کے نام پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم کہا کرتے تھے۔ اور عبداللہ کہ طیب و طاہر ہر دو اسی کے لقب ہیں۔ ایک قول ہیں طیب اور تھے۔ صاحبزادیوں میں رقیہ وام کلثوم و فاطمہؓ ہیں۔ فاطمہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ یہ صاحبزادے اسلام سے پہلے طفولیت میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

دختران وقت اسلام دریافتند و مسلمان شدند۔ واین جماعت ہمہ از بطن خدیجہ بودند و بعد ازاں از بطن ماریہ قبطیہ در مدینہ ابراہیم علیہ السلام پیدا شد۔ وطفل ہفتاد روزہ شدہ درگذشت وبقولے ہفت ماہ وبقولے ہیزدہ ماہ۔ واولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ درحیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات یافتند۔ الا فاطمہؓ کہ وفات وے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشش ماہ بود۔ پس زینب در نکاح ابی العاص بود بزاد برائے وے پسرے علی نام کہ درحالت طفولیت درگذشت ودخترے عمامہ نام۔ کہ چوں جوان شد امیرالمومنین علی اورا بنکاح آوردند بعد از فاطمہ وبعد علی مغیرہ بن نوفل بن الحارث بنکاح آورد۔ وازوے پسرے زاد یحییٰ نام۔ وفاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا در نکاح امیرالمومنین علی بود۔ بزاد برائے وے حسن وحسین ومحسن ورقیہ وزینب وام کلثوم سلام اللہ علیہم اجمعین۔ محسن در صغر درگذشت ورقیہ نیز قبل بلوغ درگذشت۔ وزینب را عبداللہ بن جعفر بنکاح آورد پس بزاد برائے وے پسرے علی نام

صاحبزادیوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں۔ یہ جماعت حضرت خدیجۃؓ الکبریٰ کے بطن شریف سے تھی۔ بعد ازاں حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے مدینہ شریف میں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ستر دن کے ہوکر گذر گئے۔ ایک قول میں سات ماہ کے اور ایک قول میں اٹھارہ ماہ کے ہوکر فوت ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری اولاد سوائے حضرت فاطمہؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں فوت ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ ماہ کو فوت ہوئیں۔ زینب ابی العاص کے نکاح میں تھیں ان سے ایک لڑکا علی نام متولد ہوکر بچپن میں گذر گیا۔ اور ایک لڑکی عمامہؓ نام کہ جب وہ جوان ہوئی امیرالمومنین علی حضرت فاطمہ کے بعد اس کو نکاح میں لائے۔ اور علیؓ کے بعد مغیرہ بن نوفل بن الحارث کے نکاح میں آئیں۔ ان سے ایک لڑکا یحییٰ نام متولد ہوا۔ حضرت فاطمہؓ حضرت امیرالمومنین علیؓ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے حسن حسین محسن۔ رقیہ۔ زینب ام کلثوم سلام اللہ علیہم اجمعین متولد ہوئے۔ محسن بچپن میں گذر گئے رقیہ قبل بلوغ فوت ہوئیں۔ زینب کو عبداللہ بن جعفر نکاح میں لائے۔ ان سے علی نام صاحبزادہ متولد ہوا۔

Marfat.com

ونزدیک وے بمرد۔ وام کلثوم رابنکاح آورد امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس پسرے زید نام برائے او بزاد و بعد عمر عون بن جعفر بزنی خواست بعد از وے محمد بن جعفر۔ بعد از وے عبداللہ بن جعفر۔ ورقیہ بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک امیرالمومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بود۔ پس بزاد برائے او پسرے عبداللہ نام در صغر سن بگذشت ورقیہ وفات یافت۔ روزیکہ زید بن الحارث بشارت فتح بدر بمدینہ آورد۔ پس عثمان بعد از وے بنکاح آورد ام کلثوم را و وے نیز در عقد عثمان رضی اللہ عنہ متوفی شد۔ درماہ شعبان سال نہم و پیش از عثمان رقیہ نزدیک عتبہ وام کلثوم نزد عتیبہ پسر دو پسران ابولہب بودند۔

اسامی اعمام و عمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حارث و قثم و زبیر و حمزہ و عباس وابوطالب و عبدالکعبہ و حجل و ضرار و غیداق وابولہب و صفیہ و عاتکہ و اروی و ام حکیم و برہ و امیمہ۔ ازیں جماعت ایمان آوردند سہ کس۔ حمزہ و عباس و صفیہ۔

ف:۔ زینب رضؓ عبداللہ بن جعفر کے پاس فوت ہوئیں۔ ام کلثومؓ کو امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نکاح میں لائے۔ ان سے ایک صاحبزادہ زید نام متولد ہوا۔ حضرت عمرؓ کے بعد عون بن جعفر کے نکاح میں آئیں۔ ان کے بعد محمد بن جعفر ان کے بعد عبداللہ بن جعفر کے نکاح میں آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں۔ ان سے ایک صاحبزادہ عبداللہ نام پیدا ہو کر بچپن میں گذر گیا۔ جس روز زید بن الحارث مدینہ میں فتح بدر کی بشارت لائے۔ اسی دن حضرت رقیہ فوت ہوئیں اس کے بعد حضرت عثمان حضرت ام کلثوم کو نکاح میں لائے۔ وہ بھی حضرت عثمان کے عقد میں ماہ شعبان ۹ھ میں فوت ہوئیں۔ حضرت عثمان سے پہلے حضرت رقیہؓ عتبہ بن ابولہب اور حضرت ام کلثومؓ عتیبہ بن ابولہب کے پاس تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاچے اور پھوپھیاں۔ حارث۔ قثم۔ زبیر۔ حمزہؓ۔ عباسؓ۔ ابوطالب۔ عبدالکعبہ۔ حجل۔ ضرار۔ غیداق۔ ابولہب۔ صفیہؓ۔ عاتکہ۔ اروی۔ ام حکیم۔ برہ۔ امیمہ۔ اس جماعت میں سے حضرت حمزہؓ و عباسؓ و حضرت صفیہؓ ایمان لائے۔

Marfat.com

اسامی موالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ زید بن الحارثہ و پسر وے اسامہ و ثوبان
والوکبشہ و وے در بدر حاضر بود۔ و وفات یافت روزیکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ
شد و انیسہ و شقران بقولے وے را آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارث شدہ بودند
از پدر خود و بقولی ویرا از عبد الرحمٰن بن عوف خرید کردہ بودند و رباح و یسار و اوراعربیون
کشتند والورافع وے را عباس بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرانیدہ بود
و قتیکہ خبر اسلام عباس رسانید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وے را آزاد ساختند و در
نکاح وے دادند سلمیٰ را کہ مولاۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود۔ پس از وے پسرے
متولد شد عبد اللہ نام کہ نویسندہ امیر المومنین علی بود ابومویہبہ و فضالہ و وے بشام
وفات یافت و رافع این جماعت مذکورین را آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آزاد کردہ
بودند و مدعم کہ اورا رفاعہ جذامی گذرانیدہ بود۔ و وے کشتہ شد در غزوۂ وادی القرے
و کرکرہ و اورا ہوذہ بن علی یمامی پیش کش فرستادہ بود۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ف:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام۔ زید بن الحارث اور اس کا بیٹا اسامہ
اور ثوبان والوکبشہ اور وہ بدر میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے
دن فوت ہوا۔ انیسہ و شقران۔ ایک قول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے والد بزرگوار
سے اس کے وارث ہوئے تھے۔ ایک قول میں عبد الرحمٰن بن عوف سے خرید فرمایا تھا۔
رباح و یسار اس کو عرینہ والوں نے قتل کیا تھا۔ ابو رافع اس کو حضرت عباسؓ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جب حضرت عباسؓ کے اسلام کی خبر اس نے
پہنچائی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس خوشی میں) اسکو آزاد کر کے اپنی آزاد کردہ کنیز سلمیٰ
اسکے نکاح میں دیدی۔ پس اس سے ایک لڑکا عبد اللہ نام متولد ہوا۔ جو حضرت علیؓ کا کاتب تھا۔
ابومویہبہ و فضالہ اور وہ شام میں فوت ہوگیا۔ رافع۔ انجماعت مذکورہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے آزاد فرمایا تھا۔ و مدعم کہ اسکو رفاعہ جذامی نے پیش کیا تھا۔ وہ غزوۂ وادی قرے میں مارا گیا۔
کرکرہ اسکو ہوذہ بن علی یمامی نے پیش کش ارسال کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

او را آزاد ساختند و زید جد ہلال بن یسار و عبیدہ و طہمان و مابور قبطی از ہدیۂ مقوقس و واقد یا ابو واقد و ہشام و ابو ضمیرہ وے از فی بود و روز حنین او را آزاد ساختند و ابو عُبیب احمر نام و ابو عبید و سفینہ کہ نخست غلام ام سلمہؓ بود۔ بعد ازاں او را آزاد کرد و شرط نمود مادام کہ زندہ باشد خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کند۔ گفت اگر شرط نمی کردی نیز مفارقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمے کردم۔ و ابو ہندہ و انجشہ کہ ہدی۔ مے گفت شتراں را و ابو امامہ و بعض اہل سیر بیش ازیں شمردہ اند۔

اسامی کنیزکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سلمیٰ و ام رافع و رضوی و امیمہ و ام ضمیرہ و ماریہ و شیرین و ام ایمن کہ برکہ نام داشت و در کنار داشتہ بود آنحضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و شش کس از بنی قریظہ و میمونہ بنت سعد و خضرہ و خویلہ۔

اسامی خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انس بن مالک و ہند و اسماء دختران حارثہ و ربیعہ بن کعب اسلمی و عبداللہ بن مسعود و عقبہ بن عامر و بلال و سعد و ذومخمر یا مخبر

ت ہے نے اس کو آزاد فرمایا۔ اور زید ہلال بن یسار کا دادا۔ و عبیدہ و طہمان و مابور قبطی مقوقس کے ہدیہ سے۔ واقد یا ابو واقد ہشام۔ ابو ضمیر اور وہ مال فی (غنیمت) سے تھا۔ حنین کے روز اس کو آزاد فرمایا۔ ابو عیب احمر نام۔ ابو عبید۔ سفینہ کہ اول حضرت ام سلمہؓ کا غلام تھا۔ اس نے اس شرط پر آزاد کیا۔ کہ تادم زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرے۔ اس نے کہا اگر شرط نہ ہوتی۔ تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مفارقت نہ کرتا۔ ابو ہند۔ انجشہ کہ اونٹوں کو حدی (آواز خوش) کہتا۔ ابو امامہ۔ بعض اہل سیرت نے اس سے زیادہ بھی گنائے ہیں۔

اسامی کنیزکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سلمیٰ۔ ام رافع۔ رضوی۔ امیمہ۔ ام ضمیر۔ ماریہ قبطیہ۔ شیرین۔ ام ایمن جن کا نام برکہ تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خورد سالی میں) گود میں رکھا تھا۔ بنی قریظہ سے چھ کنیزیں اور امیمہ بنت سعد۔ خضرہ و خویلہ۔

اسامی خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انس بن مالک وہند و اسماء حارثہ و ربیعہ بن کعب اسلمی کی لڑکیاں۔ عبداللہ بن مسعود۔ عقبہ۔ عامر۔ بلال۔ سعد۔ ذو مخمر یا مخبر کہ۔

Marfat.com

کہ برادر زادہ یا خواہر زادہ نجاشی بود و بکیر بن شداخ لیثی و ابوذر غفاری۔

اسامی نگہبانی کنندگان آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم۔ سعد بن معاذ روز بدر حراست کردہ بود۔ وذکوان بن عبد قیس و محمد بن سلمہ انصاری روز احد حراست کردند۔ و زبیر روز خندق و عباد بن بشیر و سعد بن ابی وقاص و ابوایوب و بلال در وادی القریٰ و چوں ایں آیت نازل شد وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ موقوف داشتند کہ کسے نگہبانی کند۔

اسامی ایلچیان۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجانب بادشاہان روزگار عمرو بن امیہ را بسوئے نجاشی فرستادند۔ ونجاشی لقب کسے است کہ بادشاہ حبشہ باشد ونام وے اصحمہ بود، ترجمہ اصحمہ بزبان عربی عطیہ باشد۔ پس نہاد نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر دو چشم خود و فرود آمد از تخت ونشست بر زمین واسلام آورد و وفات یافت در ایام حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال نہم۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غائبانہ بر وے نماز جنازہ گذاردند۔ و دحیہ کلبی را بسوے بادشاہ روم و وے ہرقل نام داشت

ت:۔ کہ نجاشی (شاہ حبشہ) کا بھتیجا یا بھانجا تھا۔ بکیر بن شداخ لیثی۔ ابوذر غفاری۔

اسامی نگہبانی کنندگان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سعدؓ بن معاذ نے روز بدر حراست کی تھی۔ زبیر نے روز خندق اور عباد بن بشیر۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابوایوب انصاری۔ بلال نے وادی القریٰ میں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمك من الناس (اللہ خود تجھے لوگوں (دشمنوں) سے بچائے گا)، تو نگہبانی کرانی موقوف کر دی۔

اسامی ایلچیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجانب بادشاہان روزگار۔ عمرو بن امیہ کو نجاشی کی طرف ارسال فرمایا۔ نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب ہے۔ اس کا نام اصحمہ تھا۔ عربی زبان میں اصحمہ کا ترجمہ عطیہ ہے۔ پس نجاشی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامہ مبارک اپنی دونو آنکھوں پر رکھا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھا اور اسلام لایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں سنہ ۹ھ کو فوت ہوا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر غائبانہ جنازہ ادا فرمایا۔ وحیہ کلبی کو ہرقل بادشاہ روم کی طرف ارسال فرمایا۔

Marfat.com

پس ثابت شد نزدیک وے بدلائل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و قصد اسلام کرد۔ قوم با وے موافقت نکردند وترسید ازانکہ اگر اسلام آرد سلطنت او نماند۔ پس باز ماند از اسلام۔ وعبداللہ بن حذافہ بسوئے بادشاہ فارس۔ پس کسرے پارہ پارہ کرد نامہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را۔ پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے تعالےٰ پارہ پارہ کناد پادشاہی اورا۔ پس عنقریب کشتہ شد۔ وحاطب بن ابی بلتعہ را بسوئے مقوقس فرستاد۔ ومقوقس لقب کسے است کہ مصرو اسکندریہ در تصرف او باشد۔ پس نزدیک آمد باسلام وہدیہ فرستاد بخدمت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ماریہ قبطیہ وشیرین واستر سفید کہ دلدل نام داشت وبقولے ہزار دینار وبست جامہ نیز۔ وعمرو بن العاص را بسوئے جیفر وعبداللہ پسران جلندا بادشاہان عمان۔ پس ہر دو مسلمان شدند۔ ومانع نیامدند عمرو را ازانکہ از رعیت زکوٰۃ گیرد۔ ودرمیان ایشان قضا کند۔ پس عمرو درمیان ایشان مے بود۔ تا آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات یافتند۔

ف:۔ اس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت دلائل سے ثابت ہوگئی اور اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر قوم نے اس کے ساتھ موافقت نہ کی۔ اس خوف سے کہ اسلام لانے کی صورت میں سلطنت ہاتھ سے نہ چلی جائے اسلام نہ لاسکا۔

عبداللہ بن حذافہ کو کسرے شاہ فارس کی طرف ارسال فرمایا۔ کسرے نے گستاخی سے نامہ مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چاک کر دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ اسکی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کرے۔ پس عنقریب ہی مقتول ہوا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کی طرف ارسال فرمایا مقوقس اس بادشاہ کا لقب ہوتا ہے کہ جس کے قبضہ تصرف میں مصرو اسکندریہ ہوں۔ پس اسلام لانے کے نزدیک ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ماریہ قبطیہؓ وشیرینؓ اور سفید خچر کہ دلدل نام تھا ارسال کیا اور ایک قول میں ہزار دینار اور بیس کپڑے بھی ارسال کئے۔

عمرو بن العاص کو جیفر وعبداللہ پسران جلندا بادشاہان عمان کی طرف ارسال فرمایا وہ دونوں مسلمان ہوئے۔ عمرو کو رعایا سے زکوٰۃ کی وصولی اور شرعی فیصلہ جات کرنے سے مانع نہ ہوئے۔ پس عمرو ان لوگوں کے درمیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک مقیم رہے۔

Marfat.com

وسلیط بن عمرو را بسوئے ہوذہ بن علی رئیس یمامہ پس وے اکرام سلیط کرد و بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتہ فرستاد کہ چہ نیک چیزے است آنکہ شما بسوئے وے سے خوانید و من خطیب قوم خود و شاعر ایشانم پس مرا بعض تصرف در امر خلافت دہید۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول نہ فرمودند و ہوذہ مسلمان نہ شد۔ وشجاع بن وہب را بسوئے حارث غسانی بادشاہ بلقاء کہ شہریست از شام پس بلقاء بر تافت نامۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را وگفت من بالشکر روانہ آں جہت مے شوم بادشاہ روم ازیں معنے منع کرد ومہاجر بن امیہ را بسوئے حارث حمیرے در یمن فرستاد وعلاء ابن الحضرمی را بسوئے منذر بن ساوی بادشاہ بحرین۔ پس مسلمان شد وابو موسیٰ الاشعری ومعاذ بن جبل را بسوئے یمن۔ پس مسلمان شدند رعیت یمن وبادشاہ ایشان بغیر قتال۔

اسامی نویسندگان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خلفاء اربعہ وعامر بن فہیرہ وعبد اللہ بن ارقم وابی بن کعب وثابت بن قیس بن شماس وخالد بن سعید وحنظلہ بن ربیع

ت :۔ اور سلیط بن عمرو کو ہوذہ بن علی رئیس یمامہ کی طرف ارسال فرمایا۔ اس نے سلیطؓ کی عزت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ کہ کیسی اچھی چیز ہے جسکی آپ دعوت دے رہے ہیں۔ میں اپنی قوم کا خطیب وشاعر ہوں۔ مجھے بھی خلافت کے بعض تصرفات میں اختیارات عطا فرمائے جائیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور نہ فرمایا۔ اور ہوذہ مسلمان نہ ہوا۔ شجاع بن وہب کو حارث غسانی بادشاہ بلقاء کی طرف کہ شام کا ایک شہر ہے ارسال فرمایا۔ پس بلقاء نے نامہ مبارک کو مروڑ دیا اور کہا کہ میں لشکر لے کر اس طرف روانہ ہوتا ہوں ۔ شاہ روم نے اس کو منع کیا۔ مہاجر بن امیہ کو حارث حمیری کی طرف یمن میں ارسال فرمایا۔ علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی بادشاہ بحرین کی طرف ارسال فرمایا۔ پس وہ مسلمان ہوئے ۔ ابو موسیٰ اشعری ومعاذ بن جبل کو ملک یمن کی طرف ارسال فرمایا۔ پس یمن کا بادشاہ اور رعیت بغیر لڑائی کے مسلمان ہوئے ۔

اسامی نویسندگان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ خلفاء اربعہ۔ عامر بن فہرو ۔ عبد اللہ بن ارقم ۔ ابی بن کعب ۔ ثابت بن قیس بن شماس ۔ خالد بن سعید ۔ حنظلہ بن ربیع ۔

Marfat.com

وزید بن ثابت و معاویہ و شرجیل بن حسنہ۔

اسامی نجبائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے آنانکہ بزیادت عنایت مخصوص بودند خلفاء اربعہ وحمزہ وجعفر و ابوذر و مقداد و سلمان وحذیفہ وعبد اللہ بن مسعود وعمار و بلال۔

اسامی عشرہ مبشرہ۔ خلفائے اربعہ وسعد بن ابی وقاص وزبیر بن العوام وعبد الرحمن بن عوف وطلحہ بن عبید اللہ وابو عبیدہ بن الجراح وسعید بن زید۔

اسامی دواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ از اسپان دہ راس بودند واین جا اختلاف ہم ہست سکب وبر وے روز احد سوار بودند۔ پیشانی و قوائم او سفید بودند۔ الا دست راست کہ برنگ بدن بود واو را فربہی مناسب وہمواری بدن بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر وے مسابقت کردند پس سبقت کرد وخوش وقت شدند ومرتجز ہمان است آنکہ خزیمہ بن ثابت در حق او گواہی داد ولزاز از ہدایائے مقوقس ولحیف ہدیہ ربیعہ وظرب ہدیہ فروہ جذامی وورد ہدیہ تمیم داری وضریس وملاوح وسبحہ کہ او را از تاجران یمن خرید کردہ بودند

ف:۔ زید بن ثابت۔ معاویہ وشرجیل بن حسنہ۔

اسامی نجبائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی وہ صحابہ کہ زیادہ عنایت سے مخصوص تھے۔ خلفائے اربعہ۔ حمزہؓ۔ جعفرؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ۔ سلمانؓ۔ حذیفہؓ۔ عبد اللہ بن مسعود۔ عمارؓ۔ بلالؓ۔

اسامی عشرہ مبشرہ۔ خلفائے اربعہ سعد بن ابی وقاص زبیر بن عوام۔ عبد الرحمن بن عوف۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ سعید بن زید۔

اسامی دواب۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دس گھوڑے تھے۔ یہاں اختلاف بھی ہے۔ سکبؓ اور اسپر اُحد کے دن سوار ہوئے تھے۔ پیشانی اور پاؤں اس کے سفید تھے۔ مگر دایاں بازو کہ بدن کے رنگ پہ تھا۔ اس کی موٹائی مناسب اور بدن ہموار تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر مسابقت کی تو گھوڑ دوڑ میں سب سے آگے ہو گیا۔ تو آپ بہت خوشوقت ہوئے۔ مرتجزؓ جس کے حق میں خزیمہ بن ثابت نے گواہی دی تھی۔ لزازؓ جو مقوقس نے ہدیہ کیا تھا لحیفؓ جو ربیعہ نے ہدیہ کیا۔ طربؓ جو فردہ جذامی نے ہدیہ کیا۔ وردؓ تمیم داری کا ہدیہ۔ ضریس۔ ملاوح۔ سبحہ کہ اس کو تاجران یمن سے خرید فرمایا تھا۔

Marfat.com

وسبقت کردند بر آں سہ بار پس دست رسانیدند بر روئے وے وگفتند ما انت الا بحر وبحر اسپ کشادہ گام وجلد رو را مے گویند وازاستر سہ راس دلدل از ہدایائے مقوقس ووے اول استرے است کہ در اسلام بر وے سوار شدند وفضہ قبول فرمودند۔ آں را از ابی بکر صدیق وایلیہ ہدیہ پادشاہ ایلہ ودر سرکار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دراز گوشے بود کہ اورا یعفور مے گفتند۔ ونقل کردہ نہ شدہ کہ از جنس گاو چیزے در سرکار آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بودہ باشد وآنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بیست ناقہ شیر دار بودند در غابہ وآں موضعے است قریب مدینہ وہدیہ فرستاد بسوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن عبادہ ناقہ شیر دار از مواشی بنی عقیل ونزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ بود قصوی نام کہ بر وے ہجرت کردہ بودند وچوں وحی نازل مے شد ہیچ چیز بر نمیداشت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را الا قصوے گویند عضبا وجدعا نیز نام وے است یکبار وقتے با شتر اعرابی دوانیدند شتر سبقت کرد

دستانا:- اس پر تین بار مسابقت فرمائی۔ پھر اپنے منہ پر ہاتھ مبارک پھیر کر کہا ما انت الا بحر کشادہ گام تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں۔ خچر وہاں سے تین راس۔ ایک دلدل مقوقس کے ہدایا سے اور وہ پہلا خچر ہے جس پہ زمانہ اسلام میں سوار ہوئے۔ دوسرا فضہ جو حضرت ابوبکر صدیق سے قبول فرمایا تھا۔ تیسرا ایلیہ بادشاہ ایلہ کا ہدیہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں ایک دراز گوش (گدھا) تھا جس کو یعفور کہتے تھے۔ یہ منقول نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں گائے کی جنس سے کوئی چیز ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غابہ میں بیس اونٹنیاں شیر دار تھیں۔ غابہ مدینہ شریف کے قریب ایک موضع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سعد بن عبادہ نے ایک شیر دار اونٹنی بنی عقیل کے مواشی سے ہدیہ ارسال کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی قصوی نام تھی جس پر سوار ہو کر ہجرت فرمائی تھی۔ وحی نازل ہونے کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے قصوی کے کوئی چیز نہ برداشت کر سکتی تھی۔ کہتے ہیں عضبا وجدعا بھی اسی کا نام ہے۔ ایکبار اعرابی کے اونٹ سے مسابقت کرائی گئی۔ اونٹ سبقت لے گیا۔

Marfat.com

وایں معنے بر مسلمانان شاق آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند لازم است بر اللہ تعالےٰ کہ ہیچ چیز را از امور دنیا غالب نیابد الا وقتیکہ اورا مغلوب سازد۔ و در سرکار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صد راس از بزے بود۔ کہ از برائے شیر خوردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخصوص و مہیا کردہ بودند و خروسے بود سفید۔

بیان شمشیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ شمشیر بودند۔ از انجملہ ذوالفقار کہ از غنائم بدر از اموال بنی الحجاج بدست آمدہ بود وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند گویا در طرف وے شکستے افتادہ است وتعبیر کردند کہ مسلمانان را ہزیمتے روخواہد داد وآں صورت روز احد متحقق شد۔ وسہ شمشیر از اموال بنی قینقاع بدست آوردہ بودند قلعی و تبار و حتف واز انجملہ شمشیر مخذم و رسوب بود۔ و دیگرے کہ از پدر خود میراث یافتہ بودند۔ و غضب کہ سعد بن عبادہ گذرانیدہ بود۔ و قضیب کہ وے اول شمشیر است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از را حمائل کردند۔

ف: یہ مسلمانوں کو ناگوار ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ امور دنیا میں سے کسی چیز کو غالب پائے تو اس کو مغلوب کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں سو بکریاں تھیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ پینے کے لئے مخصوص و مہیا کی ہوئی تھیں۔ ایک سفید مرغا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نو تلواریں تھیں۔ ان میں سے ایک ذوالفقار ہے کہ غنائم بدر اموال بنی الحجاج میں سے ہاتھ آئی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گویا ذوالفقار ایک طرف سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ تو آپ نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوگی۔ اور یہ صورت جنگ احد کے روز متحقق ہوگئی۔ تین تلواریں اموال بنی قینقاع سے ہاتھ آئی تھیں۔ قلعی۔ تبار۔ حتف منجملہ ان کے تلوار مخذم و رسوب تھی۔ ایک اور تلوار کہ اپنے والد بزرگوار سے میراث میں ملی تھی۔ غضب کہ سعد بن عبادہ نے پیش کی تھی۔ قضیب کہ وہ پہلی تلوار ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو حمائل فرمایا۔

Marfat.com

اسلحہ آنحضرت (ایرن) ۱۷۵

و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہار نیزہ بود۔ نام یکے مثنّی و سہ نیزہ باقی از بنی قینقاع بدست آوردہ بودند۔ و نعیم نیزہ مے بود کہ برداشتہ مے شد روبروئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در عیدین۔ و چوبے بود سر کج بقامت یکذراع و نیم عصا کہ وے را عرجون مے گفتند و عصائے باریک کہ او را ممشوق مے گفتند۔ و چہار کمان و یک ترکش و ترسی کہ بروے صورت کرگسے ساختہ بودند بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برسم ہدیہ آمد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ دو دست خود را بروے نہادند۔ پس آں صورت معدوم شد۔ انس رضی گفت نعل و قبیعہ شمشیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از سیم بود در میان نعل و قبیعہ چند حلقۂ سیم بود۔ و قبیعہ چیزے است کہ نزدیک مقبض از سیم وجز و آں سازند۔ و پیش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو زرہ بودند۔ کہ آنہا را از سلاح بنی قینقاع بدست آوردند۔ یکے سعدیہ و دیگر فضہ و زرہے بود کہ او را ذات الفضول مے گفتند پوشیدند آں را روز حنین و گویند کہ نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زرہ حضرت

ت:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چار نیزے تھے۔ ایک کا نام مثنّی اور تین باقی بنی قینقاع سے ہاتھ آئے تھے نعیم ایک نیزہ تھا۔ کہ عیدین میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبروئے کھڑا کیا جاتا۔ ایک اور ٹیڑھے سر کی لکڑی ایک گز اور آدھے عصا کے برابر تھی۔ کہ اس کو عرجون کہتے تھے۔ ایک عصائے باریک کہ اس کو ممشوق کہتے تھے۔ چار کمانیں ایک ترکش اور ایک ڈھال تھی۔ جس پر کرگس کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بر سم ہدیہ آئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اس پر رکھے وہ تصویر مٹ گئی۔ حضرت انس رضی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا نعل و قبیعہ چاندی کے تھے۔ نعل و قبیعہ کے درمیان چند حلقے چاندی کے تھے۔ قبیعہ وہ چیز ہے کہ قبضے کے نزدیک چاندی وغیرہ سے بناتے ہیں اور نعل وہ چیز ہے جو نوک تلوار میں چاندی وغیرہ سے بناتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو زرہیں تھیں۔ کہ بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے ملی تھیں۔ ایک کا نام سعدیہ دوسری فضہ۔ ایک اور زرہ تھی جسکو ذات الفضول کہتے اور یوم حنین میں آپنے اسکو پہنا تھا۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

داؤد علیہ السلام بود۔ آنکہ ایشان در روز قتل جالوت پوشیدہ بودند۔ و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خودے بود کہ اورا ذوالسبوغ مے گفتند۔ و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمربندے بود از ادیم و روی سہ حلقہ بود از سیم و نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید بود۔ و چوں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات یافتند گذاشتند دو جامہ حبرہ و حبرہ نوعے است از چادرہائے یمن و ازارے عمانی و دو جامہ صحاری و قمیصے صحاری و قمیصے سحولی و جبہ یمنیہ و خمیصہ یعنے چادر علمدار و گلیمے سفید و چند کوفیہ خرد غیر بلند سہ یا چہار و لحافے رنگین بورس۔ و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظرفے از چرم بود کہ در وے نہادند آئینہ و شانہ عاج و سرمہ دان و مقراضے و مسواک و فراش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از چرم بود۔ و حشو آں بجائے پنبہ لیف خرما بود و قدحے بود کہ سہ موضع بصفائح سیم مضبوط ساختہ بودند و پیالہ از سنگ و آوندے کلاں از صفر کہ در وے حنا و وسمہ می ساختند

ت:۔ کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ تھی۔ جس کو انہوں نے قتل جالوت کے دن پہنا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک خود تھا۔ جس کو ذات السبوغ کہتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چرمی کمر بند تھا۔ اس میں چاندی کے تین حلقے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نشان (جھنڈا) سفید تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت وفات شریف یہ اشیاء چھوڑیں دو جامہ حبرہ۔ اور حبرہ ایک قسم کی یمنی چادر ہے۔ ایک ازار عمانی۔ دو جامہ صحاری ایک قمیص سحولی ایک یمنی جبہ ایک خمیصہ یعنی چادر علمدار اور ایک کلیم سفید چند کوفیہ چھوٹی نہ بلند تین یا چار۔ ایک لحاف رنگین بورس۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چرمی ظرف تھا جس میں آپ شیشہ کنگھی، سرمہ دانی قینچی۔ مسواک رکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرش چمڑے کا تھا جس کی بھرتی بجائے پنبہ کے خرما کی چھال تھی۔ اور ایک پیالہ تھا کہ تین جگہ چاندی کے پتروں سے مضبوط کیا ہوا تھا۔ ایک پتھر کا پیالہ تھا ایک بڑا برتن پیتل کا تھا۔ جس میں مہندی اور وسمہ بناتے۔

Marfat.com

را آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آں را بر سر مے نہادند۔ وقتے کہ در سر اثر حرارت مے یافتند و پیالہ بود از شیشہ و آوندے بود مہیا برائے غسل از صفر و پیالہ بود کلاں و پیمانہ بود کہ بوے صدقہ فطرے پیمودند چہارم حصہ صاع بود و انگشتری بود از سیم کہ نگین وے ہم از وے بود بر آں کلمۂ محمد رسول اللہ کندہ بود و بقولے وے از آہن بود جائے وصل نگینہ با حلقہ بسیم مضبوط کردہ بودند و نجاشی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو موزہ سادہ ہدیہ فرستادہ بود۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدند آنہا را۔ و آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را گلیمے بود سیاہ و عمامہ کہ او را سحاب گفتند و پیش آنحضرت دو جامہ بودند برائے نماز جمعہ بجز آن جامہا کہ سائر ایام مے پوشیدند و رومال بود کہ مے مالیدند آنرا بر روئے بعد وضوء۔

بیان معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واز جملہ معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن است و او بزرگترین معجزہا ست

ف: ۔ تا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سر مبارک میں گرمی کا اثر پاتے تو سر مبارک پر رکھتے۔ اور ایک پیالہ کانچ کا تھا۔ اور ایک برتن پیتل کا غسل کے لئے مہیا تھا۔ ایک بڑا پیالہ تھا۔ ایک پیمانہ تھا۔ کہ اس کے ساتھ صدقۂ فطر ماپتے۔ صاع کا چوتھا حصہ تھا۔ ایک انگشتری چاندی کی تھی۔ اس کا نگین اسی کے ساتھ کا تھا۔ اس پہ کلمہ محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ ایک قول میں لوہے کی تھی۔ نگینہ جڑنے کی جگہ چاندی کے حلقہ سے مضبوط کی ہوئی تھی۔ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو سادہ موزہ ہدیہ ارسال کئے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پہنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سیاہ گلیم تھی۔ ایک عمامہ تھا کہ اس کو سحاب کہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نماز جمعہ کے لئے ان کپڑوں کے سوا جو باقی ایام میں پہنتے تھے۔ دو مخصوص جامہ تھے۔ ایک رومال تھا کہ وضو کے بعد منہ مبارک پہ ملتے۔

بیان معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منجملہ معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگترین معجزہ قرآن ہے۔

Marfat.com

ہیچ بشرے مثل یک سورہ ازاں نتواند آورد و خبر داد از اخبار گذشتہ و آیندہ مطابق واقعہ و ازانجملہ شق صدر است کہ در زمان خرد سالی سینۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را شگافتند و با یمان و علم پُر ساختند و ازانجملہ آن است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دادند قوم را قصہ اسرا و رفتن بہ بیت المقدس پس کفار تکذیب کردند و بعض علامات بیت المقدس کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنہا را بتامل فرمودہ بودند پرسیدند پس خدائیتعالےٰ بیت المقدس را بر آن حضرت منکشف ساخت تا ہر چہ آن قوم مے پرسیدند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بواقعی بیان میفرمودند و ازانجملہ شگافتہ شدن ماہ است۔ و ازانجملہ آن است کہ قریش بایک دیگر عہد بستند۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بکشند۔ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمدند ایں جماعت نظر بر زمین افگندند و اذقان ایشان بر سینہ ہائے ایشاں افتاد پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش آمدند و بر سر ایشان استادند

ف :۔ کوئی بشر ایک سورہ قرآنی کی مثل نہیں لا سکتا۔ اخبار گذشتہ و آئندہ کے واقعہ کی خبر دی۔ منجملہ ان کے شق صدر ہے۔ کہ زمانہ خورد سالی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک کو شگاف کرکے علم و ایمان سے بھر دیا۔ منجملہ ان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم کو قصہ اسراء اور بیت المقدس میں جانے کی خبر دی۔ پس کفار نے تکذیب کی۔ اور بعض علامات بیت المقدس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تامل سے فرمائی تھیں پوچھیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیت المقدس کو منکشف فرمایا۔ تاکہ قوم جو کچھ سوال کرتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بواقعی بیان فرماتے۔ منجملہ ان کے چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہے۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ قریش نے باہمی عہد باندھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کریں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے۔ ان لوگوں کی نظریں زمین پر پڑیں اور ان کی ٹھوڈیاں سینوں پر پڑیں۔ پس آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے آکر ان کے سروں پر کھڑے ہوئے اور ایک مُشت

Marfat.com

ویک مشت خاک گرفتند و فرمودند کہ شاہت الوجوہ و در روئے ایشان انداختند پس نرسید چیزے ازاں سنگریزہ بایکے ازیشاں مگر کہ کشتہ شد روز بدر۔ واز آنجملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز حنین انداختند یک مشت خاک در روئے دشمناں پس خدائتعالی آن جماعت را ہزیمت داد۔ واز انجملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در غار پنہاں شدند عنکبوت بردر غار تنید کہ قوم گمان کنند کہ در غار کسے نیست وازان جملہ آن است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست خود رسانیدند بر پشت بزغالہ کہ ہنوز تر بوی نرسیدہ بود پس شیر داد آن بزغالہ وہم چنیں بز ام معبد شیر داد حالانکہ شیر دہ نبود۔ واز انجملہ آن است کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کردند برائے عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہ خدائتعالے بسبب ایشان اسلام را عزت دہد۔ پس ہمچناں واقع شد۔ وازاں جملہ آن است کہ دعا کردند برائے علی کرم اللہ وجہہ خدائتعالی دور کند از ایشان تاثیر گرمی و سردی

ت ہ۔ خاک پکڑ کر فرمایا۔ شاہت الوجوہ۔ اور ان کے موٹھوں پہ ڈالی۔ پس جس پہ اس خاک کا کوئی ذرہ پڑا وہ بدر کے دن مقتول ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم حنین دشمنوں کے منہ پہ ایک مشت خاک ڈالی۔ خدائے تعالی نے اس جماعت کو شکست دی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں پوشیدہ ہوئے۔ مکڑی نے غار کے دروازہ پہ جالا تنا۔ تاکہ لوگ یہ گمان کریں۔ کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی بکری کی پیٹھ پہ ہاتھ پھیرا۔ کہ جس پہ ابھی نر نہیں پڑا تھا۔ پس بکری نے قدرت خدا سے دودھ دیا۔ ایسا ہی ام معبد کی بکری نے دودھ دیا۔ حالانکہ وہ شیردار نہ تھی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے لئے دعا فرمائی۔ کہ ان کے سبب سے اسلام کو عزت دے۔ پس ایسا ہی واقعہ ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ کیلئے دعا کی کہ اللہ تعالے ان سے گرمی و سردی کی تاثیر دور کرے۔

Marfat.com

و آب دہن خود در چشم ایشان انگندند۔ حالانکہ ایشان درد چشم داشتند پس ہماں ساعت شفا حاصل شد و ہیچگاہ بعد ازاں درد چشم عارض نہ گشت و از آں جملہ آن است کہ چشم قتادہ بن النعمان را زخم رسیدہ و بر رخسارہ سیلان کرد۔ پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آن چشم بجائے او نہادہ پس آن چشم بہترین چشمان او و باجمال ترین آنہا شد و از آنجملہ آن است کہ دعا کردند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے عبداللہ بن عباس رض کہ خدائتعالے او را تاویل قرآن و فقہ فی الدین عنایت کند پس ہم چناں واقعہ شد۔ و از آنجملہ آنست کہ دعا کردند برکت در خرما ہائے جابر رضی اللہ عنہ و وے بغایت قلیل بود پس جابر از اناں حق غرماء ادا ساخت و سیزدہ وسق باقی ماند و از آنجملہ آنست کہ دعا کردند برائے شتر جابر کہ در عقب ہمہ رفتے پس ازان باز از ہمہ پیشتر مے رفت و از آن جملہ آن است کہ دعا کردند برائے انس رض لطول عمر و کثرت مال و اولاد پس ہمچناں واقع شد۔ و از آن جملہ آنست کہ استسقاء نمودند پس پیوستہ یک ہفتہ باران مے آمد۔

ف :۔ اور ان کی آنکھ میں درد تھا۔ پس تھوک مبارک ان کی آنکھ میں ڈالا۔ اسی ساعت کو شفا حاصل ہوئی۔ اس کے بعد کبھی درد چشم عارض نہیں ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ قتادہ بن النعمان کی آنکھ کو زخم پہنچا اور آنکھ رخسارہ پر نکل آئی۔ اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ پس وہ آنکھ بہترین اور خوب ترین آنکھوں کی ہوگئی۔ منجملہ ان کے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عباس کیلئے دعا فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو تاویل قرآن اور تفقہ فی الدین عنایت فرمائے۔ پس ایسا ہی واقعہ ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی خرما میں دعا برکت کی اور وہ بہت ہی تھوڑی تھیں۔ پس جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے قرضخواہوں کا حق ادا کر کے تیرہ۱۳ وسق باقی رہ گئے۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ جابرؓ کا اونٹ چلنے میں سب سے پیچھے رہ جاتا۔ آپؐ نے دعا فرمائی تو سب سے جایا کرتا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ انسؓ کیلئے طول عمر اور کثرت مال و اولاد کے لیئے دعا فرمائی۔ پس ایسا ہی ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ بارش کے لئے دعا فرمائی پس ایک ہفتہ متواتر بارش رہی

Marfat.com

بعدازاں دعا دفع باران کردند۔ پس منقطع شد سحاب فی الحال۔ وازانجملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کردند بر عتبہ بن ابی لہب بہلاک۔ پس اورا شیر بکشت در زورا از توابع شام۔ وازانجملہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعرابی را دعوت فرمودند باسلام گفت ہیچ گواہ است برآنچہ میگویند فرمودند آرے ایں درخت گواہی خواہد داد بعدازاں درخت را طلبیدند پس پیش آمد وگواہی خواستند وگواہی داد سہ نوبت بعدازاں بجائے خویش رجوع کرد۔ وازآن جملہ آن است کہ امر کردند دو درخت را کہ جمع شوند پس جمع شدند۔ بعدازاں منفرق شدند وازانجملہ آن است کہ امر کردند انس رضی اللہ عنہ را کہ برود بسوئے درختے چند از خرما وبگوید ایشانرا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے فرمایند کہ فراہم آئید۔ پس ہم آمدند پس چوں انقضاء حاجت فارغ شدند فرمودند انسؓ را کہ ایشان را بگو کہ بجائے خویش بروند۔ پس بجائے خویش رفتند۔

ف:۔ پھر دعا فرمائی تو فی الحال بند ہو گئی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب پر ہلاکت کی دعا کی۔ پس اس کو زوراء توابع شام میں شیر نے پھاڑ ڈالا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا۔ کہ آپ کی حقانیت دعوت پر کوئی گواہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ درخت گواہی دے گا۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ تو اس نے حاضر خدمت ہو کر تین بار گواہی دی۔ پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ دو درخت کو امر فرمایا۔ کہ جمع ہوں۔ پس وہ جمع ہو کر متفرق ہو گئے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ انسؓ کو فرمایا۔ کہ چند درختوں کے پاس جا کر کہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اکٹھے ہوں۔ پس وہ اکٹھے ہوئے جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے۔ انسؓ کو فرمایا کہ انکو کہو اپنی اپنی جگہ چلے جائیں وہ چلے گئے۔

Marfat.com

وازانجملہ آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بخواب رفتند۔ پس درختے زمین را کافتہ نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افتاد۔ چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار شدند اصحاب قصہ را بعرض رسانیدند۔ کہ ایں درختے است اذن خواست از پروردگار خود کہ سلام کند بر من۔ خدائتعالے اورا اذن داد۔ وازانجملہ آن است کہ سلام کردند بر آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سنگ ودرختہا درآن شبہا ئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث شدند کہ السلام علیک یا رسول اللہ۔ وازانجملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند کہ من مے شناسم سنگے را کہ بر من سلام مے کرد پیش ازانکہ مبعوث شوم۔ وازانجملہ آنست کہ چوں برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر ساختہ شد ستونے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بروے تکیہ کردہ خطبہ مے فرمودند نالہ و فریاد کرد۔ وازاں جملہ آنست کہ تسبیح گفتند سنگریزہ در دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہمچنیں طعام تسبیح میگفت

منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ خواب میں ہوئے تو ایک درخت زمین کو کھود کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آگیا اور سامنے آکر گر پڑا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو اصحاب نے واقعہ عرض کیا۔ فرمایا کہ اس درخت نے اپنے پروردگار سے مجھ پہ سلام کرنے کا اذن چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اذن دیدیا۔ منجملہ انکے یہ ہے۔ کہ آپ جب مبعوث ہوئے تو ان راتوں میں پتھر اور درخت آپ پر سلام کرتے۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو کہ مکہ میں مجھ پہ مبعوث ہونے سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے منبر تیار کیا گیا۔ جس ستون کے ساتھ آپ تکیہ لگا کر خطبہ فرماتے تھے نالہ و فریاد کرنے لگا۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ سنگریزہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں اور ایسے ہی طعام نے تسبیح کہی۔

Marfat.com

و از آں جملہ آن است کہ کافران برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در گوشت بُز زہر مخلط کردند۔ پس خبر کرد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بز کہ در وے زہر است و از آں جملہ آنست کہ شترے پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکایت کرد کہ مالکان او علف کم میدہند و کار بسیار میفرمایند۔ و از انجملہ آنست کہ مادہ آہو بخدمت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التماس کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وے را از قید خلاص کنند تا شیر دہد دو بچہ خود را و بعد ازان باز آید۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او را خلاص ساختند و او شہادتین تلفظ کرد۔ و از انجملہ آن است کہ خبر کرد بارہ بدر کہ فلاں کافر در اینجا کشتہ خواہد شد و فلاں آنجا۔ پس تجاوز نکرد ہیچ کس از ایشان ازاں محل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے او تعین فرمودہ بودند۔ و از انجملہ آنست کہ خبر دادند باآن کہ جماعت از امت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در دریا غزا خواہند کرد ام حرام از ایشان است

منجملہ ان کے یہ ہے کہ کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بکری کے گوشت میں زہر ملائی۔ پس اس بکری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خبر کر دی۔ کہ اس میں زہر ہے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت پیش کی۔ کہ اس کے مالک اس کو چارہ بہت کم دیتے ہیں۔ اور کام بہت لیتے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ ہرنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ آپ اسے قید سے خلاصی دلائیں تاکہ اپنے دو بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو خلاص کیا اس نے تلفظ بشہادتین ادا کیا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی۔ کہ یوم بدر میں فلاں کافر یہاں قتل ہوگا۔ فلاں وہاں۔ پس جن کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعین مکان فرمایا تھا کسی کافر نے اس جگہ سے تجاوز نہیں کیا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ امت سے ایک جماعت دریا میں غزا (جہاد) کرے گی۔ ام حرام ان میں سے ہوگی۔

Marfat.com

پس ہمچناں واقع شد۔ وازآں جملہ آن است کہ خبر دادند کہ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ را بلائے شدید پیش خواہد آمد۔ پس ایں صورت واقع شد و درہماں بلاء مقتول شدند۔ ازاں جملہ آن است کہ انصار را فرمودند کہ شما را پیش آید بعد از من آنکہ دیگراں را بر شما ترجیح خواہند داد۔ پس ایں صورت در زمان معاویہ رضہ واقع شد۔ وازآنجملہ آن است کہ در حق حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودند فرزند من سید است و نزدیک است کہ خدائے تعالےٰ صلح افگند بسبب وے درمیان دو گروہ از مسلمانان پس ہمچناں واقع شد۔ وازآن جملہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دادند بقتل اسود عنسی کذاب شبے کہ کشتہ شد و بآنکہ کشندہ او کیست ؤوے در صنعا بود کہ شہرے است در یمن۔ وازآنجملہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند ثابت بن قیس را کہ "یعیش حمیدا ویقتل شہیدا" زندگانی کند درحالیکہ ستودہ باشد وکشتہ شود درحالیکہ شہید باشد۔ پس شہید شد روز یمامہ۔

پس ایسا ہی واقع ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلائے شدید پیش آئے گی۔ پس ایسا ہی واقع ہوا۔ اور اسی بلا میں مقتول ہوئے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ انصارؓ کو فرمایا۔ کہ میرے بعد تم لوگوں کو یہ امر پیش آنے لگا۔ کہ اور لوگوں کو تم پہ ترجیح دیں گے۔ پس یہ صورت حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں واقع ہوئی منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا۔ کہ یہ میرا فرزند سید ہے اللہ تعالےٰ اس کے سبب سے عنقریب مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ پس ایسا ہی واقع ہوا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی۔ اسود عنسی کذاب کے قتل کی جس رات کہ وہ مقتول ہوا۔ اور یہ کہ اس کا قاتل کون ہے اور وہ صنعا میں تھا کہ یمن کا ایک شہر ہے منجملہ انکے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ نے فرمایا ثابت بن قیس کو کہ زندگانی اچھی بسر کرے گا اور مقتول شہید ہوگا۔ پس روز یمامہ شہید ہوا۔

Marfat.com

واز آں جملہ آنست کہ مرتد شد مردے و پیوست بہ مشرکان۔ پس خبر رسید بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ او بمرد فرمودند کہ زمین اورا قبول نخواہد کرد۔ پس ہر بار کہ دفن میکردند زمین اورا بیرون انداخت۔ و از آن جملہ آن است کہ شخصے بدست چپ طعام مے خورد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودند بدست راست بخور۔ او بہانہ کرد کہ نے توانم کہ بدست راست خورم فرمودند توانائی مباد ترا۔ پس بعد ازاں نتوانست کہ دست را بسوئے دہان خود آرد۔ و از انجملہ آن است کہ داخل شدند روز فتح مکہ در مسجد الحرام و بتان حوالی کعبہ معلق بودند و بدست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوبکے بود۔ پس اشارت مے کردند بآں چوبک و مے فرمودند جاء الحق و زہق الباطل وآں بتاں مے افتادند۔ و از انجملہ ہست قصہ مازن بن عضوبہ و حاصل قصہ آن است کہ وے از جوف صنمے ایں کلمات بشنید۔ یا مازن اسمع تسر؛ ظہر خیر و بطن شر؛ بعث نبی من مضر؛ بدین اللہ الاکبر ؛ فدع نحتا من حجر؛ تسلم من حر سقر؛

منجملہ ان کے یہ ہے کہ ایک شخص مرتد ہو کر مشرکوں میں مل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی۔ کہ وہ مر گیا۔ تو فرمایا۔ کہ زمین اس کو قبول نہ کرے گی۔ پس ہر بار کہ اس کو دفن کرتے زمین اس کو باہر ڈال دیتی۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے روٹی کھا رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دائیں ہاتھ سے روٹی کھا۔ اس نے بہانہ کیا۔ کہ دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپؐ نے فرمایا تجھے قوت نہ ہو۔ پس اس کے بعد دایاں ہاتھ اپنے منہ کی طرف نہ لا سکتا تھا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز مسجد حرام میں داخل ہوئے کعبہ کے گرداگرد بت معلق تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ اس سے اشارہ فرماتے اور پڑھتے۔ جاء الحق و زہق الباطل۔ بت گرتے گئے۔ منجملہ مازن بن عضوبہ کا قصہ ہے۔ حاصل قصہ یہ ہے۔ کہ اس نے ایک بت کے پیٹ سے یہ کلمات سنے۔ اے مازن سن اور خوش ہو۔ باہر بھلائی اندر برائی ہے۔ قبیلہ مضر سے نبی اللہ اکبر کا دین لے کر مبعوث ہوا ہے۔ پس پتھر کے ٹکڑوں کو چھوڑ دے۔ تاکہ دوزخ کی آگ سے بچے۔

Marfat.com

ویار دیگر این کلمات شنید۔ اقبل الی واقبل ؛ تسمع مالا یجہل ؛ ہذا نبی مرسل بوحی منزل۔ فآمن بہ کے تعدل ؛ من حر نار تشتعل ؛ وقودہا الجندل ؛ و ایں معنے اورا بر اسلام آورد۔ وازانجملہ است قصہ سواد بن قارب وحاصل ایں قصہ آن است کہ وے در جاہلیت کاہن بود۔ کہ جن وے را از حوادث مستقبلہ خبر میدادند جن وے سہ شب وے را از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآنکہ اتباع دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مے باید خبر داد بموجب ایں خبر آمدہ مسلمان شد۔ وازانجملہ آن است کہ گواہی داد سوسمار بہ نبوت آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وازانجملہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خورانیدند ہزار کس را از یک صاع جو در غزوۂ خندق پس ہمہ سیر شدند وطعام زیادہ بود از حال اول۔ وازانجملہ آنست کہ توشہ لشکر بآخر رسید۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع فرمودند بقایا توشہ ودعاء برکت کردند بعد ازاں قسمت کردند آن را درمیان ہمہ لشکر پس کفایت کرد ہمہ را۔

اور دوبارہ یہ کلمات سنے۔ میری طرف متوجہ ہو۔ نہ جھٹلانے کی بات سنو۔ یہ نبی مرسل ہے ساتھ وحی منزل کے۔ اس کے ساتھ ایمان لا تاکہ بچ جائے مشتعل آگ سے جو جندل اس میں جل رہی ہے۔ اور یہ معنے اس کو اسلام پر لایا۔ منجملہ ان کے قصہ سواد بن قارب کا ہے حاصل قصہ یہ کہ وہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ کہ جن اس کو حوادث آئندہ سے خبر دیا کرتے تھے۔ اس کے جن نے اس کو تین رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور ضرورت اتباع دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی۔ اس خبر کے بموجب آکر مسلمان ہو گیا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ سوسمار نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق میں ایک ہزار آدمی کو ایک صاع جو سے روٹی کھلائی۔ پس سب نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر طعام اول حال سے بھی زائد تھا۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ لشکر کا توشہ ختم ہونے کو تھا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقایا توشہ کو جمع فرما کر دعاء برکت فرمائی۔ بعد ازاں سب لشکر کو تقسیم فرمایا۔ سب کو کافی ہوا۔

Marfat.com

واز انجملہ آن است کہ آورد ابوہریرہ رضی اللہ علیہ وآلہ وسلم یک مشت خرما وگفت یارسول اللہ دعائے کن برائے من دریں خرما برکت پس دعا کردند۔ ابوہریرہ گفت آن را در انبار کردم وہر چند برمے آوردم تمام نمے شد۔ چندیں وسق در راہ خدا صرف کردم و ہمیشہ ازاں مے خوردم و مے خورانیدم تا آنکہ عثمانؓ کشتہ شد انگہ برکت مفقود گشت۔ واز آن جملہ آن است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت کردند اہل صفہ را برائے یک پیالہ از ثرید ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت پیش مے آمدم ومنتعرض میشدم تا مرا نیز خوانند تا انگہ بہ خواستند قوم ونبود در پیالہ مگر اندکے در کنارہائے وے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آں را جمع کردند یک لقمہ شد آں را بہ انگشتان خود نہادند وفرمودند بخور بہ برکت نام خدا۔ گفت ابوہریرہؓ قسم بہ خدا کہ مے خوردم ازآں تا آنکہ سیر شدم۔ واز انجملہ آن است کہ جاری شد آب از میان انگشتان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تا آنکہ قوم آشامیدند و وضو کردند وایشان

منجملہ ان کے یہ ہے کہ ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مٹھی قدر خرما حاضر کر کے عرض کی یارسول اللہ میرے لیے اس خرمائے قلیل میں دعائے برکت فرمائیے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ ابوہریرہؓ نے کہا اس کو میں نے اپنے تھیلہ میں کر لیا ہر چند کہ نکالتا تمام نہ ہوتی۔ کتنے وسق راہ خدا میں خرچ کئے اور ہمیشہ اس سے کھاتا اور لوگوں کو کھلاتا۔ تا آنکہ حضرت عثمانؓ مقتول ہوئے۔ اس وقت برکت مفقود ہو گئی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل صفہ کو ایک پیالہ ثرید کے لیے دعوت فرمائی۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں بدیں غرض سامنے آتا اور پیش ہوتا کہ آنحضرتؐ مجھے بھی بلائیں۔ تا آنکہ قوم کھا کر اٹھ گئی۔ قدر قلیل پیالہ کے کناروں میں لگا رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جمع کیا۔ ایک لقمہ ہوا۔ اس کو انگلیوں مبارک پر رکھا اور فرمایا۔ نام خدا کی برکت سے کھا۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس سے کھاتا تھا حتی کہ سیر ہو گیا۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں مبارک سے پانی جاری ہوا۔ تاکہ قوم نے پیا اور وضو کیا۔

Marfat.com

ہزار وچہار صد کس بودند۔ و از آن جملہ آن است کہ آوردند بخدمت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالہ کہ دروے فی الجملہ آب بود۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چہار انگشت درآن نہادند و فرمودند یاران بیائید۔ پس ہمہ وضو کردند وایشان میان ہفتاد وہشتاد بودند۔ و از الجملہ آن است کہ در غزوۂ تبوک وارد شدند بر آب اندک کہ یک کس را سیراب کند ولشکر تشنہ بود۔ پس شکایت کردند بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس گرفتند تیرے از ترکش خود و فرمودند این تیر را درآن آب بخلانید۔ پس جوش زد آب وسیراب شدند اہل لشکر وایشان سی ہزار کس بودند۔ و از الجملہ آنست کہ شکایت کردند قومے بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آب چاہ ایشان شور است۔ پس رفتند آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجماعت از اصحاب تا آنکہ استادند ایشان بر چاہ ایشان وآب دہن خود انداختند درآن چاہ۔ پس جاری شد آب شیرین ہرچند آب مے کشیدند منقطع نہ شد۔

اور وہ ایک ہزار چار سو آدمی تھے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لائے کہ اس میں فی الجملہ پانی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ انگلیاں مبارک اس پیالہ میں رکھیں نہ سما سکیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار انگلیاں اس میں رکھیں اور یاروں کو فرمایا کہ آؤ۔ پس سب نے وضو کیا اور وہ ستر اسی آدمیوں کے درمیان تھے۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں بہت قلیل پانی پر وارد ہوئے کہ صرف ایک آدمی کو سیراب کر سکتا تھا۔ اور لشکر پیاسا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ترکش سے ایک تیر لیکر فرمایا کہ اس تیر کو اس پانی میں چبھو دو۔ پس پانی نے جوش مارا۔ اور تیس ہزار آدمی کا لشکر اس سے سیراب ہُوا۔ منجملہ اس کے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک قوم نے شکایت کی۔ کہ ان کے کنوئیں کا پانی شور ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت صحابہ کے ساتھ تشریف لے جا کر ان کے کنوئیں پر کھڑے ہو کر اپنی تھوک مبارک اس کنوئیں میں ڈالی۔ پس میٹھا پانی جاری ہُوا۔ ہر چند کہ نکالا لیکن کم نہ ہوتا۔

Marfat.com

وازانجملہ آنست کہ آوردزنے بخدمت آنحضرت کودک خودرا کہ کل شدہ بودپس دست رسانیدند بر سروے۔ پس ہموار گشت موئے سراو و دور شد بیماری او واہل یمامہ اورا شنیدند پس آوردزنے ازاہل آنجا کودک خودرا نزدیک مسیلمہ کذاب و او دست رسانید بر سراو پس کودک کل شد و آن علت در نسل وے باقیماند و ازانجملہ آن است کہ بشکست روز بدر شمشیر عکاشہ۔ پس عطا کردند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیخ ہیمہ پس آن بیخ شمشیر شد و ماند نزدیک او۔ ازانجملہ آن است کہ در خندق پشتہ پیش آمد کہ ہرچند کلند مے زدند در وے اثر نمے کرد۔ پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدست خودش زدند۔ پس گشت تل یعنے تودۂ خاک وازہم پاشید۔ وازانجملہ آن است کہ دست رسیدند بپائے ابی رافع کہ شکستہ بود۔ پس درست شد گویا ہیچ گاہ بیماری نداشت و معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ازان زیادہ تر اند کہ کتابے احاطہ آن کند یا دفترے جمع نماید۔

منجملہ ان کے یہ ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنا گنجا لڑکا لائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پہ ہاتھ مبارک پھیرا۔ پس اس کے سر کے بال ہموار ہوگئے اور بیماری زائل ہوگئی۔ اس معجزہ کو اہل یمامہ نے سنا۔ تو وہاں کی ایک عورت اپنا لڑکا مسیلمہ کذاب کے ہاں لے گئی۔ اس نے لڑکے کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو وہ لڑکا گنجا ہوگیا۔ اور وہ علت اس کی نسل میں باقی رہی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ روز بدر میں عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑی کی جڑ عطا فرمائی۔ پس وہ تلوار بن گئی۔ اور اس کے پاس باقی رہی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ خندق میں ایک سخت ڈھیری آگئی۔ ہرچند کہ کلند چلاتے مگر اس کو کچھ اثر نہ ہوتا۔ پس آنحضرت ؐ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اس کو مارا۔ پس وہ چورچور ہوکر تودۂ خاک ہوگئی۔ منجملہ انکے یہ ہے کہ ابورافع کے ٹوٹے ہوئے پاؤں پہ ہاتھ مبارک سے مس کیا پس درست ہوگیا۔ گویا کہ اسکو کبھی کوئی بیماری نہ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اس سے زیادہ ہیں کہ کوئی کتاب انکو احاطہ کرسکے یا کوئی دفتر انکو جمع کرسکے۔

Marfat.com

ذکر وفات شریف

وفات یافتند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از آن کہ بشصت و سہ[۶۳] سال رسیدہ بودند وغیر ایں نیز روایت کردہ اند روز دوشنبہ وقتیکہ گرم شد چاشت بتاریخ دوازدہم از ربیع الاول و بیمار ماندند چہاردہ روز و مدفون شدند شب چہارشنبہ۔ وچوں نزدیک شد موت بود نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالہ آب۔ پس داخل مے کردند در وے دست خود را و مسح میکردند بوے روے مبارک تو دراوے فرمودند اللّٰھم اعنی علی سکرات الموت۔ خداوندا مدد کن مرا بر مشقتہائے مرگ۔ وچوں مقبوض شدند حاضران آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بچادر چہرہ پوشیدند وبقولے فرشتگان ایں چادر را انداختہ بودند ودر آں وقت بعض اصحاب از فرط بیطاقتی انکار موت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کردند۔ وایں از حضرت عمر رضی اللہ عنہ منقول است۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترسیٹھ[۶۳] سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض نے اور بھی روایت کی ہے۔ اور دوشنبہ بوقت چاشت گرم دوازدہم ربیع الاول۔ چودہ روز بیمار رہے شب چارشنبہ مدفون ہوئے۔ قریب موت کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی کا پیالہ رکھا تھا۔ اس میں ہاتھ تر کرکے منہ مبارک کو ملتے۔ اور فرماتے۔ اللّٰھم اعنی علی سکرات الموت۔ اے خداوند مدد کر میری موت کی مشقتوں پر۔ جب مقبوض ہوئے۔ تو حاضرین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک چادر سے ڈھانپ دیا۔ اور بقولے فرشتوں نے چادر ڈالی تھی اس وقت بعض اصحاب نے فرط بے طاقتی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کا انکار کر دیا۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے۔

Marfat.com

وعثمان رضی اللہ عنہ گنگ شد وعلی کرم اللہ وجہہ جا ماندہ شد ودر اصحاب ہیچ کس ثابت تر از عباس وابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نبود۔ بعد ازاں مردمان از دروازہ حجرہ شنیدند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را غسل ندہید۔ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاہر ومطہراند۔ وبعد ازاں آوازۂ دیگر شنیدند۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را غسل دہید کہ گوئندۂ حرف اول شیطان بود۔ ومن خضرم وخضر علیہ السلام تعزیت اصحاب کرد بایں کلمات ان فی اللہ عزاءً من کل مصیبة وخلفاً من کل هالك ودركاً من فائت فبالله فثقوا والیه فارجعوا فان المصاب من حرم الثواب۔ یعنیش آنکہ نزدیک خدائیتعالےٰ دلاسا است از ہر مصیبت وعوضیست از ہر میرندہ وتاوانے است از ہر فوت شوندہ۔ پس بر خدا اعتماد کنید وبسوئے وے رجوع نمائید بتحقیق مصیبت زدہ آن است کہ از ثواب مصیبت محروم شود۔ واختلاف اصحاب است در آنکہ

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ گنگ ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جا ماندہ رہ گئے۔ اصحاب میں حضرت عباس وابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے زیادہ ثابت قدم کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے حجرہ کے دروازہ سے سنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل نہ دو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاہر ومطہر ہیں۔ بعد ازاں دوسری آواز سنائی دی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دو۔ کہ پہلی بات کہنے والا شیطان تھا۔ اور میں خضر ہوں۔ اور خضر علیہ السلام نے ان کلمات سے اصحاب کی تعزیت کی۔ ان فی اللہ عزاءً الخ

یعنی خدائے تعالےٰ کے نزدیک دلاسا ہے ہر مصیبت سے اور عوض ہے ہر مرنے والے سے۔ اور تاوان (بدل) ہے ہر فوت ہونے والے سے۔ پس اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی کی طرف رجوع کرو۔ بتحقیق مصیبت زدہ وہ ہے۔ کہ مصیبت کے ثواب سے محروم رہے۔ اصحاب میں اس امر کا اختلاف ہوا۔ کہ حالت غسل میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

درحالت غسل جامہائے از تن آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برکشند یا با جامہائے غسل دہند۔ پس خدائے تعالےٰ بر ایشان خواب را مسلط کرد و گوینده رائے دانستند کہ کیست گفت غسل دہید آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در جامہائے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس بیدار شدند وہم چناں کردند۔ ومتولی غسل علیؓ وعباسؓ و دو فرزند عباسؓ فضل وقثم و دمولائے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شقران واسامہ بودند وحاضر شد آں جا اوس انصاری و علیؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ دست بر شکم آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہاد۔ پس چیزے بیرون نیامد۔ گفت صلے اللہ علیک لقد طبت حیًا ومیتاً۔ درود خدا بر تو باد پاکیزہ درحال حیات و موت۔ وتکفین کردند در سہ جامہ سفید سحولی وسحول نام دیہہ است دریمن۔

کے تن مبارک سے کپڑے جدا کریں۔ یا کپڑوں کے ساتھ ہی غسل دیں۔ پس خدا تعالےٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی۔ کسی کہنے والے نے جس کو وہ نہ جانتے تھے۔ کہ کون تھا۔ کہنے لگا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں ہی غسل دو۔ اور ایسا ہی کیا گیا۔ غسل کے متولی حضرت علی۔ حضرت عباس اور کے دو فرزند فضل وقثم اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو آزاد کردہ غلام شقران و اسامہ تھے۔ وہاں اوس انصاری بھی حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم مبارک پر ہاتھ رکھا۔ کوئی چیز نہ نکلی۔ حضرت علی نے کہا صلے اللہ علیک لقد طبت حیاً ومیتاً۔ اللہ آپ پر درود نازل فرمائے۔ زندگی اور موت میں آپ پاکیزہ ہی رہے۔ تین سفید سحولی کپڑوں میں کفن پہنائے گئے۔ سحول یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے۔

Marfat.com

دراں جامہ ہائے کرتہ و دستار نبود۔ بلکہ سہ چادر بودند کہ در آنہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچیدند بغیر آنکہ ہیچ دوخت باشند۔ ونماز گذاردند برآں حضرت تنہا تنہا امامت نکردند ایشاں را ہیچ کس وفرش کردہ شد زیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در قبر قطیفہ سرخ کہ آں را درحال حیات مے پوشیدند۔ شقران آن را بقبر برآورد۔ وکندہ شد برائے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لحد ومضبوط کردہ شد بر آں جانہ خشت خام واختلاف کردند اصحاب کہ لحد کنند یا شق۔ واز اصحاب یکے لحد مے کرد و دیگرے شق۔ پس اتفاق کردند بر آنکہ ہر کہ پیشتر بیاید کار خود کند۔ پس لحد کنندہ بیامد و لحد کرد۔ واین ہمہ در خانۂ عائشہ رضی اللہ عنہا واقع شد وبآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون شدند ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔

کفن کے کپڑوں میں کرتہ اور پگڑی نہ تھے۔ بغیر سلی ہوئی تین چادروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لپیٹا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لوگوں نے تنہا تنہا نماز جنازہ ادا کی۔ ان کی کسی نے امامت نہیں کی۔ قبر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے سرخ چادر بچھائی گئی۔ اس کو حال حیات میں پہنتے تھے۔ غلام شقران اس کو قبر میں لایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لحد کھودی گئی۔ اور وہاں نو اینٹیں خام مضبوط کی گئیں۔ صحابہ میں اختلاف ہوا۔ کہ لحد کریں یا شق۔ صحابہ میں ایک شخص لحد بناتا اور ایک شق۔ اس پر اتفاق ہوا۔ کہ جو کھودنے والا پہلے آئے اپنا کام کرے۔ پس لحد کھودنے والا آیا اور لحد کی۔

یہ سب واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بابرکت میں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجرہ طیبہ میں ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم مدفون ہوئے۔ وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **اوتیت** جوامع الکلم و اختصر لی الکلام

مراد بجوامع الکلم کلمات است کہ در غایت اختصار متضمن معانی کثیرہ اند برخی از آنہا ذکر نمودہ میشوند ع کز ہر چہ میرود سخن دوست خوشتر است بیت

حرف از دہان دوست شنیدن چہ خوش بود یا از دہان آنکہ شنید از دہان دوست

(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں جوامع الکلم عطا کیا گیا ہوں۔ اور کلام میرے لئے مختصر کر دی گئی ہے۔ جوامع الکلم سے وہ کلمات مراد ہیں۔ کہ باوجود نہایت مختصر ہونے کے مطالب اور معانی کثیرہ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ ان میں سے کچھ یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ ع کیونکہ دوست کی بات ہر چیز سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ بیت اور وہ بات بڑی اچھی ہوتی ہے جو خود دوست کے منہ سے سُنی جائے۔ یا اس کے منہ سے جس نے دوست کے منہ سے سُنی ہو۔)

یکی حدیث انما الاعمال بالنیات۔ کہ اصلے عظیم است از اصول دین لہٰذا بعضے آنرا ثلث علم دین گفتہ اند باعتبار آنکہ دین قول و عمل و نیت است و بعضے نصف علم گفتہ چہ نیت اصل جمیع اعمال قالبیہ و قلبیہ و مدار تمام عبادات و طاعات است وبدیں اعتبار اگر او را تمام علم بمبالغہ گفتہ شود روا است۔ (ا۔ ایک حدیث ہے (کہ بے شک اعمال کا مدار نیت پر ہے) اس لئے کہ اصول دین سے یہ ایک زبردست اصل اور قاعدہ ہے۔ لہٰذا بعض نے اس کو علم دین کی تہائی قرار دیا ہے۔ اس واسطے کہ دین تین چیزوں کا نام ہے۔ قول اور عمل اور نیت۔ اور بعض نے اسے آدھا علم دین فرمایا ہے۔ کیونکہ نیت ہی تمام اعمال جسمانی اور قلبی کی جڑ اور سب عبادات کا مدار ہے۔ اور اس لحاظ سے بطور مبالغہ اگر اس حدیث کو تمام علم کہا جائے۔ تو بھی درست ہے۔)

من حسن اسلام المرء ترك ما لا يعنيه از خوبی اسلام شخص است ترک کردن عبثیات و فضول۔ (عبث اور فضول چیزوں کا چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے۔)

Marfat.com

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہٖ یعنی لفظ مسلم ماخوذ است از سلامت پس کسیکہ از دست و زبان او کسے را ایذا رسد و در و معنے سلامت یافتہ نہ شود گویا مسلم نیست (مسلمان وہ ہے۔ کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یعنی مسلم کا لفظ سلامت سے لیا گیا ہے۔ پس جس شخص کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف پہنچے اور اس میں سلامتی کا معنے نہ پایا جائے گویا وہ شخص مسلمان نہیں ہے۔)

لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ مومن نیست یکے از شما تا کہ پسند آرد برائے برادر دینی چیزے را کہ پسند مے کند برائے خود۔ (تم سے کوئی ایک اس وقت تک مومن نہیں جب تک کہ اپنے برادر دینی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔) الدین النصیحۃ یعنی دین عبارت از خیرخواہی است (دین عبارت خیرخواہی سے ہے) المستشار مؤتمن یعنی کسے کہ مشورہ طلبی از و نمودہ شود امین دانستہ شدہ است پس باید کہ در مشورہ دادن خیانت نہ کند۔ (جس شخص سے کوئی مشورہ طلب کیا جائے وہ امین سمجھا جاتا ہے (پس اس کو چاہیئے۔ کہ مشورہ دینے میں خیانت نہ کرے) ترک الشر صدقۃ یعنی ترک نمودن شرارت و در گذاشتن ہم نوعے از صدقہ است گویا از خود چیزے دادنی است۔ (شرارت کا چھوڑنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔ گویا اپنی طرف سے کچھ دینا ہے۔)

الحیاء خیر کلہ حیا گویا مجموع خیر است (حیا گویا سب بھلائیوں کا مجموعہ ہے) فضل العلم خیر من فضل العبادۃ فضیلت علم بہتر است از فضیلت عبادت۔ (علم کی بزرگی عبادت کی بزرگی سے بہتر ہے)

الصحۃ والفراغ نعمتان مغبون فیھما اکثر الناس صحت و فراغت ہر دو نعمت اند کہ بسیار کس در آنہا مغبون اند (صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن میں بہت سے لوگ ٹھگے ہوئے ہیں) من غشنا فلیس منا کسے کہ فریب داد ما را پس نیست از ما (جو شخص ہم کو (یعنی مسلمانوں کو) دھوکہ دے۔ وہ ہم سے نہیں۔) الدال علی الخیر کفاعلہ دلالت کنندہ بر کار نیک مثل فاعل او ست (نیکی پر دلالت کرنیوالا اسکے کرنیوالے کی طرح ہے)

Marfat.com

حب الشئ یعمی و یصم محبت چیزے نابینا و کرے گرداند (کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے) المرء مع من احب ہر شخص با کسے است کہ دوست دارد او را (ہر شخص اس کے ساتھ ہے جس کو دوست رکھتا ہے۔
لا ترفع عصاك عن اهلك یعنے در تادیب اہل خود غفلت مکن (اپنی لاٹھی اپنے اہل و عیال سے نہ اُٹھا (یعنی ان کی تادیب میں غفلت نہ کر) خیرکم خیرکم لاهله (تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال سے اچھا ہے) زرغبا تزدد حبا۔ (ایک دن چھوڑ کر ملاقات کر محبت میں زیادتی ہوگی) الخلق السیئ یفسد العمل کما یفسد الخل العسل (بری خصلت عمل کو ایسے خراب کرتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے) لن یشاد الدین احد الا غلبه (کسی نے دین میں تشدد نہیں کیا مگر دین اس پر غالب آگیا) لیس الشدید من غلب الناس انما الشدید من غلب نفسه (قوی آدمی وہ نہیں جو لوگوں پر غالب ہو۔ بلکہ وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب ہو) الثناء ربیع المومن (تعریف مومن کے لئے بارش کی طرح ہے) القناعة کنز لا یفنی (قناعت وہ خزانہ ہے جو فنا نہ ہوگا) الاقتصاد فی النفقة نصف المعیشة والتودد الی الناس نصف العقل وحسن السوال نصف العلم (خرچ میں میانہ روی آدھی معاش ہے اور لوگوں سے اظہار محبت آدھا عقل اور حسن سوال آدھا علم ہے) لا عقل کالتدبیر ولا ورع کالکف (تدبیر سے بڑھ کر عقلمندی نہیں اور حرام سے بچنے کے برابر کوئی پرہیزگاری نہیں) الایمان یمان (ایمان ہے تو یمن والوں کا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو یمن والوں سے ایمان لائے بڑے پختہ ایمان تھے) لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له (جس کی امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد نہیں اس کا دین نہیں) جمال الرجل فصاحة لسانه (مرد کی خوبصورتی اس کی زبان کا فصیح ہونا ہے) لا فقر اشد من الجهل ولا مال اعز من العقل (جہل سے زیادہ فقر نہیں اور عقل سے زیادہ مال نہیں) ما جمع شئ الی شئ احسن من حلم الی علم (کوئی شئ دوسری شئ سے مل کر اتنی خوب نہیں جتنا حوصلہ علم کے ساتھ) کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل وعد نفسك من اصحاب القبور

Marfat.com

(دنیا میں ایسا رہ گویا تو مسافر ہے یا رہگذر اور اپنے آپ کو اصحاب قبور سے شمار کر)
العفو لا یزید العبد الا عزا (معافی سے آدمی کی عزت اور زیادہ ہوتی ہے)
التواضع لا یزید الا رفعة (تواضع سے شان اور زیادہ بلند ہوتی ہے)
ما نقص مال من صدقة (کوئی مال صدقے کی وجہ سے گھاٹے میں نہیں پڑا)
کنوز البر کتمان المصائب (اچھائی کے خزانے مصائب کا چھپانا ہے)
لا تظهر الشماتة باخیك فیعافیه الله ویبلیك۔ برادرا اگر علماء عالم جمع آیند و بشرح یکے از ینہا و امثال اینہا زبان کشایند جزوے ازاں بسر نیاید۔
(مسلمان بھائی کی تکالیف سے خوشی مت ظاہر کر کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا اُسے عافیت دیدے کر دے۔ اور تجھ کو اس مصیبت میں گرفتار کر دے۔ اے بھائی اگر جہان بھر کے علماء جمع ہو کر اس قسم کی حدیثوں میں سے کسی ایک کی تشریح میں زبان کھولیں۔ تو اس کے ایک حصہ کو بھی پورا نہ کر سکیں گے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی هریرة یا ابا هریرة اذا توضأت فقل بسم الله والحمد لله فان حفظتك لا تزال تكتب لك حتى تفرغ من ذالك الوضوء
(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ اے ابوہریرہ جب تو وضو کرے تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ کیونکہ تیرے محافظین ملائکہ تیرے اس وضو سے فارغ ہونے تک تیرا ثواب لکھتے رہیں گے۔) یا ابا هریرة اذا اكلت طعاماً دسماً فقل بسم الله والحمد لله فان حفظتك لا تستریح تكتب لك حسنات حتى تنبذه عنك (اے ابوہریرہ جب تو طعام چرب کھائے تو پڑھ بسم اللہ والحمد للہ کیونکہ تیرے محافظین فرشتے اس وقت تک ثواب لکھنے سے آرام نہ کریں گے جب تک تو اُسے باہر نہ پھینکے) یا ابا هریرة اذ غشیت اهلك او ما ملكت یمینك فقل بسم الله والحمد لله فان حفظتك تكتب لك حسنات حتى تغتسل من الجنابة فاذا اغتسلت من الجنابة غفر لك ذنوبك یا ابا هریرة فان كان لك ولد من تلك الوقعة كتب لك حسنات بعدد نفس ذالك

Marfat.com

الولد وعقبه حتے لا یبقی منه شئ یعنے بسم اللہ والحمد للہ بگو قبل از وضؤ وخوردن طعام وجماع تا ملائکہ نویسندگان در نوشتن حسنات ونیکی ہا برائے تو مشغول مانند تا وقتیکہ فارغ شوی از وضوء قضا حاجت وغسل از جنابت و بعد از غسل مغفور شوی ونوشتہ خواہند شد برائے تو حسنات بقدر انفاس اولاد تو و اولاد اولاد تو وہکذا

(اے ابو ہریرہ جب تو اپنی بیوی سے صحبت کرے تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ کیونکہ تیرے محافظین فرشتے تیری نیکیاں لکھیں گے یہاں تک کہ تو غسل جنابت کرلے اور جب تو غسل کرے گا تو تیرے گناہ بخشے جاویں گے۔ اے ابو ہریرہ اگر اس صحبت سے تیری اولاد ہوئی تو ان کے سانس کے برابر تیری نیکیاں لکھی جاویں گی۔ اور پھر اسی طرح اولاد کی اولاد کے سانس کے برابر علیٰ ہذا القیاس آخر تک۔) یا ابا ہریرۃ اذا رکبت دابۃ فقل بسم اللہ والحمد للہ تکتب من العابدین حتی تنزل من ظہرھا (اے ابو ہریرہ جب تو جانور پر سوار ہو تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ تو اس سے اترنے کے وقت تک عبادت کرنے والوں سے لکھا جائے گا۔) یا ابا ہریرۃ اذا رکبت السفینۃ فقل بسم اللہ والحمد للہ تکتب من العابدین حتے تخرج منھا (اے ابو ہریرہ جب تو سوار ہو کشتی پر تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ تو عبادت کرنیوالوں سے لکھا جائے گا اس سے باہر آنے تک) یا ابا ہریرۃ اذا لبست ثوبا جدیدا فقل بسم اللہ والحمد للہ یکتب عشر حسنات بعدد کل سلك فیه (اے ابو ہریرہ جب تو نیا کپڑا پہنے تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ تیرے لئے اس کپڑے کے ہر تار کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی) یا ابا ہریرۃ لا یھابنك ما ملکت یمینك فانك ان مت وانت کذلك کنت عند اللہ وجیھا۔

(اے ابو ہریرہ چاہیئے کہ تیرا مملوک تجھ سے مرعوب ہو کر نہ رہے۔ پس اگر تو اس حال میں فوت ہوا تو خدا کے نزدیک عزت مند ہو گا۔) یا ابا ہریرۃ لا تھجر امرأتك الا فی بیتھا ولا تضربھا ولا تشتمھا الا فی امر دینھا فانك ان کنت کذلك مشیت فی طرقات الدنیا وانت عتیق اللہ من النار (اے ابو ہریرہ اپنی عورت سے علیحدگی بغیر اپنے گھر کے نہ کرنا اور اسے دینی امور کے بغیر نہ مارنا اور گالی نہ دینا پس اگر تو ایسا ہو گا۔ تو دنیا کے رستوں میں اس حال میں چلے گا۔ کہ تو جہنم سے آزاد ہو گا۔

Marfat.com

یا ابا ھریرۃ احمل الاذی عمن ھو اکبر منک واصغر منک وخیر منک وشر منک فانک ان کنت کذالک باھی اللہ بک الملائکۃ ومن باھی اللہ بہ الملائکۃ جاء یوم القیامۃ امنا من کل سوء (اے ابوہریرہ اپنے سے بڑے اور چھوٹے اچھے اور برے کی تکلیف برداشت کر۔ پس اگر تو ایسا ہوگا۔ تو اللہ تعالے تجھ سے فرشتوں پر فخر کرے گا۔ اور جس شخص کے ساتھ اللہ تعالی فرشتوں پر فخر کرے گا وہ بروز قیامت ہر تکلیف سے امن اور سلامتی میں ہوگا۔) یا ابا ھریرۃ ان کنت امیرا او وزیرا لامیر او داخلا علی امیر او مشاور امیر فلا تجاوزن سیرتی وسنتی فانہ ایما امیرا او وزیرا امیرا و داخل علی امیر او مشاور امیر خالف سیرتی وسنتی جاء یوم القیامۃ تاخذہ النار من کل مکان (اے ابوہریرہؓ اگر تو امیر ہو یا امیر کا وزیر ہو یا کسی امیر کی مجلس میں جانے والا ہو۔ یا اس کا مشیر ہو تو میری سیرت اور طریقے سے ہرگز تجاوز نہ کرنا کیونکہ جو امیر یا اس کا وزیر یا اس کا ہم مجلس یا مشیر میری سنت اور طریقے سے خلاف چلے گا قیامت کے دن جہنم کی آگ اُسے ہر طرف سے گھیر لے گی۔) یا ابا ھریرۃ عدل ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ قیام لیلھا وصیام نھارھا۔ (اے ابوہریرہ ایک ساعت کا عدل اُس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے جس میں رات بھر نماز اور دن بھر روزہ ہو) یا ابا ھریرۃ قل للمؤمنین الذین اصابوا الصغائر والکبائر لا یمت احد منھم وھو مصر علیہ فانہ من لقی ربہ عز وجل علی ذالک وھو مصر علیھا فان عقوبتھا یعنی الصغیرۃ کعقوبۃ من لقی اللہ علی کبیرۃ وھو مصر علیھا (اے ابوہریرہ جن مومنوں نے صغائر اور کبائر گناہ کئے ہیں انہیں کہہ دے کہ ان میں سے کوئی ایک ایسے حال میں نہ مرے کہ ان گناہوں پر مصر اور پختہ ہو۔ کیونکہ جس نے اس حال میں خدا سے ملاقات کی کہ وہ گناہوں پر مصر ہے۔ تو اسے صغیرہ گناہ کی سزا اس طرح دیجائے گی جیسے کبیرہ کی جس پر مصر رہا ہو۔) یا ابا ھریرۃ لان تلقی اللہ عز وجل علی کبائر قد تبت منھا خیر لک من ان تلقاہ وقد تعلمت آیۃ من کتاب اللہ عز وجل ثم تنسھا (اے ابوہریرہ تیرا کسی کبیرہ گناہ سے تائب ہوکر خدا سے ملنا اس سے اچھا ہے کہ آیت کلام الٰہی پڑھ کر اُسے بھلا دے۔

Marfat.com

یا ابا ھریرۃ لا تلعن الولاۃ فان اللہ ادخل امۃ جھنم بلعنتھم ولاتھم (اے ابوہریرہ ولاۃ اور حکام کو لعنت مت کر کیونکہ خدا نے ایک امت کو اس لئے دوزخ میں داخل کیا کہ وہ حکام کو لعنت کرتے تھے) یا ابا ھریرۃ لا تسبن شیئا الا الشیطان فانک ان مت وانت کذالک صافحتک جمیع رسل اللہ تعالی وانبیاء اللہ تعالی والمؤمنون حتی تصیر الی الجنۃ (اے ابوہریرہ کسی چیز کو سب وشتم (گالی) نہ کر بجز شیطان کے پس اگر مرتے دم تک اس حالت میں رہا۔ تو تمام رسل اور انبیاء اور اہل ایمان تیرے ساتھ مصافحہ کریں گے حتی کہ تو جنت میں داخل ہوگا۔) یا ابا ھریرۃ لا تسب من ظلمک تعط من الاجر اضعافا۔ (اے ابوہریرہ اپنے ظلم کرنے والے کو سب وشتم نہ کر بہت ثواب دیا جائے گا) یا ابا ھریرۃ اشبع الیتیم والارملۃ وکن للیتیم کالاب الرحیم وللارملۃ کالزوج العطوف تعط بکل نفس تنفست فی دار الدنیا قصرا فی الجنۃ کل قصر خیر من الدنیا وما فیھا (اے ابوہریرہ یتیموں اور بیواؤں کو طعام کھلا اور یتیم کے لئے مہربان باپ کی طرح اور بیوہ کے لئے شفیق خاوند کی طرح ہو۔ تو ہر اُس سانس کے بدلے جو دنیا میں لے گا ایک ایسا محل بہشت میں دیا جائے گا جو دنیا اور اس کے ساز وسامان سے بہتر ہوگا۔

یا ابا ھریرۃ امش فی ظلم اللیل الی مساجد اللہ عز وجل تعط حسنات بوزن کل شئ وضعت علیہ قدمک مما تحب وتکرہ الی الارض السابعۃ السفلی۔ (اے ابوہریرہ اندھیری راتوں میں مساجد کو جا تجھے ہر اس چیز کے برابر نیکیاں دی جاویں گی جس پر تو قدم رکھیگا۔ پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ نچلی ساتویں زمین تک) یا ابا ھریرۃ لیکن ماواک المساجد والحج والعمرۃ والجھاد فی سبیل اللہ فانک ان مت وانت کذالک کان اللہ مونسک فی القبر ویوم القیامۃ وعلی الصراط ویکلمک فی الجنۃ۔ (اے ابوہریرہ چاہئیے کہ تیرا ٹھکانا مساجد ہوں اور حج اور عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ پس اگر تو اس حالت میں مریگا تو اللہ تعالیٰ تیرا قبر اور حشر میں اور پل صراط پر مونس ہوگا اور تجھ سے جنت میں کلام فرمائے گا) یا ابا ھریرۃ لا تنتھر الفقیر فتنتھرک الملائکۃ یوم القیامۃ۔ (اے ابوہریرہ فقیر کو مت جھڑک کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے قیامت کے دن فرشتے جھڑکیاں دیں۔)

Marfat.com

یا ابا ھریرۃ لا تغضب اذا قیل لك اتق اللہ وانت ھممت بسیئۃ ان تعملھا تکن خطیئتك عقوبتھا النار (اے ابوہریرہ جب تجھے یہ کہا جاوے کہ خدا سے ڈر اور کسی برے کام کا ارادہ رکھتا ہو تو غصہ مت کرنا کیونکہ پھر اگر تو نے وہ کام کیا تو اس کی سزا جہنم ہوگا)

یا ابا ھریرۃ من قیل لہ اتق اللہ فغضب جئ بہ یوم القیمۃ فیوقف موقفا لا یمر ملك الا مر بہ فقال لہ انت الذی قیل لہ اتق اللہ فغضب فبسوء ذلك فانق مساوی یوم القیامۃ او مساء فی الشك من الراوی (اے ابوہریرہ جس کو یہ کہا گیا کہ خدا سے ڈرا اور وہ غصہ میں آگیا تو بروز قیامت ایک ایسے مقام میں کھڑا کیا جائے گا جہاں پر اس سے ہر ایک فرشتہ جو اس سے گذریگا یہی کہے گا۔ کہ کیا تو وہی آدمی ہے جسے یہ کہا گیا کہ خدا سے ڈر اور پھر غصہ میں آگیا۔ پس یہ بات اسے سخت تکلیف دے گی۔ پس قیامت کی تکلیفوں سے بچ یا یوں فرمایا۔ کہ مجھے تکلیف دینے سے بچ۔ روایت کرنے والے کو شک ہے کہ آپ نے کیا فرمایا)

یا ابا ھریرۃ احسن الی ما خولك اللہ فانہ من اساء الی ما خولہ اللہ فانہ یرصدہ علی الصراط فیتعلق بہ فکم من مؤمن یرد من الصراط للقصاص (اے ابوہریرہ اپنے ماتحتوں پر احسان کر کیونکہ جس نے ان سے برا سلوک کیا پس وہ اس کو پل صراط پر روک لیں گے اور اسے چمٹ جائیں گے پس بہت سے ایماندار پل صراط سے قصاص کے لئے واپس کر دیئے جائیں گے) یا ابا ھریرۃ علی کل مسلم صلوۃ فی جوف اللیل ولو قدر حلب شاۃ ومن صلی جوف اللیل یرید ان یرضی ربہ عز وجل رضی اللہ تعالی عنہ وقضی لہ حاجۃ فی الدنیا والاخرۃ فزعم ابو ھریرۃ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ای اللیل الصلوۃ افضل قال وسط اللیل (اے ابوہریرہ ہر مسلمان پر رات کے پیٹ میں نماز ہے۔ اگرچہ بکری دوہنے کی مقدار بھی ہو اور جس نے رضائے الٰہی کے لئے رات کے اندر نماز پڑھی خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور اس کی حاجت دنیا و آخرت میں پوری فرماتا ہے۔ ابوہریرہ کا خیال ہے میں نے عرض کی کہ رات کے کونسے حصے میں نماز افضل ہے تو آپ نے درمیانہ رات فرمایا) یا ابا ھریرۃ ان استطعت ان تلقی اللہ خفیف الظھر من دماء المسلمین واموالھم واعراضھم فافعل تکن من اول المقربین ولا تتخذن

Marfat.com

احدا من خلق اللہ غرضا فیجعلک اللہ غرضا لشرر جهنم یوم القیامة.
(اے ابوہریرہ اگر تجھ سے ہو سکتا ہے کہ خدا کو اس حال میں ملے کہ تیری پشت مسلمانوں کے خون اور مال اور عزت سے ہلکی ہو تو ایسا کر تو اول مقربین سے شمار ہو گا اور خلق خدا سے کسی کو نشانہ نہ بنا ایسا نہ ہو۔ کہ خدا تجھے جہنم کی چنگاریوں کا نشانہ قیامت کے دن بنا دے) یا ابا هریرة اذا ذکرت جهنم فاستجر باللہ منها ولیبک قلبک منها ونفسک ویقشعر جلدک منها یجیرک اللہ منها. (اے ابوہریرہ جب تجھے جہنم یاد آئے تو اس سے اللہ کی پناہ لے اور چاہیئے کہ اس کی وجہ سے تیرا دل روئے اور چمڑے پر بال کھڑے ہو جائیں خدا تجھے بچائے گا۔) یا ابا هریرة اذا اشتقت الی الجنة فاسئل اللہ ان یجعل لک فیها نصیبا ومقیلا ولیحن قلبک شوقا الیها وتدمع عیناک وانت مؤمن بها اذن یعطیکها اللہ تعالیٰ ولا یردک (اے ابوہریرہ جب تجھے جنت کا شوق ہو تو خدا سے سوال کر کہ اس میں تیرا حصہ کرے اور تیری رہائش گاہ بنا دے اور چاہیئے کہ تیرا دل اس کے شوق سے گریہ کرے اور آنکھیں آنسو بہائیں اور تجھے اس کے متعلق یقین راسخ ہو۔ ایسے حال میں تجھے خدا تعالےٰ بہشت عطا فرمائے گا اور رد نہ فرمائے گا۔) یا ابا هریرة ان شئت ان لا تفارقنی یوم القیامة حتی تدخل معی الجنة احببنی حبا لا تنسانی واعلم انک ان احببتنی لم تترک ثلاثة قلت فوصل الی منها وارض بقسم اللہ فانه من خرج من الدنیا وهو راض بقسم اللہ خرج واللہ عنه راض ومن رضی اللہ عنه فمصیره الی الجنة (اے ابوہریرہ اگر تو چاہتا ہے کہ بروز قیامت مجھ سے جدا نہ ہو تو مجھ سے ایسی محبت رکھ کہ مجھے ہرگز نہ بھولے اور جان لے کہ اگر تو مجھے دوست رکھتا ہے تو تین باتیں ہرگز نہ چھوڑے گا۔ (میں کہتا ہوں کہ ان تین میں سے مجھے یہ ایک بطور روایت پہنچی ہے) کہ خدا کی تقسیم پہ راضی رہ۔ کیونکہ جو دنیا سے اس حال میں نکلا کہ قسمت خداوندی پہ راضی ہے تو خدا اس سے راضی ہو گا اور جس پہ خدا راضی ہو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔) یا ابا هریرة مر بالمعروف وانه عن المنکر قال کیف امر بالمعروف وانهی عن المنکر قال علم الناس الخیر ولقنهم ایاه واذا رأیت من یعمل معاصی اللہ تعالیٰ لا تخاف سوطه وسیفه

Marfat.com

فلا یحل لک ان تجاوزہ حتی تقول لہ اتق اللہ (اے ابوہریرۃ اچھائی کا امر کر اور برائی سے روک عرض کی ۔ کہ کس طرح ؟ فرمایا لوگوں کو اچھائی سکھا اور جب ایسے شخص کو دیکھے جو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرتا ہے ۔ اور تجھے اس کے چابک اور تلوار سے خوف بھی نہ ہو ۔ تو اس سے گذر جانا تیرے لئے حلال نہیں جب تک کہ اُسے یہ نہ کہے کہ خدا سے ڈر ۔) یا اباھریرۃ تعلم القران وعلمہ الناس حتی یجیئک الموت وانت کذالک وان کنت کذالک جاءت الملائکۃ الی قبرک وصلوا علیک واستغفروا لک الی یوم القیامۃ کما تحج المؤمنون الی بیت اللہ عزوجل برادر از بی جا بودن مزار ہا اہل اللہ مرجع خلائق دریاب زنہار زنہار کہ قیاس کنی بر اصنام و بتہا ۔ (اے ابوہریرہ! قرآن پڑھ اور پڑھا تاکہ تجھے موت آجائے اگر تو ایسا ہوگا ۔ تو فرشتے تیری قبر پہ آکر رحمت کی دعا کریں گے اور تیرے لئے بخشش چاہیں گے ۔ تا روز قیامت جیسا کہ مومن حج بیت اللہ کرتے ہیں ۔) (اے بھائی اس جگہ سے مزارات اولیائے کرام کا مرجع خلائق ہونا معلوم کرلے ۔ اور خبردار ان کو بتوں پہ مت قیاس کرنا ۔) یا اباھریرۃ الق المسلمین بطلاقۃ وجھک ومصافحۃ ایدیھم بالسلام ان استطعت ان تکون کذالک حیث کنت فان الملائکۃ معک سوی حفظتک یستغفرون لک ویصلون علیک واعلم انہ من خرج من الدنیا والملائکۃ یستغفرون لہ غفر اللہ لہ ۔ (اے ابوہریرہ مسلمانوں کو خندہ پیشانی سے مل اور بوقت سلام ان سے مصافحہ کر اگر تو کر سکتا ہے ۔ تو ایسا کر جہاں پہ بھی ہو اس لئے کہ ملائکہ جو تیرے ساتھ ہیں بجز محافظین کے سب تیرے لئے استغفار کریں گے اور دعائے رحمت کریں گے اور جان لے کہ جو دنیا سے رخصت ہوا ۔ اور ملائکہ اس کی بخشش مانگتے ہوں وہ بخشا جائے گا ۔)

یا اباھریرۃ ان احببت ان یحسن لک الثناء الحسن فی الدنیا والاخرۃ کف لسانک عن غیبۃ الناس فانہ من لم یغتب الناس نصرہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ اما نصرتہ فی الدنیا فانہ لیس احد یتناولہ الا کانت الملائکۃ تکذب بھم عنہ واما نصرتہ فی الاخرۃ فیعفو اللہ عن قبیح ما صنع ویتقبل منہ احسن ما عمل ۔ (اے ابوہریرہ اگر تجھے پسند ہے کہ دنیا و آخرت میں تیری اچھی تعریف کثرت سے ہو ۔ تو اپنی زبان کو لوگوں کی غیبت سے روک کیونکہ جو لوگوں کی غیبت نہیں کرتا ۔ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں مدد کرتا ہے ۔ بہرحال دنیا میں

Marfat.com

تو اس کی مدد یہ ہے کہ جو بھی اس کے حق میں زبان درازی شروع کرتا ہے ملائکہ اُسے جھٹلاتے ہیں اور آخرت میں یہ مدد ہوگی۔ کہ خدا تعالیٰ اس کی برائیاں دور فرمائے گا اور نیکیاں قبول فرمائے گا۔)

یا ابا ھریرۃ اغد فی سبیل اللہ یبسط اللہ لک الرزق (اے ابوہریرہ صبح سویرے خدا کی راہ پر جا اللہ تعالیٰ تیرے لئے رزق فراخ فرما دیگا) یا ابا ھریرۃ صل رحمک یاتک الرزق من حیث لا تحتسب واحج البیت یغفر اللہ لک ذنوبک التی وافیت بھا البلد الحرام۔ (اے ابوہریرہ صلہ رحمی کر تجھے بے گمان جگہ سے رزق ملیگا اور بیت اللہ شریف کا حج کر تیرے وہ سب گناہ بخشے جائینگے جن کو لے کر بلد حرام میں داخل ہوا) یا ابا ھریرۃ اعتق الرقاب یعتق اللہ بکل عضو منک وفیہ اضعاف ذلک من اللہ تعالیٰ (اے ابوہریرہ غلام آزاد کر اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے تیرے عضو کو آزاد کرے گا اور اس میں کئی گنا زیادہ درجات ہیں۔)

یا ابا ھریرۃ اشبع الجائع یکن لک مثل حسناتہ وحسنات عقبہ ولیس علیک من سیئاتہم شئ (اے ابوہریرہ بھوکے کو کھلا تیرے لئے اس کے اور اس کی اولاد کے اعمال صالحہ کے برابر ثواب ہوگا۔ اور ان کے گناہوں سے تجھ پر کچھ نہ ہوگا۔) یا ابا ھریرۃ لا تحقرن من المعروف شیئا تعملہ ولو ان تفرغ من دلوک فی اناء المستسقی فانہ من خصال البر والبر کلہ عظیم وصغیرہ ثوابہ الجنۃ (اے ابوہریرہ اچھی چیز جو بھی کرتا ہے اسے حقیر نہ سمجھ اگرچہ اپنے ڈول سے پانی لینے والے کے برتن میں کچھ پانی بھی ڈال دے۔ کیونکہ یہ اچھے کاموں سے ہے اور اچھائی ہر ایک بڑی ہے۔ اور چھوٹی اچھائی کا ثواب بہشت ہے۔)

یا ابا ھریرۃ اومر اھلک بالصلوۃ فان اللہ یاتیک بالرزق من حیث لا تحتسب ولا یکن للشیطان فی بیتک مدخل ولا مسلک (اے ابوہریرہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر تجھے بے گمان روزی ملے گی اور تیرے گھر میں شیطان کو راہ نہ ہوگی۔)

یا ابا ھریرۃ اذا عطس اخوک المسلم فشمتہ فانہ یکتب لک بہ عشرون حسنۃ فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابی انت وامی کیف ذاک قال انک حین تقول لہ یرحمک اللہ یکتب لک عشر حسنات وحین یقول لک یھدیک یکتب لک عشر حسنات (اے ابوہریرہ جب تیرے مسلمان بھائی کو چھینک آئے تو اُسے

Marfat.com

جواب دے کیونکہ تیرے لئے بیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیسے؟ فرمایا کہ جب تو اس کو یرحمک اللہ کہتا ہے تو دس
نیکیاں تیرے لئے لکھی جاتی ہیں۔ اور جب وہ تجھے یہدیک کہتا ہے تو دس اور لکھی جاتی ہیں۔
یا ابا ھریرۃ کن مستغفرا للمسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات یکونوا
لکم شفعاء لك ویکتب لك مثل اجورھم من غیر ان ینقص من اجورھم
شیئ (اے ابوہریرہ مسلمان مردوں اور عورتوں مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے خدا سے
بخشش طلب کر وہ سب تیرے سفارشی ہوں گے۔ اور تیرے لئے ان کے نیک اعمال کے برابر
ہوں گے بغیر اس کے کہ ان کے اعمال سے کمی کی جاوے۔) یا ابا ھریرۃ ان کنت ترید
ان تکون عند اللہ صدیقا فآمن بجمیع رسل اللہ وانبیاء اللہ وکتبہ (اے ابوہریرہ
اگر تو چاہتا ہے کہ خدا کے نزدیک صدیق لکھا جاوے تو خدا کے سب رسل اور انبیاء اور کتابوں پر ایمان لا)
یا ابا ھریرۃ ان کنت ترید ان تحرم علی النار جسدك فقل اذا اصبحت واذا
امسیت لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ لا الٰہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد
لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اے ابوہریرہ
اگر تو چاہتا ہے کہ آتش دوزخ کو اپنے جسم پر حرام کرے تو صبح اور شام یہ کلام پڑھ۔ لا الہ الا اللہ وحدہ
لاشریک لہ لا الہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد لا الہ الا اللہ واللہ اکبر لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ) یا ابا ھریرۃ لا یحل لك ان تدخل علی من ھو فی سکرات الموت
ولو کان نبیا حتی تلقنہ شھادۃ ان لا الہ الا اللہ (اے ابوہریرہ تیرے لئے ایسے شخص
پر داخل ہونا جو سکرات موت میں ہو حلال نہیں تاوقتیکہ اسے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی تلقین نہ
کرے۔ اگرچہ وہ نبی بھی ہو۔) یا ابا ھریرۃ من لقن مریضا فی سکرات الموت
شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ فقالھا کان لہ مثل حسناتہ
فان لم یقلھا فلہ عتق رقبۃ بقولہ لا الہ الا اللہ (اے ابوہریرہ جو آدمی مریض
کو سکرات موت میں لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ کی تلقین کرے اور وہ یہ کلمہ منہ سے
کہے تو اس کی نیکیوں کے برابر اس کے لئے ہونگی اور اگر اس نے نہ کہا تو اس کلمہ کی وجہ سے

Marfat.com

اس کے لئے غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔) یا اباھریرۃ لقن الموتی شھادۃ ان لا
الہ الا اللہ رب اغفرلی فانھا تھدم الذنوب ھدما فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ھذا للموتی فکیف للاحیاء فقال ھی اھدم واھدم (اے ابوہریرہ موتی یعنی
قریب المرگ آدمیوں کو یہ تلقین کر لا الہ الا اللہ رب اغفرلی۔ کیونکہ یہ گناہوں کو گرا دیتا ہے۔ عرض کی کہ
موتی کے لئے تو یہ اجر ہے زندوں کیلئے کیسے ہے؟ فرمایا زندوں کے لئے اس سے بھی زیادہ گناہ
گرانے والا کلمہ ہے اور اسی طرح یہ کلام آپ نے بیس سے زیادہ بار فرمائی۔) یا اباھریرۃ
ان استطعت ان لا تمطر السماء مطرا الا صلیت عندہ رکعتین فانک تعطی حسنات
بعدد کل قطرۃ نزلت تلک الساعۃ وعدد کل ورقۃ انبت ذالک المطر (اے
ابوہریرہ اگر تجھ سے ہو سکے تو جب بھی بارش برسے اس وقت دو رکعت نماز پڑھ لیا کر کیونکہ تجھے
ہر قطرہ کے برابر جو برسا ثواب ملے گا اور اسی طرح ہر پتے کے برابر جو اس بارش سے پیدا ہوا)
یا اباھریرۃ تصدق بالماء فانہ لا یتوضا احد الا کان لک مثل حسناتہ من غیر
ان ینقص من حسناتہ شئ (اے ابوہریرہ پانی کا صدقہ کر کیونکہ اس پانی سے جو بھی وضو کریگا
تیرے لئے اس کی نیکیوں کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی بغیر اس کے کہ اس کی نیکیوں سے کچھ کم کیا جائے)
یا اباھریرۃ اما علمت ان رجلا غفر لہ احتش حشیشا فجاءت بھیمۃ فاکلتہ
(اے ابوہریرہ کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ ایک شخص اس وجہ سے بخشا گیا کہ اس نے گھاس جمع کیا اور
ایک جانور آیا اور اس کو کھا گیا) یا اباھریرۃ قل للناس حسنا تفلح یوم القیامۃ
(اے ابوہریرہ لوگوں کو اچھی بات بتا قیامت کے دن نجات پائے گا۔) یا اباھریرۃ عد
علی المسکین کافرا کان او مسلما فانک ان عدت علی المسکین الکافر رحمک اللہ
وما ثوابک ان عدت علی المسکین المسلم فلا احسن صفتہ (اے ابوہریرہ مسکین
کی بیمار پرسی کر یا اس پر احسان کر خواہ کافر ہو خواہ مسلمان پس اگر کافر ہوگا تو خدا تم پر رحم کرے گا اور
اگر مسلمان ہوگا تو اس کا ثواب تو بیان سے باہر ہے) یا اباھریرۃ اذا کنت فی عیال ابیک
او امک او ولدک فلا یحل لک ان تتصدق منہ الا باذنہ (اے ابوہریرہ جب تو
اپنے باپ یا اپنی ماں یا اولاد کے عیال میں ہو تو ان کی اجازت کے بغیر ان کے مال سے صدقہ مت

Marfat.com

کہ یہ حلال نہیں) یا ابا ھریرۃ لا یحل لک من مال امرأتک شئ الا شئ تعطیک من غیر ان تسألھا وذلک ھو قول اللہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شئ منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا (اے ابوہریرہ تجھے اپنی عورت کے مال سے بجز اس چیز کے کچھ حلال نہیں جو وہ تجھے خود اپنی مرضی سے بغیر سوال کے دے اور یہی مطلب ہے اس فرمان الٰہی کا کہ اگر وہ عورتیں خوشی سے تمہیں کوئی شئ دیں تو مزیدار خوشگوار کھاؤ) یا ابا ھریرۃ قل للنساء لا یحل لھن ان یتصدقن من بیوت ازواجھن شیئا الا بکل رطب یخفن فسادہ اذا کان غائبا (اے ابوہریرہ عورتوں کو بتا دے کہ خاوند کے مال سے انہیں صدقہ کرنا جائز نہیں مگر ایسی چیز جو تر و تازہ ہو اور اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور خاوند گھر موجود نہ ہو۔) یا ابا ھریرۃ علم الناس سنتی یکن لک النور الساطع یوم القیامۃ یغبطک بہ الاولون والاخرون۔ (اے ابوہریرہ لوگوں کو میری سنت سکھا تیرے لئے قیامت کے دن ایسا چمکدار نور ہوگا جس سے اولین و آخرین تم پر رشک کریں گے) یا ابا ھریرۃ کن مؤذنا واماما فانک اذا رفعت صوتک بالاذان یرفع صوتک حتی یبلغ العرش فلا یمر صوتک علی شئ الا کان لک بعدد عشر حسنات ولک اذا کنت اماما بعدد من صلی خلفک ولک مثل صلاتھم لا ینقص من صلاتھم شئ الا ان تکون اماما خائنا قلت یا رسول اللہ وکیف الامام الخائن قال اذا اختصصت نفسک بالدعاء دونھم فقد خنتھم (اے ابوہریرہ تو مؤذن ہو یا امام کیونکہ جب تو اذان کے لئے آواز بلند کرتا ہے تو تیری آواز عرش تک پہنچائی جاتی ہے۔ پس جس چیز پر بھی تیری آواز گذرتی ہے تیرے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب تو امام ہو تو جو بھی تیرے پیچھے نماز پڑھیگا ان کے عدد کے برابر تجھے ثواب ہوگا اور ان کی نمازوں کے مثل تجھ کو بھی اجر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثواب سے کچھ کمی ہو ہاں اگر تو خیانت کرنے والا ہوگا تو پھر نہیں۔ عرض کی کہ خیانت کیسی ؟ فرمایا وہ یہ کہ فقط اپنے لئے دعا کرے یہ خیانت ہے۔) یا ابا ھریرۃ لا تضربن فی ادب فوق ثلثۃ فانک اذا زدت فھی قصاص یوم القیامۃ (اے ابوہریرہ ادب سکھانے کے لئے کسی کو تین سے زیادہ ہرگز نہ مار کیونکہ اگر تو نے اس سے زیادہ کیا تو قیامت کے دن تم سے قصاص لیا جائیگا)

Marfat.com

یا اباهریرة ادب صغار اهل بیتك بلسانك علی الصلوة والطهور فاذا بلغوا عشر سنین فاضرب ولا تجاوز ثلاثا (اے ابوہریرہ اپنی چھوٹی اولاد کو زبانی طور پر نماز اور وضو کی ترغیب دے اور جب دس سال کے ہو جاویں تو مار مگر تین سے تجاوز نہ کر) یا اباهریرة علیك بابن السبیل فقدمه الی اهلك اوالی اهله تشیعك الملائكة الی الصراط (اے ابوہریرہ مسافر کا خیال رکھ۔ پس یا اسے اپنے گھر لے آیا اس کے گھر تک پہنچا۔ تجھے پل صراط پر ملائکہ رخصتی کریں گے) یا اباهریرة جالس الفقراء فان رحمة الله لا تبعد عنهم طرفة عین (اے ابوہریرہ مساکین اور فقراء کے ساتھ بیٹھ کیونکہ رحمت خداوندی آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی ان سے علیحدہ نہیں ہوتی) یا اباهریرة لا تؤذی المسلمین فی طرقهم فانه من اذی المسلمین فی طریقهم ذمه المسلمون والملائكة جمیعا (اے ابوہریرہ مسلمانوں کو ان کے راستہ میں تکلیف مت دے۔ کیونکہ جس نے ایسا کیا اس کی فرشتے اور مسلمان سب مذمت کرتے ہیں۔) یا اباهریرة اذا مررت علی اذی فی الطریق فغطه بالتراب یستر الله علیك یوم القیامة (اے ابوہریرہ جب تو کسی تکلیف دہ گندی چیز پر راستے میں گذرے تو اسے مٹی سے ڈھانپ دے خدا تعالیٰ قیامت کے دن تیری پردہ پوشی فرمائے گا۔) یا اباهریرة اذا ارشدت اعمی فخذ بیده الیسری بیدك الیمنی فانها صدقة (اے ابوہریرہ جب تو اندھے کو راستہ دکھائے تو اس کا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں لے کہ یہ صدقہ ہے) یا اباهریرة اسمع الاصم الذی یسئلك عن خیر یسمعك الله ما یسرك یوم القیامة (اے ابوہریرہ جو بہرہ آدمی تجھ سے اچھی بات پوچھے اسے سنا خدا تعالیٰ قیامت کے دن تجھے وہ بات سنائے گا جو تجھ کو خوش کریگی۔) یا اباهریرة ارشد الضال ترشدك الملائكة الی احسن المواقف یوم القیامة (اے ابوہریرہ گم شدہ آدمی کو راستہ دکھلا تجھے فرشتے قیامت کے دن بہترین مقامات کا راستہ دکھائیں گے۔) یا اباهریرة من مشی مع اعمی میلا یسدده کان له بكل ذراع من المیل عشر حسنات (اے ابوہریرہ

Marfat.com

جو اندھے کو راستہ دکھانے کے لئے ایک میل چلا۔ اس کے لئے ہر گز کے بدلے دس نیکیاں ہونگی)
یا اباھریرۃ لا ترشد الیھودی الی بیعتہ و لا النصرانی الی کنیستہ و لا الصابی الی
صومعتہ و لا المجوسی الی بیت نارہ و لا المشرک الی بیت و ثنہ اذن تکتب
علیک مثل خطایاہ جنہے ترجمہ (اے ابوہریرہ یہودی نصرانی اور بت پرست اور آتش
پرست کو ان کے عبادت خانوں کی راہ مت دکھا ورنہ تجھ پر واپسی تک ایسکے گناہوں کے مثل
گناہ لکھے جائیں گے) یا اباھریرۃ لا تدل احدا الی غیر حدود اللہ فیعمل
بہ اذن یکون علیک مثل ذنبہ (اے ابوہریرہ کسی ایک کو خدا کی حدوں کے
خلاف راہ مت دکھا۔ کیونکہ وہ اس پر عمل کرے گا اور تجھ پر بھی اس کی مثل گناہ ہوگا)
یا اباھریرۃ ارشد عباد اللہ الی مساجد اللہ والی البلد الحرام والی
قبری یکن لک مثل اجورھم و لا ینقص من اجورھم شیئا۔ (اے
ابوہریرہ خدا کے بندوں کو خدا کے گھروں کی طرف اور مکہ مکرمہ کی طرف اور میرے
روضہ عالیہ کی طرف رہنمائی کر تیرے لئے ان کے برابر ثواب ہوگا۔ اور ان کے ثواب سے
کمی بھی نہ ہوگی) یا اباھریرۃ ابلغ النساء انہ لیس علیھن زیارۃ قبری
ولکن علیھن حج بیت اللہ الحرام اذا کان معھن محرم و الا فلا قلت
یارسول اللہ وان کانت امرءۃ مثل الحشفۃ قال وان کانت امرءۃ
مثل الحشفۃ (اے ابوہریرہ عورتوں کو یہ بات پہنچا دے کہ اُن پر میری قبر اطہر کی زیارت
لازم نہیں۔ ہاں حج بیت اللہ ان پر فرض ہے جبکہ ان کے ساتھ محرم ہو۔ ورنہ ہرگز نہیں
عرض کی یارسول اللہ اگرچہ عورت بالکل خشک کھجور کی طرح (بوڑھی بے کار) بھی ہو
(الحشفۃ کھجور کے کٹنے کے بعد خشک دھانے (منجد) فرمایا اگرچہ ایسی بھی ہو۔)
یا اباھریرۃ ان استطعت ان لا یکون لاحد من الظلمین علیک
ید و لا لسان فانی احب لک ذالک (اے ابوہریرہ اگر تجھ سے ہو سکے تو کسی
ایک ظالم کا ہاتھ اور نہ زبان تجھ پر نہ ہو۔ کیونکہ مجھے تیرے لئے یہی پسند ہے۔)
یا اباھریرۃ لا یکن امیر من امرائک الا امیر یعدل مثل ما تعدل

Marfat.com

انت فان عدلت انت وجار هو كنت انت شريكه في الاثم ولم تكن شريكه
في الاجر۔ (اے ابوہریرہ تیرے ماتحت امراء میں سے کوئی ایسا نہ ہو جو کہ تیری طرح عدل نہ
کرے۔ کیونکہ اگر تو نے عدل کیا اور اس نے ظلم کیا تو تو گناہ میں اس کا شریک ہوگا اور اس
کے ثواب میں شریک نہ ہوگا) **یا ابا هريرة** ان كان لك مال وجبت عليه زكوة
فزكه فان اصابته آفة وقد زكيته مرة واحدة فهي مجزئة الى يوم
القيامة (اے ابوہریرہ اگر تیرا مال ہو جس پر زکوٰۃ فرض ہے تو اس کی زکوٰۃ ادا کر اگر اس
پر کوئی آفت پہنچ گئی اور تو ایک دفعہ زکوٰۃ دے چکا تو قیامت تک تیرے لئے ثواب کا باعث ہوگا)
یا ابا هريرة اذا لقيت اليهودي والنصراني فلا تصافحه وانت على وضوء
فان فعلت فاعد الوضوء (اے ابوہریرہ جب تو یہودی اور نصرانی سے ملے اور باوضو
ہو تو ہاتھ نہ ملا اگر ایسا کیا تو پھر وضو دوبارہ کر) **یا ابا هريرة** لا تكن اليهودي
والنصراني والمجوسي ولكن سمه باسمه فانك والله تذله بذلك ولا يحل
لك ان تكرمه انما لهم من العهد والذمة ان لا يؤخذ اموالهم
الا بطيب انفسهم ولا تدخل بيوتهم الا باذنهم ولا تحل بينهم وبين
اطفالهم ولا يخانون في نسائهم فبذلك امرك وتعرف الملة
(اے ابوہریرہ یہودی نصرانی مجوسی کو کنیت سے مت بلا۔ بلکہ اس کا نام لے کر بلا۔ کیونکہ خدا
کی قسم اس طریقہ سے تو اسے ذلیل کرے گا اور تیرے لئے اس کی عزت کرنی درست نہیں
ان کے عہد اور ذمہ کی وجہ سے تم پر یہی لازم ہے کہ ان کے مال بغیر ان کی خوشی کے نہ لئے
جائیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کے گھروں میں داخل نہ ہو اور ان کے اور ان کے بچوں
کے درمیان حائل نہ ہو اور ان کی عورتوں سے خیانت نہ کی جاوے لہٰذا میں تجھ کو اسی کا حکم
کرتا ہوں اور ملت اسلام کو اچھی طرح جان) **یا ابا هريرة** اذا لقيت اليهودي
او النصراني او المجوسي فلا يحل لك ان تقاتله حتى تدعوه الى الاسلام
(اے ابوہریرہ جب تو یہودی یا نصرانی یا مجوسی سے ملاقات کرے تو اس سے جنگ کرنی جائز
نہیں جب تک کہ اسے اسلام کی طرف نہ بلائے) **یا ابا هريرة** لا تجادل اهل

Marfat.com

منهم فعسے ان یاتیك بشئ من التنزیل فتكذب به او تجیئ بشئ فیكذب بك بل لایكون من حدیثك الا ان تدعوه الی الاسلام وهو قول الله تعالی و جادلهم بالتی هی احسن الدعا الی الاسلام (اے ابوہریرہ غیر مذہب والوں میں سے کسی سے مت جھگڑ شاید وہ کتب منزلہ سے کوئی چیز تیرے پیش کریں اور تو جھٹلا دے یا تو کوئی ایسی چیز پیش کرے اور وہ جھٹلائیں بلکہ تیری بات ان سے یہی ہونی چاہیئے کہ اسلام کی طرف بلائے اور یہی مراد ہے اس آیت سے وجادلهم بالتی هی احسن (اُن سے خوش اسلوبی کے ساتھ بحث کر) یا ابا هریرة صل اماما كنت او غیر امام فی ثوب واحد ان كان صفیقا (اے ابوہریرہ امام ہو یا نہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیا کر بشرطیکہ اس کی بُنائی ٹھوس ہو (پتلا نہ ہو)۔) یا ابا هریرة اترید ان تكون اجرك كاجر شهداء اهل بدر فانظر رجلا مسلما لیس له ثوب یجمع فیه یوم الجمعة فاعره ثوبك اوهبه له (اے ابوہریرہ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا ثواب شہدائے بدر کی طرح ہو تو خیال کر جس مسلمان کا ایسا کپڑا نہیں جس میں جمعہ ادا کر سکے تو اُسے اپنا کپڑا بطور عاریت یا بطور ہبہ عطا کر۔) یا ابا هریرة اترید ان تسمع حسیس النار ولا یقوبك شررها فاغث من استغاث بك من حریق كان لص كان سیل كان غریق كان هدم كان (اے ابوہریرہ اگر تو چاہتا ہے کہ آتش دوزخ کی فقط آہٹ سنے اور اس کی چنگاریاں تجھ تک نہ پہنچ سکیں۔ پس ہر فریاد چاہنے والے کی فریاد رسی کر خواہ بوجہ آتش زدگی کے ہو یا بوجہ چوری کے یا سیلاب اور غرق کے یا دیوار گرنے کے۔) یا ابا هریرة نفس عن المكروبین والمغمومین تخرج من غم یوم القیامة (اے ابوہریرہ آفت زدہ اور غم زدہ لوگوں کی تکلیف دور کر یوم قیامت غموں سے نجات پائے گا) یا ابا هریرة امش الی غریمك بحقه تشیعك الملائكة بالصلوۃ علیك (اے ابوہریرہ حق دار کا حق ادا کرنے کے لئے خود چل کر جا ملائکہ کرام تیرے ساتھ چلیں گے دعائے رحمت کے ساتھ۔) یا ابا هریرة من علم الله منه انه یرید قضاء دینه رزقه الله تعالٰے من حیث لا یحتسب وهباله قضاء دینه فی حیاته او بعد موته یا ابا هریرة من اصاب مالا حلالا وادی تركوته ثم ورثه عقبه فكل ما یصنع فیه

Marfat.com

وارثه من الحسنات فله مثل ذالك من غیران ینقص من اجورھم (اے ابوہریرہ جس شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ قرض اتارنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اُسے بے گمان جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے اور اس کے لئے قضائے دین آسان کر دیتا ہے خواہ زندگی میں خواہ بعد موت کے۔) (اے ابوہریرہ جس شخص کو مال ملے اور اس کی زکواۃ ادا کرے پھر وارثوں کے لئے چھوڑ جائے۔ تو جو اچھا کام وہ لوگ اس مال سے کریں گے۔ اُس کے لئے بھی اسی طرح ثواب ہوگا۔ اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی) یا اباھریرۃ من قذف محصنا او محصنة حبس یوم القیامة فی وادی خبال ھناك حتےٰ یخرج او یجیئ ببیان ما قال قال قلت یارسول اللہ وما وادی خبال قال وادی خبال فی جھنم یسیل فیه قیحھم وما یخرج من اجوافھم (اے ابوہریرہ جس نے پاک دامن مرد یا عورت کو بری تہمت لگائی بروز قیامت وادی خبال میں قید کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ بلطف الہیٰ نکالا جائے گا یا پھر اپنے کہے پر دلیل لائے گا۔ عرض کی کہ وادی خبال کیا ہے؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جہاں اہل دوزخ کی پیپ اور گندگی جمع ہو کر بہے گی۔) یا اباھریرۃ من مات وعلیه دین و ترك وفاء ذالك فجحد ورثته ولیس لھم علیه بینة ولم یعلم اللہ منه انه یرید قضاه فھو قصاص من حسناته یوم القیامة (اے ابوہریرہ جو شخص مرا اور اس قدر مال چھوڑ گیا جس سے اس کا قرضہ پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن ورثاء نے انکار کر دیا اور حقداروں کے پاس گواہ نہیں اور اس کا ارادہ بھی ادائے قرضہ کا نہ تھا تو اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا۔) یا اباھریرۃ المقتول فی سبیل اللہ یغفر له جمیع ذنوبه الا دینا او قذف محصنة او محصن (اے ابوہریرہ مقتول فی سبیل اللہ کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ مگر قرضہ اور پاک دامن مرد یا عورت کو تہمت لگانا۔) یا اباھریرۃ کل ذنب غم یوم القیامة فرب ذنب له ثارة من الغم ورب ذنب له ثارات ولا ذنب علی المسلم اطول ثارات من مظلمة دم او مال او عرض (اے ابوہریرہ ہر گناہ قیامت کے دن موجب غم ہوگا۔ پس بہت گناہ ان کے لئے غم کا ایک جھٹکا ہو اور بہت ایسے کہ ان کے لئے بہت جھٹکے اور کوئی بڑے جھٹکوں والا گناہ اس گناہ سے بڑھ کر نہ ہوگا جو کہ خون اور مال اور عزت کے متعلق ہو)

Marfat.com

یا اباھریرۃ من اصاب شیئا من ذالک فتاب الی اللہ عزوجل قبل موتہ واستکان وتضرع ولیس عندہ اداء تلک المظلمۃ فان علی اللہ ان یرضی خصمائہ یوم القیامۃ من عندہ بما شاء (اے ابوہریرہ ان گناہوں سے جس نے کسی کا ارتکاب کیا اور موت سے پہلے توبہ کی اور اظہار عجز وزاری کیا اور اس ظلم کی تلافی اس سے نہیں ہو سکتی تو خدا تعالےٰ اس کے دعویداروں کو اپنی طرف سے قیامت میں راضی کر دے گا) یا اباھریرۃ ان ظلمک انسان فلا تشکہ ولا تسمع بہ الناس ونحن فھمحالتہ تکونن انت وھو سواء (اے ابوہریرہ اگر تجھ پر کوئی انسان ظلم کرے تو اس کی شکایت مت کر اور نہ لوگوں کو سنا اور جتا ورنہ تو اور وہ برابر ہو گے۔) یا اباھریرۃ من عفا عن مظلمۃ صغیرۃ اوکبیرۃ فاجرہ علی اللہ ومن کان اجرہ علی اللہ فھومن المقربین الذین یدخلون بالجنۃ مدخلا (اے ابوہریرہ جس نے چھوٹے یا بڑے ظلم سے درگذر کیا۔ تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور جس کا ثواب خدا کے ذمہ ہوا وہ ان مقربین سے ہے جو جنت میں داخل ہوں گے۔) یا اباھریرۃ لا تروع احدا من خلق اللہ عزوجل فتروعک ملائکۃ اللہ فی الاخرۃ یوم القیامۃ (اے ابوہریرہ خدا کی مخلوق سے کسی کو مت ڈرا ورنہ تجھے قیامت کے دن فرشتے ڈرائیں گے۔) یا اباھریرۃ اتریدان تکون علیک رحمۃ اللہ حیا ومیتا ومقبورا ومبعوثا فقم باللیل وصل وانت تریدبہ رضی ربک ثم مر اھلک یصلون اذا فرغوا یوقظونک فانہ اذا مر علیک من اللیل ثلث ساعات ومن النھار ثلث ساعات وفی بیتک من یعبد اللہ اعطاک اللہ مثل ذالک (اے ابوہریرہ کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ پر زندگی اور موت میں اور برزخ اور حشر میں خدا کی رحمت ہو۔ تو اٹھ کر رات کو نماز پڑھ اور تیرا ارادہ رضائے الٰہی ہو۔ پھر اپنے اہل وعیال کو کہہ کہ وہ نماز پڑھیں اور فارغ ہو کر تجھ کو جگائیں کیونکہ جب رات اور دن کی تین ساعتیں گذر جائیں اور تیرے گھر میں کوئی عبادت کرنے والا ہو تو تیرے لئے ان کے مثل اجر ہوگا۔) یا اباھریرۃ صل فی زوایا بیتک جمیعا یکون نور بیتک فی السماء کنور الکواکب والنجوم فی السماء عند اھل الدنیا (اے ابوہریرہ اپنے

Marfat.com

گھر کے سارے کونوں میں نماز پڑھ تیرے گھر کا نور آسمان میں ایسا ہوگا جیسے زمین والوں کے لئے آسمان میں ستاروں کی روشنی۔) یا ابا هريرة احمل عنا لك وعنائك الى اقاربك المحتاجين يكن لك فى كل خير يقسمه الله بين اوليائه واحبائه فى الدنيا والاخرة سهم وافر (اے ابوہریرہ صبح اور شام کا کھانا محتاج رشتہ داروں کی طرف لے چل تیرے لئے ہر اُس بہتری میں جو خدا تعالے اپنے دوستوں میں تقسیم کرتا ہے بہت عمدہ حصہ ہوگا دنیا اور آخرت میں۔) یا ابا هريرة ارحم جميع خلق الله يرحمك الله من النار يوم القيامه قال قلت يارسول الله انى لارحم الذباب يكون فى الماء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رحمك الله رحمك الله (اے ابوہریرہ ساری خدا کی مخلوق پر رحم کر اللہ تعالے تجھے دوزخ میں ڈالنے سے بچائے گا۔ عرض کی یارسول اللہ میں تو اُس مکھی پر بھی رحم کرتا ہوں جو پانی میں گر پڑے۔ آپ نے تین بار فرمایا خدا تجھے رحم کرے۔) یا ابا هريرة اذا نزلت بك مصيبة فارض بما اعطاك الله وليعلم الله منك ان ثواب المصيبة احب اليك من عدم المصيبة يعطيك الله الصلوٰة والرحمة والهدى (اے ابوہریرہ جب تجھ پر مصیبت آپڑے تو خدا کے دئے ہوئے پر راضی ہو اور چاہیئے کہ خدا تعالے کے علم میں تیرے متعلق یہ بات ہو کہ تیرے نزدیک مصیبت کی جزا مصیبت کے نہ ہونے سے بہتر ہے۔ تب خدا تجھے رحمت اور ہدایت نصیب فرمائے گا۔) یا ابا هريرة عز الحزين كما تحب ان تعزى واذكر ثواب ما اعد الله على المصيبة نعط بكل خطوة خطوت عتق رقبة (اے ابوہریرہ غمگین کو تسلی دے جس طرح تجھ کو پسند ہے کہ تو تسلی دیا جاوے اور وہ ثواب یاد دلا جو اللہ تعالے نے مصیبت پر مقرر فرمایا ہے تو ہر قدم کے بدلے جو چلا ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔) یا ابا هريرة اذا مررت بجمع النساء فلا تسلم عليهن وان بدأنك بالسلام فاردد عليهن (اے ابوہریرہ جب تو عورتوں کی جماعت پر گذرے تو ان پر سلام مت کر اگر وہ پہلے سلام کریں تو اُن پر جواب لوٹا۔)

Marfat.com

یا ابا هریرة اذا سلم المسلم علی المسلم فرد علیه صلت علیه الملائکة سبعین مرة (اے ابوہریرہ جب مسلمان کسی مسلمان پر سلام کرتا ہے اور وہ اس کا جواب دیتا ہے تو اُس پر فرشتے ستر بار سلام بھیجتے ہیں۔) یا ابا هریرة الملائکة تتعجب من المسلم یلقی المسلم فلا یسلم علیه (اے ابوہریرہ فرشتے اُس مسلمان سے تعجب کرتے ہیں جو دوسرے مسلمان کو ملے اور سلام نہ کرے) یا ابا هریرة تعود التسلیم فانه خصلة من خصال الجنة ومن تحیة اهل الجنة قال ابن شاهین وهو تحیة اهل الجنة یوم القیامة (اے ابوہریرہ سلام ڈالنے کی عادت بنا۔ کیونکہ یہ بہشت کی خصلت ہے اور بہشتیوں کا تحفہ ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں کہ یہ قیامت میں اہل جنت کا تحفہ ہے) یا ابا هریرة اصبح وامس ولسانك رطب من ذکر الله تصبح وتمسی ولیس علیك خطیئة (اے ابوہریرہ صبح اور شام اس حال میں کر کہ تیری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو تب تو صبح اور شام اس حال میں کرے گا۔ کہ تجھ پہ گناہ نہ ہوگا۔) یا ابا هریرة ان الحسنات یذهبن السیئات کما یذهب الماء الوسخ (اے ابوہریرہ نیکیاں برائیوں کو ایسے زائل کرتی ہیں جیسے پانی میل کو) یا ابا هریرة استر عورة اخیك یکن الله لك ناصرًا (اے ابوہریرہ اپنے بھائی کے عیب چھپا خدا تیرا مددگار ہوگا۔)

یا ابا هریرة انصر اخاك واستر علیه قبل ان یرفع الی السلطان فی حد من حدود الله فان رفع الی السلطان فایاك ان تباشر له بنفسك ومالك فانه من حالت شفاعته دون حد من حدود الله فهو کذا وکذا (اے ابوہریرہ اپنے بھائی (یعنی مسلمان) کی مدد کر اور اس کی پردہ پوشی کر۔ اس سے پہلے کہ کسی حد شرعی کے لئے حاکم تک اس کا معاملہ اٹھایا جائے۔ پس اگر حاکم تک معاملہ پہنچ گیا تو خبردار پھر جانی اور مالی طور پہ اس کے لئے کچھ نہ کرنا کیونکہ جس کی سفارش حدود الٰہیہ میں حائل ہوئی وہ ایسا ویسا ہے (یعنی گنہگار ہے) علیك یا ابا هریرة بطریق اقوام اذا فزع الناس لم یفزعوا واذا طلب الناس الامان من النار لم یخافوا قال ابو هریرة من هم یا رسول الله صلی الله علیه وسلم حلهم وصفهم لی حتی اعرفهم

قال قوم من امتی فی اخر الزمان یحشرون یوم القیامۃ تحشر الانبیاء اذا نظر الیھم الناس ظنوھم انبیاء مما یرون من حالھم حتی اعرفھم انا فاقول امتی امتی فتعرف الخلائق انھم لیسوا بانبیاء فیمرون مثل البرق والریح تغشی ابصار اھل الجمع من انوارھم فقلت یا رسول اللہ مرلی بمثل عملھم لعلی الحق بھم فقال یا ابا ھریرۃ رکب القوم طریقا صعبا لحقوا بدرجۃ الانبیاء اثروا الجوع بعد ما اشبعھم اللہ والعری بعد ما کساھم والعطش بعد ما اروٰھم ترکوا ذلک رجاء ما عند اللہ ترکوا الحلال مخافۃ حسابھم صحبوا الدنیا بابدانھم ولم یشتغلوا بشئ منھا عجبت الانبیاء والملائکۃ من طاعتھم لربھم طوبیٰ لھم طوبیٰ لھم وددت ان اللہ جمع بینی وبینھم ثم بکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوقا الیھم ثم قال اذا اراد اللہ باھل الارض عذابا فنظر الیھم صرف العذاب عنھم فعلیک یا ابا ھریرۃ بطریقھم فمن خالف طریقتھم تعب فی شدۃ الحساب

(اے ابوہریرہ ان لوگوں کی راہ لازم پکڑ کہ جب لوگ گھبرائیں گے تو وہ نہیں گھبرائیں گے اور جب لوگ آتش دوزخ سے پناہ مانگ رہے ہونگے تو وہ نہ ڈریں گے۔ ابوہریرہ نے عرض کی یارسول اللہ ان کی صفت اور تعریف فرمائیے تاکہ میں انہیں جان لوں۔ فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہوگا آخر زمانے میں جو انبیاء علیہم السلام کی طرح حشر کئے جائیں گے۔ جب لوگ ان کی طرف نظر کریں گے تو انہیں انبیاء خیال کرینگے ان کی عمدہ حالت کو دیکھ کر حتیٰ کہ میں انہیں پہچانوں گا اور کہوں گا یہ تو میری امت ہیں میری امت ہیں پس لوگ جان لیں گے کہ یہ انبیاء نہیں۔ پھر وہ بجلی اور تیز ہوا کی طرح گذریں گے جن کے انوار کی وجہ سے لوگوں کی آنکھیں ماند پڑ جائیں گی میں نے عرض کی یارسول اللہ مجھے بھی ان کے اعمال کی طرح حکم فرمائیے شائد ان کے ساتھ لاحق ہو جاؤں۔ فرمایا اے ابوہریرہ ! وہ لوگ دشوار راستہ چلے اور انبیاء علیہم السلام سے جا ملے باوجودیکہ خدا نے انہیں سب کچھ کھانے کو دیا مگر وہ بھوکے رہے۔ پہننے کو دیا مگر ننگے رہے (قدر ضروری پہنا) پینے کو دیا مگر پیاس کو ترجیح دی اور یہ سب کچھ اس لئے

Marfat.com

چھوڑا۔ کہ خدا کے ہاں جزا ملے گی۔ حلال کو بوجہ خوف حساب کے ترک کر دیا دنیا میں بظاہر ملے رہے لیکن دل کو کسی شئے کے ساتھ شاغل نہ کیا فرشتے اور انبیاء ان کی طاعت پر تعجب کریں گے۔ ان کے لئے خوشخبری ہے۔ مجھے آرزو ہے خدا مجھے اور ان کو اکٹھا کرے پھر حضور ان کے شوق میں روئے۔ پھر فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اہل دنیا پر عذاب کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کی وجہ سے دفع کر دیتا ہے۔ اے ابوہریرہ ان کا طریقہ لازم پکڑ جس نے ان کے راستہ کی مخالفت کی سخت حساب میں تکلیف اٹھائے گا۔) روینا عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا علی اوصیک بوصیۃ فاحفظھا فانک لاتزال بخیر ما حفظت وصیتی یا علی ان للمؤمن ثلاث علامات الصلوۃ والصیام والزکوٰۃ وللمتکلف ثلاث علامات یتملق اذا شھد ویغتاب اذا غاب ویشمت بالمصیبۃ وللظالم ثلاث علامات یقھر من دونہ بالغلبۃ ومن فوقہ بالمعصیۃ ویظاھر الظلمۃ وللمرائی ثلاث علامات ینشط اذا کان عند الناس ویفتر اذا کان وحدہ ویحب ان یحمد فی جمیع الامور وللمنافق ثلاث علامات ان حدث کذب وان وعد خلف وان اؤتمن خان۔

(حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہمیں روایت پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ مجھے حضور علیہ السلام نے وصیت فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ کہ اے علی میں تجھے وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ کیونکہ جب تک میری وصیت یاد رکھے گا ہمیشہ بہتری سے رہیگا۔ اے علی مومن کی تین نشانیاں ہیں۔ نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ اور تکلف کرنے والے آدمی کی بھی تین نشانیاں ہیں۔ جب سامنے ہو تو چاپلوسی کرتا ہے۔ اور غائب ہو تو غیبت کرتا ہے اور دوسرے کی مصیبت میں خوش ہوتا ہے۔ اور ظالم کی تین نشانیاں ہیں۔ اپنے ماتحتوں پر غلبے کی وجہ سے قہر کرتا ہے۔ اور اپنے سے بڑوں کی نافرمانی کرتا ہے اور اہل ظلم کی امداد کرتا ہے۔ اور ریا کرنے والے کی بھی تین علامتیں ہیں۔ جب لوگوں کے پاس ہو نہایت چست و چالاک نظر آتا ہے اور جب تنہا ہو تو سست پڑ جاتا ہے۔ اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تمام کاموں میں اس کی تعریف کی جاوے۔ اور منافق کی بھی تین نشانیاں ہیں۔ اگر بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور اگر وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے اور اگر امانت رکھا۔

Marfat.com

جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے) یا علی للکسلان ثلاث علامات یتوانی حتی یفرط ویفرط حتی یضیع ویضیع حتی یأثم ولیس ینبغی للعاقل ان یکون شاخصا الا فی ثلاث مرمة لمعاش او لذة فی غیر محرم او خطوة لمعاد (اے علی سست آدمی کی تین نشانیاں ہیں، سستی کرتا ہے حتی کہ کوتاہی کرتا ہے اور کوتاہی کرتا ہے یہاں تک کہ ضائع کرتا ہے اور ضائع کرتا ہے یہاں تک کہ گناہ کرتا ہے۔ اور عاقل کو مناسب نہیں کہ کسی طرف متوجہ ہو مگر تین کاموں میں یا تو اپنی معاش کی اصلاح میں یا ایسی لذت میں جو حرام نہ ہو یا ایسا قدم جو دار آخرت کے لئے ہو۔) یا علی ان من الیقین ان لا ترضی احدا بسخط اللہ ولا تحمدن احدا علی ما اتاک اللہ ولا تذمن احدا علی مالم یؤتک اللہ فان الرزق لا یجرہ حرص حریص ولا یصرفہ کراھیۃ کارہ وان اللہ سبحانہ وتعالی جعل الروح والفرج فی الیقین والرضا بقسم اللہ وجعل الھم والحزن فی السخط بقسم اللہ (اے علی یہ بات یقین سے ہے کہ کسی کو خدا کی ناراضگی کے ساتھ خوش نہ کرے۔ اور جو چیز تجھے خدا تعالیٰ عنایت فرما دے اس پر کسی کی تعریف نہ کرے اور جو چیز نہ دے اس پر کسی کی مذمت نہ کرے کیونکہ رزق کو کسی حریص کا حرص نہیں کھینچ لاتا۔ اور نہ کسی مکروہ سمجھنے والے کی کراہت اُسے روک سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یقین اور رضا بالقضا میں راحت اور کشادگی رکھی ہے اور قسمت الٰہیہ پر ناراض ہونے میں غم اور حزن رکھا ہے) یا علی لا فقر اشد من الجھل ولا مال اعود من العقل ولا وحدۃ اوحش من العجب ولا مظاھرۃ اوثق من المشاورۃ ولا ایمان کالیقین ولا ورع کالکف ولا حسب کحسن الخلق ولا عبادۃ کالتفکر (اے علی جہالت سے بڑھ کر کوئی فقر نہیں اور عقل سے عمدہ کوئی مال نہیں اور غرور سے زیادہ وحشت لانے والی کوئی تنہائی نہیں۔ اور مشورہ سے زیادہ پختہ کوئی امداد نہیں اور یقین کے برابر کوئی ایمان نہیں اور پرہیز کے برابر کوئی ورع نہیں اور حسن خلق کی طرح کوئی کمال نہیں اور (صنعت الٰہی میں) فکر کے برابر کوئی عبادت نہیں) یا علی ان لکل شیء آفۃ وآفۃ الحدیث الکذب وآفۃ العلم النسیان وآفۃ العبادۃ الریاء وآفۃ الظرف الصلف وآفۃ

Marfat.com

الشجاعة البغي وآفة السماحة المن وآفة الجمال الخيلاء وآفة الحسب الفخر
وآفة الحياء الضعف وآفة الكرم الفخر وآفة الفضل البخل وآفة الجود السرف
وآفة العبادة الكبر وآفة الدين الهوى (اے علی ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی آفت
ہوتی ہے اور کلام کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت نسیان ہے۔ عبادت کی آفت ریا
ہے۔ ظرافت اور ذہانت کی آفت شیخی کرنا اور ڈھینگ مارنا ہے۔ شجاعت کی آفت ظلم اور تعدی
ہے۔ مروت کی آفت احسان جتلانا ہے۔ خوبصورتی کی آفت اپنے آپ کو اچھا سمجھنا ہے
حسب کی آفت فخر کرنا ہے حیا کی آفت کمزوری ہے (بات کے موقعہ پر) کرم کی آفت اپنی
بڑائی بیان کرنا ہے علم کی آفت بخل ہے۔ سخاوت کی آفت اسراف ہے۔ عبادت کی
آفت کبر ہے اور دین کی آفت خواہش نفسانی ہے۔) یا علی اذا اثنی علیك فی
وجهك فقل اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی خَیْرًا مِّنْ مَّا یَقُوْلُوْنَ وَاغْفِرْ لِی مَا لَا یَعْلَمُوْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنِی
فیما یَقُوْلُوْنَ تسلم من ما یقولون (اے علی جب تیرے منہ پر تیری تعریف کی جاوے
تو پڑھ اللھم اجعلنی تا فیما یقولون (اے اللہ جو کچھ وہ کہتے ہیں مجھے اس سے اچھا بنا اور
جو نہیں جانتے وہ معاف فرما۔ اور جو کچھ کہتے ہیں اس میں مجھے مواخذہ نہ فرما) اس طریقہ
سے تو ان کی گفتار (کے شر سے) محفوظ رہے گا۔) یا علی اذا امسیت صائما فقل
عند افطارك اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ یکتب لك اجر من
صام ذالك الیوم من غیر ان ینقص من اجورهم شئ واعلم ان لکل صائم
دعوة مستجابة فان کان عند اول لقمة یقول بسم الله الرحمن الرحیم
یا واسع المغفرة اغفر لی فانه من قالها عند فطره غفر له واعلم ان الصوم
جنة من النار (اے علی جب تو روزے سے شام کرے تو بوقت افطار یہ دعا مانگ
اللھم لک تا افطرت (اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا)
تیرے لئے اس دن کے روزہ داروں کا ثواب بغیر ان کے ثواب میں کمی واقع ہونے کے لکھا
جائے گا۔ اور جان لے کہ ہر روزہ دار کے لئے ایک دعا مقبول ہوتی ہے۔ پس اگر پہلے
لقمہ کے نزدیک ہے تو یہ دعا پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا واسع المغفرۃ اغفر لی (اے

Marfat.com

وسیع بخشش والے میرے گناہ بخش) کیونکہ جس نے افطار کے وقت یہ کہا اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جان لے کہ روزہ آتش دوزخ کی ڈھال ہے۔) یا علی لاتستقبل الشمس والقمر واستدبر بھما فان استقبا لھما داء واستدبارھما دواء (اے علی سورج اور چاند کی طرف منہ مت کر بلکہ پیٹھ کر کیونکہ ان کی طرف منہ کرنا بیماری اور پیٹھ کرنا دوا ہے۔) یا علی استکثر من قراءۃ یٰس فان فی قراءۃ یٰس عشر برکات ماقرأھا قط جائع الاشبع ولا قرأھا ظمآن الاروی ولا عار الاکتسی ولا مریض الابرئ ولا خائف الا امن ولا مسجون الافرج ولا عزب الاتزوج ولا مسافر الا اعین علی سفرہ ولا قرأھا احد ضلت لہ ضالۃ الاوجدھا ولا قرأھا علی رأس میت حضر اجلہ لا خفف علیہ ومن قرأھا صباحا کان فی امان الی ان یمسی ومن قرأھا مساء کان فی امان حتے یصبح (اے علی سورۂ یٰس زیادہ پڑھ کیونکہ اس کے پڑھنے میں دس برکتیں ہیں۔ جس بھوکے نے پڑھی سیر ہوا۔ جس پیاسے نے پڑھی تر و تازہ ہوا۔ جس ننگے نے پڑھی پہنایا گیا۔ جس مریض نے پڑھی اچھا ہوا جس خوفزدہ نے پڑھی امن میں آگیا۔ جس قیدی نے پڑھی کشادہ ہوا۔ جس رانڈ نے پڑھی شادی شدہ ہوا۔ جس مسافر نے پڑھی اُسے سفر پر امداد ملی۔ اور جس کسی کی کوئی شئے گم ہوئی اس کے پڑھنے سے وہ مل گئی۔ اور جس میت قریب المرگ کے سرہانے پڑھی گئی اس سے موت کی تکلیف ہلکی ہوئی۔ اور جس نے صبح کو پڑھی شام تک اور جس نے شام کو پڑھی صبح تک امن میں رہیگا۔) یا علی اقرأحم الدخان فی لیلۃ الجمعۃ تصبح مغفورا لک (اے علی سورۂ حم دخان جمعہ کی رات کو پڑھ صبح اس حال میں کرے گا۔ کہ تیرے گناہ بخشے جائیں گے۔) یا علی اقرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلوۃ تعطی قلوب الشاکرین وثواب الانبیاء واعمال الابرار (اے علی آیت الکرسی ہر نماز کے بعد پڑھ شاکرین کا دل اور انبیاء کا ثواب اور نیک لوگوں کے اعمال دیا جائے گا۔) یا علی اقرأ سورۃ الحشر تحشر یوم القیامۃ امنا من کل شر۔ (اے علی سورۂ حشر پڑھ قیامت کے دن ہر شر سے محفوظ رہیگا۔) یا علی اقرأ تبارک وسجدۃ ینجیانک من اھوال یوم القیامۃ۔ (اے علی سورہ ملک اور سجدہ پڑھ تجھے قیامت کے ڈر سے بچائیں گی۔)

Marfat.com

یا علی اقرأ تبارک عند النوم تدفع عنک عذاب القبر ومسئلة منکر ونکیر۔
(اے علی سورہ ملک سونے کے وقت پڑھ تجھ سے عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال کو دفع کرے گی)
یا علی اقرأ قل هو الله احد علی وضوء تنادی یوم القیامة یا مادح الله قم
فادخل الجنة (اے علی سورہ اخلاص باوضو پڑھ قیامت کے دن پکارا جائے گا۔ کہ اے خدا کی
تعریف کرنے والے اٹھ اور بہشت میں داخل ہو) یا علی اقرأ سورة البقرة فان قرأتها
برکة وترکها حسرة وهی لا تطیقها البطلة یعنی السحرة (اے علی سورہ بقر پڑھ کیونکہ
اس کا پڑھنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور ساحرین اس کے پڑھنے کی طاقت نہیں
رکھ سکتے۔) یا علی لا تطل القعود فی الشمس فانها تثیر الداء الدفین وتبلی الثیاب
وتغیر اللون (اے علی دھوپ میں زیادہ نہ بیٹھا کر کیونکہ یہ مخفی امراض کو ابھارتی ہے اور کپڑوں کو
بوسیدہ کرتی ہے اور رنگ متغیر کرتی ہے) یا علی امان لک من الخوف ان تقول
سُبْحَانَكَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (اے علی
تیرے لئے خوف سے یہ پناہ ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ سبحانک ربی تا العرش العظیم (تو پاک ہے
اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں اور تو عرش عظیم کا مالک ہے۔) یا علی
امان لک من الوسواس ان تقرأ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا الی قوله وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا۔ (اے علی تیرے
لئے وسواس سے پناہ ہے کہ یہ آیت شریف پڑھے واذا قرأت القرآن تا نفورا۔) یا علی امان
لک من شر کل عاین ان تقول مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (اے علی تیرے لئے ہر نظر بد لگانے والے سے پناہ ہے کہ یہ پڑھے ماشاء
اللہ تا ولا قوة الا باللہ (اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔ گواہی دیتا ہوں کہ
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے اور گن رکھا ہے اور اللہ کے ساتھ قوت ہے)
یا علی کل الزیت وادهن بالزیت فانه من اکل الزیت وادهن بالزیت
لم یقربه الشیطان اربعین صباحا۔ (اے علی روغن زیتون کھایا کر اور لگایا کر کیونکہ جو ایسا کرتا ہے

Marfat.com

چالیس دن تک شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔) یا علی ابدأ بالملح واختم بالملح فان الملح شفاء من سبعین داء امنها الجنون والجذام والبرص ووجع الحلق ووجع الاضراس ووجع البطن (اے علی طعام نمک سے شروع اور نمک کے ساتھ ختم کیا کر کیونکہ نمک ستر بیماری سے شفاء ہے۔ جن میں جنون اور جذام اور برص گلے کا درد دانتوں کا درد اور پیٹ کا درد بھی ہے) یا علی اذا اکلت فقل بسم اللہ واذا فرغت فقل الحمد للہ فان حافظیك لایستریحان یکتبان لك الحسنات حتی تنبذہ عنك (اے علی کھانے سے پہلے بسم اللہ اور ختم پر الحمد للہ پڑھ تیرے محافظ فرشتے تیرے لئے نکالنے کے وقت تک ثواب لکھتے رہینگے) یا علی اذا رأیت الھلال فی اول الشھر فقل اللہ اکبر ثلاثا والحمد للہ الذی خلقنی وخلقك وقدرك منازلا وجعلك اٰیۃ للعلمین یباھی اللہ بك الملائکۃ یقول یا ملائکتی اشھدوا انی قد عتقت ھذا العبد من النار (اے علی جب تو اول ماہ کا چاند دیکھے تو تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ پڑھ الحمد للہ الذی تا اٰیۃ للعلمین (اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھے اور تجھے پیدا کیا پھر تیری منزلیں مقرر فرمائیں اور تجھے جہان والوں کے لئے نشانی بنایا) تیرے ساتھ اللہ تعالےٰ فرشتوں پر فخر فرمائے گا۔ اور ارشاد فرمائے گا۔ اے فرشتو! گواہ رہو۔ میں نے اس بندے کو دوزخ کی آگ سے آزاد کیا) یا علی اذا نظرت فی المرٰۃ فقل اللھم کما حسنت خلقی فحسن خلقی وارزقنی (اے علی جب تو شیشے میں نظر کرے تو یہ دعا پڑھ اللھم کما حسنت تا وارزقنی (اے اللہ جس طرح تو نے میری صورت کو اچھا کیا میری سیرت کو بھی اچھا فرما اور مجھے رزق نصیب فرما۔) یا علی واذا رأیت اسدا واشتد بك الامر فکبر ثلاثا وقل اللہ اکبر واجل واعز مما اخاف واحذر اللھم انی ادرءبك فی نحرہ واعوذ بك من شرہ فانك تکفی باذن اللہ واذا رأیت کلبا یھتر فقل یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لاتنفذون الا بسلطٰن (اے علی جب تو شیر کو دیکھے اور تیرے لئے معاملہ مشکل ہو جائے تو تین دفعہ تکبیر کہہ کر پھر یہ پڑھ اللہ اکبر تا من شرہ (اللہ بڑا بزرگ غالب ہے ہر اس چیز سے جس سے میں خوف اور پرہیز کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تیرے ساتھ اسکی مدافعت کرتا ہوں

اور اس کے شر سے تیرے ساتھ پناہ لیتا ہوں) پس تو کفایت کیا جائے گا۔ اور اگر کتے کو بدآواز کرتے دیکھے تو یہ آیت پڑھ یا معشر الجن والانس تا الا بسلطان) **یا علی** اذا خرجت من منزلك تريد حاجة فاقرأ اٰية الكرسي فان حاجتك تقضى انشاء الله تعالى (اے علی جب تو اپنے گھر سے کسی کام کے لئے نکلے تو آیت الکرسی پڑھ۔ کیونکہ تیری حاجت پوری ہوگی۔) **یا علی** واذا توضأت فقل بسم الله والصلوٰة على رسول الله۔ (اے علی جب تو وضو کرے، تو بسم اللہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ پڑھا کر) **یا علی** صل من الليل ولو قدر حلب شاة وادع الله سبحانه بالاسحار لا ترد دعوتك فان الله سبحانه يقول والمستغفرين بالاسحار (اے علی رات میں نماز پڑھ اگرچہ بکری کے دوہنے کے قدر بھی ہو اور سحور کے وقت خدا سے دعا مانگ کیونکہ حق تعالیٰ نیک لوگوں کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ وہ سحر کے وقت خدا سے بخشش چاہنے والے ہیں۔) **یا علی** غسل الموتى فانه من غسل ميتا غفر له سبعون مغفرة لو قسمت مغفرة منها على جميع الخلق لوسعتهم فقلت يارسول الله ما يقول من غسل ميتا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول غفرانك يا رحمن حتى تفرغ من الغسل (اے علی میت کو غسل دے کیونکہ جو شخص میت کو غسل دیتا ہے اس کے لئے ستر بخشش کی جاتی ہے۔ اگر ایک بخشش جمیع مخلوق پر تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو۔ عرض کی یارسول اللہ غسل دینے والا کیا کہے فرمایا کہ غفرانك يا رحمن پڑھے (تیری بخشش چاہتا ہوں اے مہربان) یہاں تک کہ غسل سے فارغ ہو جائے)

یا علی لا تخرج فی سفر وحدك فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد۔ (اے علی سفر میں اکیلا مت نکل کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہو جاتا ہے اور دو سے بہت دور ہوتا ہے) **یا علی** ان الرجل اذا سافر وحده غاو والاثنان غاويان والثلاثة نفر (اے علی انسان جب اکیلا سفر کرتا ہے تو وہ ایک بھٹکنے والا ہے اگر دو ہیں تو وہ اسی طرح اور تین پوری جماعت ہیں) **یا علی** اذا سافرت فلا تنزل الاودية فانها ماوى السباع والحيات (اے علی جب تو سفر کرے تو وادیوں میں نہ اترنا۔ کیونکہ وہ درندوں اور سانپوں کی جگہ ہیں۔) **یا علی** لا ترد فن ثلاثة على دابة فان احدهم ملعون وهو المقدم (اے علی تین آدمیوں کو

Marfat.com

ایک ساتھ سواری پہ سوار نہ کر۔ کیونکہ ان میں سے ایک ملعون ہے اور وہ سب سے اگلا۔)
یا علی اذا ولد لک مولود غلام او جاریة فاذن فی اذنه الیمنی واقم فی اذنه الیسری فانه لا یضره الشیطان (اے علی جب تیرا لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہہ کہ اس کو شیطان ضرر نہیں پہنچائے گا۔) یا علی لا تأت اهلک لیلة الهلال ولیلة النصف فانه یتخوف علی ولدک الخبل قال علی ولم یا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال لان الجن یکثرون غشیان نسائهم لیلة النصف ولیلة الهلال اما رأیت المجنون یصرع لیلة النصف ولیلة الهلال (اے علی چاند کی پہلی اور درمیانی رات اپنے اہل کے قریب مت جا۔ کیونکہ اس سے مولود پر جنون کا خطرہ ہے۔ عرض کی کیا وجہ ہے فرمایا کیونکہ ان راتوں میں جنات عموماً اپنی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ان راتوں میں مجنون آدمی کو قدرے تخفیف ہو جاتی ہے۔) یا علی اذا نزلت بک شدة فقل اللهم انی اسألک بحق محمد وال محمد علیک ان تنجینی واذا اردت الدخول فی مدینة او قریة فقل حین تعاینها اللهم انی اسألک خیر هذه المدینة وخیر ما کتبت فیها واعوذ بک من شرها ومن شر ما کتبت فیها اللهم ارزقنی خیرها واعذنی من شرها وحببنا الی اهلها وحبب صالحی اهلها الینا (اے علی جب تجھے کوئی سختی درپیش ہو تو پڑھ اللہم انی اسئلک بحق محمد وآل محمد ان تنجینی (اے اللہ مجھے بحق محمد وآل محمد نجات عطا فرما) اور جب کسی شہر یا قصبہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اسے دیکھ کر پڑھ اللھم انی اسئلک خیر هذه المدینة تا الینا آخر تک (اے اللہ اس شہر کی بہتری طلب کرتا ہوں اور اس چیز کی بہتری جو تو نے اس میں لکھی ہے اور اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس کے اندر لکھی ہے پناہ مانگتا ہوں۔ اے مجھے اس کی بہتری نصیب فرما اور اس کے شر سے پناہ دے اور ہمیں اس کے رہنے والوں کی طرف محبوب فرما۔ اور اس کے نیک بندوں کو ہمارے لئے محبوب بنا۔) یا علی اذا نزلت منزلا فقل اللهم انزلنا منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین ترزق خیره ویدفع عنک شره (اے علی جب تو کسی مقام میں اترے تو دعا مانگ۔ کہ اے خدا ہمیں اچھا اتارنا اتار اور تو بہتر اتارنے والوں کا ہے۔ تو اس مقام کی بہتری عطا کیا جائے گا اور اس کا شر تجھ سے دفع کیا جائے گا۔)

Marfat.com

یا علی ایاك والمرائی فانه لاتعقل حکمته ولا تؤمن فتنته (اے علی ریاکار آدمی سے بچ کیونکہ اس کی تدبیر غیر معقول ہوتی ہے اور اس کے فتنے سے امن نہیں ہوتا) یا علی ایاك والدخول الی الحمام بلامیزر فانه ملعون الناظر والمنظور الیه (اے علی خبردار حمام میں بغیر پردے کے داخل مت ہونا۔ کیونکہ شرمگاہ کے دیکھنے اور دکھانے والا دونوں ملعون ہیں۔) یا علی لا تختم بالسبابة والوسطی فانه من فعل قوم لوط. (اے علی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگشتری نہ پہن۔ کیونکہ یہ قوم لوط علیہ السلام کا عمل ہے۔) یا علی لا تلبس المعصفر ولا تبت فی ملحفة حمراء فانها محتضرة الشیطان (اے علی عصفر (یمن میں ایک زرد رنگ کی گھاس ہوتی ہے) کے رنگے ہوئے کپڑے کو مت پہن اور نہ رات کو سرخ لحاف اوڑھ کیونکہ یہ شیطان کے حاضر ہونے کی چیزیں ہیں۔) یا علی لا تقرأ وانت راکع ولا ساجد (اے علی رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن مت پڑھ) یا علی ایاك والمجادلة فانها تحبط الاعمال (اے علی جھگڑے بازی سے بچ کیونکہ یہ اعمال کو ضائع کرتا ہے) یا علی لا تنهر السائل ولو جاء علی فرس، واعطه فان الصدقة تقع بید الله قبل ان تقع بید السائل۔ (اے علی سائل کو مت جھڑک اگرچہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے۔ اور اسے خیرات دے۔ کیونکہ صدقہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں واقع ہوتا ہے) یا علی باکر بالصدقة فان البلاء لا یتخطی الصدقة (اے علی صبح سویرے صدقہ کیا کر کیونکہ مصیبت صدقہ سے تجاوز نہیں کر سکتی۔) یا علی علیك بحسن الخلق فانك تدرك بذلك درجة الصائم القائم (اے علی لازم کر حسن خلق کو کیونکہ اس سے تجھے روزہ دار نمازی کا ثواب ملیگا۔) یا علی ایاك والغضب فان الشیطان اقدر ما یکون علی ابن آدم اذا غضب (اے علی غصہ سے بچ کیونکہ شیطان کو غصہ کی حالت میں انسان پر سب سے زیادہ قابو ہوتا ہے) یا علی ایاك والمزاح فانه یذهب ببهاء ابن آدم ونشاطه (اے علی (بیہودہ) مسخری کرنے سے بچ کیونکہ یہ آدمی کی وجاہت اور دل کی فراخی کو ضائع کرتی ہے۔) یا علی علیك بقراءة قل هو الله احد فانها منهاة الفقر وایاك والزنا فان فیه ستة خصال ثلاثة منها فی الدنیا وثلاثة فی الآخرة واما التی فی الدنیا تعجل الفنا وتذهب الغناء وتمحق الرزق واما التی فی الآخرة فسوء الحساب وسخط رب الارباب عز وجل

Marfat.com

والخلود فی النار اوالخلوۃ شک الراوی (اے علی سورہ اخلاص کا پڑھنا لازم کر کیونکہ یہ فقر اور احتیاج کو روکنے والی ہے۔ اور زنا سے بچ۔ کیونکہ اس میں چھ باتیں ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ وہ تین جو دنیا میں ہیں۔ یہ ہیں کہ اس سے تکلیف جلدی آتی ہے۔ اور دولتمندی چلی جاتی ہے۔ اور رزق بند ہو جاتا ہے۔ اور وہ تین جو آخرت میں ہیں۔ وہ حساب کی برائی اور خدا کی ناراضگی اور آتش دوزخ میں ہمیشہ رہنا یا اکیلا رہنا ہے۔ راوی نے شک کیا ہے۔) یا علی واذا دخلت منزلك فسلم علی اهل بیتك یکثر خیر بیتك۔ (اے علی جب تو گھر میں جاوے تو اپنے اہل و عیال پہ سلام کر۔ تیرے گھر میں بہتری زیادہ ہو گی۔) یا علی احب الفقراء والمساکین یحبك الله (اے علی فقیروں اور مسکینوں کو دوست رکھ خدا تجھے دوست رکھیگا۔) یا علی لا تنهر المساکین والفقراء فتنهرك الملائکة یوم القیامة۔ (اے علی فقیروں اور مسکینوں کو مت جھڑک ورنہ بروز قیامت فرشتے تجھے جھڑکیں گے) یا علی علیك بالصدقة فانها تدفع عنك السوء (اے علی صدقہ دینا لازم پکڑ۔ کیونکہ یہ بُرائی کو دفع کرتا ہے) یا علی انفق واوسع علی عیالك ولا تخش من ذی العرش اقلالا (اے علی خرچ کئے جا اور اہل و عیال پر فراخی کر اور مالک عرش سے افلاس کا خطرہ نہ کر) یا علی اذا رکبت دابة فقل الحمد لله الذی کرمنا وهدانا للاسلام ومن علینا بمحمد علیه السلام الحمد لله الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون (اے علی جب تو جانور پر سوار ہو تو یہ پڑھا کر الحمد للہ الذی تا آخر (سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں عزت بخشی اور اسلام کی ہدایت فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے ہم پر احسان فرمایا سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمارے لئے یہ تابع فرما دیا اور ہم نے اس کی طرف لوٹنا ہے) یا علی لا تغضبن اذا قیل لك اتق الله فیسوك ذالك یوم القیامة (اے علی جب تجھے یہ کہا جاوے کہ خدا سے ڈر تو غصہ مت کرنا۔ ورنہ یہ بات تجھے قیامت میں تکلیف دے گی۔) یا علی ان الله یعجب من عبده اذا قال اللهم اغفر لی انه لا یغفر الذنوب الا انت یقول الله یا ملائکتی عبدی هذا علم انه لا یغفر الذنوب غیری اشهد وانی قد غفرت له (اے علی جب بندہ یہ کہتا ہے

Marfat.com

کہ اے اللہ مجھے بخش کیونکہ گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند آتی ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے فرشتو میرے اس بندے کو یقین ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔ تم گواہ رہو میں نے اُس کو بخش دیا) یا علی اذا لبست ثوبا جدیدا فقل بسم اللہ والحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واستغنی بہ عن الناس لم یبلغ الثوب رکبتیک حتی یغفر لک (اے علی جب تو نیا کپڑا پہنے تو یہ پڑھ بسم اللہ والحمد للہ تا عن الناس (خدا کے نام سے اور سب تعریف اس خدا کے لئے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور اُس کے ذریعے لوگوں سے بے نیاز ہوتا ہوں) تیرا کپڑا ٹخنوں تک نہیں پہنچیگا مگر تیرے گناہ اس سے پہلے بخش دئے جائیں گے۔) یا علی من لبس ثوبا جدیدا فکسی فقیرا او یتیما او عریانا او مسکینا کان فی جوار اللہ وامنہ وحفظہ ما دام علیہ منہ سلک (اے علی جس نے نیا کپڑا پہنا اور پھر فقیر یا یتیم یا ننگے اور مسکین کو پہنایا وہ خدا کے قرب میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ جب تک کہ اس کی ایک تار بھی اس پہ ہے) یا علی اذا دخلت السوق فقل حین تدخل بسم اللہ وباللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ یقول اللہ تعالیٰ عبدی ہذا ذکرنی والناس غافلون اشہدوا انی قد غفرت لہ (اے علی جب تو بازار میں داخل ہو۔ تو بوقت داخل ہونے کے بسم اللہ وباللہ تا عبدہ و رسولہ پڑھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بندے نے مجھے یاد کیا اور لوگ غافل ہیں گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا) یا علی ان اللہ یحب من یذکرہ فی الاسواق (اے علی اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے جو بازار میں اس کو یاد کرتا ہے) یا علی اذا دخلت المسجد فقل بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللہم افتح لی ابواب رحمتک اذا خرجت فقل بسم اللہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ اللہم افتح لی ابواب فضلک (اے علی جب تو مسجد میں داخل ہو تو یہ پڑھ بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ تا رحمتک (اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب باہر نکلے تو بسم اللہ تا فضلک پڑھ (اے اللہ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے) یا علی واذا سمعت المؤذن قل مثل مقالتہ یکتب لک مثل اجرہ (اے علی جب موذن کی اذان سنے تو تو بھی اسی طرح پڑھ کہ تیرے لئے بھی اس کے برابر ثواب لکھا جائے گا۔) یا علی اذا فرغت

Marfat.com

عن وضوءك فقل اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين تخرج من ذنوبك كيوم ولدتك امك وتفتح لك ثمانية ابواب الجنة يقال ادخل من ايها شئت (اے علی جب وضو سے فارغ ہو تو یہ دعا مانگ اشہد ان لا الہ تا من المتطہرین (اے اللہ مجھے توبہ کرنیوالوں سے بنا اور پاکیزہ لوگوں سے) تو گناہوں سے ایسا نکل جائے گا۔ جیسا کہ ماں کے جننے کے وقت تھا۔ اور تیرے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھولے جائیں گے اور کہا جائے گا۔ کہ جس سے چاہے داخل ہو) یا علی اذا فرغت من طعامك فقل الحمد لله الذى اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين۔ (اے علی جب تو طعام سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھ الحمد للہ الذی تا مسلمین (سب تعریف اس ذات کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا) یا علی اذا شربت ماءً فقل الحمد لله الذى سقانا ماءً جعله عذبا فراتا برحمته ولم يجعله ملحاً اجاجاً بذنوبنا نكتب شاكرا۔ (اے علی جب تو پانی پیئے تو یہ دعا مانگ الحمد للہ الذی تا بذنوبنا (سب تعریف اس ذات کے لئے جس نے ہمیں پانی پلایا اور اُسے اپنی رحمت سے ٹھنڈا میٹھا بنایا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے کڑوا نمکین نہیں بنایا۔) یا علی اياك والكذب فان الكذب يسود الوجه ولا يزال الرجل يكذب حتى يسمى عند الله كاذبا ويصدق حتى يسمى عند الله صادقا فان الكذب مجانب الايمان (اے علی جھوٹ سے پرہیز کر کیونکہ یہ انسان کے منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اور انسان ہمیشہ جھوٹ بولتے بولتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ خدا کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔ اور سچ بولتے بولتے اس درجہ پہ پہنچتا ہے۔ کہ خدا کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے۔ بے شک جھوٹ ایمان سے دور کر دیتا ہے۔) یا علی لا تغتاب احدا فان الغيبة تفطر الصائم والذى يغتاب الناس ياكل لحمه يوم القيامة (اے علی کسی کی غیبت مت کر کیونکہ غیبت روزہ دار کا روزہ توڑ دیتی ہے اور جو شخص لوگوں کی غیبت کرتا ہے قیامت کے دن اپنا گوشت کھائے گا۔) یا علی اياك والنميمة فلا يدخل الجنة قتات يعنى النمام (اے علی چغلی سے بچ کیونکہ چغل خور بہشت میں داخل نہ ہوگا) یا علی لا تحلف بالله كاذبا ولا صادقا (اے علی سچی جھوٹی قسم خدا کے نام کے ساتھ مت اٹھا۔) یا علی لا تجعلوا الله عرضة لايمانكم ان الله لا يرحم

Marfat.com

ولا یخ کی من یحلف باللہ کاذبا (اے علی خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ مت بناؤ۔ بے شک خدا اس پر رحم نہیں کرتا اور نہ اُسے پاک کرتا ہے۔ جو اس کے نام کے ساتھ جھوٹی قسم اٹھاتا ہے۔) یا علی املک علیک لسانک وعودہ الخیر فان العبد یوم القیامۃ لیس علیہ شیٔ اشد خیفۃ من لسانہ۔ (اے علی اپنی زبان کو قابو میں رکھ کیونکہ انسان کے لئے قیامت کے دن زبان سے زیادہ خطرناک شئ اور کوئی نہیں۔) یا علی ایاک واللجاجۃ فانھا ندامۃ (اے علی جھگڑے بازی سے بچ کیونکہ یہ موجب پشیمانی ہے) یا علی ایاک والحرص فان الحرص اخرج اباک من الجنۃ (اے علی حرص سے بچ کیونکہ اسی نے تیرے باپ ابوالبشر کو بہشت سے نکالا) یا علی ایاک والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (اے علی حسد سے بچ کیونکہ یہ نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو) یا علی ویل لمن یکذب لیضحک الناس ویل لہ ویل لہ (اے علی ہلاکت ہے اس کے لئے جو اس لئے جھوٹ بولتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسائے۔ ایسے آدمی کے لئے ہلاکت ہو ہلاکت ہو۔) یا علی علیک بالسواک فانہ مطھرۃ للفم ومرضاۃ للرب تعالٰے ومجلات للاسنان (اے علی مسواک کو لازم کر کیونکہ یہ منہ کے لئے صفائی ہے اور خدا کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اور دانتوں کو صفا کرنے والا ہے) یا علی علیک بالتخلل فانہ لیس شیٔ ابغض الی الملائکۃ ان تری فی اسنان العبد طعاما فقال علی رضی اللہ تعالٰے عنہ قلت یارسول اللہ اخبرنی عن قولہ تعالٰی فتلقیٰ ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ ماھؤلاء الکلمۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالٰی اھبط ادم بارض الھند وحوا بجدہ والحیۃ باصفھان وابلیس ببیسان ولم یکن فی الجنۃ احسن من الحیۃ والطاؤس وکان للحیۃ قوائم کقوائم البعیر فلما دخل ابلیس لعنہ اللہ جوفھا اغوی ادم علیہ الصلوٰۃ والسلام وخدعہ فغضب اللہ تعالٰی علی الحیۃ فالقی عنھا قوائمھا وقال جعلت رزقک من التراب وجعلتک تمشین علی بطنک لا رحم اللہ من رحمک وغضب اللہ تعالٰی علی الطاؤس فمسخ رجلیہ لانہ کان دلیلا لابلیس علی الشجرۃ فمکث ادم علیہ السلام بارض الھند مائۃ سنۃ لایرفع

Marfat.com

رأسه الی السماء یبکی علی خطیئته و قد جلس جلسة الحزین فبعث جبرائیل علیه السلام فقال السلام علیك یا آدم الله عز وجل یقرئك السلام ویقول لك الم اخلقك بیدی و انفخ فیك من روحی الم اسجد الیك ملائکتی الم ازوجك حواء امتی ما هذا البکاء قال یا جبرائیل وما یمنعنی من البکاء وقال خرجت من جوار ربی قال له جبرئیل علیه السلام یا آدم تکلم بهؤلاء الکلمات فان الله تعالیٰ غافر ذنبك وقابل توبتك قال فما هی قال قل اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَكَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْءً اَوْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَارْحَمْنِیْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ سُبْحَانَكَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءً اَوْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءً اَوْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ فَھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ۔ (اے علی دانتوں میں خلال کرنے کو لازم کر کیونکہ فرشتوں کو اس سے بڑھ کر کوئی شئی ناپسند نہیں کہ انسان کے دانتوں میں طعام کو دیکھیں پھر حضرت علی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اللہ تعالےٰ کے اس قول سے خبر فرمائیے فتلقیٰ آدم من ربه کلمات (پس آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کلمات حاصل کر لیئے) یہ کلمات کون سے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہند میں اُتارا۔ اور حوا کو جدہ میں اور سانپ کو اصفہان میں ابلیس کو بیسان میں۔ اور مور اور سانپ سے زیادہ خوبصورت کوئی شئے نہ تھی۔ اور سانپ کے اونٹ کی طرح پاؤں تھے۔ پس جب ابلیس اس کے پیٹ میں داخل ہوا۔ اور حضرت آدم کو بہکایا تو خدا تعالیٰ سانپ پر ناراض ہوا۔ اور اس کے پاؤں میٹ دئے اور فرمایا کہ میں نے تیرا رزق مٹی سے بنایا ہے۔ اور تو اپنے پیٹ پر چلتا رہے گا خدا اس پر رحم نہ کرے جو تجھ پر رحم کرے۔ اور مور پر خدا تعالیٰ ناراض ہوا۔ اور اس کے پاؤں بگاڑ دئے۔ کیونکہ وہ شیطان کو درخت کی رہنمائی کرتا تھا۔ پس آدم علیہ السلام ہند میں ایک سو سال ٹھہرے رہے ایسی حالت میں کہ آسمان کی طرف سر نہیں اُٹھاتے تھے۔ اور اپنی لغزش پر روتے تھے۔ ایک دن آپ غمگین ہو کر بیٹھے تھے کہ حضرت جبریل کو اللہ تعالےٰ نے بھیجا۔

Marfat.com

اور آپ پر سلام فرما کر خدا کی طرف سے تحفہ سلام پیش کیا۔ اور عرض کی کہ حق تعالیٰ آپ کو فرماتے ہیں۔ کہ کیا میں نے تجھے اپنے قدرت کے ہاتھوں سے نہیں بنایا اور اپنی روح تجھ میں نہیں پھونکی۔ کیا میں نے تجھے مسجود ملائکہ نہیں بنایا۔ اور حضرت حوّا کو تیری بیوی نہیں بنایا۔ پھر یہ رونا کیسا ہے۔ حضرت آدم نے فرمایا۔ اے جبریل میں کیسے نہ روؤں حالانکہ خدا کی ہمسائیگی سے دور کیا گیا ہوں۔ حضرت جبریل نے فرمایا۔ کہ یہ کلمات بول خدا تیری غلطی معاف کرنے والا ہے اور تجھ پر رحمت کے ساتھ رجوع کرنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کلمات کون سے ہیں؟ تب یہ کلمات ارشاد فرمائے جو مذکور ہیں۔ اللّٰھم انی اسئلك تا آخر (اے اللہ میں تجھ سے بوسیلۂ محمد و آل محمد سوال کرتا ہوں۔ تو پاک ہے تو ہی عبادت کے لائق ہے۔ میں نے غلطی کی اور اپنے نفس پر ظلم کیا۔ تو معاف فرما تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں تو ہی سب سے بڑا رحم کرنیوالا ہے)

یاعلی وانھاك عن حیات البیوت الا الا فطس والابتر فانھما شیطانان۔ (اے علی میں تجھے گھریلو سانپوں کے مارنے سے منع کرتا ہوں مگر دو سانپوں سے ایک وہ سانپ جس کے سر پر سفید نشان ہوتا ہے۔ اور دوسرا وہ جس کا دم کٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دونو شیطان ہیں) یاعلی واذا رأیت حیة فی رحلك فلا تقتلھا حتے تحرج علیھا ثلاثا فان عادت الرابعة فاقتلھا (اے علی جب تو سانپ اپنے ڈیرے پر دیکھے تو اس کو مت قتل کر یہاں تک کہ اُس پر تین بار یہ ظاہر کر کہ ہم تجھ سے تکلیف میں ہیں۔ پس اگر چوتھی بار پھر آئے تو قتل کر دے) یاعلی واذا رأیت حیة فی الطریق فاقتلھا فانی قد اشترطت علی الجنی ان لا یظھروا فی صورة الحیات فی الطریق فمن فعل خلے بنفسه للقتل (اے علی جب تجھے راستے میں سانپ نظر آئے تو اُسے مار دے۔ کیونکہ میں نے جنات سے یہ شرط کی ہے کہ راستے میں سانپ بن کر ظاہر نہ ہوں۔ پس جو ایسا کرے اُس نے اپنے آپ کو خود قتل کے لئے پیش کیا)

یاعلی اربع خصال من الشقاء جمود العین وقساوة القلب وبعد الامل وحب الدنیا (اے علی چار عادتیں بدبختی سے ہیں۔ آنکھوں کا رونے سے خشک ہونا اور دل کی سختی۔ اور آرزوؤں کا لمبا ہونا اور دنیا کی محبت۔) یاعلی انھاك عن اربع خصال عظام الحسد والحرص والغضب والکذب (اے تجھے چار بڑی خصلتوں سے منع کرتا ہوں۔ حسد۔

Marfat.com

حرص۔ غصہ۔ جھوٹ ۔) یا علی الا انبئک بشر الناس قال قلت بلی یا رسول اللہ قال من سافر وحدہ و منع رفدہ و ضرب عبدہ الا انبئک بشر من ھٰؤلاء جمیعاً قال قلت بلی رسول اللہ قال من لا یرجی خیرہ ولا یؤمن شرہ (اے علی کیا تجھے لوگوں سے بدترین آدمی نہ بتاؤں عرض کی ہاں فرمایا جو اکیلا سفر کرے۔ اور دوسرے سے اپنا عطیہ روک رکھے اور اپنے غلام کو مارے۔ کیا تجھے ان سے بدترین آدمی نہ بتاؤں عرض کیا ہاں فرمایا۔ جس کی اچھائی کی امید نہ ہو اور جس کے شر سے امن نہ ہو۔) یا علی اذا صلیت علی جنازۃ فقل اَللّٰھُمَّ ھٰذا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ مَاضٍ فِیْہِ حُکْمُکَ خَلَقْتَہٗ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا مَذْکُوْرًا نَزَلَ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ لَقِّنْہُ حُجَّتَہٗ وَ اَلْحِقْہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَثَبِّتْہُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فَاِنَّہٗ اِفْتَقَرَ اِلَیْکَ وَ اسْتَغْنَیْتَ عَنْہُ کَانَ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ زَاکِیًا فَزَکِّہٖ وَاِنْ کَانَ خَاطِئًا فَاغْفِرْ لَہٗ (اے علی جب تو نماز جنازہ پڑھے تو یہ دعا مانگ۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُکَ تا آخر (اے خدا یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے اور باندی کا بیٹا ہے تیرا حکم اس میں جاری ہے تو نے اسے پیدا کیا ہے۔ تیرے پاس آ رہا ۔تو اسے معاف فرما۔ اور رحم کر اور ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر۔) یا علی واذا صلیت جنازۃ امرأۃ فقل اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ اَحْیَیْتَھَا وَاَنْتَ اَمَتَّھَا تَعْلَمُ سِرَّھَا وَعَلَانِیَتَھَا جِئْنَاکَ شُفَعَاءَ لَھَا فَاغْفِرْ لَھَا وَارْحَمْھَا وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھَا وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھَا واذا صلیت علی طفل فقل اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِوَالِدَیْہِ سَلَفًا وَاجْعَلْہُ لَھُمَا رُشْدًا وَاجْعَلْہُ لَھُمَا نُوْرًا وَاجْعَلْہُ لَھُمَا فَرَطًا وَاَعْقِبْ وَالِدَیْہِ الْجَنَّۃَ وَلَا تَحْرِمْھُمَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنْھُمَا بَعْدَہٗ۔ (اے علی اور جب عورت کا جنازہ پڑھے۔ تو یہ دعا مانگ (اللھم انت تا بعدھا) اے اللہ تو نے اس کو پیدا فرمایا۔ اور تو نے زندہ کیا اور تو نے ہی اُسے وفات دی۔ تو اس کے مخفی اور ظاہر حالات جانتا ہے۔ ہم اس کی سفارش کے لئے حاضر ہوئے ہیں اسے مغفرت فرما اور اس پر رحم کر اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرما۔ اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال۔ اور جب بچے کا جنازہ

Marfat.com

پڑھے تو یہ دعا مانگ (اللھم اجعلہ لوالدیہ تا آخر اے خدا اس کو والدین کے لئے پیش رو اور ذخیرہ اور رشد اور نور بنا اور ان کو اس کے بدلے میں جنت نصیب فرما اور ان کو اس کے اجر سے محروم نہ کر اور فتنہ میں نہ ڈال) **یا علی** اذا توضأت فقل اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ وَتَمَامَ مَغْفِرَتِکَ وَرِضْوَانِکَ (اے علی وضو کے وقت یہ دعا پڑھا کر (اللھم انی اسئلک تا آخر) اے خدا تجھ سے وضو کے مکمل ہونے کا سوال کرتا ہوں اور تیری بخشش اور رضامندی طلب کرتا ہوں۔) **یا علی** ان العبد المؤمن اذا اتی علیہ اربعون سنۃ امنہ اللہ من البلایا الثلاثۃ الجنون والجذام والبرص واذا اتت علیہ ستون سنۃ نھو فی اقبال و بعد الستین فی ادبار ورزقہ اللہ الانابۃ فیما یحب واذا اتت علیہ سبعون سنۃ احبہ اھل السموات وصالحوا اھل الارض واذا اتت علیہ ثمانون سنۃ کتبت لہ حسناتہ ومحیت عنہ سیئاتہ واذا اتت علیہ تسعون سنۃ غفر اللہ لہ ماتقدم من ذنبہ وما تاخر واذا اتت علیہ مائۃ سنۃ کتب اللہ اسمہ فی السمآء اسیر اللہ فی ارضہ وکان جلیس اللہ تعالیٰ (اے علی جب مومن آدمی چالیس برس کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو تین مصیبتوں سے بے خوف کر دیتا ہے۔ جنون۔ جذام اور برص سے۔ اور جب ساٹھ برس کا ہوتا ہے تو وہ ترقی میں ہوتا ہے اور جب ساٹھ سے بڑھتا ہے۔ تو تنزل میں اور اللہ تعالےٰ اس کو توبہ نصیب کرتا ہے۔ اور جب ستر برس کا ہوتا ہے۔ تو اس کو آسمان والے اور نیک لوگ زمین والے دوست رکھتے ہیں۔ اور جب اسی برس کا ہوتا ہے۔ تو اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اور جب نوے برس کا ہوتا ہے۔ تو اس کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اور جب سو برس کا ہوجاتا ہے۔ تو زمین میں خدا کا اسیر لکھا جاتا ہے۔ اور وہ خدا کا جلیس ہوتا ہے۔) **یا علی** احفظ وصیتی احفظ وصیتی انک علی الحق والحق معک ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ وصلی وسلم علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ واٰخر دعوٰنا ان الحمد

Marfat.com

لله رب العالمین۔ (اے علی میری یہ وصیت یاد رکھ۔ یاد رکھ۔ بے شک تو حق پر ہے۔ اور حق تیرے ساتھ ہے۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول چوک گئے۔ تو ہمیں مواخذہ نہ فرمانا۔ اور صلوٰۃ وسلام نازل فرما ہمارے سردار جناب محمد علیہ السلام اور آپ کی آل پر۔ اور ہماری آخری دعا یہ ہے کہ سب تعریف اللہ پروردگار عالمین کے لئے ہے)

ختم شد

ترجمہ احادیث ماخوذہ از فتوحات مکیہ جلد چہارم حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ از دست احقر العباد فیض احمد مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف۔

تمت

یقول مصححہ الحافظ الغازی عفی عنہ حمداً لمن انعم علینا باظہار الحق فی معنی کلمۃ التوحید ونجانا من شبہات مولوی وصوفی عبدالرحمن لکھنوی علی لسان العلامۃ الفاضل والولی الکامل معدن العلوم الظاہریۃ ومنبع الفیوض الباطنیۃ حاج الحرمین الشریفین السید الجیلانی سیدنا ومرشدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ ساکن گولڑہ شریف افاض اللہ علینا من برکاتہم وصلوٰۃ وسلاماً علی من قال ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار۔ اما بعد فقد تم بحمدہٖ تعالیٰ طبع الکتاب المستطاب المسمی بتحقیق الحق فی کلمۃ الحق فی شہر جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ من الہجرۃ النبویۃ علی صاحبہا الوف من الصلوٰۃ والالاف من التحیۃ

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی تصحیح حضرت مولانا حافظ محمد غازی صاحب مرحوم مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف نے کی اور اس دوسرے ایڈیشن کی تصحیح مکرمی مولینا عبدالرحمن صاحب بنگوی اور بندۂ ناچیز فیض احمد مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف نے کی اللہ تعالیٰ بطفیل حضرت قبلہ عالمؒ اور آپکے اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہم سب پر رحم فرمائے آمین۔

طبع ثانی بمعہ ترجمہ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق مارچ ۱۹۶۲ء میں ہوئی۔

Marfat.com

استفتاء

حامداً و مصلیاً۔ سیدی و سندی روحی و روحی لا زالت شموس افاضتکم

ہدیہ سلام مسنون۔ بعد ادائے اشتیاق مشحون قبول ہو۔ اما بعد معروض آنکہ ایک حیوان مسروقہ جس کے مالک کا کچھ پتہ نہیں ملتا اور کسی دور علاقہ سے سرقہ ہو کر دست بدست فروخت ہو رہا ہے اسکا خریدنا جائز ہے یا نہیں۔ ایک عزیز دریافت فرماتے ہیں اور حیوان مذکور جو اسپ مادی ہے خریدنا چاہتے ہیں۔ بائع حکام کی گرفت کا ذمہ لیتا ہے اور ہر طرح بخوبی ظاہر کرتا ہے۔ جواب باصواب سے سرفراز فرمایا جاوے۔ ۲۔ بازاری عورتیں جو اپنے خاوند زندہ چھوڑ کر بیٹھ جاتی ہیں انکا نکاح باقی رہتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے اگر ٹوٹتا ہے تو کیوں اور کس طرح۔ بعض اہل علم علماء غیر مقلدین سے فسخ نکاح کا فتوے دیتے ہیں۔ جواب مفصل اور مدلل ہو۔

۳۔ احتیاط بعد جمعہ کی نیت کسطرح کی جاوے۔ وہ الفاظ ارقام فرما دیں اور یہ کہ دو رکعت نماز جمعہ کے بعد ہی چار رکعت نماز احتیاط ادا کی جاویں یا چار رکعت سنت بعد جمعہ پڑھ کر پھر چار رکعت نماز احتیاط ادا کی جاوے۔

۴۔ ایک چھوٹی مسجد جو آبادی میں گھر گئی ہو اور بجائے اسکے دوسری جگہ مسجد تعمیر کی جاوے۔ اس پہلی مسجد کو شہید کرنا جائز ہے۔ یا نہیں ؟ اس کے مقفل اور بند رہنے سے اندیشہ نقب وغیرہ ہے۔ بینوا توجروا۔

۵۔ راستہ میں چلتے ہوئے درود شریف پڑھنا اور بے وضو درود شریف پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

۶۔ بصورت اندیشہ زنا منکوحہ مفقود الخبر جو سات برس سے مفقود الخبر ہو دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ مولوی غلام محمد صاحب مدرس اول نعمانیہ فتوی عدم جواز بر نکاح بحوالہ کتب فقہ تحریر فرماتے ہیں۔ فقہاء کے قیود اور عدم جواز نکاح منکوحہ مفقود ہی تکلیف پیدا کرتا ہے۔ جو بہ نسبت دیگر اقوام میں عدم جواز نکاح ثانی سے ہے۔ جو لا یکلف اللہ نفسا کی رخصت کے منافی ہے۔ فقط نیاز۔ محبوب عالم از ستراہ۔

الجواب ھو الصواب

۱۔ بیع مال مسروقہ مثل بیع مال المغصوب و مال الغیر بغیر اذن مالک وغیرہ کے ہے۔ اس صورت میں بیع اول فاسد ہے۔ جس کا حکم فسخ العقد ہے لیکن مشتری اول بعد القبض مالک مشتری ہو جاتا ہے۔ پس اگر بعد القبض مشتری اول اصرار کرے اور بائع اول کے سوا دوسرے شخص کے ہاتھ اس مبیعہ کو بہ بیع صحیح فروخت کر دے تو یہ بیع نافذ ہو جاویگی۔ اور جمیع تصرفات مشتری کے لئے درست و جائز ہو جائیں گے۔ چنانچہ در مختار میں ہے۔ فان باعہ ای باع المشتری فاسدا بیعا صحیحا باتا بغیر بائعہ او وھبہ

Marfat.com

وسلمه او اعتقه بعد قبضه او رهنه او اوصى به نفذ البيع الفاسد فى جميع ما مر وامتنع الفسخ لتعلق حق العبد به اور کنز وغیرہ میں ہے۔ ولكل منهما فسخه الا ان يبيع المشتري او يهب الخ۔

ع۲۔ بازاری عورتیں جن کے خاوند زندہ ہیں۔ اور پیشہ بدکاری اختیار کر کے بیٹھ گئی ہیں ان کا نکاح بدستور قائم ہے۔ زنا موجب فسخ نکاح نہیں ہے۔ تاوقتیکہ خاوند طلاق نہ دے یا احد الزوجین من العیاذ باللہ ارتداد نہ پایا جائے یا زانیہ منتحلة الزنا نہ ہو نکاح قائم رہیگا۔

ع۳۔ احتیاطی بعد الجمعہ کی نیت فقہاء کرام نے بایں الفاظ نقل فرمائی ہے۔ نويت ان اصلى اربعا آخر فرض ادركت وقته ولم اوده اور یہ چار رکعت احتیاطی بعد سنت الجمعہ پڑھنی چاہئیں۔

ع۴۔ مسجد دائماً مسجد ہی باقی رہیگی خواہ مکانات کے اندر آجائے یا میدان میں رہے اس کا شہید کرنا جائز نہیں ہے اگر آمد و رفت نمازیوں کی اس مسجد میں نہیں ہو سکتی ہے تو بحفاظت تمام اس کو مقفل کر دینا چاہیئے۔ ہاں اگر وہ مسجد ابتداءً ہی سے عبارت ذیل کی مصداق ہے۔ تو اس کو شہید کر کے مکان وغیرہ بنا لینا درست ہے۔ ومن جعل مسجدا تحته سرداب او فوقه بيت وجعل باب المسجد الى الطريق وعزله عن ملكه فله ان يبيعه وان مات يورث عنه لانه لم يخلص لله تعالى لبقاء حق العبد متعلقا به وكذالك ان اتخذ وسط داره مسجدا واذن للناس بالدخول فيه۔

ع۵۔ بے وضو اور ناپاک راستہ میں درود شریف پڑھنا بے ادبی ہے۔ ہاں اگر راستہ پاک ہے۔ تو چلتے پھرتے درود شریف پڑھنا کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر فائدہ بغیر حضور قلب نہیں۔ اور وہ غالباً بیٹھ کر پڑھنے سے ہوتا ہے۔ الا بعض مشتاق صاحب استغراق ہر طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ع۶۔ حنفیہ کے نزدیک زوجہ مفقود الخبر کی مدت نوے سال یا کم و بیش ہے۔ مگر مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک چار سال مع عدت وفات گذارنے کے بعد زوجہ مفقود الخبر کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے۔ اور ضرورت کے وقت حضرات احناف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی اس پر فتوے دینا درست فرمایا ہے۔ جیسا کہ شامی وغیرہ میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ بقلم خود از گولڑا

(جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب چھاپنے کا قصد نہ کرے)

اشتہار

واضح ہو کہ کتاب کلمۃ الحق تصنیف مولوی وصوفی عبدالرحمن مرحوم لکھنوی جس کا مضمون یہ ہے کہ معنی کلمہ توحید کے یہ ہیں۔ کہ بُت عین اللہ ہیں نہ غیر اور اسی پر دال ہیں نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ علے صاحبہا التحیۃ اور کل امت مرحومہ ساتھ اس عقیدہ کے مکلف ہے۔ اگرچہ توحید وجودی نزدیک صوفیہ محققین کے حق ہے مثل شیخ اکبر و عارف جامی و شاہ عبدالعزیز وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم مگر کل امت کا مکلف ہونا ساتھ اس عقیدہ کے اور اس کو نصوص واحادیث سے بعبارت النص ثابت کرنا اور معنے کلمہ توحید کے بطرز مذکور بیان کرنا اور کل علماء کو غلطی پر محمول کرنا اس میں صوفی صاحب مذکور منفرد ہیں۔ اور آجتک کتاب مذکور کا جواب کسی سے شائع نہ ہوا تھا الحمد للہ والمنتہ کہ ان ایام میں بباعث استدعا بعض علماء حضرت پیر صاحب سیدنا ومرشدنا السید الجیلانی پیر **مہر علی شاہ** ساکن گولڑہ شریف نے سرسری طور پر چند اوراق اظہار الحق فی جواب کلمۃ الحق تحریر فرمائے۔ علاوہ جواب کے اس کتاب میں اور فوائد بھی مندرج ہیں۔ تحقیق توحید الوجودی وما یتعلق بہ وشمائل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ووصایا لابی ہریرۃ وعلی رضی اللہ عنہم۔ لہذا اس کتاب کا چھپوانا ضروری تھا۔ تاکہ فائدہ عام ہو۔

حافظ غازی عفی عنہ ساکن گولڑہ شریف

(از الصحہ خشی لکاتبہ فانی محمد نور عالم)

Marfat.com